میری امت کی ایک جماعت ہر دور میں حق کی بنیاد پر غالب رہے گی۔ مسلم

دستاویز تذکرۃ المحدثین

محدثین عظیم اور ان کے علمی کارناموں کے تذکرہ پر مشتمل مختصر اور جامع حوالہ جاتی کتاب

تالیف

ملک سکندر حیات نسوآنہ

فاضل علوم اسلامیہ ناظم الحدیث اکیڈمک علوم اسلامیہ لائبریری

نظر ثانی حافظ رب نواز M.A

فاضل علوم اسلامیہ خطیب اسلام آباد

دستاویز تذکرۃ المحدثین

محدثین عظیم اوران کے علمی کارناموں کے تذکرہ پرمشتمل مختصراورجامع حوالہ جاتی کتاب

****

میری امت کی ایک جماعت ہردورمیں حق کی بنیادپرغالب رہےگی۔مسلم

دستاویزتذکرۃ المحدثین

محدثین عظیم اوران کےعلمی کارناموں کےتذکرہ پرمشتمل مختصراورجامع حوالہ جاتی کتاب

تالیف

ملک سکندر حیات نسوآنہ

الحدیث اکیڈمک علوم اسلامیہ لائبریری ھذا سرگودھا

-<{[انتساب]}>-

►{دین اسلام کے ہر داعی ومبلغ کے نام}◄

* کہ جو اشاعت دین میں سرگرم عمل ہے۔

* محدثین سے محبت کرتا ہے۔

* طلبِ علم حدیث کے لیے سرگرم سرگرداں اور کوشاں ہے۔

* دنیا میں ہر سوعلم حدیث کے فروغ کی خواہش رکھتا ہے۔

* اورحدیث رسول ۔ فرمان رسول اور حکم رسول کا بول بالا اس کی زندگی کا محور و مرکز اور مقصد ہے۔

مالک کائنات سے دعا ہے کہ

* قال اللّٰہ اور قال الرسول کے دلنواز ترانوں میں اس کی صبحیں اور شامیں گزریں۔ آمین یا رب العالمین

فہرست مضامین

دستاویزتذکرۃ المحدثین

دستاویزتذکرۃ المحدثین

مقدمہ

جب شبلی نعمانی نے سیرۃ النعمان لکھی تو مولانا شمس الحق عظیم آبادیؒ نے مولانا عبدالسلام مبارکپوریؒ سے سیرۃالبخاری لکھوائی اور عبدالعزیز رحیم آبادیؒ نے حسن البیان فیما فی سیرۃ النعمان لکھی تو شبلی نے یہ کتاب پڑھ کر سیرۃالنعمان سے اپنے تحریر کردہ بہت سے حصے نکال دیے اب بھی بہت سے تسامحات موجود ہیں حسن البیان کی اشاعت کے بعد شبلی نے اپنے قلم کا رخ فروعی مسائل سے علمی و تعلیمی خدمات کی طرف موڑ دیا۔
رائیس احمد جعفری ندوی اور پروفیسر غلام احمد حریری نے شیخ ابو زہرہ مصری اشعری کی کتابیں "امام ابو حنیفہ"،"امام مالک"،"امام شافعی" "امام احمدابن حنبل" کے ترجمے کر کے شائع اور مقبول کیے۔ مولانا عبدالسلام ندوی نے "حکمائے اسلام" اور "حیات امام رازی" لکھ کر اور محمد حنیف ندوی نے "تعلیمات غزالی"."افکار غزالی"، "سرگزشت غزالی"،"ترجمہ تہافت الفلاسفہ" .اور"افکار ابن خلدون" لکھ کر اغیار کے ہاتھ مضبوط کیے ہیں۔
بریلویوں نے "تذکرۃ المدثین" لکھی دیوبندیوں نے "سرتاج محدثین" لکھی اور تقی الدین ندوی نے "محدثین عظیم اور انکے علمی کارنامے" لکھی لیکن افسوس کسی اہلحدیث عالم نے کتاب تذکرۃ المحدثین نہیں لکھی. عبدالرشید عراقی نے "کاروان حدیث" لکھی تھی جو اب نایاب ھے. عبدالخالق قدوسیؒ "تاریخ اہلحدیث" 14 جلدوں میں لکھ رہے تھے ہر صدی پر ایک جلد تھی جس میں اُس صدی کے اکابر علمائے اہلحدیث کا تذکرہ تھا لیکن افسوس آپ کی 1987ء میں شہادت کی وجہ سے کتاب مکمل نہ ہو سکی۔ "صغیر احمد بہاریؒ رابطہ عالم اسلامی مکہ" نے اپنی کتاب "صراط مستقیم اور اختلاف امت" میں "تاریخ طبقات اہلحدیث" لکھنے کا وعدہ کیا تھا لیکن آپ نے کتاب نہیں لکھی "تذکرۃ الحفاظ" ذہبیؒ کا ترجمہ منیر احمد سلفی نے شائع کیا ہے اگر اس کے ساتھ "ذیل طبقات" ابن فہد مکیؒ و السیوطیؒ کا ترجمہ کراکے شامل کر لیتے تو اردو دان طبقے کی ضرورت بڑی حد تک پوری ہو جاتی۔
"تذکرۃالمحدثین" ضیا الدین اصلاحی دار المصنفین اعظم گڑھ دو جلدیں ایک مستند جامع اور مفصل کتاب ہے لیکن اس میں بہت سے اکابر محدثین کے تذکار رہ گے ہیں. میں نے ان ہی اکابر صاحب تصنیف (جنوں نے کوئی حدیث کامجموعہ لکھا ہے) کے تذکار اس کتاب "دستاویز

تذکرۃ المحدثین” میں لکھے ہیں یہ کتاب مستند،جامع،مفصل اور حوالہ جاتی ہے ۔محمد اکرم ریحان ایم. فل اسلامیات نے کتاب کی تیاری میں میری بھرپور مدد کی میں ان کا شکر گزار ہوں۔ ۔ ---

ملک سکندر حیات نسوآنہ

الحدیث اکیڈمک علوم اسلامیہ

لائبریری ھڈا سرگودھا

25 اپریل 2020ءیکم رمضان1441ھ

بڑے مجموعہ ہائے احادیث

❋1۔ جمع الجوامع۔السیوطیؒ۔تبویب و ترتیب بنام کنزالعمال۔علی متقیؒ {888تا975ھ}تعداد احادیث۔ 46624 حذف مکررات کے بعدتیس ہزار۔

❄2۔ مصنف۔ امام ابن ابی شیبہؒ{159تا235ھ}تعداد احادیث۔ 37930۔

❋3۔ الکتب الستہ۔دارالسلام۔الریاض۔تعداد احادیث۔34456۔

❄4۔ منتخب کنزالعمال۔علی متقی۔تعداد احادیث تیس ہزار تقریباً۔

❋5۔ مسندامام احمدؒ{164تا241ھ}تعداد احادیث۔27647حذف مکررات کے بعد۔13341۔مسندزوائد۔الھیثمی۔5153 احادیث۔

❄6۔معجم الکبیر۔امام طبرانیؒ{260تا360ھ}تعداد احادیث۔ 27000 تقریباً۔طبع سلفیہ نامکمل۔22021 احادیث۔

❋7۔ سنن کبریٰ۔امام البیہقیؒ{384تا458ھ}تعداد احادیث۔21812۔

❄8۔ مصنف۔امام عبدالرزاقؒ{126تا211ھ}تعداد احادیث۔21033۔

❋9۔مجمع الزوائد۔امام الھیثمیؒ{735تا807ھ}تعاد احادیث۔ 18776۔

❄10۔ صحیح جامع الکامل۔ڈاکٹرضیاءالرحمان اعظمی۔ولادت۔ 1943ء۔تمام صحیح احادیث۔16546۔

❋11۔ معجم الحدیث۔امام البانیؒ {1914تا1999ء}تعداد احادیث۔ 16000۔

❄12۔ جامع صغیر۔السیوطیؒ{849تا911ھ}تعداد احادیث۔14670۔ صحیح۔8202۔ضعیف۔6468۔

13۔ جامع المسانید و السنن۔امام ابن کثیرؒ{700تا774}تعداد احادیث۔13547۔

❄14۔جامع شب الایمان۔البیہقیؒ۔تعداد احادیث۔10756۔

15۔جمع الفوائد من جامع الاصول و مجمع الزوائد۔محمدبن سلیمان المغربیؒ{1037تا1094}تعداد احادیث۔10131۔

❄16۔ جامع الاصول فی احادیث الرسول۔امام ابن اثیرؒ{544تا606ھ}تعداداحادیث۔9523۔

17۔ معجم الاوسط۔طبرانیؒ۔تعداداحادیث۔9489۔

❄18۔ صحیح الجامع الصغیر۔امام البانیؒ۔تعداد احادیث۔8202۔

19۔ جامع المسانید۔امام ابن جوزیؒ{510تا597ھ}تعداداحادیث۔7797۔

❄20۔ صحیح۔امام ابن حبانؒ{275تا354ھ}تعداداحادیث۔7448 ہے۔الہیثمی کی تحقیق کے مطابق صحیح ابن حبان کی 4810 احادیث بخاری،مسلم میں ہیں۔علامہ البانیؒ کی تحقیق کے مطابق صحیح موارد الظمآن میں۔2237 احادیث اور ضعیف موارد الظمآن میں۔348 احادیث ہیں۔

3 امام محمد بن ادریس شافعیؒ

150ھ تا 204ھ

امام شافعی(پیدائش:رجب 150ھ اگست767ء— وفات: 30 رجب 204ھ/19 جنوری820ء) اہلسنت فقہی مذہب شافعی کے بانی ہیں۔ ان کے فقہی پیروکاروں کو شافعی (جمع شوافع) کہتے ہیں۔ امام شافعی کا عرصہ حیات مسلم دنیا کے عروج کا دور یعنی اسلامی عہد زریں ہے۔ خلافت عباسیہ کے زمانہ عروج میں بغداد میں مسلک شافعی کا بول بالا اور بعد ازاں مصر سے عام ہوا۔ مذہب شافعی کے پیروکار زیادہ تر مشرقی مصر، صومالیہ، ارتریا ، ایتھوپیا ، جبوتی ، سواحلی ساحل ، یمن، مشرق وسطیٰ کے کرد علاقوں میں ، داغستان ، فلسطین ، لبنان ، چیچنیا ، قفقاز ، انڈونیشیا ، ملائیشیا ، سری لنکاکے کچھ ساحلی علاقوں میں ، مالدیپ ، سنگاپور ، بھارت کے مسلم علاقوں ، میانمار ، تھائی لینڈ ، برونائی اور فلپائن میں پائے جاتے ہیں۔

1 نام و نسب

امام شافعی کا نسب اُن کے تلمیذ رشید ربیع بن سلیمان مرادی نے یوں بیان کیا ہے :
لقب ناصر الحدیث کنیت ابو عبد اللہ نام محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن سائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن مطلب بن عبد مناف قرشی مطلبی ہاشمی بنقُصَّیٰ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بنفہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خُزَیمہ بن مُدرِکَہبن اِلیاس بن مُضر بن نِزَار بن مَعَد بن عدنان۔آپ کے نسب میں ایک صحابی حضرت شافع بن سائب رضی اللہ عنہ ہوئے ہیں جن سے آپ کو شافعی کہا جاتا ہے۔
یہی نسب مورخ اسلام علامہ ابن کثیر الدمشقی نے البدایۃ والنہایۃ میں بیان کیا ہے۔ محقق ابن ندیم(متوفی 384ھ) نے الفہرست لابن ندیم میں امام شافعی کا یہی نسب بیان کیا ہے۔امام بیہقی(متوفی 458ھ) نے مناقب الشافعی میں یہی نسب بیان کیا ہے۔ امام الحافظ ذہبی (متوفی 748ھ) نے سیر اعلام النبلا میں یہی نسب بیان کیا ہے امام جلال الدین سیوطی (متوفی 911ھ) نے حسن المحاضرۃ میں امام شافعی کا یہی نسب بیان کیا ہے ۔قتیبہ بن سعید نے آپ کو امام کے لقب سے یاد کیا ہے امام اسحاق بن راہویہ جو امام محمد بن اسماعیل بخاری کے شیوخ میں سے ہیں، نے بھی آپ کو امامکے لقب سے یاد کیا ہے۔

2 والدین

امام شافعی کے والد ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن سائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن مطلب بن عبد مناف قرشی مطلبی ہاشمی ہیں ۔ امام شافعی کے نسب میں سائب صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ سائب بن عبید غزوہ بدر میں گرفتار ہونے کے بعد اسلام لائے ۔ بنی ہاشم کا علم اِن کے ہاتھ میں تھا۔ فدیہ اداء کرکے مسلمان ہو گئے اور لوگوں نے اِس پر تعجب کیا تو کہنے لگے : میں نے مسلمانوں کو اُن کے حق سے محروم کرنا پسند نہیں کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ ظاہری طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہت رکھتے تھے۔ ایک بار سائب بیمار ہوئے تو عمر فاروق اُن کی عیادت کو گئے۔ شافع نے اپنے والد سائب کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شرفِ ملاقات کو حاصل کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شافع بن سائب کو دیکھ کر فرمایا: " آدمی کی سعادت مندی ہے کہ وہ باپ کے مشابہ ہو۔" عثمان بن شافع تابعی ہیں جو امام شافعی کے پردادا ہیں ۔

امام شافعی کی والدہ فاطمہ بنت عبد اللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب تھیں۔ امام شافعی کی والدہ ہاشمیہ تھیں مگر خطیب بغدادی اور قاضی عیاض مالکی نے اُنہیں قبیلہ بنو الاَزد سے بتایا ہے۔ خطیب بغدادی اور قاضی عیاض مالکی نے لکھا ہے کہ امام شافعی کی والدہ قبیلہ بنو الاَزد سے تھیں جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ہے کہ: بنوالاَزد عرب کے عنصر ہیں۔

3 ولادت اور ابتدائی حالات

مشہور روایات کے مطابق امام شافعی کی ولادت ماہِ رجب 150ھ مطابق ماہِ اگست 767ء میں بمقام غزہ بلاد الشام (موجودہ فلسطین) میں ہوئی ربیع بن سلیمان مرادی کہتے ہیں کہ: امام شافعی اُس سال پیدا ہوئے جس سال امام ابوحنیفہ فوت ہوئے۔ امام شافعی کا اپنا قول ہے کہ میری ولادت 150ھ میں ملک شام کے شہر غزہ میں ہوئی اور 2 سال کی عمر میں مجھے مکہ لایا گیا، یعنی 152ھ مطابق 769ء میں۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ امام شافعی فرماتے ہیں کہ میں عسقلان میں پیدا ہوا اور دو سال کا ہوا تو میری والدہ مجھے مکہ لے آئیں۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ میں یمن میں پیدا ہوا اور میری والدہ کو خطرہ ہوا کہ کہیں میرا نسب یمن میں ضائع نہ ہو جائے اِس لیے 10 سال کی عمر میں مجھے مکہ لے آئیں۔

امام شافعی یتیم تھے اُن کے والد ادریس بن عباس کا انتقال اُن کی ولادت سے قبل یا بعد میں جلد ہی ہوا۔ اِس حوالہ سے مورخین خاموش دکھائی دیتے ہیں۔ خود امام شافعی کے اِس بیان سے کہ : میری والدہ مجھے 2 سال کی عمر میں مکہ لے آئیں، معلوم ہوتا ہے کہ وہ حالت یتیمی

میں ہی مکہ لائے گئے کہ کہیں نسب ضائع نہ ہو جائے۔ مراد اِس سے یہ تھی کہ کہیں لوگ اِس بچہ کو قریش کے علاوہ کسی دوسرے قبیلہ کا خیال کریں گے۔
ابن ابی حاتم نے عمرو بن سواد سے امام شافعی کا قول نقل کیا ہے کہ : میری ولادت عسقلان میں ہوئی اور مجھے دو سال کی عمر میں میری والدہ مکہ مکرمہ لے آئیں۔ ابن عبد الحکم نے امام شافعی کا قول بیان کیا ہے کہ میری ولادت غزہ میں 150ھمیں ہوئی اور مجھے دو سال کی عمر میں مکہ مکرمہ لایا گیا ۔ دونوں روایات میں تطبیق یوں ہوتی ہے کہ قریہ غزہ عسقلان کے جوار میں ہی واقع ہے اور آپ 152ھ کے وسط میں مکہ مکرمہ لائے گئے۔
امام شافعی خود بیان کرتے ہیں کہ بچپن میں میری ساری توجہ دو باتوں کی طرف ہی تھی: تیر اندازی اور تحصیل علم۔ تیراندازی میں مجھے اِتنی مہارت ہو گئی تھی کہ دس میں دس نشانے صحیح بیٹھتے تھے۔ اِسی زمانہ میں مجھے گھوڑے کی سواری کا شوق بھی ہو گیا تھا۔ تیراندازی اور شہ سواری کے موضوعات پر کتاب السبق دالرمی لکھی جو اپنے موضوع میں عربی ادب کی پہلی کتاب تھی۔تحصیل علم میں آپ مکملاً منہمک رہتے اور بحالت یتیمی و غریبی کے باوجود شب و روز پڑھنے میں مشغول رہا کرتے تھے۔

4 ابتدائی تعلیم

امام شافعی نے مکہ مکرمہ میں مکتب سے تعلیم کی ابتدا فرمائی۔ بعد ازاں مدینہ منورہ میں تحصیل علم کیا۔ مکہ مکرمہ میں ہی آپ نے تیر اندازی، شہ سواری کے ساتھ ساتھ مکتبی تعلیم کے بعد بنو ہذیل میں رہتے ہوئے زبان عربی اور اشعارعرب میں خوب مہارت حاصل کرلی۔ اِسی دوران میں آپ نے اپنے چچا محمد بن شافع اور مسلم بن خالد الزنجی (متوفی 181ھ) سے حدیث کا سماع کیا۔مسلم بن خالد الزنجی کو امام بخاری نے منکر الحدیث قرار دیا ہے امام شافعی اپنے زمانہ طالب علمی کے متعلق خود بیان کرتے ہیں کہ:
"میں یتیم تھا، والدہ میری کفالت کیا کرتی تھیں۔ میرے پاس معلم کی خدمت کے لیے رقم نہیں تھی، مگر ایسی صورت پیدا ہو گئی کہ معلم اُس کے بغیر پڑھانے پر راضی ہو گیا، وہ بچوں کو جو سبق دیتا تھا میں زبانی یاد کرلیتا تھا اور اُس کی عدم موجودگی میں بچوں کو پڑھا دیا کرتا تھا، میری اِس بات پر معلم بہت خوش ہوا اور مجھے مفت تعلیم دینے پر راضی ہو گیا۔ مکتب کی تعلیم کے بعد میں قبیلہ بنو ہذیل میں چلا گیا جو فصاحت و بلاغت میں عرب میں مشہور تھا اور سترہ سال تک اِس طرح اُن کے ساتھ رہا کہ سفر و حضر میں اُن کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ مکہ مکرمہ میں واپس آ کر اُن کے اشعار سنانے لگا۔ اِس زمانے میں عربی زبان کا ادب اور شعر و شاعری کا میرے ذوق پر بہت غلبہ تھا۔ اِسی دوران میں اپنے چچا (محمد بن شافع) اور مسلم بن خالد الزنجی وغیرہ سے حدیث کی روایت کرتا تھا۔ میں علما کی مجلس درس میں احادیث اور مسائل سن کر یاد کرلیتا تھا چونکہ میری والدہ کے پاس اتنی رقم نہیں رہتی

تھی کہ کاغذ خرید سکوں اِس لیے اِدھر اُدھر سے ہڈیاں، ٹھیکرے اور کھجور کے پتے چن کر اُن ہی پر لکھ لیا کرتا تھا۔ سات سال کی عمر میں قرآن اِس طرح حفظ کر لیا تھا کہ اُس کے معانی و مطالب مجھ پر عیاں ہو گئے تھے البتہ دو مقام سمجھ میں نہ آ سکے اُن میں سے ایک " دساہاً " ہے۔ دس سال کی عمر میں موطاء امام مالک یاد کرلی تھی۔
احمد بن ابراہیم الطائی الاقطع نے مزنی سے امام شافعی کا قول نقل کیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے سات سال کی عمر میں قرآن حفظ کر لیا تھا اور جب موطاء امام مالک حفظ کی تب میں دس سال کا تھا۔مکہ مکرمہ میں امام شافعی نے قرات قرآن مجید کی تعلیم مقری اسماعیل بن قسطنطین سے حاصل کی بعد ازاں عبد اللہ ابن کثیر سے قرآت قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ امام شافعی خود فرماتے ہیں کہ : میں لوگوں میں نماز کے لیے قرآن کی قرات تیرہ سال کی عمر میں کرنے لگا تھا اور موطاء امام مالک بالغ ہونے سے قبل حفظ کرچکا تھا۔

5 فتویٰ دینے کی اجازت

ربیع بن سلیمان مرادی کہتے ہیں کہ امام شافعی کو 15 سال کی عمر میں فتویٰ دینے کی باقاعدہ اجازت مل چکی تھی جبکہ وہ ابھی مکہ مکرمہ میں ہی مقیم تھے۔ یہ اجازت اُنہیں مسلم بن خالد الزنجی نے دی تھی۔ یہ واقعہ غالباً 165ھ کا ہے۔

6 امام مالک کی مجلس درس میں

امام شافعی کے بیان سے واضح ہوچکا کہ اُنہوں نے ابتدائی تعلیم کی تحصیل مکہ مکرمہ میں کی تھی اور بعد ازاں حدیث و فقہ کی تعلیم بھی وہیں کے فقہا و محد ثین سے حاصل کی۔
اِس کے بعد وہ شعر و ادب سے وابستہ ہوئے اور ایام عرب میں انتہائے کمال حاصل کر لیا، اِنہی دنوں میں آپ بنو ہذیل کے اشعار سنایا کرتے تھے۔ مگر یہاں ایک دم سے زندگی نے رخ بدلا اور ایک بزرگ کی نصیحت سے مدینہ منورہ جاکر امام مالک کی شاگردی اختیار کرلی۔ خود فرماتے ہیں کہ:
" اُس زمانہ میں آل زبیر کے ایک صاحب میرے پاس سے گزرے اور کہنے لگے کہ یہ بات مجھے بہت گراں گزر رہی ہے کہ تم اِس فصاحت اور ذکاوت کے ہوتے ہوئے تفقہ سے محروم رہو اور تم کو دینی سیادت حاصل نہ ہو۔ میں نے کہا کہ تحصیل فقہ کے لیے کس کے پاس جاوں؟ اُنہوں نے کہا: ھذا مالک سید المسلمین الیوم (اُن کا اشارہ مدینہ منورہ کے امام مالک کی جانب تھا)۔ اِس کے بعد میں نے 9 راتوں میں موطاء امام مالک کو یاد کر لیا اور امیر مکہ سے ایک خط امام مالک کے نام اور ایک خط امیرمدینہ کے نام لیا اور مدینہ پہنچا۔ امیر مدینہ کو امیر مکہ کا خط دے کر کہا کہ آپ یہ خط کسی کے ذریعہ سے امام مالک تک پہنچا کر اُن کو بلائیں اور

میرے بارے میں سفارش کریں۔ امیر مدینہ نے کہا کہ کیا اچھا ہو کہ ہم خود ہی آپ کے ساتھ اُن کی خدمت میں حاضر ہوں اور اُن کے دروازے پر اِتنی دیر بیٹھیں کہ وادی عقیق کا گردو غبار ہم پر پڑے، پھر اندر اجازت ملے۔ بہرحال عصر کے بعد امیرمدینہ اپنے حشم و خدام کو لے کر نکلا اور میں بھی ساتھ تھا۔ ہم سب وادی عقیق میں پہنچے جہاں امام مالک کا مکان تھا اور اجازت چاہی۔ اندر سے کنیز نے کہا کہ شیخ کہتے ہیں کہ اگر آپ کو مسائل معلوم کرنے ہیں تو ایک کاغذ پر لکھ کر بھیج دیں، میں جواب دے دوں گا۔ امیر مدینہ نے کہا کہ ایک ضرورت کے سلسلہ میں امیر مکہ نے خط لکھا ہے، کنیز یہ سن کر اندر چلی گئی، تھوڑی دیر کے بعد خود امام مالک باہر آئے اور امیر مدینہ نے امیر مکہ کا خط دیا۔ امام مالک نے خط پڑھنا شروع کیا اور جب سفارشی عبارت پر آئے تو کہا: "سبحان اللہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم وسیلوں اور سفارشوں سے حاصل کیا جانے لگا ہے۔" میں نے دیکھا کہ امیر مدینہ امام مالک سے بات کرتے ہوئے گھبرا رہا ہے تو خود آگے بڑھ کر کہا کہ میں مطلبی آدمی ہوں (یعنی آل مطلب سے) اور میرا واقعہ یہ ہے (یعنی اشارہ اُس سفارش کی جانب تھا)۔ امام مالک نے میری باتیں سن کر تھوڑی دیر میری طرف دیکھا اور نام پوچھا، میں نے بتایا کہ میرا نام محمد ہے، امام مالک نے کہا کہ: " محمد! اللہ سے خوف کرو اور گناہوں سے بچو، کیونکہ آئندہ تم بہت باحیثیت بنو گے۔" پھر کہا: ٹھیک ہے تم کل آنا اور اپنے ساتھ ایسے آدمی کو لانا جو تمہارے لیے موطاء امام مالک پڑہے، میں نے کہا کہ میں خود اُس کی قرات کروں گا۔ چنانچہ میں امام مالک کے حلقہ درس میں شامل ہوکر موطاء امام مالک زبانی پڑھتا تھا اور کتاب میرے ہاتھ میں ہوتی تھی۔ بعض اوقات امام مالک کی ہیبت سے پڑھنا بند کردیتا تو پڑھنے کی فرمائش کرتے۔ اِس طرح میں نے چند دنوں میں موطاء امام مالک پڑھ لی اور امام مالک کی وفات تک مدینہ منورہ میں مقیم رہا۔

اِس سلسلہ میں کہ امام شافعی کیسے امام مالک کی شاگردی میں پہنچے، ایک دوسری روایت مصعب بن ثابت الزبیری کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ: شافعی مدینہ منورہ آنے کے بعد مسجد میں بیٹھ کر اشعار سناتے تھے، ایک دن میرے والد نے اُن سے کہا کہ تم اپنی قریشیت کے لیے صرف اِتنے پر راضی ہوکہ شاعر بن جاو؟ امام شافعی نے کہا کہ پھر کیا کروں؟۔ والد نے بتایا کہ تم فقہ کی تعلیم حاصل کرو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ " اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ اچھا معاملہ کرنا چاہتا ہے اُس کو تفقہ فی الدین عطاء فرماتا ہے۔" اِس کے بعد شافعی امام مالک کی خدمت میں پہنچے اور اُن سے تعلیم حاصل کی۔ کچھ دنوں بعد امام شافعی نے میرے والد ثابت بن عبد اللہ بن الزبیر سے بیان کیا کہ امام مالک کہتے ہیں کہ: " ہمارا مسلک وہ ہے جس پر ہمارے شہر والے ہیں اور جس پر راشدین مھدیین ائمہ المسلمین ہیں۔" اُن کے اِس قول کا کیا مطلب ہے؟ میرے والد نے اُن کو بتایا کہ دین کے بارے میں معیار اور حجت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، پھر ابوبکر، عمر اور عثمان رضوان اللہ علیہم

ہیں جن کا اِنتقال مدینہ منورہ میں ہوا ہے۔ اِس کے بعد امام شافعی نہایت انشراح کے ساتھ امام مالک کے درس میں شریک ہونے لگے۔
امام مالک سے شرف تلمیذ کے واسطے یہ دونوں روایات محض تھوڑے سے اختلاف سے ہیں، اگر دونوں میں تطبیق کی جائے تو معلوم ہوگا کہ امام شافعی آل الزبیر کے ایک بزرگ کا تذکرہ کر رہے ہیں اور مصعب بن ثابت والی روایت بھی آل الزبیر سے ہی ہے لیکن واقعہ یوں ہو سکتا ہے کہ امام شافعی امیر مکہ کا سفارشی خط تو لے آئے ہوں مگر امام مالک تک پہنچے میں دیر لگی ہو اور اُنہی دنوں میں وہ مسجد نبوی میں بیٹھ کر عربی اشعار سنایا کرتے ہوں۔ بہرحال جو بھی ہو یہ بات مصدقہ ہے کہ امام شافعی بہت جلد ہی امام مالک کی مجلس درس میں شریک ہو گئے تھے۔
امام مالک کا سال ولادت 93ھ ہے اور اگر خیال کیا جائے کہ امام شافعی اُن کے پاس مدینہ منورہ میں غالباً 170ھ یا 175ھ میں آئے ہوں تو یہ زمانہ امام مالک کی ضعیفی کا زمانہ ہے، وہ غالباً 77 سال یا 82 سال کے ہوں گے، اِسی لیے اُنھوں نے امام شافعی سے کہا کہ اپنے لیے کسی شخص کو لے آنا جو موطاء امام مالک کی قرات کرے، یعنی زمانہ ضعیفی میں اُن کا قرات کرنا چھوٹ چکا ہوگا، اِسی لیے تو یہ فرمایا۔ اور یہ وقت امام شافعی کا عین عالم شباب کا زمانہ ہے، اگر آپ 170ھ میں مدینہ منورہ آئے ہوں تو عمر 20 سال اور اگر 175ھ میں آئے ہوں تو عمر 25 سال تھی۔ یہ مسلمہ ہے کہ جب 179ھ میں امام مالک کی وفات ہوئی تب امام شافعی کی عمر 29 سال تھی۔
مورخین کے کسی قول سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ امام شافعی کس سال مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ آئے البتہ خود امام شافعی کے اِس قول سے معلوم ہو رہا ہے کہ وہ امام مالک کی وفات تک مدینہ منورہ میں مقیم رہے۔ امام مالک کی وفات ماہ ربیع الاول 179ھ مطابق جون 795ء میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ تو اِس سے مراد یہ ہے کہ 179ھ تک امام شافعی مدینہ منورہ میں مقیم تھے۔

7 سفر یمن اور امارت یمن

امام مالک کی وفات کے بعد امام شافعی مکہ مکرمہ واپس چلے آئے۔ یہ غالباً 180ھ کا واقعہ ہے۔مکہ مکرمہ واپسی پر امام شافعی کی عمر کے تین عشرے گزر چکے تھے اور اُن کا عہد شباب گزر چکا تھا۔ امام مالک کی مجالس درس میں رہ کر امام شافعی نے دینی علوم میں مہارت تامہ حاصل کرلی تھی۔ امام مالک کی وفات کے بعد آپ دوبارہ مکہ مکرمہ لوٹ آئے تو اِن کی دینی و علمی شہرت عام ہو گئی۔ اِسی زمانہ میں (غالباً 180ھ یا 181ھ میں) یمن کا امیر مکہ مکرمہ آیا۔ امام شافعی بیان کرتے ہیں کہ:

"قریش کے سربرآوردہ افراد نے امیر یمن سے بات کی تاکہ وہ مجھے اپنے ساتھ یمن لے جائے مگر میری والدہ کے پاس اِتنی رقم نہ تھی کہ وہاں کے سفر کی تیاری کر سکتا اور لباس وغیرہ بنوا لیتا، میں نے مجبوراً والدہ کی ایک چادر 16 دینار میں رہن گروی رکھ کر سامانِ سفر مہیا کیا۔ یمن پہنچ کر مجھے ایک مقام پر مقرر کر دیا گیا اور میں نے نہایت ذمہ داری کے ساتھ اور سلیقہ کے ساتھ سے مفوضہ خدمت انجام دی۔ اُس نے خوش ہوکر اور مطمئن ہوکر مجھے ترقی دی اور چند دنوں کے بعد مزید ترقی دی اور میں نے حسن کارکردگی میں اچھی خاصی شہرت حاصل کرلی۔ اُسی زمانہ میں یمن سے عمرہ کرنے والوں کا وفد ماہ رجب میں مکہ آیا اور اُن لوگوں نے یہاں میرا تذکرہ نہایت اچھے انداز سے کیا جس کی وجہ سے میری تعریف مکہ مکرمہ میں بھی ہونے لگی۔ جب میں یمن سےمکہ آیا اور ابن ابی یحیی (یعنی ابراہیم بن محمدبن ابی یحیی السمعانی متوفی 184ھ) کی خدمت میں پہنچا اور سلام کرکے بیٹھ گیا۔ اُنھوں نے سخت لہجہ میں مجھے ڈانٹا اور کہا تم لوگ ہماری مجلس درس میں بیٹھتے ہو اور جب کسی کو کوئی کام مل جاتا ہے تو اُس میں لگ جاتا ہے (اشارہ امارت یمن کی طرف تھا)۔ اِس طرح کی مزید سخت باتیں کیں او میں وہاں سے چلا آیا۔ اِس کے بعد میں امام سفیان ابن عینیہ کے پاس گیا، میں نے اُن کو سلام کیا، اُنھوں نے خندہ پیشانی سے مرحبا کہا محبت سے پیش آئے اور کہا کہ ہم کو تمہارے امیر ہونے کی اطلاع مل گئی تھی، مگر تم نے وہاں رہ کر علم دین کی اشاعت نہیں کی اور اللہ کی طرف سے تم پر جو ذمہ داری ہے اُس کو پورے طور پر پورا نہیں کیا، اب وہاں نہ جانا۔ امام سفیان ابن عینیہ کی نصیحت میرے لیے ابن ابی یحییٰ کی باتوں سے زیادہ کارگر ثابت ہوئی۔

اگر اِس واقعہ پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ امام شافعی 180ھ میں یمن گئے اور غالباً 182ھ یا183ھ میں واپس مکہ آئے ہوں گے جو امام ابن ابی یحیی کی خدمت میں پہنچے اور ایسا ممکن بھی ہے کیونکہ 179ھ تک آپ مدینہ منورہ سے باہر نہیں نکلے اور 180ھ میں مکہ مکرمہ آئے اور امارت یمن پر 187ھ تک فائز رہے۔ مکہ مکرمہ میں آپ کی ملاقات امام ابن ابی یحییٰ سے 182ھ یا 183ھ میں ہوئی ہوگی کیونکہ اُن کی وفات 184ھ میں مکہ مکرمہ میں ہوئی۔

یمن میں آپ سرکاری عہد پر فائز تو رہے مگر زیادہ عرصہ مقامی رقابتوں اور سازشوں کی وجہ سے یہ منصب آپ نے چھوڑ دیا۔ 187ھ مطابق 803ء میں مخالفین نے آپ پر یہ الزام عائد کیا تھا کہ آپ در پردہ زیدی مدعی خلافت یحییٰ بن عبد اللہ کے حامی و حمایتی ہیں۔ اس الزام کی پاداش میں آپ کو گرفتار کرکے مقام الرقہ لایا گیا جہاں عباسی خلیفہ ہارون الرشید موجود تھا۔ خلیفہ کے سامنے آپ کو پیش کیا گیا تو ہارون الرشید نے آپ کے دلائل و براہین سنتے ہوئے آپ کو بے قصور قرار دیا اور رہا کر دیا۔ ہارون الرشید آپ کے حسن بیان اور وسعتِ علم سے بہت متاثر ہوا۔ وہیں آپ کی ملاقات امام محمد بن حسن شیبانی متوفی 189ھ سے ہوئی اور یہ ملاقات گہرائے مراسم میں تبدیل ہو گئی۔ آپ نے کئی کتب امام محمد بن حسن

شیبانی کی اپنے لیے نقل کر لیں۔کم و بیش آپ امارت یمن کے عہدہ پر سات سال فائز رہے یعنی 180ھ سے 187ھ تک۔

8 عراق میں قیام

187ھ مطابق 803ء میں الرقہ سے واپسی پر آپ عراق ٹھہرے۔ یہاں آپ کو علمی و فقہی ماحول میسر آیا۔ اِس ماحول سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے آپ نے اپنے لیے تحصیل علوم شرعیہ کی راہ پسند فرمائی اور فقہی مسائل میں درک حاصل کرنے کے لیے کمر بستہ ہو گئے۔ عراقی فقہا سے تبادلہ خیالات اور بعض اوقات مناظروں نے امام شافعی کے فکر و عمل پر گہرے نقوش ثبت کیے۔ 188ھ مطابق 804ء میں آپ عراق کو اپنے لیے ناموزوں قرار دیتے ہوئے حران اور شام سے ہوتے ہوئے دوبارہ مکہ مکرمہ آگئے۔ یہاں ابتدا میں اِنہیں امام مالک کا شاگرد ہونے کی حیثیت سے بہت پرتپاک استقبال و خیرمقدم کیا گیا۔ حرم مکہ مکرمہ میں آپ نے مجلس درس شروع کی اور فقہی جزئیات میں جب امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے اختلافات کا ذکر کرتے تو طلبہ بہت متاثر ہوتے۔ البتہ اِن اختلافات کے باعث بہت سے حضرات مالکیہ آپ سے مایوس بلکہ بدظن ہو گئے۔

9 اساتذہ و مشائخ

امام شافعی نے مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور بغداد میں تحصیل علم کی تکمیل کی اور اُس زمانہ کے مشاہیر و ائمہ علم دین سے اکتساب فیض کیا۔ اِن مشہور اُساتذہ میں سے چند یہ ہیں:

1۔ مقری اسمٰعیل بن قسطنطین المکی (متوفی 190ھ)۔
— یہ مقری و قاری اسمٰعیل بن عبد اللہ بن قسطنطین المکی ہیں۔ مکہ مکرمہ میں یہ امام شافعی کے پہلے استاد ہیں جن سے امام شافعی نے سات سال کی عمر میں حفظ قرآن کریم اور تجوید کی تعلیم حاصل کی۔ بنی مخزوم کے غلام تھے اور "قسط" کے لقب سے مشہور تھے۔ 100ھ میں مکہ مکرمہ میں ہی پیدا ہوئے اور 90 سال کی عمر میں 190ھ میں اِن کا اِنتقال مکہ مکرمہ میں ہوا۔ تابعی ابن کثیر کے آخری شاگرد تھے۔

2۔ محمد بن علی بن شافع۔
— امام شافعی نے اِن سےمکہ مکرمہ مین تعلیم حاصل کی۔ یہ امام شافعی کے چچا ہیں، نسب یوں ہے: محمد بن علی بن شافع بن سائب بن عبید المطلبی قریشی الہاشمی۔ اِنہوں نے عبد اللہ بن علی بن سائب بن عبید اور امام شہاب الدین الزہری متوفی 124ھ سے حدیث روایت کی تھی۔ ثقہ اور محدث تھے۔

3. مسلم بن خالد الزنجی (متوفی 181ھ).

– یہ امام شافعی کے مکی استاد ہیں۔ نام ابو خالد مسلم بن خالد بن فروہ الزنجی المخزومی ہے۔ فقیہ مکہ اور شیخ الحرم تھے۔ عابد و زاہد اور صائم الدہر بزرگ تھے۔ فقہ میں فقیہ مکہ عبد الملک بن عبد العزیز ابن جُریج کے شاگرد تھے۔ امام شافعی نے اِنہی سے تفقہ کی تعلیم حاصل کی اور اِنہی کی اجازت سے مسند افتاء پر بیٹھے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے تہذیب التہذیب میں لکھا ہے کہ: " امام مالک کی ملاقات سے قبل ہی امام شافعی نے اِنہی سے فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ شمس الدین داودی نے لکھا ہے کہ : امام شافعی نے مسلم الزنجی سے فقہ کی تعلیم پائی ہے۔الحافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے کہ: مسلم الزنجی نے ہی امام شافعی کو فتویٰ دینے کی اجازت دی تھی۔ سمعانی نے لکھا ہے کہ: مسلم الزنجی سے امام شافعی نے علم الحدیث و علم فقہ سیکھا اور امام مالک کی ملاقات سے قبل شافعی اِن ہی کے حلقہ میں بیٹھتے تھے [illegible] امام بخاری نے مسلم بن خالد الزنجی کو منکر الحدیث قرار دیا ہے ۔

4. امام مالک بن انس (متوفی 179ھ).

– امام دارالھجرۃ کے لقب سے مشہور ہیں۔ نام مالک بن انس اصبحی ہے۔ **93**ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور ربیع الاول **179**ھ مطابق جون **795**ءمیں فوت ہوئے۔ امام شافعی کے مدنی استاد ہیں۔ اِن کی ذات سے امام شافعی کو بے حد فیض پہنچا۔ امام شافعی خود لکھتے ہیں کہ جب امام مالک کو کسی حدیث میں شک ہوجاتا تو اُس حدیث کو ہی چھوڑ دیا کرتے تھے۔ ان کی حدیث میں مشہور تصنیف موطاء امام مالک ہے جسے امام شافعی نے مکہ مکرمہ میں ہی حفظ کر لیا تھا اور مدینہ منورہ میں موطاء امام مالک کوامام مالک کے سامنے پڑھا۔

5. امام ابراہیم بن ابو یحیی الاسلمی المدنی(متوفی 184ھ).

– یہ امام ابو اسحٰق ابراہیم بن محمد بن ابویحیی السمعانی الاسلمی المدنی ہیں۔ امام شافعی کے مدنی شیوخ میں سے ایک ہیں۔ **184**ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ اِنہوں نے امام مالک کی موطاء امام مالک جیسی کئی گنا طویل کتاب الموطاء تصنیف کی تھی۔ محدثین کے نزدیک مجروح و مہتمم ہیں۔ ابن حبان اِن کے متعلق کہتے ہیں کہ: امام شافعی اِن کی مجلس درس میں نو عمری میں بیٹھا کرتے تھے۔ محدث الساجی کہتے ہیں کہ : امام شافعی نے اِن سے فرائض سے متعلق کوئی حدیث نہیں لی بلکہ فضائل میں اِن سے روایت کیا ہے۔

6. سفیان بن عینیہ (متوفی 198ھ)– 107ھ.

– میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور **198**ھ میں فوت ہوئے۔ امام شافعی کے مکی استاد ہیں۔ بہت بڑے مرتبہ و مقام کے مالک تھے۔ اِن کے متعلق خود امام شافعی فرماتے ہیں کہ : اگر امام مالک بن انس اور سفیان بن عینیہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم کا خاتمہ ہی ہو گیا ہوتا مزید فرماتے ہیں کہ:وہ (یعنی امام سفیان بن عینیہ) حجاز کی احادیث کے سب سے بڑے عالم تھے،

میں نے اُن سے بہتر حدیث کی تشریح کرنے والا نہیں دیکھا۔ میں نے امام مالک کے یہاں احکام کی تمام احادیث 30 احادیث کے علاوہ پائیں اور اُن 30 احادیث میں سے 6 کے علاوہ سب کو امام سفیان بن عینیہ کے یہاں پایا۔

7۔ امام محمد بن حسن شیبانی (متوفی 189ھ)۔
– یہ امام شافعی کے بغدادی استاد ہیں۔ 189ھ میں بغداد میں فوت ہوئے۔ امام ابوحنیفہ کے تلامذہ میں سے ہیں اور صاحب ابوحنیفہ کے لقب سے مشہور ہیں۔ اِنھوں نے خود مدینہ منورہ میں امام مالک بن انس کی شاگردی اِختیار کی تھی گویا یہ امام شافعی کے استاد بھی ہیں اور استاد بھائی بھی۔ علم الحدیث اور علم فقہ میں جامع سمجھے جاتے تھے۔

اِن اساتذہ کے علاوہ مشہور اساتذہ یہ ہیں:
ابراہیم بن سعد، سعید بن سالم القراح، عبد الوہاب بن عبد المجید الثقفی، اسماعیل بن عُلَیہ، ابو ضمرہ، حاتم بن اسماعیل، ابراہیم بن محمد بن ابو یحییٰ، محمد بن خالد الجندی، اسماعیل بن جعفر، عمر بن محمد بن علی بن شافع، عطاف بن خالد المخزومی، ہشام بن یوسف الصنعانی، عبد العزیز بن ابوسلمہ، ماجشونی، یحییٰ بن حسان، مروان بن معاویہ، محمد بن اسماعیل، ابن ابی فدیک، ابن ابی سلمہ، امام قعنبی، فضیل بن عیاض، امام داود بن عبد الرحمٰن، عبد العزیز بن محمد دَواوری، عبد الرحمٰن بن ابوبکر ملیکی، عبد اللہ بن مومل المخزومی، ابراہیم بن عبد العزیز بن ابو محذورہ، عبد المجید بن عبد العزیز بن ابورداد، محمد بن عثمان بن صفوان الجُمحی، اسماعیل بن جعفر، مطرف بن مازن، ہشام بن یوسف، یحییٰ بن ابوحسان تینسی۔

10 تلامذہ

امام شافعی سے خلق کثیر نے روایت کیا ہے مگر آپ کے مشہور تلامذہ میں سے چند یہ ہیں جن کے اسمائے گرامی مورخ اسلام الحافظ ذہبی نے نقل کیے ہیں:
الحُمَیدی، ابو عبید القاسم بن سلام، احمد بن حنبل، سلیمان بن داود الھاشمی، ابو یعقوب یوسف البُوَیطی، ابو ثور ابراہیم بن خالد الکلبی، حرملہ بن یحیی، موسیٰ بن ابی الجارود المکی، عبد العزیز المکی صاحب الحیدہ، حسین بن علی الکرابیسی، ابراہیم بن المنذر الحزامی، الحسن بن محمد الزعفرانی، احمد بن محمد الاذرقی، احمد بن سعید الھمدانی، احمد بن ابی شُریح الرازی، احمد بن یحیی بن وزیر المصری، احمد بن عبد الرحمٰن الوھبی، ابراہیم بن محمد الشافعی، اسحاق بن راہویہ، اسحاق بن بُہلُول، ابو عبد الرحمٰن احمد بن یحیی الشافعی المتکلم، الحارث بن سُریج النقال، حامد بن یحیی البلخی، سلیمان بن داود المھری، عبد العزیز بن عمران بن مقلاص، علی بن معبد الرقی، علی بن سلمہ اللبیقی، عمرو بن سواد، ابو حنیفہ قحزم بن عبد اللہ الاسوانی، محمد بن یحیی العدنی، مسعود ابن سہل المصری، ہارون بن سعید الایلی، احمد

بن سنان القطان، ابوالطاہر احمد بن عمرو بن السرح، یونس بن عبد الاعلیٰ، الربیع ابن سلیمان المرادی، الربیع بن سلیمان الجِیزی، محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم المصری، بحر بن نصر الخولانی۔

بغداد کے تلامذہ خاص.
امام شافعی نے مصر جانے سے قبل بغداد میں دو سال سے زائد مدت کے قیام میں بغداد میں اپنا حلقہ درس جاری رکھا۔ یہاں علما، محدثین، فقہا، ادبا و شعرا آپ کے حلقہ خاص کی زینت بنے رہا کرتے تھے لیکن اِن سب میں سے چار طلبہ خصوصی اہمیت کے حامل ہیں جو امام شافعی کے علوم اور فقہ و فتویٰ کے ترجمان ہیں اور اِنہی چاروں طلبہ کے ذریعہ سے امام شافعی کے اقوال قدیمہ محفوظ رہے۔ یہ چار حضرات یہ ہیں:

1۔ امام حسن بن محمد الزعفرانی بغدادی (متوفی 259ھ)
یہ امام ابوعلی الحسن بن محمد بن صباح الزعفرانی البغدادی ہیں۔ بغداد کا قریبی دیہات زعفرانیہ اِن کا مسکن تھا جس کی نسبت سے زعفرانی کہلائے۔ فقہ و حدیث کے بہت بڑے امام و عالم تھے اور کئی کتب تصنیف فرمائیں۔ امام شافعی کی خدمت میں بہت عرصہ رہے اور کہا کرتے تھے کہ: " محدثین سوئے ہوئے تھے، امام شافعی نے اُنہیں بیدار کیا اور جس نے حدیث لکھنے کے لیے قلم دوات لی ہے اُس پر امام شافعی کا احسان ہے"۔ زعفرانی امام شافعی کے حلقہ درس میں اُن کی کتب کو با آوازِ بلند پڑھا کرتے تھے اور طلبہ سنتے تھے۔ خود کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی کے سامنے اُن کی کتاب " الرسالۃ " پڑھی تو آپ نے مجھ سے پوچھا: عرب کے کس قبیلہ سے ہو؟ میں نے جواب دیا کہ عربی نہیں ہوں بلکہ ایک دیہات زعفرانیہ کا باشندہ ہوں (زعفرانیہ بغداد کے قریبی دیہات میں سے ایک تھا)۔ یہ سن کر کہا: انت سید ھذہ القریۃ (تم اپنی بستی کے سردار ہو)۔ احمد بن حنبل اور ابو ثور کی موجودگی میں زعفرانی امام شافعی کے سامنے اُن کی کتب پڑھا کرتے تھے۔ یہ امام شافعی کے اقوال قدیمہ کے راوی ہیں، ابتدا میں اہل عراق کے فقہی مسلک پر تھے بعد ازاں فقہ امام شافعی کے عالم و ناشر مشہور ہوئے۔ زعفرانی نے امام شافعی سے کتاب المبسوط جو روایت کی ہے اُس کی ترتیب ربیع بن سلیمان مرادی کی مرتب کردہ المبسوط سے قدرے اختلاف کے ساتھ موجود ہے۔ فقہا نے ربیع بن سلیمان مرادی والی کتاب المبسوط کو ہی لائق عمل سمجھا اور زعفرانی والی المبسوط عوام میں مشہور نہیں ہوئی۔ ابن ندیم الفہرست میں اِن کی تصانیف کا تذکرہ محض قلت عامہ کے سبب نہیں کرتے اور بعض کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ امتدادِ زمانہ کی نذر ہوچکی ہیں اور بعض کتب اِن کی قید تحریر میں نہیں لائی گئیں۔سال 259ھ میں بغداد میں فوت ہوئے۔

2۔ احمد بن حنبل شیبانی البغدادی (متوفی 241ھ)

فقہ حنبلی کے امام ہیں۔ نام ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی البغدادی ہے۔ امام شافعی کے تلامذہ خاص میں امامت کا درجہ رکھتے ہیں۔ امام شافعی کا قول ہے کہ: میں بغداد سے نکلا اور فقہ، درع اور علم میں احمد بن حنبل سے بڑھا ہوا کسی کو نہیں چھوڑا۔ احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ جب تک میں امام شافعی کے حلقہ درس میں نہیں بیٹھا تھا تو حدیث کے ناسخ و منسوخ سے لا علم تھا۔ احمد بن حنبل امام شافعی کے لیے بہت زیادہ دعا کیا کرتے تھے، ایک مرتبہ صاحبزادے عبد اللہ بن احمد نے عرض کی کہ یہ شافعی کون حضرت ہیں جن کے حق میں آپ اِتنی دعا کیا کرتے ہیں؟ تو کہا: کہ بیٹے! شافعی دنیا کے لیے آفتاب اور بدن کے لیے عافیت کے مانند تھے، کیا اِن دونوں چیزوں کا بدل ہو سکتا ہے؟ میں **30** سال سے سوتے وقت میں امام شافعی کے لیے دعا اور استغفار کرتا ہوں۔ابن جوزی لکھتے ہیں کہ: " امام احمد امام شافعی کے خاص شاگردوں میں سے تھے اور امام شافعی کے مصر جانے تک برابر اُن کی صحبت میں رہے۔ماہ ربیع الاول **241**ھ میں بغدادمیں **77** سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ فرقہ معتزلہ اور فتنہ خلق قرآن کے رد میں تمام عمر ڈٹ کر کھڑے رہے اور خلفائے عباسیہ کے جبر کے باوجود ایک قدم بھی نہ ہلے۔ کتب ہائے احادیث میں مسند احمد بن حنبل بن حنبل مشہور ہے جس میں **28** ہزار احادیث رسول موجود ہیں۔

3۔ امام ابو ثور ابراہیم بن خالد البغدادی (متوفی 240ھ)

یہ امام ابوثور ابراہیم بن خالد بن ابو الیمان الکلبی البغدادی ہیں۔ اولاً اہل عراق کے مسلک پر تھے بعد ازاں امام شافعی کی درسگاہ میں پہنچ کر اُن سے رجوع کر لیا۔ اپنے زمانہ میں بغدادمیں اعیان فقہا و محدثین میں سے تھے۔ اِن کے کچھ شاذر و نوادر مسائل ایسے ہیں جن میں وہ جمہور ائمہ کرام سے منفرد و جدا ہیں۔ امام ابوثور امام شافعی کے اقوال قدیمہ کے راوی ہیں لیکن اِس کے باوجود اِنہوں نے کئی مسائل میں امام شافعی سے اِختلاف کرتے ہوئے اپنا الگ سے ایک فقہی مسلک جاری کیا۔ امام شافعی کی کتب کی تربیت پر طویل کتاب تصنیف کی۔آذربائیجان اور آرمینیہ کے اکثر باشندے ابو ثور کے فقہی مسلک پر تھے۔ چند تصنیفات میں سے یہ مشہور ہیں: کتاب الطہارۃ، کتاب الصلوٰۃ، کتاب الصیام، کتاب المناسک۔ **240**ھ میں بغدادمیں فوت ہوئے۔ اِن کے مشہور شاگردوں میں ابن جنید، ابوجعفر احمد بن محمد عیالی اور منصور بن اسماعیل المصری تھے۔

4۔ امام حسین بن علی الکرابیسی البغدادی (متوفی 245ھ)

یہ امام ابوعلی الحسین بن علی بن یزید الکرابیسی البغدادی ہیں۔ امام شافعی کے تلامذہ بغداد میں بہت مشہور ہیں اور اصحاب امام شافعی میں شمار کیے جاتے ہیں۔ اولاً اہل عراق کے مسلک پر تھے مگر امام شافعی کی شاگردی میں اُن کے مسلک سے رجوع کر لیا۔ صاحب التصانیف کثیرہ، عالم وفقیہ، محدث اور متکلم تھے۔ بغداد میں تو اِن کی عظمت کا سکہ چلتا

تھا۔ اِن کی امام احمد بن حنبل سے بہت دوستی تھی مگر فتنہ خلق قرآن کے مسئلہ میں اِن دونوں بزرگوں کی دوستی عداوت میں تبدیل ہو گئی۔ **245**ھ میں بغداد میں فوت ہوئے۔

مصر کے تلامذہ خاص.
اواخر عمر میں امام شافعی بغداد سے مصر چلے گئے اور وہاں امام شافعی کے علم کی خوب اِشاعت ہوئی اور مصری تلامذہ و اصحاب نے اِن کے فقہی آرا اور اقوال کو جمع کیا۔ مصر میں چھ تلامذہ خاص مشہور ہیں اِنہی کی بدولت امام شافعی کا مسلک افریقا میں عام ہوا، یہ حضرات یہ ہیں:

5۔ ربیع بن سلیمان المرادی المصری (متوفی **270**ھ)
یہ ابو محمد ربیع بن سلیمان بن عبد الجبار مرادی المصری ہیں۔ اِن کا تعلق قبیلہ مراد سے تھا اور کنیت ابو سلیمان ہے۔امام شافعی کے مصری شاگردوں میں سے کبار درجہ کے ہیں۔ امام شافعی خود کہا کرتے تھے کہ: " ربیع میرے راوی ہیں، ربیع نے مجھ سے جس قدر زیادہ علم حاصل کیا ہے کسی اور شخص نے نہیں کیا۔" اِن کی علمی حرص بہت بڑھ گئی تھی جس کو دیکھتے ہوئے امام شافعی فرماتے تھے کہ : " ربیع**!** اگر میرے بس میں ہوتا تو میں تم کو علم کھلا دیتا۔" ربیع بن سلیمان مرادی مصر میں امام شافعی کے آخری شاگرد ہیں اور الموذن کے لقب سے مشہور تھے۔ ربیع بن سلیمان مرادی مصر میں پیدا ہوئے اور مصر میں موذن تھے۔ باقاعدہ خلیفہ بغداد سے تنخواہ لیتے تھے۔ امام شافعی سے اِنہوں نے کتاب الاصول روایت کی ہے جو عموماً المبسوط کے نام سے مشہور ہے۔ ربیع بن سلیمان مرادی امام شافعی کی وفات کے بعد قریباً **66** سال بقید حیات رہے، اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب امام شافعی مصر آئے تو ربیع بن سلیمان مرادی نوجوان ہوں گے۔ مصر میں **270**ھ میں فوت ہوئے۔

6۔ اسمٰعیل بن یحیی المزنی المصری (متوفی **264**ھ)
یہ امام ابو ابراہیم اسمٰعیل بن یحیی بن اسمٰعیل المزنی المصری ہیں۔ اِن کا تعلق قبیلہ مزینہ سے تھا جو قبائل یمن سے تھا۔ امام شافعی سے تحصیل علم کیا۔ اصحاب شافعی میں سے پارسا ترین فقیہ تھے۔ امام شافعی اِن کے متعلق کہتے ہیں کہ : " مزنی میرے مذہب کے ناصر ہیں۔" مزنی عابد و زاہد، نہایت نیک عالم تھے، دقیق مسائل میں گھری نظر رکھتے تھے۔ اپنی جلالت شان کے باوجود امام شافعی کے جو مسائل اِن کے پاس نہیں تھے، اُن کو ربیع بن سلیمان مرادی کی تصانیف سے لیا۔ ابن خلکان کہتے ہیں کہ: " وہ شوافع کے امام، شافعی کے فقہی طریقوں اور اُن کے فتاویٰ اور اُن کے منقولات کے سب سے بڑے عالم ہیں۔" امام شافعی کو غسل بھی اِنہوں نے ہی دیا اور تجہیز و تکفین بھی ادا کی۔ بروز بدھ **29** رمضان **264**ھ مطابق **4** جون **878**ء کو فوت ہوئے اور یکم شوال **264**ھ مطابق **5** جون**878**ء کو کوہ جبل مقطم کے دامن میں امام شافعی کی قبر مطہر کے قریب دفن کیے گئے۔ نماز جنازہ ربیع بن

سلیمان مرادی نے پڑھائی۔ابن ندیم نے تاریخ وفات بروز بدھ ربیع الثانی **264**ھ لکھی ہے جو درست نہیں۔ اِن کی مشہور کتاب " کتاب المختصر الصغیر" ہے یہ کتاب متداول ہے اور اصحابِ شافعی کا دارومدار اِسی کتاب پر ہے۔ اِس کتاب کی شرح بہت سے شوافع نے کی ہے۔

7۔ ربیع بن سلیمان الجیزی المصری (متوفی 256ھ)

یہ امام ابو محمد ربیع بن سلیمان بن داود الجیزی المصری ہیں۔ قاہرہ کے مغرب میں ایک علاقہ جیزہ کے رہنے والے تھے جس سے جیزی کہلائے۔ امام شافعی کے تلامذہ خاص میں سے تھے مگر امام شافعی سے کم ہی روایت کرتے ہیں، البتہ امام شافعی کے شاگرد امام عبد اللہ بن عبد الحکم کے ذریعہ سے امام شافعی کے علوم حاصل کیے۔ اِن سے امام ابو داؤد، امام نسائی اور امام طحاوی نے روایت کیا ہے۔ ثقہ، صالح اور کثیر الحدیث عالم تھے۔ **256**ھ میں جیزہ کے مقام پر فوت ہوئے اور وہیں دفن کیے گئے۔

8۔ حرملہ بن یحییٰ المصری (متوفی 244ھ)

یہ ابو عبد اللہ حرملہ بن یحیی بن عبد اللہ تجیسی المصری ہیں۔ امام شافعی کے حلقہ درس کے خواص میں شامل تھے۔ حافظ الحدیث تھے۔ امام شافعی کی وفات (رجب **204**ھ) کے بعد آپ کے مصری تلامذہ میں سے سب سے پہلے حرملہ بن یحییٰ کا ہی انتقال ہوا۔ عبد العزیز بن عمر المصری کہتے ہیں کہ امام شافعی کے اِنتقال کے بعد میں نے حرملہ بن یحیی سے کہا کہ آپ نے جن کتابوں کا سماع امام شافعی سے کیا ہے اُن کی فہرست تو دکھائیے، تو سات یا آٹھ کتابوں کے نام لیے اور کہا اِن کو ہم نے اُن سے (یعنی امام شافعی سے) عرضاً اور سماعاً پڑھا ہے۔ ابو عبد اللہ بوشنجی کا قول ہے کہ حرملہ بن یحییٰ نے امام شافعی سے **70** کتابوں کی روایت کی ہے۔ امام مسلم نے صحیح مسلم میں اِن سے روایت کیا ہے۔ **244**ھ میں مصر میں فوت ہوئے۔

9۔ یونس بن عبد الاعلیٰ المصری (متوفی 264ھ)

یہ امام ابو موسیٰ یونس بن عبد الاعلیٰ المصری ہیں۔ امام شافعی کے متعلق کہتے ہیں کہ: اگر پوری اُمت بھی جمع ہو جائے تو امام شافعی کی عقل سب کے لیے کافی ہوگی۔قرات کے امام تھے۔ فقر و فاقہ میں زندگی بسر کرتے رہے۔ نہایت متقی اور خدا ترس عالم تھے۔ اِن کی دعا سے طلب باراں (بارش طلب کرنا) کیا جاتا تھا۔ اِنہوں نے امام شافعی کے علاوہ امام سفیان بن عینیہ، ولید بن مسلم اور اشہب سے روایت کیا۔ یونس بن عبد الاعلیٰ سے امام مسلم، امام نسائی، امام ابن ماجہ نے احادیث روایت کی ہیں۔

10۔ امام یوسف بن یحییٰ بویطی (متوفی 231ھ)

یہ امام ابو یعقوب یوسف بن یحییٰ بویطی المصری ہیں۔ امام شافعی کے تلامذہ خاص میں سے ہیں۔ نہایت عابد و زاہد، متقی اور نیک عالم تھے۔ فتنہ خلق قرآن کے رد میں مصر سے

گرفتار کرکے بغداد میں لائے گئے اور عباسی خلیفہ الواثق باللہ نے فتنہ خلق قرآن پر مناظرہ کروایا مگر آپ ثابت قدم رہے اور انکار کر دیا۔ آپ کی استقامت کو دیکھتے ہوئے انکار پر خلیفہ عباسی الواثق باللہ کے حکم سے بغداد کے قید خانہ میں ڈال دیے گئے۔ قید خانہ میں جمعہ کے دن اذان سن کر غسل کرتے اور قید خانہ کے دروازے تک آتے اور کہتے: " اے اللہ! میں نے میرے پکارنے والے کو جواب دیا اور اِن لوگوں نے مجھے روک دیا۔" ربیع کہتے ہیں کہ مجھے بویطی نے ایک مکتوب قید خانہ سے بھیجا جس میں میرے حلقہ درس کے بارے میں وصیت کرتے ہوئے لکھا تھا کہ : " اِن سے متعلق بردباری سے کام لو کہ میں نے امام شافعی کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: میں اُن کے مقابلہ میں اپنے نفس کو کم تر قرار دیتا ہوں تاکہ وہ اُسے معزز گردانیں، کیونکہ وہ شخص کبھی معزز نہیں ہوتا جو اپنے نفس کو کم تر نہ قرار دے۔ 231ھ میں بغداد کے قید خانہ میں اِنتقال کیا۔اِن کی مشہور تصانیف یہ ہیں: کتاب المختصر الکبیر، کتاب المختصر الصغیر اور کتاب الفرائض۔

11 عالم شباب میں جامعیت

امام شافعی نے نو عمری میں ہی فقہ فتویٰ، حدیث و تفسیر، تعبیر الرویاء، ایام عرب، اشعارِ عرب، نحو و عربیت، تیراندازی اور شہ سواری میں شہرت کی حد تک کمال حاصل کر لیا تھا۔ حتیٰ کہ آپ کے شیوخ و اصحاب معاصرین بھی آپ کے معترف ہو گئے تھے۔ 20 سال سے کم ہی عمر میں آپ کے استاد مسلم بن خالد الزنجی نے آپ کو فتویٰ دینے کی اجازت دے دی تھی۔ بشر مریسی جب حج سے واپس ہوکر بغداد پہنچے تو اپنے دوستوں کو بتانے لگے کہ: میں نے مکہ میں ایک قریشی جوان کو دیکھا ہے، مجھے اُس کی لیاقت و صلاحیت سے ڈر لگتا ہے (اُس قریشی جوان سے مراد امام شافعی تھے)۔ عبد الرحمٰن بن مہدی کہتے ہیں کہ میں نے جب امام شافعی کو اُن کے عہد شباب میں ایک مکتوب لکھا کہ آپ میرے لیے ایک کتاب لکھیں جس میں حدیث کے جملہ فنون، اجماع اور کتاب و سنت میں ناسخ و منسوخ کا بیان ہو تو امام شافعی نے اپنی مشہور کتاب " الرسالۃ " تصنیف کی۔

12 مناظر اسلام

امام شافعیؒ بہت بڑے مناظر تھے علماء عراق و مصر میں سے جو بھی آپ کے سامنے آیا خاموش ہوگیا۔

1۔ امام اہل رائے محمد بن حسن شیبانی. فقہاء مدینہ پر تنقید کر رہے تھے امام شافعی نے آکر خاموش کردیا [illegible] نیز ان کے خلاف کتاب الرد علی محمد بن حسن لکھی.

2۔ فتیان بن ابی السمح جو انتہائی متعصب مالکی تھے انہوں نے ایک مناظرے میں امام شافعی سے علمی شکست کھائی.

3. فقیہ ربیعہ الرائی نے ایک مرتبہ امام شافعیؒ سے کہا: اگر کوئی شخص رمضان کا روزہ قضاء کردے تو اسے بارہ روزے رکھنا چاہئیں اس لئے کہ اس مہینے کا ایک دن دوسرے مہینوں کے بارہ دن کے برابر ہے۔ امام شافعیؒ نے جواب دیا: یہ فقہ ہے یا مذاق۔ اگر تمہارا نظریہ یہی ہے تو پھر شب قدر کی نماز فوت ہوجائے تو وہ ہزار مہینے تک قضا کرے کیونکہ لیلۃالقدر خیر من الف شہر قرآن میں ہے۔ ربیعہ خاموش ہوکر چلے گئے۔

4. امام شافعیؒ نے منکرین حدیث اور منکرین خبر واحد کے خلاف کامیاب مناظرے کیے اور انکو مکمل بے بس کردیا. الرسالۃ.

13 بغداد آمد

امام حسن بن محمد زعفرانی کا قول ہے کہ: امام شافعی **195**ھ میں بغداد آئے اُس وقت اُن کے بالوں میں خضاب لگا ہوا تھا۔ اِس بار **2** سال تک آپ ہمارے یہاں مقیم رہے، پھر مکہ چلے گئے اور دوبارہ**198**ھ مطابق **814**ء میں آئے اور ہمارے پاس چند مہینے ٹھہر کر واپس ہو گئے اور پھر آپ مصر چلے گئے ۔ امام شافعی کے قیام بغداد میں اُن کی مجلس میں ادبا اور کتاب حاضر ہوکر اُن سے فصاحت و بلاغت اور حسن بیان سنتے تھے، میں تو کیا کسی نے اُن کے دور میں اُن جیسا عالم نہیں دیکھا۔

ابو الفضل الزجاج کا بیان ہے جس وقت امام شافعی بغداد میں تشریف لائے، وہاں کی جامع مسجد میں چالیس، پچاس علمی اور درسی حلقے جاری تھے اور امام شافعی ایک ایک حلقہ میں بیٹھ کر حاضرین سے کہتے تھے: قال اللہ اور قال الرسول اور وہ لوگ قال اصحابنا کہتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کچھ دنوں کے بعد مسجد میں اُن کے حلقہ کے علاوہ کوئی حلقہ باقی نہیں رہ گیا تھا۔ خود امام شافعی کا قول ہے کہ میں بغداد میں ناصر الحدیث کے لقب سے مشہور ہو گیا تھا۔

مورخین کا بیان ہے کہ امام شافعی پہلی بار بغدادمیں **195**ھ مطابق **811**ء میں آئے مگر یہ بیان درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ آپ پہلی بار عراق میں داخلہ کے سال یعنی **187**ھ مطابق **803**ء میں آئے جب ہارون الرشید خلیفہ تھا۔ دوسری آمد بغداد میں **195**ھ مطابق **811**ء میں ہوئی اِسی کے متعلق زعفرانی کا قول ہے اور بغداد میں آپ کی تیسری آمد **198**ھ مطابق **814**ء میں ہوئی جس کے متعلق بھی زعفرانی کا قول اوپر گزر چکا۔ ان شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ امام شافعی بغداد میں تین بار آئے۔

قیام بغداد میں آپ کے مشہور تلامذہ میں سے ایک احمد بن حنبل (متوفی **241**ھ) ہیں۔ ایک مرتبہ یحییٰ ابن معین نے احمد بن حنبل کے صاحبزادے صالع بن احمد سے کہا کہ آپ کے والد کو شرم نہیں آتی ہے؟ میں نے اُن کو شافعی کے ساتھ اِس حال میں دیکھا ہے کہ شافعی سواری پر چل رہے ہیں اور آپ کے والد رکاب تھامے ہوئے پیدل چل رہے ہیں۔ صالح بن احمد نے

یہ بات اپنے والد احمد بن حنبل سے بیان کی تو اُنھوں نے کہا کہ اُن سے کہہ دو کہ اگر آپ فقیہ بننا چاہتے ہیں تو شافعی کی سواری کی دوسری رکاب کو آپ تھام لیں۔
امام زعفرانی کہتے ہیں کہ امام شافعی بغداد آئے تو ہم چھ طلبہ اُن کے درس میں آنے جانے لگے۔ احمد بن حنبل، ابو ثور، الحارث النقال، ابو عبد الرحمٰن الشافعی اور میں اور ایک اور طالب علم۔ ہم جو کتاب امام شافعی کے سامنے یہاں پڑھتے تھے، احمد بن حنبل حاضر رہتے تھے۔
دوسری روایت جو خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں نقل کی ہے اُس میں ہے کہ: صالح بن احمد بیان کرتے ہیں کہ میرے والد احمد بن حنبل کو امام شافعی کی سواری کے ساتھ جاتے ہوئے یحییٰ ابن معین نے دیکھا تو اُن کے پاس کہلا بھیجا کہ ابو عبد اللہ (احمد بن حنبل کی کنیت ہے) آپ شافعی کی سواری کے ساتھ چلنے کو پسند کرتے ہیں؟ والد نے اُس کے جواب میں کہا کہ ابو زکریا! (یحییٰ ابن معین کی کنیت ہے) اگر آپ اُس کے بائیں جانب چلتے تو زیادہ فائدہ میں رہتے۔
امام احمد بن حنبل امام شافعی کے متعلق فرماتے ہیں کہ: " اُس قریشی نوجوان سے زیادہ کتاب اللہ کا فقیہ میری نظر سے آج تک نہیں گزرا۔" مزید کہتے ہیں کہ: " فقہ کا قفل بے کلید لوگوں پر جس شخص نے کھولا، وہ شافعی ہی تو تھے۔

14 سفر مصر

امام شافعی بغداد میں پہلی بار 195ھ مطابق811ء میں گئے۔ اور بغداد میں آپ کا قیام 2 سال رہا اور واپس مکہ مکرمہ چلے آئے۔ بغداد میں آپ کی دوسری آمد 198ھ مطابق 814ء میں ہوئی اور آپ اِس بار چند ماہ قیام کرکے199ھ یا 201ھ میں مصر چلے گئے۔ ابن ندیم نے محمد بن شجاع کا قول نقل کیا ہے کہ امام شافعی مصر میں 200ھ میں آئے اور یہیں مقیم ہوئے۔ سفر مصر کے دوران میں آپ کا غزہ شہر جانا بھی ثابت ہے ۔ قرآئن و شواہد سے آپ کی مصر آمد دو بار معلوم ہوتی ہے، پہلی بار تب جب آپ بغداد سے مصر کے سفر کو تشریف لے گئے اور بروز منگل 28 شوال 198ھمطابق 20 جون 814ء کو مصر کے شہر فسطاط پہنچے مگر وہاں فسادات کی وجہ سے آپ دوبارہ مکہ مکرمہ چلے آئے۔دوسری بار آپ 200ھ میں مصر پہنچے اور پھر اواخر عمر تک وہیں مقیم رہے۔ مصر کو روانہ ہوتے ہوئے آپ نے یہ اشعار پڑہے:
لقد أصبحت نفسي تتوق إلى مصرِ ومن دونها قطعُ المهامةِ والفقرِ فواللہ ما أدري، الفوزُ والغنى أُساق إليها أم أُساق إلى القبرِ
میرا نفس مصر جانے کے شوق میں ہے
حالانکہ اِس سفر میں بڑی مشکلات ہیں۔
واللہ! مجھے معلوم نہیں کہ اطمینان و اِستغناء کے لیے وہاں جا رہا ہوں

یا قبر میں جانے کے لیے۔
چنانچہ امام شافعی کے اِن اشعار سے آپ کی پیشگوئی ثابت ہو گئی کہ آپ وہاں مستغنی بھی ہوئے اور وہیں فوت بھی ہوئے۔ قاضی عیاض مالکی نے سعید بن عبد اللہ بن عبد الحکم المصری کے بیان کو نقل کیا ہے جس وقت امام شافعی ہمارے یہاں مصر میں آئے تو سخت قلت و افلاس میں تھے۔ میرے بھائی محمد نے بعض مالداروں سے پانچ سو دینار وصول کیے اور والد صاحب نے پانچ سو دینار دیے، اِس طرح ایک ہزار دینار امام شافعی کی خدمت میں پیش کیے۔ دوسری روایت میں ہے عبد اللہ بن عبد الحکم المصری نے خود ایک ہزار دینار دیے اور اپنے دوستوں سے دو ہزار دینار وصول کرکے کل تین ہزار دنانیر امام شافعی کی خدمت میں پیش کیے۔ امام شافعی کو مصر میں عبد اللہ بن عبد الحکم سے خصوصی تعلق تھا اور یہ تعلق تا وفات قائم رہا۔ حتیٰ کہ اُن ہی کے گھر وفات پائی۔ روزانہ عبد اللہ بن عبد الحکم کے گھر چلے جایا کرتے اور اگر وہ گھر موجود نہ ہوتے تو دریافت کرکے اُن کے پاس جاتے تھے۔مصر میں امام شافعی کو عبد اللہ بن عبد الحکم سے خاص تعلق رہا جومصر کے مشہور عالم اور امام مالک کے مسلک کے امام تھے۔ اُن کے بیٹے کا بیان ہے کہ امام شافعی روزانہ ہمارے یہاں سے امام مالک کی کتابوں کے دو اجزاء لے جاتے اور دوسرے دن اُن کو واپس کر دیا کرتے تھے اور مزید دوسرے دو اجزاء لے جایا کرتے۔ یہ سلسلہ مدت مدید جاری رہا۔عبد اللہ ابن عبد الحکم کے مکان پر بھی امام شافعی جایا کرتے تھے، اُن کے بھائی سعد بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ بسا اوقات امام شافعی سواری پر ہمارے یہاں آتے اور مجھ سے کہتے کہ محمد کو بلاؤ، میں اُن کو لے آتا اور اُن کے ساتھ جاتے اور دیر تک رہتے اور وہیں قیلولہ بھی کرتے تھے۔
امام شافعی جب مصر آئے تو اُن کی عمر قریباً 50 سال کے قریب قریب تھی۔ ابن ندیم کے قول کے مطابق تسلیم کیا جائے تو امام شافعی صرف چار سال یعنی 200ھ سے 204ھ تک مصر میں مقیم رہے۔

15 خلافت عباسیہ اور خلفاء

امام شافعی نے اپنی حیات مبارکہ میں کل 6 عباسی خلفاء کا زمانہ دیکھا جو یہ ہیں:
1۔ ابوجعفر المنصور: 136ھ تا 158ھ — 754ء تا 775ء۔
2۔ محمد المہدی : 158ھ تا 169ھ — 775ء تا 785ء۔
3۔ موسیٰ الہادی: 169ھ تا 170ھ — 785ء تا 786ء۔
4۔ ہارون الرشید: 170ھ تا 193ھ — 786ء تا 809ء۔
5۔ امین الرشید: 193ھ تا 198ھ — 809ء تا 813ء۔
6۔ مامون الرشید: 198ھ تا 218ھ — 813ء تا 833ء۔
خلیفہ مامون الرشید کی خلافت کے چھٹے سال میں امام شافعی فوت ہوئے۔

16 وفات و تدفین

امام شافعی کو اواخر ایام میں مرض بواسیر ہوا اور اسی مرض کی شدت سے آپ نے بعمر 54 سال بروز جمعرات 29 رجب 204ھ مطابق 19 جنوری 820ء کو مصر کے شہر فسطاط میں بوقت عشاء وفات پائی۔ آپ کی تدفین بروز جمعہ 30 رجب 204ھ مطابق 20 جنوری 820ء کو مغرب کی کے بعد جبل مقطم کے قریب قرافہ صغریٰ میں تدفین کی گئی۔ وصیت کے مطابق اواخر ایام عبد اللہ بن الحکم کے پاس گزارے اور وہیں اِنتقال کیا۔ امیر مصر نے نماز جنازہ پڑھائی اور عبد اللہ بن الحکم کے بیٹوں نے تجہیز و تکفین کی سعادت پائی۔ امام شافعی کے شاگرد ربیع بن سلیمان مرادی کہتے ہیں کہ امام شافعی کی تدفین سے واپسی پر میں نے شعبان کا چاند دیکھا تھا اور رات میں امام شافعی کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ امام صاحب نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نور کی کرسی پر بٹھایا۔ امام شافعی کے فرزند عثمان بن محمد کہتے ہیں کہ والد کی عمر بوقت اِنتقال 58 سال کی تھی۔

ایک مشہور واقعہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ فتیان بن ابی السمح جو انتہائی متعصب مالکی تھے انہوں نے ایک مناظرے میں امام شافعی سے علمی شکست کھائی تھی۔ مگر انہوں نے بعد میں موقع پاکر رات کے اندھیرے میں ابن ادریس شافعی کے سر پر لوہے کا ایک گرز دے مارا جس سے امام شافعی کا سر پھٹ گیا۔ طبیعت پہلے ہی کمزور تھی۔ اس تکلیف نے مزید نڈھال کر دیا۔ دوسری طرف مالکی فقیہ اشہب بن عبد العزیز مسلسل سجدہ میں پڑ کر آپ کے لیے بددعا کرتا رہا کہ الٰہی! شافعی کو اٹھالے ورنہ ہمارا مالکی مسلک فنا ہو جائے گا۔ امام شافعی کو جب اس کا علم ہوا تو فی البدیہہ دو اشعار کہے،

* ”لوگ تمنا کرتے ہیں کہ میں مر جاؤں۔ اگر میں مر بھی گیا تو یہ راہ ایسی ہے جس کا راہی صرف میں نہیں ہوں۔ اگر علم لوگوں کے لیے نفع بخش ثابت ہو تو وہ یہ مان لیں کہ میں اگر مر بھی گیا تو مجھے بد دعا دینے والا بھی باقی رہنے کا نہیں۔“

آپ کی طبیعت جب بہت زیادہ بگڑی تو پاس بیٹھے شاگرد امام مزنی خیریت دریافت کرتے ہوئے عرض کی اساتذہ کے استاذ! آپ کا دن کیسے گزرا؟ جواب میں فرمایا، ”آج میں دنیا سے رخصت ہونے والا ہوں اور اپنے بھائیوں کو چھوڑنے والا بھی۔ ہائے! اپنے برے اعمال کی سزا بھی پانے والا ہوں اور اللہ بزرگ و برتر کی بارگاہ میں پیش ہونے والا بھی ہوں اور موت کا پیالہ ابھی پینے والا ہوں۔ واللہ! میں نہیں جانتا آیا میری روح جنت میں جائے گی کہ میں اسے مبارک باد دوں یا اس کا مقام دوزخ ہے کہ میں اس سے تعزیت کروں۔“ نماز مغرب سے فراغت کے بعد لیٹے ہی تھے کہ نزع کی کیفیت شروع ہو گئی۔ بہت الحاح کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں پھر عرض گزار ہوئے۔ عشاء کی نماز ہمت کر کے پڑھی اور فراغت کے بعد پھر گڑگڑا کر دعا مانگی۔ دُعا سے فارغ ہو کر لیٹے ہی تھے کہ روح بآسانی نکل گئی۔ اور اس طرح امام شافعی

خدمت دین سے بھرپور اپنی یہ مختصر زندگی گزار کر دار فانی میں جا پہنچے۔ نماز جمعہ کے بعد آپ کی نماز جنازہ سب سے پہلےسیدہ نفیسہ بن حسن نے ادا کی اور پھر ساری خلقت نے۔ اور یوں بعد از عصر آپ کو قاہرہ کے جبل مقطم کے قبرستان قرا فصہ الصغری میں دفن کیا گیا۔

تاریخ وفات کا تعین.
بعض مورخین نے آپ کی تاریخ وفات کا تعین ماہِرجب کا اِختتام کہا ہے اور دن میں مختلف اقوال ہیں کہ جمعرات تھا یا جمعہ۔ البتہ امام شافعی کے شاگرد ربیع بن سلیمان مرادی کا قول زیادہ قوی ہے ان دونوں روایات کو جمع کر لیا جائے تو صحیح یوں معلوم ہوتا ہے کہ امام شافعی کی وفات بروز جمعرات **29** رجب **204**ھ مطابق **19** جنوری **820**ءکو بوقت عشاء ہوئی اور تدفین اگلے روز جمعہ **30**رجب **204**ھ مطابق **20** جنوری **820**ء کو بعد ازنماز مغرب کی گئی اور بقول ربیع بن سلیمان مرادی کہ واپسی پر شعبان کا چاند نظر آیا۔
امام شافعی کے فرزند کی روایت درست معلوم نہیں ہوتی کیونکہ تمام مورخین نے آپ کی ولادت اُسی مہینہ میں لکھی ہے جس مہینے امام ابو حنیفہ فوت ہوئے یعنی ماہ رجب **150**ھ مطابق اگست **767**ء۔ ماہ رجب **150**ھ سے ماہ رجب**204**ھ تک مکمل **54** سال ہوتے ہیں نہ کہ **58** سال۔ ابو الفتح بن نحوی کہتے ہیں کہ مجھے ابوالحسن بن الصابونی المصری نے بتایا کہ ابو عبد اللہ الشافعی کی قبر مبارک مصر میں بیطار بلال اور برکتین کے درمیان میں دیکھی ہے، اُس کے سرہانے تانبے کی ایک لوح آویزاں تھی جس پر یہ اشعار لکھے ہوئے تھے:

* میری موت کا وقت تو آپہنچا لیکن احمق اور خوابِ غفلت میں مبتلا لوگ کچھ اِس طرح خوش ہیں کہ گویا ہمارا یومِ مرگ تو حتمی تھا اور دشمنوں پر یہ دن نہیں آئے گا۔

ربیع بن سلیمان مرادی کہتے ہیں کہ امام شافعی کے بعد ہم لوگ اُن کے حلقہ درس میں بیٹھے تھے کہ ایک اعرابی نے آ کر سلام کیا اور بعد سلام کے سوال کیا: اِس حلقہ کے شمس و قمر کہاں ہیں؟ ہم نے بتایا کہ اُن کا تو اِنتقال ہو گیا، یہ سن کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رویا اور یہ الفاظ کہہ کر چلا گیا: " اللہ تعالیٰ اُس پر رحم فرما اور اُس کی مغفرت فرما، کس خوبی سے دلیل و حجت کی گتھیوں کو اپنے بیان سے سلجھاتا تھا، اپنے مقابل کو واضح دلیل سے ہدایت دیتا تھا، شرمندہ چہروں سے عار کو دھوتا تھا، اپنے اِجتہاد سے مسائل کے بند دروازے کھولتا تھا۔"

17 مدرسہ اور قبہ

سلطان مصر و شام صلاح الدین ایوبی نے آپ کی قبر مطہر کے سامنے ایک وسیع و عریض مدرسہ تعمیر کروایا تھا ۔مصر کے ایوبی سلطان الملک الکامل محمد بن العادل نے 608ھ مطابق 1211ءمیں آپ کی قبر مطہر پر مقبرے کا گنبد تعمیر کروایا۔
نوٹ۔ گنبد اور قبے بنانا اسباب شرک میں سے ہے۔

18 حلیہ و ہیئت

مزنی کا بیان ہے کہ امام شافعی سے زیادہ خوبصورت آدمی میں نے نہیں دیکھا، دونوں رخسار ہلکے پھلکے سے تھے، جب داڑھی پر ہاتھ رکھتے تو ایک قبضہ سے زائد نہ ہوتی تھی حناء کا استعمال کیا کرتے تھے عطریات اور خوشبو بہت پسند فرماتے تھے۔ جس ستون سے سہارا لے کر مجلس درس کے لیے بیٹھا کرتے، ایک ملازم اُس ستون پر خوشبو لگایا کرتا تھا۔ طبیعت میں نفاست و نزاکت بہت زیادہ تھی۔ لباس اور غذاء کا خاص اہتمام فرماتے۔ قوتِ حافظہ کے لیے لوبان کا استعمال کثرت سے کیا کرتے تھے، اِسی وجہ سے ایک سال تک مرض نکسیر میں مبتلا رہے۔ مورخ اسلام علامہ ابن کثیر الدمشقی لکھتے ہیں کہ امام شافعی سفید رنگ، خوبصورت، دراز قد اور با رُعب انسان تھے اور شیعوں کی مخالفت میں حناء یعنی مہندی کا استعمال فرمایا کرتے تھے۔ بال گھنگھریالے تھے اور خوشنما لباس زیب تن کرتے تھے۔ زعفرانی کے قول کے مطابق خضاب بھی استعمال کرتے تھے۔

19 بوقت وفات تلامذہ کےمتعلق پیشگوئی

ربیع بن سلیمان مرادی کہتے ہیں کہ امام شافعی کے وقتِ نزاع کے دوران میں حاضر تھا، اُن کے پاس دوسرے شاگرد بویطی، مزنی اور ابن عبد الحکم بھی موجود تھے۔ امام شافعی نے ہماری طرف دیکھ کر کہا: اے ابو یعقوب (بویطی)! تم لوہے کی زنجیر اور بیڑی میں انتقال کروگے اور اے مزنی! تمہارے لیے مصر میں چہ میگوئیاں ہوں گی۔ مگر آگے چل کر تم اپنے زمانہ کے سب سے بڑے فقہی قیاس کرنے والے ہوگے۔ اور تم اے محمد (ابن عبد الحکم)! تم امام مالک کے مذہب کو اختیار کرو گے اور مجھ سے کہا اے ربیع! تم میری کتابوں کی نشر و اشاعت میں میرے حق میں نافع و مفید ہوگے۔ اے ابو یعقوب! اُٹھو اور میرا حلقہ درس سنبھال لو۔ ربیع بن سلیمان مرادی کہتے ہیں کہ امام شافعی کی وفات کے بعد ہم میں سے ہر ایک وہی ہوا جو اُنہوں نے فرمایا تھا۔ جیسے کہ وہ باریک پردے کے پیچھے غیب کو دیکھ رہے تھے۔ امام شافعی کی یہ پیشگوئی آئندہ سالوں میں پوری ہو گئی کہ بویطی 231ھ میں بغداد کے قید خانہ میں فوت ہوئے اور وہ مسئلہ فتنہ خلق قرآن میں قید کر لیے گئے تھے، مزنی آپ کے علم کے داعی بنے اورمصر میں اُن کا چرچا عام ہوا۔ محمد ابن عبد الحکم نے مذہب مالکیہ اختیار کر لیا۔ ربیع بن

سلیمان مرادی امام شافعی کی کتب کے ناشر بنے اور امام شافعی سے روایت کردہ کتاب المبسوط اِنہی کے توسط سے علمائے اسلام تک پہنچی۔

20 اولاد

امام شافعی کی اولاد کے متعلق ابن حزم نے لکھا ہے کہ آپ کے 2 صاحبزادے تھے، ایک ابوالحسن محمد جو علاقہ قنسرین اور عواصم میں قاضی تھے، اِنہوں نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی اور دوسرے عثمان تھے جو احمد بن حنبل کے شاگرد ہوئے، اِن سے بھی اولاد کا سلسلہ منقطع رہا۔امام تاج الدین سبکی نے طبقات الشافعیۃ الکبریٰ میں لکھا ہے کہ امام شافعی کے 2 صاحبزادے تھے : ایک قاضی ابو عثمان محمد اور دوسرے ابو الحسن محمد، ابو عثمان بڑے تھے اور امام شافعی کے اِنتقال کے وقت مکہ میں تھے، یہ اپنے والد امام شافعی، امام سفیان بن عینیہ، امام عبد الرزاق صاحب المصنف اور احمد بن حنبل سے روایت کیا کرتے تھے۔ حلب میں بھی عہدہ قضا پر فائز رہے، اِن کی تین اولادیں ہوئیں: عباس، ابوالحسن اور ایک بیٹی فاطمہ۔ عباس اور ابوالحسن تو بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے اور بیٹی فاطمہ سے اولاد کا سلسلہ منقطع رہا۔ ابوعثمان محمد کا اِنتقال 240ھ مطابق 854ء میں الجزیرہ کے مقام پر ہوا۔ دوسرے صاحبزادے ابو الحسن محمد تھے جن کی والدہ دنانیر کنیر تھیں۔ یہ بچپن میں ہی اپنے والد امام شافعی کے ہمراہ مصر آ گئے تھے اور یہیں مصر میں ماہ شعبان231ھ مطابق ماہ اپریل 846ء کو فوت ہوئے۔ ابوالحسن محمد کی ایک صاحبزادی زینب تھیں جس سے ابو محمد احمد بن محمد بن عبد اللہ بن عباس بن عثمان بن شافع پیدا ہوئے۔ یہ اپنے والد کے ذریعہ سے اپنے نانا امام شافعی سے روایت کیا کرتے تھے۔ آل شافع یعنی خاندان امام شافعی میں اِن کے مثل کوئی عالم پیدا نہیں ہوا، اِن کو اپنے نانا امام شافعی کی برکت حاصل تھی۔

21 اقوال قدیمہ کے راویان

امام شافعی کا علم اُس وقت دنیائے اسلام کے تین بڑے مراکز سے عام ہوا یعنی مکہ مکرمہ، بغداد جو اُس وقت پایہ خلافت تھا اور مصر۔ اِن تین بڑے شہروں میں امام شافعی کی مجالس دروس قائم ہوئیں۔ بغداد جیسے عظیم شہر میں وہ پہلے 195ھ میں پہنچے اور دو سال چند مہینے مقیم رہے اور بعد ازاں مصر کے سفر سے قبل بھی بغداد آئے۔ اِس تمام عرصہ میں بغداد کے علما و اہل علم حضرات نے آپ سے تحصیل علم کیا۔ عموماً بغداد شہر سے آپ کے چار بڑے ترجمان مشہور ہوئے جو آپ کے اقوال قدیمہ کے ترجمان و راوی بھی ہیں۔ یہ چار مشہور بزرگ یہ ہیں:

1۔ امام حسن بن محمد الزعفرانی بغدادی(متوفی259ھ)

2۔ امام احمد بن حنبل شیبانی البغدادی (متوفی241ھ)

3. امام ابو ثور ابراہیم بن خالد البغدادی (متوفی240ھ)
4. امام حسین بن علی الکرابیسی البغدادی (متوفی245ھ)

22 اقوال جدیدہ کے راویان

بقول ابن ندیم آپ 200ھ کے آغاز میں ہی مصرتشریف لے گئے ۔ مصر میں آپ چار سال مقیم رہے اور یہ آپ کی اواخر عمر کے سال بھی ہیں۔ مختلف الرائے بیانات سے مصر میں آپ کے چھ تلامذہ خاص کو شہرت حاصل ہوئی جو آپ کے اقوال جدیدہ کے راوی اور ترجمان بھی ہیں۔
1. ربیع بن سلیمان المرادی المصری (متوفی 270ھ)
2. اسمٰعیل بن یحیی المزنی المصری (متوفی264ھ)
3. ربیع بن سلیمان الجیزی المصری (متوفی 256ھ)
4. حرملہ بن یحیی المصری (متوفی 244ھ)
5. یونس بن عبد الاعلیٰ المصری (متوفی 264ھ)
6. امام یوسف بن یحیی بویطی (متوفی231ھ)

23 امام شافعی کا فقہی مسلک

امام شافعی کے زمانہ حیات میں حدیث و فقہ اور فتویٰ کے دو مشہور مرکز تھے: حجاز اور عراق۔ ان دونوں مکتبہ ہائے فکر و فتویٰ میں بہت سے فروعی اور نظریاتی اِختلافات تھے۔ امام شافعی نے دونوں مراکز علم سے استفادہ حاصل کیا اور اُنہوں نے علمائے حجاز اور علمائے عراق کے دلائل سے مکمل واقفیت حاصل کی۔ اولاً مکہ مکرمہ میں امام مسلمبن خالد الزنجی سے تفقہ کی تعلیم حاصل کی جو تابعی ابن جریج کے شاگرد عطاء ابن ابی رباح کے مکتب تفقہ کے ناشر و مبلغ تھے۔ مدینہ منورہ میں امام مالک سے تعلیم پائی جو اہل مدینہ منورہ کے علوم و آراء کے ترجمان اعلیٰ تھے۔ اِس کے بعد بغدادچلے گئے اور وہاں امام محمد بن حسن شیبانی سے شرفِ تلمذ حاصل کی وہ امام ابوحنیفہ کے شاگرد تھے اور فقہ حنفیہ کے مبلغ و داعی بھی تھے علاوہ ازیں وہ بھی امام مالک کے شاگرد رہ چکے تھے۔ امام شافعی امام مالک اور امام محمد بن حسن شیبانی کو اپنا استاد تسلیم کرتے تھے۔ امام شافعی خصوصاً امام مالک کے مسلک کو ترجیح دیتے تھے اور اُنہی کے اقوال و آراء پر عمل پیرا تھے۔ خاص طور پر یہ وہ دور تھا کہ جب تلامذہ شیوخ کی آرا سے اختلاف بھی کیا کرتے تھے، امام شافعی نے خود امام مالک کی آرا سے بھی اختلاف کیا ہے۔ اِس پر لوگوں نے آپ کو ٹوکا تو آپ نے اِس سلسلہ میں ایک کتاب لکھی۔
ابو اسحاق الشیرازی کہتے ہیں کہ اِس اختلاف کے باوجود ہم امام شافعی کو امام مالک کے اصحاب میں شمار کرتے ہیں، اگر امام مالک کے ساتھ امام شافعی کے اِختلافات کو شمار کیا

جائے تو اصحاب مالک میں سے عبد الملک وغیرہ نے اُن سے (یعنی امام مالک سے) جس قدر اختلاف کیا ہے، امام شافعی کا اختلاف اُس سے کم ہی ہوگا۔ ایک اور عالم کہتے ہیں کہ امام شافعی اور امام مالک کے درمیان میں اختلاف اِس سے کم ہے جتنا قاضی ابو یوسف اور امام ابوحنیفہ کے درمیان میں ہے۔

امام شافعی نے تفقہ میں فقہائے حجاز اور فقہائےعراق کے اُصول و فروع کو سامنے رکھتے ہوئے ایک درمیانی راہ اِختیار کی ہے۔ امام شافعی ؒقرآن مجید کے ظاہری معانی کو حجت مانتے ہیں جب تک یہ دلیل نہ ملے کہ یہاں ظاہری معنی مراد نہیں ہیں۔ اِس کے بعد سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اِستدلال کرتے ہیں حتیٰ کہ خبر واحد کو بھی قابل عمل قرار دیتے ہیں اگر اُس کے راوی ثقہ ہوں۔ امام مالک کی طرح تائید میں تعامل اہل مدینہ منورہ کو تسلیم کرتے ہیں اور اِس کے بعد اجماع پر عمل کرتے ہیں، بایں ہمہ کہ اِس کے خلاف کا علم نہ ہو۔ امام شافعی کے نزدیک اجماع کلی کا علم محال ہے۔ آخر میں قیاس پر عمل کرتے ہیں جس کی تائید قرآن اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوتی ہے۔ خلاف قیاس مسائل یا مسائل مرسلہ کے مخالف ہیں مگر اِنہی کے مانند مسائل پر بعض اوقات عمل کرتے ہیں اور اِسی کو اِستدلال کہتے ہیں۔

امام شافعی کے فقیہ و مفتی اور قاضی کے متعلق جو صفات بیان کی ہیں اُن سے امام شافعی کا فقہی مسلک بخوبی معلوم ہوجاتا ہے : " قاضی اور مفتی کے لیے فیصلہ کرنا اور فتویٰ دینا اُس وقت تک جائز نہیں ہے کہ وہ کتاب اللہ اور اُس کی تفسیر کے عالم اور سنن و آثار اور اختلاف علما کے عالم نہ ہوں، اُن میں حسن نظر صحیح فہم، تقویٰ اور مشتبہ مسائل میں مشورہ ہونا چاہیے۔"

اختلاف صحابہ کے بارے میں امام شافعی خود فرماتے ہیں کہ : " اُن میں سے جو قول کتاب و سنت یا اجماع و قیاس کے موافق ہوتا ہے، میں اُس کو لیتا ہوں اور اُن حضرات میں سے کسی ایک کا قول لیتا ہوں جبکہ کتاب و سنت اوراجماع و دلیل میں اُس کو نہیں پاتا ہوں۔"یونس بن عبد الاعلیٰ نے امام شافعی کا قول نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: اصل یہ چیزیں ہیں: قرآن، سنت اور اِن دونوں کی روشنی میں قیاس اور اجماع اکبر اُس حدیث میں جو منفرد ہو۔

امام شافعی نے وسیع مطالعہ کیا۔ مختلف مکاتب فکر کے افکار و مسائل کو امعان نظر سے مطالعہ کرنے کے بعد اُصول کی کسوٹی پر پرکھا، جو شے اُن کے نزدیک کتاب و سنت اور اجماع کے مطابق تھی، اُسے قبول کیا اور جس بات سے اختلاف ہوا اُس پر کتاب و سنت کی روشنی میں بحث کی۔ اِس سلسلہ میں وہ بعض صحابہ کرام کے مسلک کے خلاف بھی گئے ہیں اور بعض اوقات ابو حنیفہ اور ابن ابی مُلَیکہ کے اور بعض اوقات الواقدی اور الاوزاعی کے خلاف بھی گئے ہیں۔

24 خلق قرآن کے مسئلہ میں امام شافعی کی رائے

مسئلہ خلق قرآن یعنی قرآن مجید کا مخلوق ہوناخلافت عباسیہ کے اوائل عہد حکومت میں بہت زور شور سے پھیل گیا تھا مگر علمائے شوافع و علمائے حنابلہ اِس مسئلہ کے سامنے ڈٹ گئے۔ امام شافعی کے اِس قول سے مسئلہ خلق قرآن کی واضح تردید ہوتی ہے۔ یہی قول امام احمد بن حنبل کا ہے اور وہ تو اِس مسئلہ میں مشقتیں بھی برداشت کرتے رہے۔

امام حاکم نے ابو سعید بن ابی عثمان سے اور اُنھوں نے امام الحسن ابن صاحب الشاشی سے اور اُنھوں نے ربیع بن سلیمان مرادی کے تسلسل سے امام شافعی کا قول نقل کیا ہے کہ: آپ سے قرآن کے متعلق (اشارہ مسئلہ خلق قرآن کی جانب تھا) پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: تعجب ہے تعجب ہے! قرآن تو کلام اللہ ہے اور جو کہتا ہے کہ وہ مخلوق ہے وہ کفر کرتا ہے۔

25 درس وتدریس کی مجلس اورتلامذہ سےشفقت

امام شافعی کی مجالس دروس اُس دور کے فقہا و محدثین کی طرح ہی برپا ہوا کرتی تھیں۔ تلامذہ کو حسن نیت، شفقت و محبت اور خلوص سے پڑھاتے تھے جو علمائے سلف کا معمول رہا ہے۔

امام شافعی کا یہ قول جو اُن کے اپنے مصری شاگرد ربیع بن سلیمان مرادی کے لیے ہے، لائق توجہ ہے: اے ربیع! اگر میرے بس میں ہوتا کہ میں تمہیں علم کھلا دوں تو ضرور کھلا دیتا۔

آپ خود اپنے حلقہ نشینوں سے خواب واقف تھے اور اُن کے مزاج کو بخوبی سمجھتے تھے، بعض اوقات اِس کا اظہار بھی کر دیا کرتے تھے۔ بغدادچھوڑتے ہوئے احمد بن حنبل کے لیے فرمایا: میں نےاحمد بن حنبل سے زیادہ پاکباز، متقی فقیہ اور عالم کسی کو نہیں چھوڑا۔

ایک بار کہا کہ: تین علما زمانہ کے عجائب میں سے ہیں، ایک عربی شخص جو ایک کلمہ بھی ٹھیک سے ادا نہیں کرتا ہے وہ ابو ثور ہے، دوسر عجمی شخص ہے جو ایک کلمہ میں بھی غلطی نہیں کرتا ہے وہ حسن زعفرانی ہے اور تیسرا چھوٹا شخص جب وہ کوئی بات کہتا ہے تو بڑے علما اُس کی تصدیق کرتے ہیں وہ احمد بن حنبل ہیں ۔

اپنے شاگرد مزنی کے متعلق فرماتے ہیں کہ: مزنی میرے مذہب کے ناصر ہیں ۔

دوسرے شاگرد ربیع بن سلیمان مراد کے متعلق فرماتے ہیں کہ: ربیع میری کتابوں کے راوی ہیں۔

بغداد میں امام شافعی کی کتب کو حسن زعفرانی پڑھا کرتے تھے اور طلبہ اُن کو لکھ لیا کرتے تھے۔ امام شافعی حدیث و فقہ میں تبحر کے باوجوداحمد بن حنبل اور عبد الرحمٰن بن مہدی کو کہا کرتے: تم لوگ مجھ سے زیادہ حدیث کا علم رکھتے ہو، صحیح حدیث ہو تو مجھے بتانا، میں اُس کو اختیار کروں گا۔

26 تصنیف وتالیفات کا فریضہ\اقوال قدیمہ وجدیدہ

امام شافعی نے اپنی مختصر مدتِ حیات اور بالخصوص اواخر حیات میں بکثرت لکھا اور اِملا بھی کروایا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں کہ ربیع بن سلیمان مرادی کی روایت کے مطابق امام شافعی نے مصر میں چار سال تک قیام کیا اور ڈیڑھ ہزار ورق یعنی (تین ہزار صفحات) اِملا کروائے۔ کتاب الاُم ہی دو ہزار ورق کی تھی، علاوہ ازیں کتاب السنن اور دیگر تصنیفات بھی ہیں۔

امام بیہقی کے قول کے مطابق شافعی اپنی جدید کتب کی تصنیف کے وقت قدیم کتب کو بھی سامنے رکھتے تھے۔ جس رائے میں کوئی تغیر نہیں ہوتا اُسے اُسی حال پر باقی رکھتے اور وہ قدیم نسخہ میں جوں کا توں قائم رہتا، لیکن جن مسائل میں رائے تبدیل ہو گئی ہوتی اُن کتابوں کو حذف و اضافہ کرکے اور ترمیم و تبدیلی کے بعد ازسر نو لکھا کرتے اور قدیم کتابوں کو ضائع کردیتے۔ یہیں سے آپ کے اقوال قدیمہ اور اقوال جدیدہ کا وجود عمل میں آیا۔ اقوال قدیمہ وہ فقہی آرا ہیں جو آپ نے مصر آنے سے قبل مدون کیں اور اقوال جدیدہ وہ فقہی آرا ہیں جو آپ نے مصر آمد کے بعد یعنی 200ھ سے ماہ رجب 204ھ میں اپنی وفات تک تحریر کیں۔ تاہم آپ کے تلامذہ بغداد اقوال قدیمہ کے ترجمان تھے اور اُن علاقوں میں اقوال قدیمہ ہی پھیلے اور مصر اور افریقا کے علاقوں میں اقوال جدیدہ کو فروغ حاصل ہوا۔ اقوال قدیمہ کے مقابلہ میں اقوال جدیدہ میں بیشتر مسائل میں آپ کی فقہی آرا تبدیل ہو گئی تھیں اِس لیے فقہ شافعی کے بیشتر مسائل کو ازسر نو مصر میں مرتب و مدون کیا جو اب اقوال جدیدہ کے مطابق کتاب الاُم میں موجود ہے مگر بغداد کے تلامذہ نے آپ کے اقوال قدیمہ کو ہی ترجیح دی اور وہی رائج ہوا۔

27 فقہی خدمات

امام شافعی نے فقہی اجتہاد اور حدیث دونوں کو اپنایا ہے۔ اُنھوں نے نہ صرف اُس فقہی مواد پر کامل عبور حاصل کیا جو موجود تھا، بلکہ اپنی تصنیف کتاب الرسالہ میں اُصول ہائے و طریقہ ہائے اِستدلال فقہ کی تحقیق کی۔ اُنہیں بجا طور پر اُصول فقہ کا موسس و بانی سمجھا جاتا ہے ۔ آپ نے قیاس کے باقاعدہ قواعد و ضوابط وضع کیے۔ اصول استحسان میں امام شافعی کو کوئی دلچسپی نہ تھی بلکہ اصول استحسان کے بارے خیال کیا جاتا ہے کہ اِسے بعد کے شوافع حضرات نے مذہب شافعیہ میں داخل کر دیا۔

28 امام شافعی اور شافعی علماء

1۔ اکثر شافعیؒ علماء تقلید کرتے ہیں۔ جب کہ امام شافعی تقلید کے سخت خلاف تھے امام شافعی کے استاذ امام مالکؒ بھی تقلید نہیں کرتے تھے اور نہ تلمذ امام احمدؒ بن حنبلؒ تقلید کرتے تھے [illegible] امام شافعی کے بسند صحیح ثابت ہے فرماتے تھے جب صحیح حدیث مل جائۓ تو میرے قول کو دیوار پر پھینک دو۔ ربیع کہتے ہیں میں نے امام شافعی سے سنا ہے فرماتے تھے جب کوئی صحیح حدیث روایت کروں اور خود اس کے مطابق عمل نہ کروں تو سمجھ لو میری عقل ماری گئی ہے۔ ”تذکرۃ الحفاظ الذہبی۔جلد 2: 278“ [illegible] موجودہ شافعی نہ کتاب الام چھپواتے ہیں نہ کتاب الام پر عمل کرتے ہیں۔ وہ متاخرین شافعیہ کی کتب مثلاً ”باجوری“، ”المنحاج“ وغیرہ پڑھتے پڑھاتے ہیں۔ ”سلفیت تعارف و حقیقت البانیؒ“۔
2۔ امام شافعی فرماتے ہیں اگر لوگوں کو پتہ چل جائے کہ علم الکلام میں کیا قباحت ہے تو وہ اس سے ایسے بھاگیں جیسے شیر سے بھاگتے ہیں۔متکلمین کے بارے میں میرا فیصلہ یہ ہے کہ ان کو چھڑیوں سے پیٹا جائے ان لوگوں کو قریہ قریہ گاؤں گاؤں لے جایا جائے اور یہ ندا دی جائے کہ یہ اس شخص کی سزا ہے جو کتاب و سنت کو چھورکر علم الکلام کی جانب متوجہ ہوتا ہے۔ ”تاریخ حدیث و محدثین۔ استاذ محمد ابو ضو، ازہریؒ۔401“ [illegible] امام ابوالحسن اشعریؒ پہلے معتزلی تھے پھر متکلم ہوئے پھر سلفی ملاظہ ہو اشعری کی کتب ”الاباتہ“۔ ”مقالات اسلامیین“ ۔”عقائد السلفیہ۔ قاضی احمّد بن حجر قطر“ [illegible] ابن صلاحؒ کا فتوی کہ منطق اور علم کلام حرام ہے۔ پڑھ کر سیوطیؒ نے علم کلام ترک کردیا [illegible] اتنے واضح دلائل کے باوجود بہت سے شافعی علماء علم الکلام کی بدعت و گمراہی میں مُبتلا ہیں۔
3۔ ١ ”امام مالک“۔ ٢” امام احمد“۔ ٣”حارث محاسبی“۔ ٤”حسین بن علی کرابیسی“۔ ٥”ابو سلمان“۔ ٦”امام ابن حزم“ سے منقول ہے کہ خبر واحد یقینی علم کی موجب ہوتی ہے۔ امام شافعی نے 32 حادیث خبر واحد کی حجیت پر دی ہیں نیز فرماتے ہیں خبر واحد کی حجیت پر قدیم و جدید اہل اسلام کا اجماع ہے۔ ”الرسالۃ۔ 401“۔ ”حدیث رسول کا تشریعی مقام۔

ڈاکٹرمصطفیٰ سباعی۔ 252تا 275“ [illegible] ۱ ”امام بن بطال“۔ ۲”خطیب بغدادی“ ۳ ”امام بن عبدالبر“۔ ٤ ”امام بن تیمیہ“۔ ٥” امام بن قیم“۔ وغیرہ نے مطلقاً خبر واحد کی حجیت کافتویٰ دیا ہے۔ ”کتاب السنہ۔ ڈاکٹر عمران ایوب“ [illegible] اتنے واضح دلائل کے باوجود بہت سے شافعی علماء عقائد میں خبر واحد کو حجیت نہیں مانتے ہیں۔
4۔ فلسفہ کی طرح صوفی اود تصوف بھی یونانی علوم سے ماخوذ ہیں کتاب الھند البرونی۔ کشف الظنون۔ تاریخ افکار و علوم اسلامیہ۔ اسوہ صحابہ۔671 [illegible] امام شافعی آپ کے استاذ مالک اور شاگرد امام احمد تصوف پسند نہیں تھے [illegible] لیکن بہت سے شافعی علماء تصوف کی بدعت میں مبتلا ہیں۔

29 فقۃ الحدیث

فن حدیث میں ان کے کارنامے نہایت مہتم بالشان ہیں۔ انھوں نے جمع روایات، تنقید احادیث، اصول روایت اور راویوں کے درجات و مراتب کے امتیاز کے لیے قواعد مقرر کیے۔ احادیث کی حجیت، دین میں اس کی ضرورت اور اہمیت پوری طرح واضح کی اور ان کے بارے میں مخالفین کے اعتراضات کے جواب دیے اس لیے وہ ناصر السنت کہلاتے ہیں۔
امام شافعی کی زیادہ شہرت مکتب فقہ و اجتہاد کے بانی کی حیثیت سے ہے۔ وہ دراصل فقہ و حدیث دونوں علوم کے مجتہد تھے۔ انھوں نے مختلف مکاتب فکر کا امکانی نظر سے مطالعہ کیا تھا اور اپنے پیش رو مکاتب فقہ کا ناقدانہ جائزہ لے کر ان کی خوبیوں اور خرابیوں سے واقفیت حاصل کی تھی۔ مالکی مکتب کو براہ راست اس کے بانی امام مالک سے اور حنفی مکتب کو اس کے ایک اہم اور بڑے داعی و جامع امام محمد سے جانا تھا۔ اس کے بعد انھوں نے اپنی راہ ان دونوں سے علیحدہ نکالی۔ اس طرح ایک نیا فقہی و اجتہادی مکتب وجود میں آیا ہو جو مکتب شافعی کے نام سے اب تک موسوم ہے۔ قدامت کے لحاظ سے مکاتب اربعہ میں یہ تیسرا مکتب ہے۔
اس مسلک کی اولین بنیاد
قرآن مجید ہے۔ امام شافعی ظاہر قرآن سے اس وقت انحراف کرتے جب ان کو کسی دلیل سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ ظاہر قرآن مراد نہیں۔ اس کے بعد حدیث کو لیتے ہیں اور اخبار آثار، بشرطیکہ ان کے روایت ثقہ ہوں، پر عمل کرنے کی پرزور حمایت کرتے ہیں۔ جب کسی کا سلسلہ رسول اللہ ﷺ تک بہ سند متصل پہنچ جائے تو امام مالک کی طرح اس کے بعد وہ کسی عمل کی جو حدیث کی تائید کرتا ہو، اور اہل عراق کی طرح مشہور حدیث کی شرط نہیں لگاتے۔ وہ احادیث صحیحہ کو اس نگاہ سے دیکھتے ہیں جس نگاہ سے قرآن مجید کو دیکھتے ہیں۔
احادیث کی اس تائید اور روایات کی جانب شدت اعتنا کی وجہ سے شافعی مسلک کو اہل حدیث میں نہایت حسن قبول حاصل ہوا۔ احادیث کے بعد وہ

اجماع پر عمل کرتے ہیں اور جب کوئی منصوص دلیل نہیں ہوتی تو وہ
قیاس پر اس شرط کے ساتھ عمل کرتے ہیں کہ اس کے لیے کوئی معین اصل موجود ہو۔ اہل
عراق جس چیز کو استحسان اور مالکی جس چیز کو استصلاح کہتے ہیں۔ انہوں نے اس کی
شدت کے ساتھ تردید کی ہے کیونکہ اس کے خیال میں یہ ان فقہا کی رائے اور قیاس میں فرق
نہ کرنی کا نتیجہ ہے۔ البتہ وہ استدلال کو مانتے ہیں جو استحسان و استصلاح کے قریب
ہے۔ امام شافعی کے چند اہم فقہی و اجتہادی کارنامے یہ ہیں، جن سے ان کے مسلک کی نمایاں
خصوصیات بھی ظاہر ہوتی ہیں۔

1 ۔انھوں نے علم الفقہ کے اصول مرتب کیے اور اصول فقہ میں سب سے پہلے
کتاب " الرسالۃ فی اصول " لکھی۔

2 ۔امام شافعی سے پہلے مرسل و منقطع روایتیں بے تکلف قبول کر لی جاتی تھیں۔ مگر انھوں
نے کہا کہ اگر حدیث کے تمام طریق جمع کر کے دیکھے جائیں تو بہت سی مرسل روایات بے
اصل یا مسند روایات کے خلاف نظر آئیں گی۔ اس صورت میں ان کو قبول کرنے سے دین میں
خلل واقع ہو گا۔ اس لیے انھوں نے مرسل حدیثوں کے ماننے کے لیے شرطیں عاید کیں۔

3۔ روایتوں کے جمع و تطبیق کے قاعدے وضع کیے اور اصول مرتب کیے۔

4 ۔صحابہ کرام اور تابعین عظام کو بعض حدیثوں کا علم نہ ہو سکا اور وہ تیسرے طبقہ میں
یا اس کے بعد میں اس وقت ظاہر ہوئیں جب محدثین نے گوشہ گوشہ چھان کر تمام روایات
اور ان کے سب طریق کا پتہ لگایا اور ایک ایک شیخ کو معلوم کر کے اس کے تمام مرویات
منظر عام پر لائے۔ اس عدم واقفیت کی بنا پر صحابہ و تابعین نے اصول
شریعت کی
روشنی میں اپنے اجتہاد سے فیصلے کیے۔ اس قسم کی روایتوں کے بارے میں اس زمانہ کے عام
فقہا کے برعکس امام شافعی کا موقف یہ تھا کہ علاقہ کے لوگوں کا ان روایات کو نہ لینا ان
کے نقص کی کوئی دلیل نہیں کیونکہ خود صحابہ و تابعین کا طریقہ یہ تھا کہ وہ ہر مسئلہ
میں کتاب اللہ کے بعد حدیث کو تلاش کرتے تھے جب حدیث ان کو نہ ملتی تب استدلال کے
دوسرے طریقوں سے کام لیتے تھے اور اگر بعد میں حدیث مل جاتی تو وہ اپنے اجتہاد سے
رجوع کر کے اس حدیث کو اختیار کر لیتے تھے۔ پس صحابہ و تابعین کا مجرد کسی حدیث کو
نہ لینا اس کی خرابی کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ حدیث میں خرابی اس وقت ہو سکتی ہے جب
انھوں نے اس کو بیان کیا ہو۔ اسی اصول کی بنا پر امام شافعی کا مسلک قلتین اور خیار
مجلس کی حدیثوں میں امام مالک اور امام ابو حنیفہ سے الگ ہے۔

5 ۔امام شافعی کے زمانہ میں جب صحابہ کے اقوال و آثار جمع کیے گئے تو ان کے باہمی تعارض
و اختلاف کا پتہ بھی چلا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صحیح حدیثیں نہ پہنچنے کی وجہ سے
صحابہ کے بعض اقوال ان کے خلاف ہیں۔ ایسی صورت میں سلف اپنی رائے چھوڑ کر صحیح
حدیث کو اختیار کر لیتے تھے۔ اس لیے امام شافعی نے صحابہ کے اختلاف کی صورت میں ان

کے اقوال سے استناد کو صحیح نہیں سمجھا اور فرمایا کہ ہم رجال و نحن رجال یعنی صحابہ بھی آدمی تھے اور ہم لوگ بھی آدمی ہیں۔

6 ۔اختلاف احادیث اور تعداد روایات کی صورت میں وہ ان حدیثوں کو ترجیح دیتے ہیں جن کی سندیں زیادہ صحیح اور روایات قوی ہوتی ہیں۔

امام شافعی کے ایک نئے اور مستقل فقہی مکتب کو وضع کرنے اور اس کے اصول و ضوابط مقرر کرنے کا مقصد یہ تھا کہ جو فقہی مکاتب اپنے اپنے علاقوں کے علما و فقہا کے اقوال کے دائروں میں سمٹ گئے تھے وہ روایات و آثار کے ظاہر ہونے اور پھیلنے کے بعد ان کے پورے ذخیرہ سے فائدہ اٹھائیں اور سلف کے طریق پر روایات مل جانے کی صورت میں اپنے قیاسات و اجتہادات سے دست بردار ہو جائیں۔ امام شافعی سے پہلے علما، فقہا، اہل حدیث و اہل رائے دو گروہوں میں منقسم ہو گئے تھے اور دونوں کے درمیان گہری خلیج حائل ہو گئی تھی۔ ان کے انداز فکر اور طرز عمل نے دونوں گروہوں کے بعد کم کر دیا.

30 مصداق دعائے نبویﷺ

امام شافعی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اِس دعائے مبارکہ کا مصداق ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اے اللہ! قریش کو ہدایت عطاء فرما، اِس لیے کہ اُن کا عالم سطح زمین کو علم سے پر کر دے گا، اے اللہ! جس طرح اِن کو عذاب میں مبتلا رکھا تھا، اب اِنعام سے نواز دے۔"

ابو نُعیم عبد الملک بن محمد کا قول ہے کہ اِس حدیث مبارکہ میں عالم قریش سے مراد امام شافعی ہیں۔ احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سرے پر ایک عالم دین کو پیدا کرتا ہے جو لوگوں کو سنت کی تعلیم دیتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے دفاع کرتا ہے، ہم نے دیکھا کہ پہلی صدی کے سرے پر عمر بن عبد العزیز (خلیفہ 99ھ تا 101ھ) اور دوسری صدی کے سرے پر امام شافعی نے یہ خدمت انجام دی ہے۔

31 خواب میں زیارت نبوی

پہلی زیارت کے متعلق امام شافعی بیان کرتے ہیں کہ: میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا، آپ نے مجھ سے فرمایا: اے لڑکے! تو کس خاندان سے ہے؟ میں نے عرض کی: آپ کے خاندان سے۔ فرمایا: میرے قریب آ جاو۔ جب میں آپ کے قریب ہو گیا تو آپ نے اپنا لعابِ دہین میری زبان پر، ہونٹوں پر اور دہن میں ڈال دیا۔ پھر فرمایا: جاو اللہ تم پر برکت نازل فرمائے۔

دوسری زیارت کے متعلق امام شافعی بیان فرماتے ہیں کہ: میں نے اِسی عمر میں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خانہ کعبہ میں نماز پڑھاتے دیکھا، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کو تعلیم دیتے رہے، پھر میں بھی آپ کے قریب آ بیٹھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے بھی کچھ سکھائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آستین سے میزان (یعنی ترازو) نکال کر دی اور فرمایا: تیرے لیے میرا یہ عطیہ ہے۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ میں نے ایک معبر سے اِس کی تعبیر دریافت کی تو اُس نے کہا: تم دنیا میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مطہرہ کی نشر و اشاعت میں امام بنو گے۔

خواب میں علی بن ابی طالب سے مصافحہ.
امام شافعی کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ علی بن ابی طالب سے مجھ سے سلام کرکے مصافحہ فرمایا اور اپنی انگشتری نکال کر مجھے پہنا دی۔ میں نے اپنے چچا سے اِس بات کا تذکرہ کیا تو اُنہوں نے بتایا کہ علی بن ابی طالب کا مصافحہ عذاب سے امان ہے اور انگشتری کی تعبیر یہ ہے کہ دنیا میں جہاں تک علی بن ابی طالب کا نام پہنچا ہے، تمہارا نام بھی وہاں تک پہنچے گا۔

32 ذہانت اور فہم و فراست

ایک بار امام شافعی، یحییٰ ابن معین اور امام احمد بن حنبل مکہ مکرمہ گئے اور ایک ہی مقام پر سب حضرات ٹھہرے۔ شب میں امام شافعی اور یحیی ابن معین لیٹ گئے اور احمد بن حنبل نماز کی ادائیگی میں مصروف ہو گئے۔ صبح کو امام شافعی نے کہا کہ رات میں نے مسلمانوں کے لیے 200 مسائل حل کیے، یحییٰ ابن معین نے پوچھا کہ آپ نے کیا کیا؟ امام شافعی نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کو 200 کذاب راویوں سے محفوظ کیا ہے۔ امام احمد بن حنبل سے پوچھا گیا تو اُنہوں نے کہا کہ میں نے نوافل کی ادائیگی میں ایک قرآن مجید پڑھا ہے۔

33 سخاوت کا نمونہ

زہد و بے نیازی، اہل دنیا سے دوری کے ساتھ جودو سخاء، سیر چشمی اور فراخدلی علمائے اسلام کا وتیرہ و شعار رہا ہے۔ امام شافعی تو اسلاف کا پرتو تھے۔ آپ کی سخاوت و بے نیازی کی کئی واقعات موجود ہیں جو آج علمائے اسلام کے لیے مثال ہیں:

جس زمانہ میں امام شافعی یمن کی سرکاری ملازمت چھوڑ کر مکہ آئے تو اُس وقت آپ کے پاس دس ہزار دینار تھے، شہر سے باہر خیمہ زن ہوئے تو لوگ آپ سے ملاقات کشو آئے جن میں

اہل حاجت بھی تھے، آپ نے پوری رقم اہل حاجت میں تقسیم کردی اور خود مکہ میں جب داخل ہوئے تو قرض لینا پڑا۔

ربیع بن سلیمان مرادی کہتے ہیں کہ امام شافعی روزانہ صدقہ کیا کرتے تھے اور رمضان میں فقرا و مساکین کو کپڑے اور رقم بہت زیادہ دیا کرتے تھے۔

ربیع بن سلیمان مرادی کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے شہر مصر میں بہت سے سخی دیکھے ہیں مگر امام شافعی جیسا سخی نہیں دیکھا۔

ایک شخص نے آپ کے کرتے کا تکمہ (بٹن) درست کیا تو اُسے فوراً ایک دینار دیا اور معذرت کے ساتھ کہا ابھی میرے پاس اِس کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

ایک شخص نے آپ کا کورا اُٹھا کر دیا تو اُس کو دینار سے بھری تھیلی دے دی۔
عباسی خلیفہ ہارون الرشید نے آپ کو دس ہزار دینار کا ہدیہ پیش کیا مگر آپ نے قبول کرنے سے معذرت کی۔ ہارون الرشید نے جبری وصول کرنے کو کہا تو آپ نے قبول تو کر لیے مگر بغداد شہر کے مساکین میں تقسیم کردیے۔ امام شافعی کے فقر و استغناء کی شان یہ تھی کہ بغداد میں خطیر رقم قبول نہ کی اور جب وہاں سے مصرگئے تو آپ کے خیرخواہوں اور دوستوں نے فوری طور پر تین ہزار دینار کا انتظام کر دیا جس کو آپ نے نہات خوشی سے قبول فرمایا، کیونکہ یہ اہل علم و اہل تقویٰ کی جانب سے علمی و دینی تعاون تھا اور وہ جسے بغداد میں قبول نہ کیا وہ سلطانی احسان تھا۔

34 خوش خلقی

امام شافعی زندہ دل اور خوش مزاج عالم تھے۔ اپنے طلبہ اور متعلقین حضرات کی خاطرداری بہت کیا کرتے تھے اور اِن حضرات کے ساتھ محبت و شفقت سے پیش آتے۔

امام شافعی فرمایا کرتے تھے کہ: میں اپنے طلبہ کے سامنے اُن کے احترام کرنے کی وجہ سے بے حیثیت رکھتا ہوں اور جو شخص اپنے کو نیچا نہیں کرے گا، اُس کی تعظیم نہیں کی جائے گی۔

ایک بار کسی طالب علم نے کسی بات پر اصرار کیا تو آپ نے اُن سے کہا کہ تم لوگ ایسا نہ کرو کہ میں تم سے وہی بات کہوں جو امام ابن سیرین نے ایک اصرار کرنے والے سے کہی تھی کہ: اگر تم مجھ کو ایسی بات پر مجبور کرو گے جس کی طاقت میں نہیں رکھتا، تو جو میری عادت تم کو خوش کرتی تھی، پھر وہی ناخوش کر دے گی۔

خوش خلقی کا یہ عالم تھا کہ اپنا حال امام شافعی خود بیان کرتے ہیں کہ میں نے مکہ مکرمہ میں ایک قریشی خاتون سے شادی کی اور میں اُس سے ازراہِ مذاق کہا کرتا: یہ بڑی مصیبت ہے کہ تم محبت کرو۔ اور جس سے تم محبت کرتی ہو وہ تم سے محبت نہ کرے۔ وہ خاتون جواب میں کہا کرتیں: اور وہ تم سے اپنا چہرہ پھیر لے۔ اور تم اصرار کرکے اُس کے سامنے رہو۔

35 عبادت اور تقویٰ

ربیع بن سلیمان مرادی کا بیان ہے کہ امام شافعی ہر رات میں ایک قرآن مجید پڑھا کرتے تھے اور رمضان میں رات دن میں دو قرآن مجید پڑھتے تھے۔ الربیع بن سلیمان مرادی کا بیان ہے کہ صرف ماہ رمضان میں 60 قرآن پڑھ لیتے تھے ۔بحر بن نصر کہتے ہیں کہ جب ہم رونا چاہتے تھے تو آپس میں کہتے تھے کہ اُس مطلبی جوان کے پاس چلو، قرآن پڑھیں اور جب ہم اُن کے یہاں آتے تو وہ قرآن کی تلاوت شروع کرتے۔ اُس وقت ہم لوگوں کا یہ حال ہوتا تھا کہ اُن کے سامنے گرے جاتے تھے اور رونے کی آواز بلند ہو جاتی تھی۔ امام یہ حال دیکھ کر قرات سے رک جاتے تھے، یہ قرآن پڑھنے میں اُن کے حسن صوت کا نتیجہ تھا۔

حسین بن علی الکرابیسی کہتے ہیں کہ: میں نے امام شافعی کے ساتھ کئی راتیں گزاری ہیں، وہ تہائی رات تک نوافل میں پچاس سے سو آیات پڑھتے تھے اور ہر آیت پر مسلمانوں کے لیے دعا کرتے تھے، عذاب کی آیت پر اللہ کی پناہ مانگتے تھے۔

36 قناعت

امام شافعی خود فرماتے ہیں کہ میں نے 20 سال سے کبھی شکم سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا۔ میں نے طمع و لالچ کو کبھی اپنے پاس نہیں آنے دیا۔ اِس کی بدولت مجھے ہمیشہ آرام پہنچا اور اِسی وجہ سے ہمیشہ میری عزت، ذلت میں بدلنے سے محفوظ رہی۔ مزید فرماتے ہیں کہ:
حرص و طمع وہ برائی ہے جس سے نفس کی دیانت پوری طرح ظاہر ہوتی ہے، خصوصاً ایسی حرص جس میں بخل کی آمیزش بھی ہو، فرماتے تھے کہ خانگی و زندگی کی ناگواری زیادہ تر اِسی وجہ سے ہوتی ہے کہ گھر کا مالک رقم زیادہ دینا نہیں چاہتا اور گھر والے لوگ زیادہ مانگتے ہیں۔ شوہروں کو مال سے محبت ہوتی ہے اور بیویاں لالچ سے زیادہ مانگتی ہیں۔ اِس سے خانگی معاملات میں کشمکش ہوجاتی ہے اور گھر روحانی تکالیف میں مبتلا ہوجاتا ہے۔
مزید یہ بھی فرماتے ہیں کہ: قرآن کی اِس آیت کو اچھی طرح سمجھو جس میں مسلمانوں کا وصف یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ دوسروں کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر مقدم رکھتے ہیں (آپ کا اشارہ سورۃ الحشر کی آیت 59 کی طرف تھا)۔

عباسی خلیفہ ہارون الرشید نے ایک مرتبہ بے حد اصرار کیا کہ آپ جس شہر کو پسند کریں میں آپ کو وہاں کا قاضی مقرر کردوں، آپ نے جواب دیا: مجھے اِس عہدے سے معاف ہی رکھیے۔

37 ائمہ دین اور معاصرین کی نظر میں

امام احمد بن حنبل امام شافعی کو دوسری صدی ہجری کا مجدد کہتے تھے۔ امام احمد بن حنبل فرمایا کرتے تھے: اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سرے پر ایسے عالم دین کو پیدا کرتا ہے جو لوگوں کو سنت کی تعلیم دیتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے دفاع کرتا ہے۔ ہم نے دیکھا کہ پہلی صدی کے سرے پر عمر بن عبد العزیز اور دوسرے صدی کے سرے پر امام شافعی نے یہ خدمت انجام دی ہے۔

امام اسحاق بن راہویہ جو امام بخاری کے اساتذہ میں سے ہیں، کہتے ہیں کہ امام شافعی کے قیام مکہ کے زمانہ میں، میں ایک مرتبہ مکہ مکرمہ گیا اور وہاں احمد بن حنبل موجود تھے۔ اُنہوں نے مجھ سے کہا کہ ابو یعقوب اُس شخص (یعنی امام شافعی) کے درس میں بیٹھو۔ میں نے کہا کہ میں اُن کے پاس بیٹھ کر کیا کروں گا؟ میرا اور اُن کا سن (عمر) قریب ہے۔ کیا میں اِن کی وجہ سے سفیان ابن عینیہ اور مقری اسماعیل کا درس چھوڑ دوں؟۔ احمد بن حنبل نے کہا: سفیان ابن عینیہ کی مجلس درس بعد میں بھی ملے گی مگر شافعی کی مجلس نہیں ملے گی۔ احمد بن حنبل کی یہ بات سچ ثابت ہوئی کہ امام شافعی اولاً بغداد چلے گئے اور بعد ازاں مصر تشریف لے گئے۔ 200ھ کے بعد آپ کبھی حجاز اور عراق نہیں آئے۔

عبد اللہ بن الزبیر حُمَیدی کہتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل ہمارے یہاں مکہ مکرمہ میں امام سفیان ابن عینیہ کے یہاں مقیم تھے۔ احمد بن حنبل ایک دن مجھ سے کہنے لگے کہ یہاں ایک قریشی عالم ہیں، میں نے پوچھا، اُنہوں نے کہا وہ محمد بن ادریس الشافعی ہیں۔ وہ بغداد میں اُن کی مجلس میں بیٹھ چکے تھے۔ اُن کے اصرار پر ہم لوگ امام شافعی کے درس میں گئے اور چند مسائل پر گفتگو ہوئی۔ ہم وہاں سے اُٹھے تو احمد بن حنبل نے کہا: آپ نے اُن کو کیسا پایا؟ کیا اِس قریشی عالم کے علم اور اُس کے اندازِ بیاں سے خوشی نہیں ہوئی؟ اُن کی یہ بات میرے دل میں بیٹھ گئی اور میں امام شافعی کی مجلس میں بیٹھنے لگا۔ اُن کی مجلس کے بعد اُن کے استاد امام سفیان ابن عینیہ کی مجلس پھیکی پڑنے لگی اور اِس کے بعد میں بھی امام شافعی کے ہمراہ مصر چلا گیا۔

محمد بن فضل البزاز نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ ایک سال میں نے امام احمد بن حنبل کے ہمراہ حج کیا، ہم مکہ میں ایک ہی مکان میں ٹھہرے، میں صبح کی نماز پڑھ کر احمد بن حنبل کی تلاش میں مسجد حرام کی ایک ایک مجلس درس میں گیا، دیکھا تو احمد بن حنبل ایک

اعرابی نوجوان کے پاس بیٹھے ہیں، میں نے اُن کے قریب جا کر کہا کہ اے ابوعبد اللہ! آپ سفیان ابن عینیہ کی مجلس چھوڑ کر یہاں بیٹھے ہیں حالانکہ وہاں ابن شہاب الزہری، عمرو بن دینار، زیاد بن علاقہ اور دیگر تابعین موجود ہیں، تو امام احمد بن حنبل نے کہا: خاموش رہو! اگر تم سے کوئی حدیث علو (سند عالی) سے فوت ہو جائے تو نزول (سند سافل) سے اُس کو پاسکتے ہو؟ اور دین اور عقل میں تمہارا کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ اور اگر اِس جوان کی عقل تم کو نہ ملی تو میرے خیال میں قیامت تک اُس کو نہیں پاؤ گے۔ میں نے کتاب اللہ کا اِس سے زیادہ فقیہ اور زیادہ سمجھ دار نہیں پایا، میں نے پوچھا: یہ کون صاحب ہیں؟ اُنھوں نے بتایا: یہ محمد بن ادریس الشافعی ہیں۔

ایک بار مصر میں سیرت نگار ابن ہشام (متوفی 218ھ) اور امام شافعی کے درمیان مردوں کے انساب پر مذاکرہ ہوا، امام شافعی نے تھوڑی دیر کے بعد کہا کہ اِس موضوع کو چھوڑو، ہم کو سب معلوم ہے، خواتین کے نسب میں ہم سے بات کرو۔ جب اُس موضوع پر مذاکرہ شروع ہوا توابن ہشام خاموش ہو گئے اور بولے: میں نہیں جانتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا عالم بھی پیدا کیا ہے۔

امام ابو حاتم الرازی نے آپ کو صدوق کہا ہے۔

اصمعی نے بنو ہذیل کے اشعار امام شافعی کے توسط سے حاصل کیے۔

زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ بنو ہذیل کے اشعار میں نے اپنے چچا مصعب ابن عبد اللہ سے سنے اور اُنھوں نے امام شافعی سے اِن اشعار کو حفظ کیا تھا۔

38 کیٹلاگ

علامہ ابن الندیم نے امام شافعی کی تصنیفات کی طویل فہرست دی ہے۔ ابن حجر نے ان کی تعداد ۱۴۰ لکھی ہے مگر ان میں اکثر ناپید ہیں اور بعض کتاب الام میں شامل ہیں۔ چند مشہور کتابوں کے نام یہ ہیں۔

1۔ مسند شافعی : یہ ان حدیثوں کا انتخاب ہے جو کتاب الام وغیرہ میں درج ہیں۔ اس کے اصل مرتب کردہ ابو العباس اصّمم۔ م 346ھ ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ابو العباس کے ایما سے محمد بن جعفر نیشاپوری۔ م 360ھ نے اس کو مرتب کیا تھا حالانکہ ان کی حیثیت ناقل و کاتب کی ہے۔ متعدد علما نے اس کی تشریحیں لکھی ہیں [illegible] مثلاً علامہ ابن اثیر۔ 544 تا 606ھ نے کتاب الشافی فی شرح مسند الشافعی کے نام سے مسند شافعی کی شرح لکھی ہے

[illegible] مسند شافعی طبع ہو چکی ہے [illegible] اس کے 2 اردو ترجمے ہو چکے ہیں ایک ادارہ اسلامیات نے کیا ہے دوسرا انصارالسنہ لاہور نے کیا ہے [illegible] تعداد احادیث.1814.

2. کتاب الرسالہ (اصول فقہ و حدیث) زیر تبصرہ کتاب صاحب مسلک امام محمد بن ادریس شافعی کی تصنیف ہے [illegible] اڈیشن صفحات: 787 [illegible] الناشردار الكتب العلمية [illegible] أحمد محمد شاكر..الدكتور / رفعت فوزي عبدالمطلب.الدكتور/ ماهر الفحل والدكتور عبد اللطيف الهميم. كمال [illegible] کتاب کا اردو ترجمہ محترم مولانا مفتی امجد علی صاحب رامپوری نے کیا [illegible] امام شافعی کی یہ کتاب اصول فقہ واصول حدیث کے فن پر سب سے پہلی تصنیف ہے۔ جس میں انہوں نے حدیث اور فقہ کے اصول قرآن وحدیث کی روشنی میں مرتب فرمائے ہیں۔ یہ کتاب تمام اہل علم کے ہاں معروف اور دینی مدارس کے نصاب میں شامل [illegible] ناشر محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب، قرآن محل، کراچی [illegible] صفحات: 352.اشاعت بتاریخ: پیر 27 جولائی 2015ء.

3. کتاب الاُم: فقہی انسائیکلوپیڈیا ہے. یہ کتاب مختلف رسائل کا مجموعہ ہے۔ کتاب الاُم مکالمہ کی صورت میں ہے. امام شافعی مخالفین کا رد کرتے ہوئے اُن کا نام نہیں لیتے۔ یہ تصنیف اُن کے شاگرد ربیع بن سلیمان مرادی کی روایت سے ہم تک پہنچی ہے۔ اِس میں موجود رسائل اور مقالات کی ایک فہرست ابن ندیم نے کتاب الفہرست میں لکھی ہے۔ ابن ندیم جن کو کتابوں کا نام دیتا ہے دراصل وہ کتاب الاُم کے اجزاء ہیں۔ دوسری مشہور فہرست اِن رسائل کی امام بیہقی نے لکھی ہے، تیسری فہرست الحافظ ابن حجر عسقلانی نے لکھی ہے اور متاخرین میں سے یاقوت حموی نے معجم الادباء میں لکھی ہے۔ یاقوت حموی نے جو عنوانات اِن رسائل کے دیے ہیں وہ زیادہ تر وہی ہیں جو کتاب الاُم کے نسخہ مطبوعہ.قاہرہ 1321ھ تا 1325ھ .بمطابق 1903ء تا 1907ء میں موجود ہیں [illegible] اور یہ سات جلدوں میں طبع ہوئی۔ اِس نسخہ کا کچھ حصہ امام سراج الدین بلقینی والے نسخہ پر مبنی ہے۔ اِس مجموعہ کا قدیمی نام معلوم نہیں ہو سکا اور جہاں تک رسائی ہوئی ہے، یہ نام سب سے پہلےامام بیہقی نے اور امام غزالی نے کتاب احیاء العلوم الدین میں اور الحافظ ابن حجر عسقلانی نے کتاب الاُم کے نام سے ذکر کیا ہے۔ [illegible] یہ کتاب قاہرہ مصر سے پہلی مرتبہ عربی زبان کے قدیمی نسخہ کی تصحیح کے بعد 1321ھ تا 1325ھ بمطابق 1903ء تا 1907ء میں شائع ہوئی۔ [illegible] دوسری اشاعت 1422ھ/ 2001ء میں اسکندریہ، مصر سے مکتبہ دارالوفاء نے گیارہ جلدوں پر مشتمل کتاب الام شائع کی جو کل 6,465 صفحات پر مشتمل ہے۔

4. سنن شافعی : یہ بھی امام صاحب کی مشہور کتاب ہے۔ آپ کے شاگرد ابوابراہیم بن اسماعیل نے امام صاحب سے اور ابوابرہیم سے ابوجعفری طحاوی نے اس کی روایت کی ہے۔

39 حوالہ جات

1۔ الحافظ الذہبی: سیر اعلام النبلا، جلد 10۔

2۔ علامہ خطیب بغدادی: تاریخ بغداد، جلد 2۔

3۔ الحافظ ابو نُعَیم الاصبہانی: حلیۃ الاولیا، جلد 9۔

4۔ابن کثیر الدمشقی: البدایۃ والنہایۃ، مترجم جلد 10۔

5۔ ابن عساکر: تاریخ مدینۃ دمشق، جلد 14، جلد 15۔

6۔ ابن حجر عسقلانی: تہذیب التہذیب، جلد 9۔

7۔ ابن العماد الحنبلی: شذرات الذھب، جلد 3۔

8۔ ابن ندیم : کتاب الفہرست، مقالہ ششم در تذکرہ تصنیفات علمائے اسلام۔ادارہ ثقافت اسلامیہ۔ لاہور

9۔ قاضی اطہر مبارکپوری: سیرت ائمہ اربعہ، مترجم.
ادارہ اسلامیات لاہور.

10۔ البیہقی: مناقب الشافعی، جلد 1.

11۔ محمد ابوزہرہ : امام شافعی۔

12۔ دائرۃ المعارف الاسلامیہ: جلد 11۔ امام شافعی۔ مطبوعہ لاہور.

13۔شمش الدین ذہبی : تذکرۃ الحفاظ مترجم جلد:2 اسلامک پبلشنگ ہاؤس لاہور.

14۔ امام جلال الدین سیوطی: حسن المحاضرۃ فی تاریخ ملوک مصر والقاہرہ، جلد 1۔

15۔ فقہ شافعی تاریخ و تعارف : طبع فقہ اکیڈمی. انڈیا.

16۔ ابن خلکان: الوفیات الاعیان، جلد 2 ۔

17۔ ابن حزم : جمہرۃ الانساب العرب، صفحہ 73۔

18۔ تاج الدین سبکی: طبقات الشافعیۃ الکبریٰ، جلد 2

19۔ خیرالدین الزرکلی: الاعلام۔دارالعلم للملایین بروت.

20۔ ڈاکٹر اختر حسین عزمی: امام شافعی کے علمی سفر۔منشورات اسلامی۔ لاہور.

21۔ خالد انصاری: سیرت امام شافعی.

22۔ کامران اعظم۔ نوید ربانی: حیات امام شافعی.

23۔ ڈاکٹر نعیم صدیقی ندوی۔ سیر الصحاب۔ تبع تابعین۔ جلد۔ 9۔

24۔ امام شافعی پر مقالات: گوگل.

4 محدث قاسم بن اصبغؒ القرطبی

244ھ تا 340ھ

1 نام و نسب

ابو محمد قاسمؒ بن اصبغ بن محمد بن یوسف قرطبی ۔ بنوامیہ کی طرف نسبت کی وجہ سے اموی کہلاتے ہیں ۔ اور بیانہ شہر کی طرف نسبت کی وجہ سے البیانی کہلاتے ہیں بیانہ قرطبہ سے تیس میل کے فاصلہ پر تھا۔

2 وطن اور ولادت

قرطبہ کے رہنے والے بلند پایہ محدث تھے ۔ 20 ذي الحجة۔ 244 ھ میں پیدا ہوئے۔

3 اساتذہ و شیوخ

اندلس میں. 1۔ محدث بقی بن مخلدؒ. 2۔ حافظ محمد بن وضاحؒ. 3 ۔ شیخ اصبغ خلیلؒ. 4 ۔ شیخ محمد بن عبدالسلامؒ وغیرہ محدثین اور علماء سے تحصیلِ علم اور روایت حدیث کی.

4 رحلت و سفر

قاسم بن اصبغ نے مشرق کا علمی سفر کیا مکہ میں. 1۔محمد بن اسماعیل صائغؒ بغداد میں. 2۔ محمد بن جہم سمریؒ. 3۔ جعفر بن محمد شاکرؒ. 4۔ ابو محمد قتیبہؒ. 5۔ حارث بن اسامہؒ. 6۔ ابن ابی الدنیاؒ. 7۔ ابو اسماعیل سلمیؒ. 8۔ اسماعیل قاضیؒ ان سے بہت زیادہ استفادہ کیا اور. 9۔ ابن خثیمہؒ سے تاریخ لکھی اور کوفہ میں وکیعؒ کے شاگرد. 10۔ ابراہیم بن عبداللہؒ عبسی سے حدیث کا سماع کیا ابوداؤدؒ اور ابن جارودؒ سے استفادہ نہ کر سکے کیونکہ ان کا انتقال ہوگیا تھا.

5 حدیث اور اسماءالرجال میں مقام

علماء بیان کرتے ہیں کہ آپ فنِ حدیث اور علم الرجال کے بڑے ماہر تھے ۔ محدث ذھبی لکھتے ہیں کہ اعلیٰ پایہ کے حافظِ حدیث اور اندلس کے محدث تھے ۔ مزید لکھتے ہیں اس ملک میں علوِ اسناد حفظ و اتقان جلالت و امامت ان پر ختم تھی اکثر علماء ان کی مداح ثناء میں

رطِب اللسان تھے ۔ پروفیسر ابو زہرہ لکھتے ہیں قاسم کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے علم حدیث و آثار کے لئے سرزمین اندلس میں جگہ ہموار کی ۔ حدیث احکام کے ساتھ بڑا اعتنا کیا.

6 فقة الحديث

فقہ کتاب و سنت کے زبردست عالم تھے ۔ مورخ ذھبی لکھتے ہیں کہ اعلیٰ درجہِ کے فقیہ تھے فقہاء ان سے فقہی مسائل میں مشورہ لیتے تھے . تذکرۃ الحفاظ الذھبی. جلد ۔ 3 . ص 590.

7 انساب اور ادب

نامور ادیب اور ماہر انساب تھے انساب کے بیان میں ان کی بہت عمدہ تصنیف ہیں . تذکرۃ الحفاظ الذھبی. جلد ۔ 3 . ص ۔ 590.

8 فقهی مسلک

محدث قاسم بن اصبغ کسی فقہی مذہب کے پابند نہ تھے اور براہ راست قرآن و حدیث سے استفادہ کرتے تھے ۔ پروفیسر ابو زہرہ لکھتے ہیں تیں علماء وہ تھے جو ظاہری نہ تھے تاہم ان کے افکار و آراء بڑی حد تک اہل ظاہر سے ملتے جلتے تھے مثلاً وہ اپنے افکار کو احادیث نبویہ اور اقوال و آثار سے استنباط کرتے تھے انہوں نے ظاہری فقہ سے یہ بات اخذ کی تھی کہ کسی فقہی مذہب کے پابند نہ تھے اور براہ راست قرآن و حدیث سے استفادہ کرتے تھے ان تین علماء کے اسماءگرامی یہ ہیں ۔

1۔ محدث بقی بن مخلدؒ ۔ 201ھ تا 276ھ.

2 ۔حافظ ابو عبداللہ محمد ابن وضعؒ ۔ 199 تا 287 ھ.

3 ۔ محدث قاسم بن اصبغؒ 244 تا 340ھ.

”حیات امام ابن حزم“.

9 آخری عمر اور وفات

آخر میں عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے اکثر بھول جاتے تھے ابھی اختلاط کی نوبت نہیں پہنچی تھی کہ آپ نے اپنے علم کی حفاظت کے پیشِ نظر آئیندہ پڑھانا بند کر دیا ۔ 14 جمادی اولی 340ھ میں قرطبہ میں انتقال فرمایا.

10 تلامذہ

آپ سے آپ کے پوتے. 1. قاسم بن محمد. 2. حافظ عبداللہ بن محمد باجی. 3. عبدالوارث بن سفیان. 4. عبداللہ بن نصر.. 5. محمد بن احمد بن مفرج. 6. ابو عثمان سعید بن نصر. 7. احمد بن قاسم بن تاہرتی. 8. قاسم بن محمد بن عسلون. 9. ابو عمر احمد بن حسور اور دوسرے بہت سے لوگ روایت کرتے ہیں.

11 کیٹلاگ

1 ۔ ”الصحیح المنتقیٰ فی الآثار“۔ یہ منتقیٰ ابن جارود ہی کی طرز کی کتاب ہے ابن جارودؒ کے پاس جب قاسم آئے تو ان کی وفات ہوچکی تھی جس کی وجہ سے ان سے استفادہ نہیں کر پائے چنانچہ قاسمؒ نے ابن جارود کے مشایخ اور اساتذہ سے احادیث لے کر ان کو ابواب پر مرتب کیا ابن حزمؒ نے اس کو ابن جارود کی منتقیٰ کے مقابلے میں اچھا اور بہتر انتخاب قرار دیا.

2 ۔ 3 ۔”السنن قاسم بن اصبغ“۔ نقل کیا گیا کہ قاسم جب 286ھ میں عراق آئے تو چند روز قبل امام ابو داؤدؒ صاحب سنن نے وفات پائی تھی آپ نے ابوداؤد کی طرز پر حدیث کی ایک کتاب تالیف کی اور اپنے اساتذہ سے حدیث کی تخریج کی پھر اس کا اختصار کیا اور اس کا نام المجتبیٰ رکھا یہ کتاب سات جلدوں میں ہے اس میں 1690 مسند احادیث درج ہیں.

12 حوالہ جات

1 ۔ تذکرۃ الحفاظ ۔ الحافظ الذاہبی ۔ مترجم محمد اسحاق.

2 ۔ حیات امام ابن حزم۔ پروفیسر محمد ابو زہرہ ازہری. مترجم پروفیسر حریری.

3 ۔ المستطرفہ ۔ علامہ محمد بن جعفر کتانی.

4 ۔ تاریخ حدیث و محدثین ۔ پروفیسر محمد ابو ھو، ازہری ۔ مترجم پروفیسر حریری.

5۔ نداء الإيمان - لسان الميزان لابن حجر العسقلاني - قاسم بن أصبغ نسخة محفوظة 08 مارس 2016 على موقع واي باك مشين.

6 ۔سير أعلام النبلاء للذهبي - قاسم بن أصبغ نسخة محفوظة 15 يونيو 2016 على موقع واي باك مشين۔

7۔ ابن الفرضي، أبو الوليد عبد الله بن محمد بن يوسف (1966). تاريخ علماء الأندلس. الدار المصرية للتأليف والترجمة.

8۔ الضبّي، أحمد بن يحيى (1967). بغية الملتمس في تاريخ رجال أهل الأندلس. دار الكاتب العربي۔

5 امام حافظ ابومحمدعلی ابن حزم

384ھ تا 456ھ

امام بن حزم محدث ۔ مجتہد فقیہ ۔ سیرت نگار۔ مورخ ۔ ماہر الانساب ۔ مناظر ۔ ماہر نفسیات ۔ ادیب ۔ شاعر ۔ نقاد فلسفہ و علم الکلام اور تین خلفاء کے وزیر تھے۔

1 نام و نسب

ابومحمد علی بن احمد بن سعید بن حزم بن غالب بن صالح بن خلف بن معدان بن سفیان بن یزید ، الفارسي الأصل آپ اصل میں فارس کے باشندے تھے آپ کے خاندان سے خلف بن معدان پہلے شخص ہیں جو اندلس میں داخل ہوئے ۔ یزید بن ابو سفیان کی طرف نسبت ولاء کی وجہ سے اموی کہلاتے تھے۔

2 ولادت اور وطن

امام بن حزم رمضان المبارک کی آخری شب بروز بدھ **384**ھ بمطابق **7** نومبر **994**ء کو قرطبہ کے مشرقی جانب محلہ منية المغيرة میں پیدا ہوئے ۔

3 ابتدائی تعلیم و تربیت اوراساتذہ

آپ کے والد منصور عامری متوفیٰ **393**ھ اور اسکے بیٹے المظفر متوفیٰ **399**ھ کے وزیر تھے اس لیے ابتدائی زندگی خوش حالی میں گزری۔ ابتدائی تعلیم وتربیت خواتین۔ مربی اور ان اساتذہ سے حاصل کی جو آپ کے والد کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے۔ امام ابن حزم کے تمام اساتذہ کا شمار ایک مشکل امر ہے تا ہم کتب ابن حزمؒ اورکتب تراجم سے جن اساتذہ کا تذکرہ مل سکا وہ یہ ہیں۔ **1**۔ یحیی عبدالرحمان بن مسعود بن وجہ الجنہ۔ **402**ھ۔ **2**۔ احمد بن قاسم بن أصبغ البیانی۔ **430**ھ۔ **3**۔ عمر بن أحمد بن محمد بن احمد ابن الجسور الاموی۔ **401**ھ۔ **4**۔ یونس بن عبد الله بن محمد بن مغیث ابن الصغار القرطبی۔ **429**ھ۔ **5**۔ حمام بن أحمد بن عبدالله الاطروش القرطبي۔**421**ھ۔ **6**۔ محمد بن سعید بن عمر بن نبات الاموی۔ **425**ھ۔ **7**۔ عبد الله بن ربیع بن عبدالله التمیمي۔**415**ھ۔ **8**۔ عبد الرحمن بن عبد الله بن خالدالہمدانی۔**411**ھ۔ **9**۔ عبد الله بن محمد بن عثمان۔ **10**۔ أحمد بن محمد بن عبدالله المقری الطلمنكي۔ **429**ھ۔ **11**۔ عبد الله بن محمد بن یوسف بن نصر ابن الفرضی۔ **403**ھ۔ **12**۔ أحمد بن قاسم بن محمد بن قاسم بن

أصبغ۔ **13**۔ یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر المزی۔ **463**ھ۔ **14**۔ أحمد بن عمر بن أنس العذري المری ابن الدلائی۔ **478**ھ۔ **15**۔ عبداللہ بن یوسف نامی القرطبی۔ **435**ھ۔ **16**۔ عبداللہ بن ابراہیم بن محمد الاصیلی۔ **392**ھ۔ **17**۔ محمد بن عیسی بن محمدالوراق قاضی طرطوشہ م بعد **396**ھ۔ **18**۔ عبدالرحمان بن ابی یزید المصری۔ **401**ھ۔ **19**۔ محمد بن عبدالرحمان بن محمد الکتانی۔ **408**ھ۔ **20**۔ احسان بن مالک بن ابی عبدۃ الوزیر۔ **416**ھ۔ **21**۔ عبداللہ بن عبدالرحمان الجحاف المعافری۔ **418**ھ۔ **22**۔ محمد بن حسن المذحجی الکتانی۔ **420**ھ۔ **23**۔ خلف مولی الحاجب جعفر الفتی الجعفری۔ **425**ھ۔ **24**۔ مسعود بن سلمان بن مفلت ابوالخیار۔ **426**۔ **25**۔ ثابت بن محمد الجرجانی العدوی۔ **431**ھ۔ **26**۔ عبداللہ بن یحیی بن احمد بن دحون۔ **431**ھ۔ **27**۔ محمد بن عبدالواحد محمد الزبیری۔ م بعد **434**۔ **28**۔ المھلب بن احمد بن اسید بن ابی صغرۃ التمیمی۔ **435**ھ۔ **29**۔ محمد بن عبداللہ البکری الترمذی ۔ **436**ھ۔ **30**۔ احمد بن اسماعیل دیلم الخضری۔م قبل **440**ھ۔ **31**۔ محمد بن الحسن بن عبدالرحمان الرازی م بعد **450**ھ۔ **32**۔ محمد بن اسماعیل العذری ابن الفور تش۔ **453**ھ۔ **33**۔ علی بن محمد عباد الانصاری الاشبیلی۔ **456**ھ۔ وغیرہ۔

4 ابن حزم کی عفّت وعصمت کا راز

ان الفاظ میں ابن حزم اپنی عفت و عصمت کا راز بیان کرتے ہیں اس ناز و نعمت کی زندگی میں مرد اور عورتیں ان کی عفت کے نگہبان تھے عورتیں یوں بھی مرد کے فتنہ میں مبتلا ہونے کے وقت اس کی نگہداشت کا فریضہ بہت اچھی طرح سے ادا کر سکتی ہیں وہ اس کی ہر حرکت کا نوٹس لیتی ہیں یہاں تک کہ جنبشِ نگاہ اور چہرے کے اتار چڑھاؤ تک کو دیکھتی رہتی ہیں ۔ ابن حزم کی حفاظت و نگہداشت کا اہتمام کرنے والے ان کے گرامی قدر والد تھے جنہیں ان کی تربیت کی فکر ہر وقت دامنگیر رہتی تھی جو اس بات کے حریص تھے کہ ناز و نعمت کے اس ماحول میں ابن حزم کی سیرت و کردار محفوظ و مصئون رہے ۔ صرف حفاظت و نگہداشت ہی ابن حزم کے تقویٰ اور طہارت کا موجب نہ تھی بلکہ تحفظِّ حِسّی کے دوش بدوش روحانی قیادت بھی ان کی ممد و معاون تھی ابن حزم ابھی جوان بھی نہ ہونے پائے تھے کہ ان کے والد نے انہیں ایک نیک نہاد خوش اخلاق عالم دین کی صحبت میں بٹھا دیا یہ عالم عورتوں سے الگ تھلگ رہے ان کی انتہا یہ ہے کہ حرام سے قطع نظر حلال سے بھی استفادہ نہ کر سکے اور کوئی عورت آپ کو فریفتہ نہ کر سکی خواہ وہ حلال ہی ہو اور حرمت کی کوئی وجہ موجود نہ ہو ابن حزم کے یہ استاد محترم شیخ ابو حسین الفاسیؒ تھے نوجوان ابن حزم عورتوں سے الگ تھلگ رہنے والے اس شیخ سے بڑے متاثر ہوئے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انھوں نے اپنی ذات پر شہوت نفسانی کا دروازہ مسدود کر لیا یہ حقیقت ہے کہ صالح رہنما کی

صحبت صد ہا مواعظ حسنہ اور زبانی جمع خرچ کی نسبت کہیں زیادہ نفس انسانی کو متاثر کرتی ہے۔

5 امام ابن حزم کی سیاسی زندگی اورخلفشار

امام ابن حزم کے دور میں اندلس بغاوتوں۔خانہ جنگیوں اور بربر حملوں کا شکار تھا کئی حکمران آئے اور تخت سے اتار دیے گئے یا قتل ہو گئے۔ ابن حزم کو بھی ان ہنگاموں میں شریک ہونا پڑا وہ وزیر بھی بنے جلاوطن بھی ہوئے اور قید کی سزائیں بھی بھگتنی پڑیں۔
سیاسی خلفشار کے دنوں میں ہم آپ کو قرطبہ میں حدیث کی تعلیم میں مصروف پاتے ہیں۔
بنو عامر کا تختہ جس انقلاب نے الٹ دیا تھا اس سے باپ اور بیٹے دونوں کی حیثیت پر نمایا اثر پڑا۔ چنانچہ ہسام الثانی کو جب دوبارہ ذوالحجہ **400**ھ میں تخت پر بٹھایا گیا تو ان دونوں کو بہت سے مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ ابن حزم کے باپ کا انتقال ذوالقعدۃ **402**ھ کے آخری ایام میں ہوا۔ محرم **404**ھ میں ابن حزم نے قرطبہ کی اقامت ترک کر دی کیونکہ خانہ جنگی کے دوران میں یہ شہر شدید آفتوں میں مبتلا رہ چکا تھا اور بلاط المغیث میں اس کے خاندان کا خوبصورت محل بربروں نے تباہ و برباد کردیا تھا۔اب ابن حزم نے المریۃ میں سکونت اختیار کی۔جہاں آپ بظاہر نسبۃً آرام و سکون کی زندگی بسر کرتے رہے یہاں تک کہ علی بن حمود نے خیران العامری والی المریہ کے ساتھ مل کر سلمان الظافر الاموی کو محرم **407**ھ میں تخت سے الگ کر دیا خیران کے دل میں یہ شبہ پیدا کیا گیا کہ امام ابن حزم امویوں کی حمایت میں سازش کر رہا ہے اس لیے اس نے آپ کو اور آپ کے دوست محمد بن اسحاق کو پہلے تو چند ماہ قید رکھا پھر جلاوطن کر دیا۔ لہذا دونوں دوستوں نے حمص القصر کی راہ لی جس کا والی ان سے بڑے لطف و کرم سے پیش آیا لیکن اس کے چند مہینے بعد جب انھیں معلوم ہوا کہ عبدالرحمان الرابع المرتضیٰ بلنسیہ میں خلیفہ تسلیم کر لیا گیا ہے تو وہ اپنے میزبان سے رخصت ہو کر سمندر کے راستے بلنسیہ روانہ ہوگئے جہاں ابن حزم کی اپنے کئی دوستوں سے ملاقات ہوئی آپ المرتضیٰ کی فوج میں شامل ہوکر لڑے جس کے آپ وزیر تھے ابن حزم غرناطہ کے معاذ پر لڑے اور دشمن کے ہاتھ قید ہو گئے جس نے تھوڑے ہی دنوں میں آپکو رہا کر دیا **6** سال کی غیر حاضری کے بعد شوال **409**ھ میں آپ قرطبہ واپس آئے۔ اس وقت یہاں القاسم بن حمود خلیفہ تھا اس کی معزولی کے بعد مسند خلافت کے لیے عبدالرحمان الخامس المستظہر جیسے عالم اور روشن ضمیر بادشاہ کا رمضان **414**ھ میں انتخاب ہوا اور اس نے اپنے دوست ابن حزم کو وزیر منتخب کیا لیکن یہ دونوں اس نئی صورت حال سے صرف چند دن لطف اندوز ہوسکے اس لیے کہ عبدالرحمان کو سات ہفتے کے بعد ذوالقعدہ **414**ھ میں قتل کر دیا گیا۔ اور بن حزم کو ایک پھر قید خانے کا منہ دیکھنا پڑا یہ بات یقینی طور پر معلوم نہیں کہ وہ کب تک قیدخانے میں پڑے رہے لیکن **418**ھ کے قریب قریب اس کا

شاطبہ میں مقیم ہونا محقق ہے۔ معجم الادباء میں یاقوت کے قول کے مطابق آپ ایک بار پھر بسام المعتد **418** تا **422**ھ کے عہد میں منصب وزارت پر فائز ہوئے ۔ یہ ابن حزم کی آخری وزارت تھی اس کے بعد آپ نے سیاست سے کنارہ کشی کرلی۔

6 رحلت و سفر

امام ابن حزم آغاز زندگی ہی میں تحصیل علم میں لگ گئے تھے اور بچپن ہی میں علوم اسلامیہ اور حدیث و اخبار کے مطالعہ میں مشغول و منہمک رہتے تھے۔ آپ نے پہلے پہل سترہ سال کی عمر میں **400**ھ میں حدیث کا سماع کیا ۔ تاہم آپ بلنسیہ حاضر ہوئے اور وہاں کے علماء کی صحبت میں رہ کر درس و مذاکرہ میں حصہ لینے سے قبل فقہ کی جانب پوری توجہ مبذول نہ کر سکے اور نہ فقہ کے ایک ایسے امام کی حیثیت سے شہرت حاصل کر پائے جو خود صاحب اجتہاد تھا اور کسی کا مقلد نہ تھاحتیٰ کہ صحابہؓ و تابعینؒ کی تقلید بھی نہیں کرتا تھا۔علامہ ابن حزم خود لکھتے ہیں کہ ہم عازم بُلنسیہ ہو کر سمندری جہاز میں سوار ہوئے اور وہاں پہنچ کر قیام کیا۔ قیام بلنسیہ کا یہ واقع ابن حزم کے ملک بدر ہونے کے چند ماہ بعد **407**ھ میں پیش آیا آپ **407**ھ کے آخر یا **408**ھ کے اوائل میں بلنسیہ پہنچ کر وہاں قیام پذیر ہوئے وہاں آپ خلیفہ عبدالرحمان بن محمد کی نصرت و اعانت اور دعوت خلافت کے سلسلہ میں گئے تھے مگر وہاں جا کر تحصیل علم میں لگ گئے ۔ یہی تحصیل فقہ آگے چل کر ان کی امام فقہ پر منتج ہوئی۔

ان شیوخ و اساتذہ کے علاوہ جن سے آپ کو اخذ و استفادہ کی سعادت حاصل ہوئی لامحالہ ایسے علماء بھی ہوں گے یہ وہ علماء فحول تھے جن کی تصانیف سے قرطبہ ۔ مریہ ۔ حصن القصر ۔ بلنسیہ ۔ قیروان ۔ شاطبہ ۔ میورقہ اور اندلس کے دیگر مشہور شہروں جہاں اس یکتا مصنف لاثانی عالم امام وقت اور حجتِ عصر ابن حزم کا گزر ہوا کی لائبریریاں معمور تھیں۔ پھر جو کچھ آپ نے پڑھا سیکھا اور آزمایا اس سے آپ کی ایسی شخصیت کی تکوین میں مدد ملی جو دید و شنید سے بالا تھی اور جس کا نام تاریخ کے اوراق میں تا ابد گونجتا رہے گا۔

7 حدیث وفقہ میں علمی مقام

یگانہ فاضل علامہ ابن حزمؒ کے علمی مقام کے بارے میں ۔ **1** شہرہ آفاق محدث و مورخ شمس الدین ذہبیؒ لکھتے ہیں کہ میں کہتا ہوں ابن حزم چوٹی کے علماء میں شمار ہوتے ہیں ان میں اجتہاد کی پوری صلاحیّت موجود ہے اور دوسرے مجتہدیں کی طرح ان کے مسائل معیار تحقیق پر پورے اترتے ہیں ۔ مزید لکھتے ہیں کہ ابن حزم پر ذکاوت و فطانت علوم کتاب و سنت .... صدق و دیانت دولت و ثروت کثرت کتب اور جاہ و حشمت کا خاتمہ ہو گیا ۔ **2** مورّخ

قاضی صاعد بن احمدؒ اندلسی کہتے ہیں کہ ابن حزم تمام اہل اندلس سے علوم اسلامیہ کے جامع معرفت میں سب پر فائق احادیث رسول ۔ اقوال صحابہ اور اخبار امم کے جاننے میں سب سے آگے تھے اور کمال حافظہ کے مالک تھے ۔ 3 محدث و مورخ حمیدیؒ کہتے ہیں کہ ابو محمد ابن حزم حدیث و فقہ کے حافظ تھے احکام کا استنباط براہِ راست کتاب و سنت سے کرتے تھے مختلف علوم میں ماہر اور علم پر پورے پورے عامل تھے ہم نے ایسا کوئی آدمی نہیں دیکھا جو ذکاوت سرعتِ حفظ کرم نفس اور دیانتداری میں ان کی برابری کر سکے ۔ 4
ابوالقاسم صاعدؒ کہتے ہیں آپ نے وزارت چھوڑ کر تحصیل علم کی طرف متوجہ ہوئے علم منطق میں کمال پیداکیا پھر اس سے متنفر ہو کر علوم اسلامیہ کی طرف مائل ہوئے اور ان میں وہ کمال حاصل کیا جو کسی کو نصیب نہیں ہوا ۔ 5 یسع بن حزم غافقیؒ کہتے ہیں ابو محمد کے محفوظات ٹھاٹھیں مار نے والا سمندر اور پھوٹ پھوٹ کر بہنے والا پانی ہیں ان کے بحر علم سے حکمت کے مرجان اور یاقوت نکلتے ہیں ۔ ۔ ۔آپ نے اہل اسلام کے علوم کو محفوظ کیا تمام اہل ادیان پر فوقیّت لے گئے ۔ 6 شیخ عزالدین بن عبدالسلامؒ نے کہا ہے کہ میں نے اسلامی کتب میں ابن حزم کی محلیٰ اور شیخ موفق کی المغنی جیسی کوئی علمی کتاب نہیں دیکھی ۔ تذکرۃ الحفاظ: والیم.2 : 766 تا 771.
7۔ ابن حزم "موحدین 524 تا 668ھ" کے نزدیک بڑی عزت و تکریم کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے ۔ کہا جاتا ہے کہ ایک بار سلطان یعقوب المنصور باللہؒ 548 تا 595ھ نے ابن حزم کی قبر پر کہا تھا جب کوئی مشکل پیش آتی ہے تو سب علماء کو ابن حزم ہی سے رجوع کرنا پڑتا ہے ۔ 8
ابن حیانؒ ان کا شدید مخالف ہونے کے باوجود کہتا ہے جب سائل کوئی بات پوچھ کر چھیڑ دیتا تو گویا علم کا ایک ایسا سمندر امنڈ آتا جس کو ڈولوں کی آمد و رفت گدلا نہ کر سکتی ۔
9 پروفیسر محمد ابو زہرہؒ لکھتے ہیں کہ علامہ ابن حزم نے علم احادیث پڑھا اسے یاد کیا اور اپنی تصانیف میں جمع کر دیا آپ کی گراں قدر تالیف محلیٰ دیکھنے سے اندزہ ہوتا ہے کہ آپ کو احادیث نبویہ اور صحابہ کے فتاویٰ و قضایا کا کس قدر وسیع علم تھا اور آپ تابعین کے آثار ان کے فتاویٰ اور فیصلہ جات سے کس قدر واقفیت رکھتے تھے ابن حزم احادیث نبوی اور اقوال صحابہ کا سمندر تھے جسے دنوں کی آمدورفت گدلا نہیں کر سکتی ۔ مزید لکھتے ہیں تمام روایات و اخبار اس بات پر متفق ہیں کہ ابن حزم بڑے عظیم المرتبت عالم دین تھے آپ کثرت تصانیف کے اعتبار سے ممتاز تھے اور جملہ علوم اسلامیہ میں یکساں طور پر یدطُولیٰ رکھتے تھے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ کثرت تصانیف میں ابن جریر طبری کے ہم پلہ تھے البتہ تصانیف و تالیف کی نوعیت جدا گانہ ہے طبری کی تصانیف کا موضوع زیادہ تر تاریخ و اخبار اور روایت و تفسیر ہے طبری حدیث و فقہ سے بھی بہرہ ور تھے اور "اختلاف الفقہاء" نامی ایک کتاب آپ کی تصنیف ہے مگر نقد و اصول میں انہیں ابن حزم کا مقام حاصل نہ ہو سکا ۔
مزید لکھتے ہیں آپ ایک عظیم محدث ہیں جملہ اَصنافِ احادیث کے آپ حافظ ہیں اگر چہ بعض لوگوں نے آپ کی روایت کردہ احادیث پر نقد و جرح کیا ہے مگر اس سے آپ کے حافظِ

حدیث اور ماہر اسماالرجال ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑتا ۔ ابن حزم عظیم فقیہ تھے ۔ حیات امام ابن حزم ۔ ابو زہرہ.

8 سرت نگار۔مورّخ اورماہرانساب

محقق شہیر امام ابن حزمؒ تاریخ ۔ سیرۃالنبی اور انساب کے بہت بڑے عالم تھے ۔ 1 مورّخ قاضی صاعد بن احمد لکھتے ہیں کہ ابن حزم اخبار امم کے جاننے میں سب سے آگے تھے اور کمال حافظہ کے مالک تھے ۔ 2 ابو مروان ابن حیّان کہتے ہیں کہ امام بن حزمؒ علم الانساب اور علم ادب سے متعلق تمام فنون کے ماہر تھے ۔ 3 پروفیسر محمد ابوزہرہ ازہری لکھتے ہیں امام ابن حزم کا اسلوب علمی ہے اور ادبی بھی آپ تاریخ عام و خاص دونوں کے وسیع عالم تھے آپ سلاطین و ملوک کی تاریخ سے آگاہ تھے اور تاریخ ادیانِ و ملل سے بھی پوری واقفیت رکھتے تھے آپ جانتے تھے کہ ان مذاہب کا آغاز کب ہوا ؟ کب عروج کو پہنچے اور کب صفحہ ہستی سے مٹ گئے ۔ مزید لکھتے ہیں آپ بڑے عمیق النظر مورّخ ہیں اور تاریخ کے نازک ترین جز یعنی علم الانساب پر بڑی عالمانہ گفتگو کرتے ہیں ان جملہ امور میں آپ کا اشہب قلم اپنی جولانی کے جوہر دکھاتا ہے ۔ 4 پروفیسر سعید اختر لکھتے ہیں ابن حزم کی تالیفات میں سے ایک مختصر تالیف "جوامع السیرۃ" ہے جو 225 صفحات پر پھیلی ہوئی ہے یہ کتاب انہوں نے جس والہانہ عقیدت سے لکھی اس کا اندازہ درج ذیل اقتباس سے کیا جاسکتا ہے ۔ "رسول کریم کی سیرت کا جو شخص بغور مطالعہ کرے گا مُحَمَّد ﷺ کی نبوت کی تصدیق پر مجبور ہو جائے گا کیونکہ مُحَمَّد ﷺ کی سیرت طیبہ اس امر کی شہادت دیتی ہے کہ آپ اللّٰہ کے سچے رسول تھے اس سیرت مبارکہ کے سوا اگر رسالتمآپ کے پاس اور کوئی بھی معجزہ نہ ہوتا تب بھی سیرت بطور معجزہ کے آپ کے لیے کافی تھی" ۔ علامہ موصوف کی ایک تاریخی تالیف "جمھرۃ انساب العرب" ہے جس میں عرب بربر قبائل کے انساب کا بیان ہے اس کتاب کی علمی منزلت کا اندزہ اس امر سے کیا جا سکتا ہے کہ جہاں کہیں عربوں اور بربروں کے انساب کی بحث آئی ہے بن خلدون علامہ ابن جزم کی اسی تالیف کا اکثر و بیشتر حوالہ دیتے ہیں ۔ فن تاریخ میں علامہ ابن حزم کی ایک تالیف "نقط العروس فی تاریخ خلفاء" ہے کمیاب ہے۔ کتاب کا مضمون اس کے نام سے ظاہر ہے۔ ابن حزم کی مورخانہ بصیرت اور ادبیانہ صلاحیّت کا انذزہ مندرج ذیل دو اقتباسات سے کیا جاسکتا ہے جس میں اموی و عباسی خانوادوں کا تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے ۔ "اب بنوامیہ کی حکومت ختم ہوگئی بہر حال وہ ایک عربی حکومت تھی بنوامیہ نے کوئی دارالحکومت یا محل سرائے نہیں بنائی ان میں ہر امیر کی سکونت اسی مکان اور احاطے میں ہوتی تھی جو خلافت سے پہلے ان کے پاس ہوا کرتا تھا انہوں نے مسلمانوں کو اس امر پر ہر گز مجبور نہیں کیا کہ غلاموں کی مانند انہیں شاہانہ القابات سے پکاریں یا زمین بوسی یا قدم بوسی کریں ان کا مقصد دور دراز ممالک مثلاً اندلس ۔ چین ۔ سندھ ۔ خراسان آرمینیہ ۔ شام ۔

عراق ۔ مصر اور مغرب میں اپنی فرمانروائی کا سکہ رواں کرنا تھا" ۔ "بنوعباس کی سلطنت گویا عجمی سلطنت تھی جس میں عربوں کی بالا دستی ختم ہوگئی ایران کے عجمی برسراقتدار آگئے سلطنت میں کسروی انداز آگیا مگر یہ بات ضرور تھی کہ کسی صحابی کو علانیہ برا بھلا نہیں کہا جاتا تھا بنوعباس کے زمانے میں مسلمانوں کا شرازہ بکھر گیا اور ممالک اسلامیہ میں مختلف گروہوں کا غلبہ ہو گیا اس خانہ جنگی کے دور میں اندلس اور سندھ کے متعدد شہروں پر کافروں نے دوبارہ قبضہ کرلیا" ۔ ناظرین اکرام دیکھ سکتے ہیں کہ ان چند الفاظ میں ابن حزم نے معانی کے قُلزم بہا دیئے ہیں.

9 مناظراسلام اورعالم الملل والنحل

امام ابن حزم بہت بڑے مناظر اور مذاہب و فرق کے مسلّمہ ریسرچ اسکالر تھے ۔ 1 امام ابن حزم کے سوانح نگار پروفیسر محمد ابو زہرہ لکھتے ہیں ابن حزم کی زندگی جدل و پیکار میں بسر ہوئی اگر چہ آپ بڑے ناز پروردہ تھے مگر افسوس کہ باقی زندگی میں آپ کو عیش و عشرت نصیب نہ ہوئی اس میں شبہ نہیں کہ آپ کے فکر و نظر کے گوشوں میں بڑی وسعت پائی جاتی ہے ۔ 2 غافقی کہتے ہیں عمر بن واجب نے مجھے آپ کے متعلق درج ذیل واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ کچھ طلبا بُلنسیہ میں میرے والد کی خدمت میں حاضر تھے وہ مذاہب کے سلسلہ میں درس دے رہے تھے ابو محمد ابن حزم سراپا تعجب بن کر سن رہے تھے آخر انہوں نے فقہ کا کوئی مسلہ پوچھا اور اس پر اعتراض بھی کیا یہ سن کرحاضرین میں سے کسی نے کہا میاں چپ رہو یہ علم تمہاری دسترس سے باہر ہے اس کی باریکیاں تم کیا جانو؟ اس بات سے وہ بڑے پریشان ہوئے گھر میں گھس گئے اور تحصیل علم پر جھک پڑھے پھر کیا تھا ان سے علم کی وہ موسلا دھار بارش شروع ہوئی جو رکنے کا نام نہیں لیتی تھی چند ہی مہینوں کے بعد ہم نے ان کو وہاں بہت اچھا مناظرہ کرتے دیکھا اور یہ اعلان کرتے سنا میں حق کا اتباع کرتا ہوں اجتہاد سے کام لیتا ہوں کسی خاص مذہب کا پابند نہیں ہوں ۔ 3 ابن حیّان کہتا ہے شیخ ابو محمد ابن حزم نے ملعون یہود اور دیگر غیر اسلامی مذاہب والوں کے ساتھ مناظرے کیئے جن کا حال کتابوں میں مذکور ہے ادیان و ملل کے ذکر و بیان میں ابن حزم نے متعدد کتب تحریر کیں جو عام طور پر معروف ہیں ۔1 الفصل في الملل والأهواء والنحل ۔2 کتاب الصادع والرادع ۔ 3 کتاب الرد علی من قال باالتقلید ۔ 4 پروفیسر ابو زہرہ لکھتے ہیں ابن حزم اسلام کے علاوہ دیگر ادیان و ملل سے بھی پوری واقفیت رکھتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ اسلامی فرقے کون سے ہیں اور ان میں مستحقِ نجات کتنے ہیں غیر مسلم مذاہب و ادیان کی تردید آپ کا خاص موضوع ہے فرقوں کے باہمی فرق و امتیاز پر وہ بڑی عمیق نگاہ رکھتے تھے اور ان کے خلاف جدل و بحث میں حریتِ فکر نظر کی راہ پر گامزن تھے اور اس ضمن میں کسی کے مقلد نہ تھے قرآن سنت کے مخالف قول کی ان کے نزدیک کوئی وقعت نہ تھی خواہ اس کا قائل

کوئی ہو کسی عالم کا قول اگر کتاب و سنت سے مستنبط نہ ہو اور نہ ہی اس کی اساس ظواہر کتاب و سنت پر رکھی گئی ہو تو آپ کے نزدیک وہ مردود ہے آپ کا قول ہے کہ وہ عقائد میں ظواہر کتاب و سنت کے متبّع ہیں ان پیچیدہ فلسفیانہ مناہج کے پابند نہیں جو یونانی فلسفہ پر مبنی ہیں یا اس سے ماخوذ ہیں ۔ آپ تردید فلاسفہ کے میدان میں امام غزالی سے سبقت لے گئے اور ان کے دلائل کی دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھیر کر رکھ دیں فلسفیوں کی تردید میں آپ انہی کا انداز بیان اختیار کرتے اور منطقی دلائل سے ان کی تردید کرتے ۔الغرض ابن حزم علوم اسلامیہ کے بحرِ عمیق کے شناور تھے اور ان میں ماہرانہ بصیرت رکھتے تھے جسےحق سمجھتے اسے اخذ کرتے باطل کی تردید میں آپ کا لہجہ بڑی شدت اختیار کرجاتا تھا آپ مسببّات کے اسباب بتاتے نتائج کے مقدمات کی نشاندہی کرتے اور اقوال کے غایات و مقاصد زیر بحث لاتے اور یہ سب کچھ ایسی شاندار اور واضح عبارت میں کرتے جو آفتاب نصف النہار کی طرح تابندہ و درخشندہ ہوتی ۔ مزید لکھتے ہیں ابن حزم قدیم مذاہب و ادیان اور فرق اسلامیہ کا وسیع علم رکھتے تھے دیار اندلس کے قرب جوار میں رہنے والے یہود و نصاریٰ نے اسلام پر جو اعتراضات کئِ تھے آپ نے ان کے شافی جواب دئے دراصل اندلس کی آغوش ہر اس شخص کے لے وا تھی جو اس میں آکر پناہ گزین ہوتا مسلمان خلفاء کے جوار میں کامل آزادی کے دن کاٹتا پڑھتا پڑھاتا بحث و مناظرے میں حصہ لیتا اور اسلام کو اپنے اعتراضات کا ہدف بناتا ابن حزم ایسے اسلام دشمن عناصر کے خلاف نمر آزما ہوئے اور ان کے افکار آراء کی دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھیر دیں ۔ ابن حزم نے ان تمام مجادلات و مناظرات کی تفصیلات اپنی تصانیف میں پڑے بلیغ الفاظ میں ذکر کی ہیں آپ کا اسلوب علمی ہے اور ادبی بھی ۔ آپ تاریخ ادیانِ و ملل سے پوری واقفیت رکھتے تھے آپ جانتے تھے کہ ان مذاہب کا آغاز کب ہوا ؟ کب عروج کو پہنچے اور کب صفحہ ہستی سے مٹ گئے ۔ 5 دائرہ معارف اسلامیہ کا مقالہ نگار لکھتا ہے الملل و النہل میں ابن حزم نے اسلام کے مذہبی فرقوں پر بڑی تیز اور تلخ تنقید کی ہے بالخعسوص اشاعر اور ان کے خیالات پر جو انھوں نے صفات اُلہیہ کے بارے میں ظاہر کیے ہیں ۔ نیز اولیاء پرستی ۔ عقائد تصوّف اور علم نجوم کی بھی مذمت کی ہے ۔ مقالہ نگار مزید لکھتا ہے ابن حزم بلطبع مناظرے پر مائل رہتا تھا یہودیوں عیسائیوں اور مختلف فرقوں کے مسلمانوں کو دعوت مناظرہ دیتا رہا ابن حزم ایک زبر دست حریف تھا جو شخص اس کے مقابلے میں آتا اس طرح اچھل کر دور جا گرتا جیسے اس نے کسی پتھر سے ٹکر لی ہے ۔ ابن حزم نے ابوحنیفہ ۔ مالک اور اشعری پر بھی کڑی تنقید کی ہے ۔ نوٹ امام ابن حزم کو غالباً امام اشعری کی کتب الاباتہ۔ مقالات اسلامیین نہیں ملیں ان کتب میں اشعری نے سلفی عقائد بیان کیے ہیں ۔ امام ابوالحسن اشعریؒ پہلے معتزلی تھے پھر متکلم ہوئے پھر سلفی ملاظہ ہو اشعری کی کتب الاباتہ۔ مقالات اسلامیین ۔عقائد السلفیہ۔ قاضی احمؒد بن حجر دوحہ قطر ۔

10لغت وادب۔خطابت اورفنّی نشر

امام ابن جزم زبردست خطیب و مناظر اور لائق ترین انشاپرداز و ادیب تھے.
1 مورّخ قاضی صاعد بن احمد کہتے ہیں ابن حزم ادب عربی بلاغت شعر گوئی میں سب سے آگے تھے اور کمال حافظہ کے مالک تھے ۔ 2 مورّخ و محدث حمیدی کہتے ہیں کہ ابو محمد ابن حزم کو ادب عربی اور شعر گوئی میں کمال حاصل تھا ان سے جلدی فی البدیہ شعر کہنے والا میں نے کوئی نہیں دیکھا ۔ انھوں نے ان گنت شعر کہے ہیں اور میں نے ان کو حروف معجم کی ترتیب پر جمع کیا ہے ۔ 3 پروفیسر محمد ابوزہرہ لکھتے ہیں ابن حزم ادبیات میں ایک بہترین نشرنگار ہیں اور اپنے دور کے کسی بھی لکھنے والے سے کم مرتبہ نہیں بلکہ اکثر اوقات جودتِ فکر شوکتِ بیان حُسن سلوک کے اعتبار سے وہ ان سے ممتاز نظر آتے ہیں ---- لغت و ادب سے بہرہ وا فرمایا اور اشعار قدیم و جدید کا بھی کافی وافر ذخیرہ جمع کیا ۔ 4 عبدالواحد مراکشی کا بیان ہے ابن حزم صنفِ خطابت سے بھی آگاہ تھے وہ لکھتے ہیں ابن حزم نحو و لغت اور شعر و خطابت سے پوری طرح بہرہ ور تھے ۔ المعجب ص 47 ۔ 5 شیخ ابو زہرہ لکھتے ہیں ابن حزم کی فنّی نشر الفاظ و معانی اور حُسنِ اُسلوب کے اعتبار سے نہایت بلند مقام پر واقع ہے اس میں الفاظ کا انتخاب بڑا پاکیزہ ہے ہر لفظ دوسرے کے ساتھ متصل ہے اس کی صورت اور موضوع میں بھی گہرا ربط پایا جاتا ہے اُسلوب تحریر آسان ہونے کے باوجود بڑا دلفریب اور سہل ہے ۔ میرا خیال ہے کہ ابن حزم اپنی نشر فنّی کے اعتبار سے اپنے دور کے بہت سے اُدباء پر فوقیّت رکھتے ہیں کیونکہ آپ کی بات قاری کے دل نشین ہوتی چلی جاتی ہے اور اس میں تکلف اور تصنع کی آمیزش نیں ہوتی.

11امام ابن حزم عالم نفسیات کی حیثیت سے

ابن حزم نفسیات کے بھی عالم تھے آپ نے بڑے غور و فکر سے نفس انسانی کی گہرائی میں اتر کر بنظر غائر اس کا مطالعہ کیا تھا آپ نفس انسانی کا تجزیہ کرتے اور بتاتے ہیں کہ قبائل و اقوام میں مختلف قسم کے افکار و نظریات کیونکر نفوذ کرتے ہیں پھر افراد کے نفوس کا تجزیہ کرتے ہیں یہاں تک کہ عشق و محبت کو بھی موضوع کلام بناتے ہیں اور ذکر کرتے ہیں کہ عشق کیونکر دلوں میں داخل ہوکر ان پر قابو پا لیتا ہے آپ کی کتاب طوق الحمامہ یہ بات معلوم کرنے کے لیے کافی ہے یہ عظیم فقیہ عشق و عشاق کے احوال و کوائف اور عشق و محبت کے عوامل سے کس قدر با خبر تھے یہ معلومات انھوں نے تجربہ و مشاہدہ کی روشنی میں حاصل کے تھے ظن و تخمین کی بنا پر نہیں اس کے لیے انھوں نے کتابوں کی ورق گردانی نہیں کی بلکہ اپنے علم کی مدد سے اسے محسوسات کی دنیا میں ملاحظہ کیا ابن حزم کی خوشحالی اور فارغ البالی اس میں مزید معاون ثابت ہوئی انھوں نے ایک ایسے گھرانے میں

تربیت پائی تھی جس کے صحن میں حسین نازنین باندیوں کی آمدورفت تھی اور اس طرح انہیں اپنے نفس کو آزمانے اور دوسروں کے اعمال کا جائزہ لینے کا موقع ملا پھر ان احساسات و عواطب کو ایسی بلیغ و لطیف عبارت میں قلمبند کیا جو اس صاف و شفاف آب شیریں کی طرح رواں دواں تھی جو باغوں اور ندیوں میں جاری اور ساری ہوتا ہے۔

12 فقہ ظاہری اور امام داؤد ظاہری

امام داؤد بن علی ظاہریؒ

201ھ تا 270ھ

تاریخ اسلام کے سنہری دور کے ایک عالم و محقق جو تفسیریات ، علم اسماء الرجال اور تاریخ نگاری جیسے اہم علمی و تحقیقی شعبوں کے متخصص تھے۔ داود ظاہری کا شمار اہل سنت کے علمائے مجتہدین میں ہوتا ہے۔ داود ظاہری کی شہرت کی اصل وجہ فقہی مذاہب میں ایک نئے منہج یا مسلک یعنی فقہ ظاہری کی تشکیل ہے۔ اسے ظاہری کہنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ قرآن و سنت کے ظاہر ہی کو قابل اعتبار خیال کرتے اور ان میں کسی قسم کی تاویل، رائے یا قیاس کو روا نہیں سمجھتے تھے۔ تاریخ اسلام میں داود ظاہری پہلے عالم ہیں جنھوں نے سب سے پہلے علانیہ اس مسلک کو اختیار کیا ۔ فقہ ظاہری کو اہل سنت کا پانچواں فقہی مکتب فکر بھی سمجھا جاتا ہے تاہم انہوں نے کبھی خود کو اس حیثیت سے پیش کیا اور نہ ان کے پیروکاروں نے اپنے مکتب فکر کے بانی کو اس نظر سے دیکھا۔ گو کہ انہیں متنازع شخصیت سمجھا جاتا ہے لیکن مورخین لکھتے ہیں کہ داؤد ظاہری کو ان کے عہد میں خاصی مقبولیت حاصل تھی، حتیٰ کہ بعض مورخین نے انہیں "محقق دوراں" کے لقب سے بھی یاد کیا ہے۔ ابن حزم اندلسی لکھتے ہیں: وہ اصفہانی کے لقب سے معروف تھے کیونکہ ان کی والدہ کا وطن اصفہان تھا نیز ان کے والد حنفی تھے۔

1 ابتدائی زندگی

داؤد ظاہری کی اصل جائے پیدائش پر مورخین کا اتفاق نہیں ہے ۔ عموماً انہیں ایرانی شہر اصفہان سے منسوب کیا جاتا ہے اور اسی لیے متعدد کتابوں میں انہیں "داود اصفہانی" بھی لکھا گیا ہے۔ ابن حزم اندلسی اور شمس الدین ذہبی وغیرہ نے اس انتساب کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ درحقیقت ان کی والدہ کا تعلق اصفہان سے تھا جبکہ داود ظاہری عراقی نژاد تھے اور عراقی شہر کوفہ میں **201**ھ بمطابق **815**ء میں ان کی پیدائش ہوئی تھی ۔ ایگناز گولڈزیہر نے بھی اس موقف سے اتفاق کیا ہے کہ وہ کوفہ میں پیدا ہوئے تھے لیکن ساتھ ہی یہ

بھی تحریر کیا کہ ان کے والد عباسی خلیفہ مامون الرشید کی جانب سے کاشان میں دیوانی ملازمت پر مامور تھے۔ کاشان اصفہان کے قریب واقع ایک چھوٹا ایرانی شہر ہے۔

2 تعلیم

ابتدائی عمر ہی میں داود ظاہری کوفہ سے بغداد آگئے تھے ۔ یہاں اس دور کے اجلہ علما ابو ثور، یحییٰ بن معین اور احمد بن حنبل وغیرہ سے تفسیر قرآن اور علوم حدیث کی تعلیم حاصل کی۔ روایتی الہیات کی ان معروف شخصیتوں سے جو علم انہوں نے حاصل کیا تھا وہ ان کے والد (جو فقہ حنفی کے پیروکار تھے) کے افکار و نظریات سے یکسر متصادم تھا۔
بغداد میں اپنی تعلیم مکمل کر لینے کے بعد داود ظاہری مزید تعلیم کے لیے خراسان کے شہر نیشاپور روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر اسحاق بن راہویہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیے۔ اسحاق بن راہویہ اس دور میں اہل سنت کے بڑے امام اور سنی علوم کے امین سمجھے جاتے تھے۔ ابو الفرج ابن جوزی لکھتے ہیں کہ تاریخ اسلام کے عالم اجل اسحاق بن راہویہ سے حصول علم کے دوران میں ظاہری نے مذہبی موضوعات پر ان سے مباحثہ کیا تھا جس کی ہمت کبھی کسی نے نہیں کی۔ اثنائے درس راہویہ نے شافعی پر تنقید کی تو ظاہری نے جواباً عرض کیا کہ اس موضوع پر آپ شافعی کے موقف کو سمجھ نہیں سکے ہیں۔ تاہم احمد بن حنبل نے جو خود بنفس نفیس اس مباحثے کے وقت وہاں حاضر تھے، اسحاق بن راہویہ کو درست قرار دیا۔
ابتدا میں داؤد ظاہری فقہ اور اصول میں شافعی کے پیروکار تھے چنانچہ انہوں نے فقہ شافعی کے اصولوں میں توسیع بھی کی اس تاثر کی وجہ غالباً ابن راہویہ ہی تھے۔ فقہ شافعی اور بعد ازاں خود اپنی فقہ کے تئیں ان کی "جنونی" حمایت یا تصلّب کو بیان کرتے ہوئے دائرۃ المعارف الاسلامیہ کے محققین لکھتے ہیں کہ داود ظاہری کی فقہ درحقیقت فقہ شافعی کی یک رخی تفسیر ہے جس میں انہوں نے استنباط مسائل کے لیے اجماعِ فقہا کے شافعی نقطہ نظر کو رد کرتے ہوئے اسے قیاس کی ایک شکل قرار دیا۔

3 اساتذہ

داود ظاہری کے چند مشہور اساتذہ کے نام حسب ذیل ہیں:
1۔سلیمان بن حرب **2**۔ عمرو بن مرزوق **3**۔ قعنبی **4**۔ محمد بن کثیر عبدی **5**۔ مسدد بن مسرہد **6**۔ اسحاق بن راہویہ **7**۔ ابو ثور لمبی **8**۔ قواریری

4 تدریس

نیشاپور میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد داود ظاہری واپس بغداد آگئے اور یہاں خود اپنا حلقہ درس قائم کیا۔ ان کے شاگردوں کی درست تعداد کے سلسلے میں مورخین کا اختلاف ہے لیکن

یہ متفق علیہ ہے کہ ان کی شاگردوں کی تعداد بہت زیادہ تھی ، جو شاگرد ان کی روزانہ مجلس میں مستقل حاضر ہوتے تھے ان کا اندازہ چار سے پانچ ہزار کے درمیان میں لگایا گیا ہے۔ جلد ہی ان کی شہرت بغداد سے نکل کر عالم اسلام کے دوسرے شہروں میں بھی پہنچ گئی اور ہر جگہ کے بڑے علما مذہبی موضوعات پر ان کا موقف جاننے کی کوشش کرنے لگے۔ گوکہ داود ظاہری کے دور میں بھی ان کے افکار و نظریات کو تسلیم نہیں کیا گیا لیکن ان کے معاصرین نے انہیں کبھی فتویٰ جاری کرنے سے روکا اور نہ منصب تدریس سے معزول کرنے کی کوشش کی۔ ان کے ارشد تلامذہ میں محمد بن داود ظاہری، احمد بن حنبل کے فرزند عبد اللہ ، محمد بن جریر طبری ، نفطویہ اور رویم بن احمد قابل ذکر ہیں۔ نیز داود ظاہری قاضی عبد اللہ القیسی کے بھی استاد تھے جنھوں نے اندلس میں فقہ ظاہری کی اشاعت میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

5 تلامذہ

داود ظاہری کے چند مشہور شاگردوں کے نام درج ذیل ہیں:

1۔ محمد بن داؤد ظاہری **2**۔ زکریا ساجی **3**۔ یوسف بن یعقوب داودی **4**۔ عباس بن احمد مذکر

6 وفات

رمضان **270**ھ میں بغداد میں آپ کی وفات و تدفین ہوئی۔ عیسوی تقویم کے حساب سے ان کا سنہ وفات مختلف فیہ ہے۔ مورخین کے یہاں **883**ء اور **884**ء دونوں سنین ملتے ہیں۔

7 فقۃ الحدیث

عقیدہ ۔ ۔ داود ظاہری کے کلامی مکتب فکر کے متعلق ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ وہ اثری تھے اور خدا کی ذات میں غور کیے بغیر اس کی تمام صفات کے قائل تھے۔ بارہویں صدی عیسوی کے مورخ مذاہب عبدالکریم شہرستانی نے احمد بن حنبل اور سفیان ثوری کے ساتھ داود ظاہری کا ذکر کیا اور لکھا ہے کہ اہل سنت کے ان علما نے خدا کی ذات والا صفات کی تاویلی اور تشبیہی تعبیرات کو مسترد کر دیا تھا۔ نیز ابن تیمیہ اور شہرستانی دونوں نے داود ظاہری اور ان کے تلامذہ کو ابن حنبل، سفیان ثوری، ابو ثور، الماوردی، شافعی اور ان سب کے تلامذہ کے ساتھ طبقہ اہل حدیث میں شمار کیا ہے جو اہل الرائے کا مخالف مکتب فکر سمجھا جاتا ہے۔
مذہبی متون کی اساسی طبیعت میں غور و فکر نہ کرنے اور ان کے ظواہر پر عمل کر لینے کے رجحان نے داود ظاہری کو بھی متاثر کیا۔ دیگر علما و فقہائے اسلام کی طرح داود ظاہری بھی قرآن و سنت کواسلامی شریعت کے اولین مآخذ قرار دیتے ہیں لیکن داود ان کے بیانات کو ظاہری معنوں پر محمول کرتے اور قیاس سے سخت اجتناب برتتے ہیں۔ نیز استنباط مسائل میں

وہ قرآن و سنت کو چند مخصوص حالات (جن کا مفصل ذکر ان کی کتاب میں ملتا ہے) ہی میں قابل انطباق خیال کرتے ہیں۔

8 قیاس

داود ظاہری نے فقہ میں استنباط مسائل کے لیےقیاس کو یکسر مسترد کر دیا ہے، انھوں نے نہ صرف اسے مسترد کیا بلکہ اسے بدعت اور شرعی رو سے اسے ناجائز فعل قرار دیا۔ قرآن وسنت کے احکام و نواہی پر ان کی رائے کے متعلق سخت متضاد بیانات ملتے ہیں۔ مورخین اور سوانح نگاروں نے ان تمام متضاد بیانات کا ذکر کیا ہے۔ کچھ محققین کا خیال ہے کہ داود ظاہری ان احکام کو انھی احوال تک محدود سمجھتے ہیں جن میں وہ احکام دیے گئے، جبکہ بعض کا کہنا ہے کہ بیان کردہ احوال کی مناسبت سے وہ ایک عمومی اصول تشکیل دیتے اور اسے منطبق کرتے ہیں۔

9 اجماع

داود ظاہری کے یہاں اجماع قابل اعتبار لیکن مشروط ہے یعنی یہ اجماع محض اصحاب رسول کا ہونا چاہیے، ان کے بعد آنے والی تمام نسلوں کا اجماع لغو ہے۔ اس مسئلے میں داؤد الظاہری کا مسلک درحقیقت ان کے پیشرو احمد بن حنبل اور ابو حنیفہ کے مسلک کے مطابق ہے۔

10 ماہیت قرآن

گوکہ داود ظاہری نے احمد بن حنبل سے علم حدیث حاصل کیا لیکن قرآن کی ماہیت پر ان کا اپنے استاد سے سخت اختلاف تھا۔ داود ظاہری کے نزدیک قرآن ایک "محدث" یعنی حال میں وقوع پزیر ہونے والی شے ہے۔ احمد بن حنبل کو اس موقف سے سخت اختلاف تھا۔ قبل ازیں ظاہری کا شافعی کے معاملے میں اسحاق بن راہویہ سے اختلاف ہوا، اس موقع پر جب احمد بن حنبل نے انہیں شافعی کا دفاع کرتے دیکھا تو انھوں نے ان تمام افراد سے اپنے تعلقات منقطع کر لیے جو ظاہری کے ساتھی تھے یا مذہبی امور میں ان سے رجوع کرتے تھے۔ نیز قرآن کے متعلق ظاہری کے اس بیان کے سلسلے میں ایک افواہ بھی گشت کرنے لگی جس نے جلتی آگ میں تیل کا کام کیا اور اختلافات کی خلیج مزید وسیع ہو گئی۔ شامی محدث ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ یہ تنازع اصلاً محض تعبیری تھے جو داود ظاہری (جن کا کہنا تھا کہ خدا کا کوئی ہمسر نہیں)، جہمیہ اور معتزلہ (جن کا اعتقاد تھا کہ قرآن مخلوق ہے) کے بیان سے پیدا ہوئے۔
نیز داود ظاہری، ابن حنبل، شافعی، اسحاق بن راہویہ، طبری، مالک بن انس، سفیان ثوری، عبد الرحمن اوزاعی، ابو حنیفہ، ابن خزیمہ، عبد اللہ ابن مبارک، دارمی اور بخاری - جیسا کہ ابن تیمیہ نے اپنے عہد تک ائمہ اسلام کے نام شمار کرائے ہیں - ان تمام حضرات کا اس امر پر اتفاق

ہے کہ قرآن مخلوق نہیں ہے لیکن اس وقت ایک تعبیری غلط فہمی رونما ہوئی جب داود ظاہری، بخاری اور مسلم بن الحجاج نے اللہ اور قرآن کے درمیان میں امتیاز برتنے کے لیے قرآن کے حق میں "حادث" کی تعبیر استعمال کی۔ اس کے برخلاف عام مسلمانوں اور بیشتر ائمہ اسلام کا موقف یہ تھا کہ قرآن خدا کا بلا استعارہ حقیقی کلام ہے جبکہ مذکورہ تین حضرات کا کہنا تھا کہ خدا کا کلام اس کی ایک صفت ہے۔

موجودہ دور کے بعض علما کا موقف یہ ہے کہ داود ظاہری کے متعلق حدوث قرآن کی روایت میں ضعف ملتا ہے اس لیے غالب گمان یہی ہے کہ انہوں نے قرآن کے متعلق ایسی بات کبھی نہیں کی اور نہ ان کا یہ اعتقاد رہا۔ بلکہ درحقیقت داود ظاہری کی جانب سے تقلید اور قیاس (اہل سنت کے دوسرے ممتاز مکاتب فکر کے اہم ستون) کے انکار نے ان سنی مکاتب فکر کے منتسبین کو اس امر پر برانگیختہ کیا کہ وہ ظاہری کی جانب اس غلط عقیدے کو منسوب کریں تاکہ عام مسلمان ان سے اور ان کے مکتب فکر سے بدگمان ہو کر دور ہو جائیں۔ بقول ابو عبیدہ، داود ظاہری اور ان کے تلامذہ نے تو معتزلہ اور قرآن کے بابت ان کے عقیدے کی جس شد و مد سے مخالفت کی تھی ویسی احمد بن حنبل نے بھی نہیں کی۔ اس طرح کے عقائد کی تردید میں انہوں نے تحریری رد بھی شائع کیے جن میں انتہائی درشت زبان استعمال کی گئی تھی۔

11 سود

داود ظاہری کا موقف ہے کہ اشیا کا مبادلہ بالمثل میں یعنی سود کی ممنوعہ قسم کا اطلاق محض چھ اشیا پر ہوتا ہے جسے پیغمبر اسلام نے بیان کیا ہے: سونا، چاندی، گندم، جو، کھجور اورنمک۔ چونکہ ظاہری کے یہاں مسائل کے استنباط و تخریج میں قیاس کا استعمال ناجائز ہے اس لیے انہوں نے فقہا کے اس مسلمہ نظریہ سے انحراف کیا کہ مذکورہ نبوی بیان کا منشا دیگر تمام اشیا کو محیط ہے۔ چنانچہ ان کے نزدیک ان مذکورہ اجناس کے سوا کسی اور شے میں اضافہ کے ساتھ مبادلہ بالمثل سود نہیں۔ اگر پیمغبر اسلام ان اجناس کے علاوہ دیگر اشیا کو بھی اس فہرست میں شامل کرنا چاہتے تو انہیں بیان کرتے، ان چھ کے بیان کا مقصد ہی یہ ہے کہ مبادلہ بالمثل میں سود صرف انہی اشیا میں منحصر ہے اور مسلمان دوسری اشیا کے حسب مرضی لین دین میں آزاد ہیں۔

12 پردہ

شوکانی نے لکھا ہے کہ داود ظاہری مسلمان خواتین کے لیے نقاب کو فرض کی بجائے مستحب خیال کرتے تھے، ان کا موقف یہ تھا کہ مسلمان خواتین چہرہ کھول سکتی ہیں البتہ بدن کے دوسرے اعضا ڈھکے رہنا ضروری ہیں۔ ابو حنیفہ اور احمد بن حنبل کا بھی یہی موقف ہے۔

13 سفر

رمضان کے مہینے میں اگر کوئی مسلمان روزے کی حالت میں اپنا سفر شروع کرے تو ظاہری کے نزدیک وہ اپنا اس دن کا روزہ توڑ سکتا ہے۔ یہی موقف ابن راہویہ اور ابن حنبل کا بھی ہے۔
ظاہری کے اس موقف کی دلیل قرآن کی وہ آیت ہے جس میں مسافر کو روزہ نہ رکھنے کی رخصت اور سفر ختم ہونے کے بعد ان کی قضا کر لینے کی ہدایت موجود ہے۔ البتہ ظاہری کے موقف میں مزید یہ شق بھی قابل ذکر ہے کہ اگر کسی مسلمان مسافر نے دوران میں سفر میں روزے رکھے تب بھی سفر سے واپسی پر ان روزوں کی قضا لازم ہوگی کیونکہ مذکورہ آیت میں روزہ نہ رکھنے کی ہدایت محض رخصت نہیں بلکہ حکم خداوندی ہے جس پر عمل کرنا ضروری ہے۔
دوران میں سفر میں بیشتر مسلمان نمازوں میں قصر بھی کرتے ہیں۔ فقہا کے درمیان میں "سفر شرعی" (جس سفر سے روزہ چھوڑنے کی رخصت اور نمازیں قصر کرنے کی اجازت حاصل ہو جائے) کی مدت اور مسافت موضوع بحث رہے ہیں۔ اس مسئلے میں ظاہری کا موقف یہ ہے کہ شریعت میں مدت اور مسافت سے قطع نظر ہر قسم کے سفر میں نمازیں قصر کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

14 تصنیفات

داود ظاہری کثیر التصانیف تھے۔ ایرانی مورخ ابن ندیم نے اپنی کتاب الفہرست میں ظاہری کی 157 تصنیفات کے نام درج کیے ہیں جن میں سے بیشتراسلامیات سے متعلق ہیں۔ بعض کتابیں بہت طویل اور ضخیم بھی ہیں جن میں شرعی نقطہ نظر اور تمام مکاتب فکر کے موقف شرح و بسط سے مذکور ہیں۔ نیز ظاہری محمد بن ادریس شافعیکے سب سے پہلے سوانح نگار سمجھے جاتے ہیں۔ ابن ندیم اور ابن عبد البر کا بیان ہے کہ ظاہری کی تحریر کردہ یہ کتاب نہ صرف شافعی کی پہلی سوانح عمری تھی بلکہ کسی فقیہ کی جانب سے لکھی جانے والی پہلی سوانح عمری بھی تھی۔ تاہم ان کی کتابیں دست برد زمانہ کی نذر ہو گئیں اور ہم تک پہنچ نہ سکیں۔
ابن ندیم نے مزید لکھا ہے کہ شافعی کی الرسالہ کے بعد اہل سنت کے یہاں ابن حنبل اور ظاہری ہی بڑے مصنف گزرے ہیں جنھوں نے فقہ اسلامی کے اصول پر مفصل کتابیں تصنیف کیں۔
ظاہری نے تقلید، قرآن کی عام اور خاص آیتوں کے فرق، شریعت کے مجمل و مفصل احکام کے فرق اور شافعی کے ساتھ اپنے تجربات جیسے موضوعات پر متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ عصر حاضر کے محققین نے اصول پر ان کی تصنیفات کی حسب ذیل زمرہ بندی کی ہے: مشروط اجماع، عدم جواز تقلید، عدم جواز قیاس، خبر آحاد، خبر متواتر، ادلہ محکمہ، خاص بمقابلہ عام اور مفصل بمقابلہ مجمل۔ یہ تمام زمرے یا ابواب اور شاید ان میں موجود معلومات ابتداً

عہد فاطمی کے مصنف قاضی نعمان کی کتاب میں محفوظ ہوئے، نیز فقہ ظاہری کے عالم ابن حزم اندلسی نے بھی اپنی کتاب المحلی میں جا بجا داود ظاہری کی کتابوں سے اقتباس نقل کیے ہیں۔

15 معاصرین کی آراء

گوکہ ظاہری کے نظریات و افکار متنازع تھے اور آج بھی سمجھے جاتے ہیں لیکن ان کا کردار اجلے کپڑے کی مانند اور تقویٰ مسلم تھا۔ خطیب بغدادی،سیوطی، البانی، ذہبی، نووی اور طبری نے متفقہ طور پر ان کے بلند اخلاق، تواضع اور کسر نفسی اور شخصی خصائل حمیدہ کا ذکر کیا ہے۔

16 علماء کا نقطہ نظر

گرچہ موجودہ دور میں فقہ ظاہری کو وہ مقبولیت حاصل نہیں ہے جو دیگر چار مکاتب فکر کو حاصل ہے۔ تاہم فقہ ظاہری اپنے عہد میں ایک اہم مکتب فکر سمجھا جاتا تھا اور اس کا دائرہ اثر میسوپوٹیمیا، جزیرہ نما آئبیریا، جزائر بلیبار، شمالی افریقا اور جنوبی ایران تک پھیلا ہوا تھا۔ ان کے ہم عصر ناقدین بھی جب ان کے افکار پر نقد کرتے ہیں تو ساتھ ہی ان کی فہم اور علمی سطح کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہتے۔ حتیٰ کہ ذہبی نے تو انہیں "محقق دوراں" کے خطاب سے نوازا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ بغداد میں علمی ریاست ظاہری پر ختم ہوتی ہے۔ جب طبری سے کسی نےابن قتیبہ دینوری کی کتابوں کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے جواب میں کہا کہ ان کی کتابیں کچھ نہیں ہیں، ان کی بجائے اصحاب الاصول کی کتابیں پڑھیں جن میں سب سے پہلے شافعی اور ظاہری کے نام لیے اور بعد ازاں ان کے معاصرین کے۔ اہل سنت کے دوسرے مکاتب فکر نے بھی ظاہری کے رد قیاس پر خاصا نقد کیا ہے۔ شافعی کے ابتدائی پیروکاروں نے عموماً اپنے سابقہ ہم درس کے متعلق منفی نقطہ نظر قائم کر لیا تھا۔ چنانچہ شوافع میں خصوصاً امام الحرمین جوینی نے ظاہری پر سخت تنقیدیں کی ہیں۔ تاہم ایسے بہت سے شوافع بھی گزرے ہیں جنہوں نے ان کے بعض نظریات سے استفادہ کیا اور انہیں اختیار کرنے کی کوشش کی۔ذہبی نے ظاہری اور ان کے متبعین کا یہ کہہ کر دفاع کیا ہے جس طرح جوینی نے اجتہاد کے ذریعہ اپنے نظریات قائم کیے تھے اسی طرح ظاہری نے بھی کیا۔ نیز ابن الصلاح نے بھی ظاہری کے افکار اور ان کی فقہ کا دفاع کیا ہے اور ساتھ ہی اہل سنت کے ان علما کی فہرست بھی نقل کی ہے جو ظاہری کی آرا کو اجتہاد سے تعبیر کرتے ہیں۔

13 فقہ ظاہری کیونکراندلس پہنچی

اگر چہ مغرب میں فقہ ظاہری کی چنداں گرم بازاری نہ تھی تاہم سرزمین اندلس میں اس کی تخم ریزی ہوچکی تھی بلکہ امام داؤد ظاہری کی زندگی ہی میں ان کا مسلک و منہاج اندلس کی طرف منتقل ہونا شروع ہوگیا تھا تیسری صدی ہجری میں قرطبہ کے ممتاز علماء کی ایک جماعت علمی استفادہ کے پیش نظر عازم مشرق ہوئی ان میں سے بعض علماء امام احمد اور امام داؤد ظاہری سے ملتے تھے ۔ ان میں سے تین علماء وہ تھے جو ظاہری نہ تھے تاہم ان کے افکار و آراء بڑی حد تک اہل ظاہر سے ملتے جلتے تھے مثلاً وہ اپنے افکار کو احادیث نبویہ اور اقوال و آثار سے استنباط کرتے تھے انہوں نے ظاہری فقہ سے یہ بات اخذ کی تھی کہ کسی فقہی مذہب کے پابند نہ تھے اور براہ راست قرآن و حدیث سے استفادہ کرتے تھے ان تین علماء کے اسماءگرامی یہ ہیں ۔

1۔ محدث بقی بن مخلدؒ ۔ 201ھ تا 276ھ

2 ۔حافظ ابو عبداللہ محمد ابن وضعؒ ۔ 199 تا 287ھ

3 ۔ محدث قاسم بن اصبخؒ ۔ 244 تا 340ھ

ذکر کردہ تینوں اشخاص اور ان کے تلامیذ اور رفقاء نے سرزمین اندلس میں احادیث رسول فقہاء اربعہ کی فقہ اپنے مشرقی اسفار وہاں کے علماء اور ان کے مذاہب کی نشر و اشاعت اور تشہیر کی بنا پر فقہ ظاہری کا سنگ بنیاد رکھا ۔ بعد میں ایسے علماء منصہ شہود پر جلوہ گر ہوئے جو اعلانیہ ظاہری فقہ کو اپنانے لگے ان میں اندلس کے عظیم ترین قاضی اور وہاں کی ایک ممتاز ترین اور قوی الاثر شخصیت قاضی "منذر بن سعید البلوطیؒ" تھے آپ اندلس کے بڑے خطیب تھے زنجہ کا وفد جب خلیفہ ناصر کے دربار میں حاضر ہوا تو منذر نے وہاں تقریر کی ان کے بعد ابوعلی القالی الامالی کا منصف کھڑا ہوا اور بڑی گونجدار آواز میں تقریر کی قاضی منذر کھڑے ہوئے اور فی البدیہہ اور فصیح و بلیغ تقریر کی کہ بڑے بڑے انشاپرداز بھی ایسی تقریر نہیں کر سکتے سرزمین اندلس کے عظیم خطیب ہونے کے ساتھ ساتھ منذر قرطبہ کے قاضی بھی تھے اپنی فصاحتِ لسانی قوت جنان کے پہلو بہ پہلو آپ فیصلہ دینے میں بھی بڑے بیباک تھے سچا فیصلہ کرتے اور کسی سے نہ ڈرتے تھے خلیفہ کے حق میں بھی اور ایک عام شخص کے حق میں بھی ایک عام شخص کی طرح فیصلہ صادر کرتے احکام باری تعالیٰ میں ان کے نزدیک امیر و فقیر کی کوئی تمیز نہ تھی ۔ آپ محدث بھی تھے اور فقیہ بھی آپ نے "احکام القرآن" اور کتاب "الناسخ و المنسوخ" نامی دو کتب تحریر کیں انہوں نے فقہ ظاہری کی تائید اور فقہ ہائے اربعہ کی ترتید میں ایک کتاب تصنیف کی ۔ علامہ مقری نفح الطیب میں لکھتے ہیں منذر بن سعید متعدد علوم میں ماہر تھے آپ پر داؤد بن علی کی مرتب کردہ فقہ ظاہری کا غلبہ تھا منذر اس فقہ کو ترجیح دیتے اس کی کتابیں جمع کرتے اور اس کی تائید کے لۓ احتجاج کرتے جب منصب قضا پر بیٹھتے تو مالکی فقہ کے مطابق فیصلہ کرتے کیونکہ اندلس میں یہی فقہ رائج تھی ۔ منذر کی وفات 355ھ میں ہوئی ابن حزم ان سے بخوبی آگاہ تھے اور ان کے بیٹے "سعید بن منذر" سے مل چکے تھے جو پیرانہ سالی کی عمر میں 403ھ

میں فوت ہوئے۔ خلاصہ کلام چوتھی صدی ہجری میں سرزمین اندلس کے اندر فقہ ظاہری کی نصرت و حمایت کرنے والوں کی کمی نہ تھی یہی وجہ ہے کہ تصنیف شدہ کتب کے علاوہ ابن حزم کو ایسے اساتذہ مل گئے تھے جن سے انہوں نے فقہ ظاہری کا درس لیا مثلاً مسعود بن سلمان ابو الخیار المتوفیٰ **466**ھ وغیرہ.

14 ابن حزم کےأَعداءواَنصار

امر اول ۔ پہلا یہ کہ اس سے ابن حزم کے استغراق فی العلم کا پتا چلتا ہے کہ جو شخص آپ کی ہجو گوئی کے درپے ہوتا تھا وہ آپ کی تصانیف کو ہدف طعن بناتا تھا اور بس جیسا کہ ابو مغیرہ کی زبان سے کتاب کی مذمت آپ سن چکے مقصد یہ ہے کہ مخالفین آپ کے علم پر حملہ آور ہوتے تھے اور احباب و عزہ علم کی بنا پر آپ سے مخلصانہ روابط قائم کرتے تھے.
امر ثانی ۔ دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ ابن حزم کے احباب و انصار بھی تھے اور آپ کے تلامذہ اور َاتباع بھی آپ کا ساتھ دیتے تھے اور ایسا نیں جیسا کہ ابن حیان کی تصانیف سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر طرف آپ کے دشمن ہی دشمن تھے ان کے چچا زاد بھائی ابو مغیرہ کے بیان سے بھی واضع ہوتا ہے کہ ابن حزم کے اعوان و انصار بھی تھے جن کا وہ مذاق اڑتا ہے اس نے صراحتہً کہا ہے آپ کے دوست تھے اور دشمن بھی اور وہ سبھی آپ کے معزز ہونے پر دلالت کرتے ہیں کیونکہ اس سے ان کی شخصیت کا کمال واضع ہوتا ہے آپ کے اَعداء و خصوم بھی تھے جو آپ کو ناراض کرتے اور ہمیشہ درپے آزار رہتے اس کے دوش بدوش وہ احباب بھی رکھتے تھے جو بڑے وفا شعار تھے اور ہمیشہ انہیں نفع پہنچانے کی کوشش کرتے تھے ۔ یہ جملہ بیانات اس حقیقت کے آئینہ دار تھے کہ ابن حزم علم کی خاطر جیا اسی کے لئے مصروف سعی و جہد رہے اور علم ہی نے آپ کو حیاتِ جاوید پانے والوں کے درمیان زندہ پائندہ تابندہ رکھا۔
نیز ابن حزم کا علم اور علماء سے گہرا تعلق رہا بچپن میں علماء سے حدیث اور فقہ کا درس لیا بڑے ہو کر کتابوں میں منہمک ہو گئے اور جن علماء سے دوستانہ روابط استوار کر چکے تھے ان کی صحبت سے محظوظ ہوتے سیاسی کشمکش کے دور میں جب آپ پر عرصہ حیات تنگ ہوچکا تھا بڑے چیدہ و برگزیدہ علماء کے ساتھ آپ کے محبانہ و مخلصانہ مراسم تھے جن سے آپ ملتے جلتے اور بڑی کوشش سے اپنے ذاتی حقوق بھی انہیں سونپ دیتے تھے ان سے ظنز و مزاح کا معاملہ بھی رہتا اپنے احباب علماء کو خطوط بھی لکھتے ۔ آپ کے دوستوں کاشمار ایک مشکل امر ہے چند کا اندراج کر رہا ہوں ۔ محمد بن اسحاق ۔ احمد بن رشیق ۔ محدث ابو عمر ابن عبدالبر وغیرہ

15 درس وتدریس اور دعوت

امام ابن حزمؒ شاطبہ ۔ مریہ ۔ قرطبہ ۔ بُلنسیہ اور دیگر بلاد اندلس میں جاتے وہاں درس دیتے اور اپنی شیریں بیانی سے اندلسی نوجوانوں کو فریفتہ کرتے رہتے تھے آپ نے ان کے افکار نظریات پر گہرا اثر ڈالا ۔ میورقہ میں آپ کے متبعین کی کثرت کا پتا چلتا ہے وہاں خصوصی طور سے آپ کے نظریات زیادہ پھیلے اور آپ نے وہاں خاصی شہرت و سیادت حاصل کر لی ۔ واقعات سے پتا چلتا ہے کہ ابن حزم کو یہ تفوق و غلبہ میورقہ میں ان کے دوست احمد بن رشیق کی وجہ سے حاصل ہوا جس کو دینیات اور ادب دونوں سے یکساں شغف تھا اور جس کا وہاں خاصا اثر و رسوخ تھا ابن رشیق کا انتقال **440**ھ میں ہوا اس کے فوت ہوجانے کے بعد میورقہ میں ابن حزم کا اثر و رسوخ کمزور پڑ گیا اور حسب سابق فقہا نے ان پر غلبہ پالیا نیز انھوں نے ابوالولید باجی سے مدد چاہی جو اسی سال مشرق سے تحصیل علم کے بعد لوٹے تھے باجی ابن حزم کے خلاف مناظرے میں نکلے انکو ابن رشیق کی زندگی میں کامیابی حاصل نہ ہوئی ابن رشیق کی وفات کے بعد انھوں نے ابن حزم پر غلبہ حاصل کر لیا ۔ پرو فیسر ابو زہرہ لکھتے کہ ولیدالباجی کو یہ غلبہ حجّت و برہان کی بنا پر نہیں بلکہ سیاسی قوت کے زیرِ اثر حاصل ہوا باجی دلائل براہین کے بل بوتے پر ابن حزم کے خلاف کبھی کامیاب نہ ہو سکے اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ ابن حزم کے ممدو معاون ابن رشیق کے فوت ہو جانے کی بنا پر فقہاء ان پر غالب آگئے ۔ اور سلطان وقت کو آپ کے خلاف اکسایا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب آپ میورقہ سے نکلے تو حجّت و برہان کی بنا پر مغلوب نہ تھے بلکہ اپنے ناصر و موید ابن رشیق کے فقدان اور کثرت اَعداء و خصوم کے باعث مغلوب ہوئے ۔

16 عداوت ابن حزم کےاسباب

1۔ احکام کو یہ خطرہ دامنگیر رہتا تھا کہ ابن حزم پہلے سیاست سے وابستہ تھے ان کا خاندان اندلس میں بڑا مکرّم و موّقر تھا مزید براں یہ بھی ممکن تھا کہ وہ خلافت و امارت کا دعویٰ کر بیٹھیں یا حمایت بنی امیہ کی بنا پر ان کی سلطنت کے اعادہ کے لئے جدوجھد کا آغاز کر دیں اب ظاہر ہے کہ غیر اموی احکام میں سے ہر ایک کی یہ کوشش ہوگی کہ ابن حزم جیسے ذہین و فطین شخص کو امکانی حد تک اپنے سے دور رکھے یا کم از کم لوگوں میں اس کے وقار کو گھٹاتا رے ۔ نیز امام ابن حزمؒ کی تحریریں احکام کے سیاسی مقاصد میں حائل تھیں ۔ مزید براں امام ابن حزمؒ ایک مورّخ بھی تھے جو اپنے دور کے حقائق و واقعات کو قلمبند کرتے رہتے تھے اور ظاہر ہے کہ احکام وقت آپ کی ان تحریروں کو پسند نہیں کرتے تھے ۔

2۔ عداوت ابن حزم کا ایک سبب یہ ہے کہ آپ پر ناصبی یعنی خارجی ہونے کا الزام تراشا گیا اور آپ کو علیؓ اور بنی ہاشم کا دشمن تصور کیا جانے لگا جب اموی حکومت کو زوال آیا اور ان کی جگہ دوسرے حکمرانوں نے لے لی تو ان میں شیعہ مذہب اور علیؓ کی طرف رجحان و

میلان کے آثار نمودار ہونے لگے اور ابن حزم کے مزید دشمن پیدا ہو گئے ۔ پروفیسر ابو زہرہ لکھتے ہیں کہ ابن حزم ناصبی نہ تھے۔

3۔ ایک سبب یہ ہے کہ ابن حزم اقتصادی اعتبار سے بڑے خوشحال تھے اور ان میں ایک طرح کا احساس برتری بھی پایا جاتا تھا آپ دوسرے فقہاء کی طرح امراء کے نمک خوار نہ تھے بلکہ اپنی ابائی جائداد کے بل بوتے پر آرام و راحت کی زندگی بسر کرتے تھے اور اس کا لوگوں پر خاصا اثر تھا اور ابن حزم اس اعتبار سے اپنے آپ کو دوسروں سے انچے درجے کا آدمی سمجھتے تھے یہ انسانی فطرت ہے کہ انسان اپنے سے زیادہ باعزت شخص کو ایک نظر دیکھنا گوارہ نہیں کرتا اور نہ اس سے محبت کرتا ہے ۔ نیز ابن حزم کی ذات میں ان کے معاصرین کے لئے سب سے بڑا ابتلا اور امتحان یہ تھا کہ وہ اس زمانے اور اس نسل کی عام ذہنی اور علمی سطح سے بلند تھے۔

4۔ ابن حزم بالطبع مناظرے پر مائل رہتا تھا یہودیوں عیسائیوں اور مختلف فرقوں کے مسلمانوں کو دعوت مناظرہ دیتا رہا ابن حزم ایک زبر دست حریف تھا جو شخص اس کے مقابلے میں آتا اس طرح اچھل دور جا گرتا تھا جیسے اس نے کسی پتھر سے ٹکر لی ہے ۔ مزید براں ابن حزم اپنے نظریات کو اس قدر واضح اور زور دار الفاظ میں بیان کرتے تھے کہ مخالف جواب کی تاب نہ لاسکتا تھا ۔ اس سے آپ مخالفت میں اضافہ ہوا۔

5۔ امام ابن حزم کی عداوت کا سب سے بڑا سبب متعصب مالکی فقہاء کی شدید مخالفت ہے ۔ علماء وقت اور ان کے احباب و اَعّزہ ابن حزم کو گوارا نہ کرتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ فقہاء نے اپنے آپ کو ایک تنگنائے فقہی یعنی مالکی فقہ میں محدود و محصور کر دیا تھا ان کا خیال تھا کہ حق و صدق اسی فقہی مسلک میں محدود مقیّد ہو کر رہ گیا ہے وہ یہ سمجھتے تھے کہ مالکی فقہی مسلک سے خروج کرنے والا حق سے دور رہتا ہے خواہ اس کے اقوال قرآن و حدیث کے مصادر و مآخذ سے کتنے ہی قریب کیو نہ ہوں۔

نیز مالکی فقہاء کی ائمہ دشمنی تاریخی ہے۔

1۔ ایک مشہور واقعہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ فتیان بن ابی السمح جو انتہائی متعصب مالکی تھے انہوں نے ایک مناظرے میں امام شافعی سے علمی شکست کھائی تھی۔ مگر انہوں نے بعد میں موقع پاکر رات کے اندھیرے میں ابن ادریس شافعی کے سر پر لوہے کا ایک گرز دے مارا جس سے امام شافعی کا سر پھٹ گیا۔ طبیعت پہلے ہی کمزور تھی۔ اس تکلیف نے مزید نڈھال کر دیا۔ دوسری طرف مالکی فقیہ اشہب بن عبد العزیز مسلسل سجدہ میں پڑ کر آپ کے لیے بددعا کرتا رہا کہ الٰہی! شافعی کو اٹھالے ورنہ ہمارا مالکی مسلک فنا ہو جائے گا۔ امام شافعی کو جب اس کا علم ہوا تو فی البدیہہ دو اشعار کہے،

”لوگ تمنا کرتے ہیں کہ میں مر جاؤں۔ اگر میں مر بھی گیا تو یہ راہ ایسی ہے جس کا راہی صرف میں نہیں ہوں۔ اگر علم لوگوں کے لیے نفع بخش ثابت ہو تو وہ یہ مان لیں کہ میں اگر مر

بھی گیا تو مجھے بد دعا دینے والا بھی باقی رہنے کا نہیں۔" "محمد ادریس زبیر ، فقہ اسلامی ایک تعارف ایک تجزیہ، ص 163 – 164"

2. امام بقی بن مخلد جب مشرق سے حدیث کا علم پڑھ کر واپس قرطبہ اندلس تشریف لے گئے تو اپنے ساتھ "مصنف ابن ابی شیبہ" کا نسخہ بھی لے گئے لوگوں نے ان سے مصنف ابن بی شیبہ کو پڑھنا شروع کیا تو وہاں کے مالکی فقہاء اپنے مسائل و موقف سے اختلاف کی تاب نہ لا سکے وہ حضرات سختی سے مخالفت پر اتر آئے اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ عوام نے بقی بن مخلد پر یورش کر کے کتاب کی قرات کو موقوف کرادیا اور انہیں زندیق تک کہا گیا بات اندلس کے فرمانروا محمد بن عبدالرحمان اموی تک پہنچی تو انہوں نے بقی بن مخلد کو مع فریق مخالف اپنے ہاں طلب کیا المصنف کا ایک ایک جز پڑھا گیا بعد ازاں عبدالرحمان نے اپنے خازن سے کہا یہ وہ کتاب ہے جس سے ہمارا کتبخانہ مستغنی نہیں رہ سکتا ہمارے لیے بھی اس نسخہ کا بندو بست کرو پھر آپ نے امام بقی بن مخلد سے کہا آپ اپنے علم کو پھیلایئے اور معترضین کو ہدایت کر دی کہ آئندہ ان سے کسی قسم کا تعرض نہ کریں ۔ معترضین کی جماعت کے سرخیل اصبغ خلیل نے یہاں تک کہہ دیا کہ اگر میری کتابوں میں خنزیر کاسر رکھ دیا جائے تو وہ مجھے پسند ہے اس سے کہ ان میں مصنف ابن ابی شیبہ ہو ۔تفصیل کے لئ ملاظہ ہو : "سیر اعلام النبلاء ج 13 ص 288 تا 290" ۔ "لیسان المیزان ج 1 ص 458" ۔ "نفح الطیب ج 3 ص 273"۔ "ترتیب المدراک ج3 ص 143 تا 144" ۔ "تذکرۃ الحفاظ ج2 ص630" وغیرہ۔

3۔ ایک مقدمہِ میں شیخ السلام ابن تیمیہؒ نے قاضی ابن مخلوف مالکی کو کہا کہ آپ تو میرے حریف اور مدمقابل ہیں آپ حکم کیسے بن سکتے ہیں اس پر ان کو سخت غصہ آیا اور انہوں نے شیخ السلام کے خلاف فیصلہ صادر کیا جس کے نتیجے میں ابن تیمیہ ایک سال قید رہے ۔ مزید براں ابن تیمیہ نے اپنی آخر اسیری میں ایک رسالہ لکھا "مسلہ زیارت" جس میں انھوں نے مصر کے ایک مالکی قاضی عبداللہ بن الاخنائی کی تردید کی اس میں انھوں نے ثابت کیا کہ قاضی موصوف بہت قلیل العلم اور نہ واقف آدمی ہے قاضی نے سلطان سے اس کی شکایت کی اور اپنے غم و غصہ کااظہار کیا سلطان نے فرمان جاری کیا کہ شیخ کے پاس جتنی کتابیں کاغذ قلم دوات ہے لےلیا جائے لِہذا شیخ کو اپنی وفات تک ردی کاغذوں پر کوئلہ سے لکھنا پڑا : "تاریخ دعوت و عزیمت ندوی" ۔ مقلدین کی باہمی لڑائی اور محاذ آرائی کے لیے ملاظہ ہو "اسباب اختلاف فقہاء ۔ ارشاد الحق اثری ۔ ص 43 تا 50"۔

محدث و مورخ ذہبی لکھتے ہیں کہ ابن حزم کو کٹھن امتحان سے گزرنا پڑا ہے ان کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا وطن عزیز سے نکالا گیا اور دیگر متعدد صدمات سہنے پڑے۔

17تصانیف ابن حزم کونظرآتش کرنا

فقہاء ابن حزم کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تھے وہ حکام وقت کو آپ کے خلاف اکساتے اور ان سے شکایت کرتے رہتے تھے ک امام ابن حزم فقہ مالکی کے خلاف ہے مزید براں وہ لوگوں کے سامنے ایسی فقہ پیش کرتے ہیں جن کا فقہ ہائے اربعہ کے ساتھ کسی قسم کا کوئی رابطہ و تعلق نہیں ہے ۔ ان حلات کے تحت "معتضد بن عباد 439 تا 464ھ" حاکم اشبیلیہ کے لئے علماء کی خوشنودی حاصل کرنا ازبس ضروری تھا مگر افسوس اس امر کا ہے کہ اس نے فقہاء کو راضی کرنے پر اکتفاء نہ کیا بلکہ اس سے تجاوز کر کے ذاتی انتقام لینے پر اتر آیا فقہاء کو تو اس طرح بھی راضی کیا جاسکتا تھا کہ معتضد ابن حزمؒ کو حسب سابق حدود سلطنت سے نکال دیتا یا اپنے آبائی شہر میں انہیں نظربند کر دیتا بس یہ حدود و قیود ابن حزم کے لئے کافی تھے اس سے بڑھ کر کتب ابن حزم کو نظرآتش کرنے کا اقدام کرنا فقہاء کو راضی کرنے میں بدنامبالغہ آمیزی سے کام لینا ہے ۔ حکام اور فقہاء نے ابن حزم کی گراں قدر کتب نظرآتش کر کے انہیں وہ شدید ترین نفسیاتی سزا دی جو کسی عظیم عالم کو دی جا سکتی ہے مگر وہ سزا اس کے لۓ شدید ثابت نہ ہوسکی کہ وہ ابن حزم کو دی گئی جو بڑے کہنہ مشق اور سرد و گرم چشیدہ تھے وہ عُسر و یُسر دونوں سے دوچار ہوئے اور اپنے کو اس بلند مقام پر فائز تصور کرتے تھے یہاں حوادث و آلامِ روزگار کی رسائی ممکن نہیں خواں اس کی شدت و حدّت کسی درجہ کی بھی ہو ۔

تصانیف نظرآتش کیے جانے کے بعد ابن حزمؒ نے کہا تھا۔

1۔ "اگر تم اوراق کو جلا بھی دو تو ان کے مندرجات کو نہیں جلا سکتے جو میرے سینۂ میں محفوظ ہیں"۔

2۔ "میری سواریاں جہاں بھی جاتی ہیں میرا علم بھی ساتھ جاتا ہے جب سواریاں ٹھہرتی ہیں تو علم بھی اتر پڑتا ہے اور میرے ساتھ میری قبر میں دفن ہوگا"۔

ظلم کی سزا ضرور ملتی ہے سلطان یعقوب المنصورؒ کے دور میں مالکی فقہ کی کتب کو جلا دیا گیا اور فقہ ظاہری کو جبرا نافذ کیا گیا لہٰذا مالکی فقہ ڈرنے لگے ۔ تفصیل آگے آرہی ہے ۔فقہا اور امراء کی ریشہ دوانیوں کا یہ سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ آپ اپنے آبائی گاؤں "منت لیشم" میں جا کر آباد ہو گئے۔

18آبائی گاؤں میں قیام اورعلمی مشاغل

امام ابن حزمؒ حوادث و آلام کے دوران نہ اپنے عقائد سے ایک انچ بھر ہٹے نہ اَعداء و خصوم سے مصالحت کی ۔ ظلم و ستم کی آماجگاہ بننے کے بعد آپ علاقہ لبلہ میں واقع اپنے آبائی گاؤں "منت لیشم" میں سکونت پذیر ہو گئے ۔ جہاں قرطبہ جانے سے پیشتر آپ کا کنبہ اقامت گزیں تھا ۔ اپنے آبائی گاؤں میں اقامت گزیں ہو کر ابن حزم کی سیاحانہ زندگی اختتام پذیر ہوئی ۔ "منت لیشم" میں مقیم ہو کر آپ نے درس و مطالعہ جدل و مناظرہ اور شغِل تصنیف کو

جاری رکھا ۔ اپنے احباب و اقارب اور ان طلبہ کو اپنے علم سے مستفید کرتے رہے جو طلبِ علم کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور جنہیں کسی کی ملامت کی کچھ پروا نہ تھی ان میں چند طلبہ بڑے خوشحال گھرانوں کے چشم و چراغ تھے آپ انہیں حدیث کا درس دیتے فقہی مسائل سے آگاہ کرتے اور زندگی کے تجربات سکھاتے ۔ "معجم الادباء ۔ یاقوت حموی۔ ج 12۔ ص 238"۔
پروفیسر محمد ابوزہرہ لکھتے ہیں محدث ابن حزمؒ کو جلاوطن اور نظربند کرنے والوں نے اللہ کے اس نور کو بجھانے کی سعی لا حاصل کی تھی جو ان کے رگ و پے میں سمایا ہوا تھا مگر اللہ تعالیٰ کو اس نور کو پھلانا منظور تھا چنانچہ اس نے ایسے باخلوص طلبہ کو آپ کی جانب متوجہ کیا جو آپ کی مجلس میں حاضر ہوکر علمی فوائد سے بہرہ ور ہوتے یہی وہ برگزیدہ و چنیدہ طلبہ تھے جنہوں نے ابن حزم کے علم کو اکناف عالم میں پھیلایا ۔ تاریخ کے اوراق سے ابن حزم کے اَعداء و خصوم کا نام تک مٹ گیا ۔ اس کے برعکس ان کا نام نامی علماء اسلام بلکہ دنیا بھر کے علماء کے درمیان درخشند ستارے کی طرح چمک رہا ہے ۔"حیات ابن حزم ۔ 103"۔

19 اولاد اور تلامذہ

تاریخ میں ابن حزمؒ کے تین بیٹوں کا ذکر ملتا ہے جنہوں نے اپنے باپ کے علم کی نشر و اشاعت کی۔
1۔ ابورافع الفضل بن علی بن احمد بن سعید ابن حزمؒ ۔م 479ھ ۔ اس کی حثیثیت ایک فاضل کی ہے۔ 2۔ ابواسامہ یعقوب بن علی بن احمد بن سعید ابن حزمؒ ۔ م 503ھ۔ 3۔ ابو سلمان مصعب علی بن احمد بن سعید ابن حزمؒ ۔ "دائرہ معارف اسلامیہ"۔
دیگر تلامذہ۔ 4۔ محمد بن احمد بن محمد بن حسن بن اسحاق م فی حدود۔ 450ھ۔ 5۔ عبدالملک بن زیادۃ اللہ التمیمی الطبنی۔ 457ھ۔ 6۔ سالم بن احمد بن فتح۔ 461ھ۔ 7۔ صاعد بن احمد بن عبدالرحمان التغلی القرطبی۔ 462ھ۔ 8۔ احمد بن عمر بن انس العذری المری الدلائی ۔م 473ھ۔ 9۔ عمر بن حیان بن خلف۔ م 474ھ۔ 10۔ عبداللہ بن محمد بن الصابونی۔ م 478ھ ۔ 11۔ علی بن سعید العبدری۔ م491ھ۔ 12۔ عبداللہ بن محمد بن عبداللہ العربی اشبیلی۔ م 493ھ۔ 13۔ ابو عبداللہ محمد بن ابی نصر بن فتوح عبداللہ ازدی الحمیدیؒ۔ م 488ھ۔ 14۔ محمد بن خلف الخولانی۔ م بعد 494ھ۔ 15۔ محمد بن ولید محمد بن خلف الطرطوشی۔م 510ھ۔ 16۔ محمد بن محمد مسلمہ۔م 511ھ۔ 17۔ شریح بن محمد بن شریح الرعینی المقری اشبیلی۔ م 539ھ۔ 18۔ حسین بن عبدالرحیم بن نام البھرانی۔ 19۔ محمد بن عبیداللہ اللخمی۔

20 فقہی مسلک

پہلے پہل امام بن حزمؒ امام شافعیؒ سے متاثر تھے ان کی حمایت میں مخالفین سے شدت کے ساتھ برسر پیکار ہوئے کہ اندلس کے اکثر فقہاء ان کے خلاف ہوگئے ان کے کردار کو ہدف تنقید بنایا اور ان پر شذوذ کا الزام لگایا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ نے ظاہری مسلک اختیار کر لیا۔ فقہ ظاہری تقلید شخصی کو حرام قرار دیتا ہے اور قرآن و حدیث پر عمل کی دعوت دیتا ہے۔ ابن حزم فرماتے ہیں۔"میں حق کا پیرو ہوں اجتہاد کرتا ہوں اور کسی مذہب کا پابند نہیں"۔ مزید براں فرماتے ہیں "فقہی استنباط کی ان تمام جزئیات کو جن کی بنیاد قرآن و حدیث پر نہیں رد کر دینا ضروری ہے"۔

21 وفات

یگانہ فاضل اور قرآن و حدیث کے زبردست داعی اور وکیل امام ابو محمد ابن حزمؒ نے **28** شبان **456**ھ بروز اتوار بمطابق **15** جولائی **1065**ء کی رات اکہتر سال دس ماہ اور انتیس دن کی عمر میں "منت لیشم" اندلس میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے ۔ وفات کے وقت اپنے بیٹے ابو رافع الفضل بن علی کو اپنی کتاب المحلی مکمل کرنے کی وصیت کی ابورافع نے کتاب مکمل کرکے وصیت پوری کر دی ۔ "سلطان یعقوب المنصور باللہؒ **548** تا **595**ھ" کا شمار مسلم دنیا کے چند بڑے فرمانرواؤں میں ہوتا ہے سلطان یعقوب المنصور باللہؒ جب اندلس آئے اور ابن حزمؒ کی قبر پر سے گزرے اور کہا "یہ دیار مغرب کے سب سے بڑے عالم کی قبر ہے"۔

22 فقہ ظاہری ابن حزم کی وفات کےبعد

امام ابن حزم جب تک بقید حیات رہے فقہ ظاہری کے مخالفین کا مقابلہ کرتے رہے ۔ ابن حزم کی وفات سے فقہ ظاہری کرۂ ارضی سے معدوم نہیں ہوئی بلکہ آپ کے اصحاب و تلمذہ نے ان کی تصانیف کی نشر و اشاعت کے بل پر اسے زندہ رکھا ۔ اگر چہ بلادِ اسلامیہ میں آپ کے تلامذہ موجود نہ تھے تا ہم علماء آپ کی کتب سے استفادہ کرتے تھے سر زمین مشرق میں جس شخص نے سب سے پہلے ابن حزم کے علم کو پھلایا وہ آپ کے تلمذ "محدث و مؤرخ ابو عبداللہ محمد بن ابی نصر الحمیدیؒ **420** تا **488**ھ" "مصنف الجمع بین الصحیحین" تھے وفات ابن حزم کے بعد حمیدی بھاگ کر مشرق پہنچے اور وہاں تصانیف ابن حزم کے ذریعہ ان کی فقہ کی نشر واشاعت کی ۔ ابن حزمؒ کے تلامذہ اور ان کی تصانیف کی نشر و اشاعت کا خواطر خواہ اثر ہوا ہر زمانہ میں کوئی جیّد ظاہری فقیہ ضرور ہوا کرتا تھا جو ظاہری فقہ کی طرف دعوت دیتا اور اسکی پشت پناہی کرتا تھا الحمیدیؒ کے تلامذہ میں سے "ابو الفضل محمد بن طاہر مقدسیؒ **448** تا **507**ھ" ہوئے انھوں نے حمیدیؒ سے ظاہری فقہ کا درس لیا اور مشرق میں اس کی خوب نشر و اشاعت کی۔

سرزمین اندلس کسی دور میں بھی فقہاء ظاہر سے خالی نہ ری چنانچہ "حافظ ابو الخطاب عمر ابن دیہ کلبیؒ 544 تا 633ھ" نے پورے اندلس کا چکر لگایا اور مختلف شیوخ و اساتذہ سے کسبِ فیض کیا پھر بلادِ مغرب سے نقل مکانی کر کے خلفاء ایوبیہ کے عہد میں مصر روانہ ہوئے آپ نے مغرب و مصر و شام اور عراق و عجم میں حدیث کی روایت کی اور لوگوں کو حدیث کا درس دیا متعدد بیش قیمت مفید کتب تصنیف کیں ۔ 633ھ میں بقمام قاہرہ خالق حقیقی سے جا ملے اور المقطم میں مدفون ہوئے ۔ عصر موحّدین میں فقہ ظاری کی جبری نشر و اشاعت کی گئ ۔ محدث ذہبی نے محلی کا اختصار لکھا ۔ الشیخ محمد الممنقر کتانیؒ م1371ھ نے معجم فقہ ابن حزم الظاہری۔ 2 والیم لکھی جو بہت مقبول ہے ۔ میڈرڈ میں ہسپانوی زبان میں پانچ جلدوں میں ابن حزم کی کتابوں کے ترجمے اور جائزہ شائع کیا گیا ہے.

23عصرمُوحّدین میں فقِہ اِبن حزم کی جَبری اشاعت

"مُوحّدین 541 تا 668ھ" ظاہری المسلک تھے ان کے دور میں فقہ ظاہری خوب پھلی پھولی ۔ عصر مُوحّدین کے مورخ عبدالواحد مراکشی کا بیان ہے کہ صلاۃ کے متعلق جو اولیں رسالہ تحریر کیا گیا وہ اس رسالہ کی طرح تھا جو محمد بن تومرت نے طہارت کے مسائل پر لکھا تھا محمد بن تومرت جس نے مرابطین کی سلطنت کا خاتمہ کر کے سلطنت مُوحّدین کی بنیاد ڈالی فقہ ظاہری کا اولیں داعی تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فروعی مسائل کے استخراج کے لئے نصوص کتاب و سنت کی طرف میلان و رجحان سلطنت مُوحّدین کے ساطین کا ابتدائی مسلک تھا جو انھوں نے آغاز سلطنت میں اختیار کیا اس کو اختیار کرنے کی وجہ یہ تھی کہ ان کا داعی محمد بن تومرت اس مسلک کا حامل تھا ۔ المعجب ص 279.
حقیقت یہ ہے کہ سلطان یعقوب المنصور باللہ 580 تا 595ھ سے قبل بھی سلطنت مُوحّدین کے اراکین و سلاطین پر اتباع قرآن و حدیث کا نظریہ غالب تھا سلطان کے ولد یوسف 558 تا 580ھ اور دادا عبدالمومن م 558ھ بلکہ سلطنت مُوحّدین کے داعی اور بانی محمد بن تومرت م 524ھ بھی ظاہری مسلک رکھتے تھے اتنا فرق ہے کہ سلطان یعقوب نے علانیہ فقہ ظاہری کی نشر و اشاعت کا بیڑا اٹھایا اور جبراً لوگوں کو اس کا پابند بنایا ابن حزم فرمایا کرتے تھے کہ دو مذہب اقدار کے بل بوتے پر پھیلے مشرق میں حنفی فقہ اور مغرب میں فقہ مالکی اگر وہ سلطان یعقوب کے زمانہ تک بقید حیات ہوتے اور اس کے روّیہ کو دیکھتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ ان کی فقہ سلطان کے اثر و رسوخ سے ہی نہیں پھیلی بلکہ جبراً لوگوں کو اسکا پابند بنایا گیا تھا.

حافظ ابوبکر بیان کرتے ہیں جب وہ پہلی مرتبہ امیرالمومنین یعقوب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے پاس ابن یونس کی کتاب دیکھی امیرالمومنین نے کہا ابوبکر دین اسلام میں طرح طرح کے اقوال رائج کے گئے ہیں کسی مسلہ میں جار اقوال ہیں کسی میں پانچ اور کسی میں اس سے بھی زیادہ بتائیے ان میں سے کون سا قول حق ہے اور ہر مقلد کس قول پر عمل کرے میں نے جواب دیتے ہوئے ان مسائل کی گرہ کشائی کی امیر المومنین نے قطع کلامی کرتے ہوئے کہا ابوبکر قابلِ تعمیل چیزیں صرف دو ہیں پہلے قرآن کی طرف اشارہ کیا پھر دائیں طرف رکھی ہوئی ابوداؤد کی طرف اشارہ کیا اور ان کی پیروی نہ کی جائے تو پھر تلوار ہے ۔ "المعجب ص 279"۔

سلطان یعقوب کے زمانۂ میں علم فقہ کا خاتمہ ہو گیا فقہاء ڈرنے لگے سلطان نے حکم دیا کہ احادیث نبویہ و آیات قرآنیہ کو الگ کرنے کے بعد فقہ مالکی کی کتب کو نظر آتش کر دیا جائے ۔ چانچہ تمام بلاد اسلامیہ میں سے مالکی کتب جلادی گئی مثلاً۔ 1 مدونہ سحنون۔ 2۔ کتاب ابن یونس۔ 3۔ نوادر ابن ابی زید۔ 4۔ مختصر ابن ابی زہد۔ 5۔ کتاب التہذیب ازبردعی۔ 6۔ واضحہ بن حبیب ۔ وغیرہ۔

سلطان یعقوب نے لوگوں کو فقہ سے روگردانی کا حکم دیا اور اس پر بڑی بڑی سزائیں دینے کی دھمکی دی جو محدثین و علماء ان کے عہد میں موجود تھے انہیں کتب عشرہ سے نماز اور اس کے متعلقات کے بارے میں حدیثیں جمع کرنے کا حکم دیا علماء نے حکم کی تعمیل اور نماز کے مسائل ایک مجموعہ میں جمع کر دیے احکام نماز کا یہ مجموعہ دیارِ مغرب میں خوب پھیلا اور خاص و عام نے اسے حفظ کر لیا سلطان اس کے حافظ کو بڑا انعام و اکرام اور خلعت دیا کرتا تھا وہ بہ یک جنبش قلم فقہ مالکی کو دیار مغرب سے نست و نابود کر کے قرآن و حدیث کو رائج کرنا چاہتا تھا "المعجب ص 278 ۔ 279"۔

سلطان یعقوب نے اسی پر بس نہ کی بلکہ طلبہ کی ایک جماعت کو فقہ ظاہری کی نشر و اشاعت پر مامور کردیا اس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ یہ مسلک آئیندہ نسلوں تک پہنچ جائے چنانچہ اس نے علم حدیث کے طلبہ کی جانب توجہ مبذول کر کے ان پر انعامات کی بارش شروع کردی ۔ خلاصہ کلام یہ کہ سلطان یعقوب کا مقصد یہ تھا کہ ایک ایسی جماعت کا وجود نا گزیر ہے جو ظواہر قرآن و حدیث کی پابند ہو اور ان مذاہب میں محدود و مقیّد نہ ہو جو رائے کا التزام کرتے ہیں تاکہ آئیندہ نسلوں میں فقہ ظاہری کی تحفظ و بقا کی ضمانت حاصل ہو جائے اور یہ مذہب مستقبل میں خوب پھلے پھولے ۔ "حیات امام ابن حزم ص 702۔ 703"۔

24 کیٹلاگ

مورّخ صاعد بن احمد اندلسی کہتے ہیں مجھے امام ابن حزمؒ کے صاحبزادے الفضل نے بتایا ہے کہ میرے پاس میرے والد کی لکھی ہوئی کتابوں کی 400 جلدیں موجود ہیں جو 80 ہزار

صفحات پر مشتمل ہیں ۔ پروفیسر ڈاکٹر حافظ امجد حسین کی تحقیق کے مطابق ابن حزم کی کتب کی تعداد 137 ہے ایکن اکثر کتب نہ پید ہے ایک درجن کتب ملتی ہیں.
1۔"المحلی بالآثار". یہ ابن حزم کی "کتاب المجلی" کی شرح اور "کتاب الایصال" کا خلاصہ ہے ۔ المحلی اسلامی ادب کی عظیم کتب میں سے ایک ہے ۔ یہ قرآن و حدیث اقوال صحابہ و تابعین اور فقہی احکام و مسائل کا عظیم الشان انسائیکلوپیڈیا ہے ۔ اور عصر ابن حزم تک کے ائیمہ کے اقوال و آراء کا تنقیدی جائزہ ہے ۔ یوں تو اس میں ہزاروں احادیث ہیں لیکن سات سو احادیث محدث ابن حزم نے اپنی سند سے بیان کی ہیں 80 احادیث متواتر ہیں ۔ شیخ احمد شاکر کی تحقیق کے مطابق اس میں 2308 مسائل ہیں بروتی طباعت میں 2312 مسائل ہیں ابن حزم ہر مسلہ کا نمبر لکھ کر مسلہ لکھتے ہیں کئی مسائل ایک سطر کے ہیں کئی ایک ایک صفحِہ کے کئی بیس بیس صفحات کے کئی تیس تیس صفحات کے ہیں کئی مسائل اس سے بھی زیادہ طویل ہیں ۔ المحلی کی تکمیل سے پہلے ہی جلد 10 مسلہ نمر 2023 تک پہنچے تھے کہ ابن حزم کا آخر وقت آگیا آپ نے اپنے بیٹے الفضل کو الایصال کی روشنی میں المحلی مکمل کرنے کی وصیت کی اس سے آگے مسلہ نمر 2024 سے گیارویں جلد کے آخر تک 285 مسائل آپ کے صاحبزادے نے الایصال سے خلاصہ کرکے مکمل کیے ہیں ۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ ابن حزم کی آخری کتاب ہے ۔ یہ کتاب فقہ اسلامی کے سبھی موضوعات پر مشتمل ہے ۔ التوحید ۔ عبادات معاملات ۔ معاشرتی مسائل ۔ نذر و قسم کے مسائل ۔ کھانے , پینے ,حقیقہ, قربانی اور لباس کے مسائل ۔ حدود و قصاص اور قضا و شہادت کے مسائل ۔ جہاد کے مسائل ۔ وصیت اور وراشت کے مسائل وغیرہ ۔ المحلی کے بہت سے اختصار بھی لکھے گۓ مثلاً۔ 1۔ اختصارالمحلی ابن حیّان اندلسی م 745ھ۔ 2۔ محدث ذہبی نے محلی کا اختصار لکھا۔ 3۔ الشیخ محمد الممنقر کتانیؒ م1371ھ نے معجم فقہ ابن حزم الظاہری۔ 2 والیم لکھی جو بہت مقبول ہے وغیرہ . **المحلی کی طباعات**۔ 1 پہلی بار 1347 تا 1352ھ میں شیخ محمد منیرؒ دمشقی کی تصحیح اور تحقیق سے شائع ہوا ۔ اس پر شیخ احمد شاکرؒ مصری نے تعلیق لکھی پہلی 6 جلدوں میں احادیث کی تصحیح و تضعیف بھی کی باقی اجزاء میں تحقیق نادر اور آخری تین اجزاء میں تحقیق ناقص ہے المحلی ۔ دار التراث قاہرہ سے گیارہ جلدوں اور 4388 صفحات پر شائع ہوا ہے۔ 2 دوسری بار 1384ھ میں شیخ خلیل ہراس کی تعلیق کے ساتھ 11 جلدوں میں مصر سے نشر ہوا۔ 3 حنان عبدالمنان کی نگرانی میں 3029 صفحات پر مشتمل دو جلدوں میں بائبل پیپر پر 2003ھ میں بیت الافکار السعودیۃ نے شائع کیا۔ 4 محقق: عبد الغفار سليمان البنداري ۔ ناشر: دار الكتب العلمية بيروت ۔ تاریخ طباعت 2015ء مجلدات: 12۔ 5 **تخریج و تحقیق کے ساتھ جدید ایڈیشن** ناشر دار ابن حزم لبنان۔ تاریخ نشر 2016 ء۔ عدد المجلدات : 19۔ عدد الصفحات : 10790۔ محققین خالد الرباط - باحثین بدار الفلاح۔ 6 پروفیس غلام احمد حریریؒ م 1998ء نے المحلی کی 11 جلدوں کا

اردو ترجمہ کیا ہے 3 جلدیں ابو الاشبال صغیر احمد بہاریؒ کی تحقیق کے ساتھ اب تک شائع ہو چکی ہیں۔

2۔ "الناسخ والمنسوخ في القرآن الكريم" المؤلف: أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسي : المحقق: الدكتور. عبد الغفار سليمان البنداري الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، لبنان ۔ الطبعة: الأولى، 1406 هـ - 1986ء عدد الأجزاء ۔ 1 : عدد الصفحات ۔ 75 : تاريخ الإضافة: 14 نوفمبر 2010ء.

3 ۔"جوامع السيرة النبوية" ۔ سیرۃ النبی پر مستند مختصر جامع اور قدیم ترین مآخذ ۔ المؤلف: أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسي ۔ المحقق: عبد الكريم سامي الجندي ۔ الناشر: دار الكتب العلمية سنة النشر 1424هـ - 2003 ۔ عدد المجلدات: 1 ۔ عدد الصفحات: 160 ۔ تاريخ إضافته: 29 / 06 / 2012 ۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ محمد سردار احمد فاضل عربی نے کیا ہے نظر ثانی عبدالقدوس ہاشمی ۔ صفحات 292 ۔ سال طباعت 1990ء مجلس نشریاتِ اسلام کراچی نے اسے شائع کیا ہے۔

4 ۔"الأخلاق والسير في مداواة النفوس" ۔ المؤلف: أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسي ۔ المحقق: بلا ۔ الناشر: دار الآفاق الجديدة - بيروت ۔ الطبعة: الثانية، 1399هـ - 1979ء عدد الأجزاء: 1 ۔ عدد الصفحات 75 ۔ تاريخ الإضافة: 14 نوفمبر 2010ء.

5 ۔"حجة الوداع" ۔ المؤلف: أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسي ۔ المحقق: أبو صهيب الكرمي ۔ الناشر: بيت الأفكار الدولية للنشر ۔ سنة النشر: 1418هـ - 1998ء ۔ عدد المجلدات: 1 ۔ عدد الصفحات: 512 ۔ تاريخ إضافته: 04 / 06 / 2013ء.

6 ۔ "الإحكام في أصول الأحكام" ۔ المؤلف: أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسي ۔ الناشر: دار الآفاق الجديدة ۔ سنة النشر: 1403هـ - 1983ء ۔ عدد المجلدات: 8 ۔ الطبعة: 2 ۔ المحقق الشيخ أحمد شاكر - تقديم: إحسان عباس - تصوير دار الآفاق الجديدة - بيروت ۔ تاريخ إضافته: 14 / 10 / 2008ء.

7۔ "النبذة الكافية في أحكام أصول الدين" (النبذ في أصول الفقه) المؤلف: ابو محمد علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسي ۔ المحقق: محمد أحمد عبد العزيز ۔ الناشر: دار الكتب العلمية ۔ سنة النشر: 1405هـ - 1985ء ۔ عدد المجلدات: 1 الطبعة: 1 ۔ عدد الصفحات: 86 ۔ تاريخ إضافته: 24 / 07 / 2012ء

8 ۔"مراتب الإجماع، ويليه: نقد مراتب الإجماع". المؤلف: ابن حزم - ابن تيمية ۔ المحقق: حسن أحمد أسبر ۔ الناشر: وزارة الأوقاف السعودية ۔ عدد المجلدات: 1 ۔ عدد الصفحات: 320 ۔ تاريخ إضافته: 26 / 09 / 2014ء.

9 ۔ "فصل في الملل والأهواء والنحل" ۔ المؤلف: أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد بن حزم القرطبي الظاهري ۔ الناشر: مكتبة الخانجي - القاهرة ۔ عدد الأجزاء: 5 ۔ عدد الصفحات 727 ۔ تاريخ الإضافة: 14 نوفمبر 2010 ء ۔ اس کتاب میں فلاسفہ ۔ ملاحدہ ۔ مایین ۔ یہود و نصاریٰ

اور اسلامی فرقوں مثلاً شیعہ ۔ خوارج ۔ معتزلہ ۔ اشاعرہ ۔ ماتریدیہ ۔ مرجیہ وغیرہ کی تاریخ اور ان کا رد لکھا ہے ۔ اس کا اردو ترجمہ عبداللہ عمادیؒ نے کیا اور ادارہ معارف عثمانیہ حیدآباد دکن نے 1945ء میں شائع کیا اس کا جدید اڈیشن المزان لاہور نے طبع کیا ہے صفحات 1040۔

10۔ ”جمهرة أنساب العرب“ ۔ المؤلف: أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الظاهري ۔ تحقيق: لجنة من العلماءالناشر: دار الكتب العلمية - بيروت الطبعة: الأولى، 1403/ 1983.عدد الأجزاء: 1 ۔ عدد الصفحات: 300 ۔ تاريخ الإضافة: 14 نوفمبر 2010 ء
اس کتاب میں عرب اور بربر قبائل کے انساب کا بیان ہے۔

11۔ ”الكتاب: رسائل ابن حزم الأندلسي“ المؤلف: أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسي ۔ المحقق: إحسان عباس ۔ الناشر: المؤسسة العربية للدراسات والنشر ۔ سنة النشر: 1987ء ۔ عدد المجلدات: 4 ۔ الطبعة: 2 ۔ تاريخ إضافته: 13 / 05 / 2010ء۔

12۔ ”طوق الحمامة في الألفة والألاف“ ۔ المؤلف: أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد بن حزم القرطبي ۔ تحقيق: إحسان عباس ۔ دار النشر: المؤسسة العربية للدراسات والنشر - بيروت / لبنان الطبعة: الثانية - 1987ء معدد الأجزاء: 1 ۔ عدد الصفحات 300 : تاريخ الإضافة: 14 نوفمبر 2010ء ۔ الطبعة: 2 ۔ المحقق: حسن كامل الصيرفي ۔ الناشر: مطبعة حجازي ۔ سنة النشر: 1369 - 1950 ۔ عدد الصفحات: 176 ۔تاريخ إضافته: 20 / 08 / 2017ء۔ طوق الحمامة کے ترجمے ۔ 1 انگلش ۔ 2 جرمن ۔ 3 فرانسیسی ۔ 4 روسی زبانوں میں ہو چکے ہیں۔

25 حوالہ جات

1۔ حیات امام ابن حزم ۔ پروفیسر محمد ابو زہرہ. ترجمہ پروفیسر غلام احمد حریریؒ۔
2 ۔ سیرۃ حافظ ابن حزم الاندلسی ۔ عویس عبدالحلیم ترجمہ رئیس احمد ندویؒ۔
3 ۔ المعجب ۔ علامہ عبداواحد مراکشی۔
4 ۔ الاعلام ۔ خیر الدین زرکلی ۔ ادرالعلم للملایین بروت۔
5 ۔ دائرہ المعارف اسلامیہ ۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور۔
6 ۔ تذکرۃ الحفاظ ۔ الذہبی ترجمہ محمد اسحاق لاہوری۔
7 ۔ المحلی لا ابن حزم : ایک تعارفی، تنقیدی اور تجزیاتی مطالعہ ۔ پروقیسر ڈاکٹر حافظ امجد حسین۔
8 ۔طبقات الأمم ۔ صاعد الأندلسي۔
9 ۔ جذوة المقتبس في ذكر ولاة الأندلس ۔ الحميدي۔
10 ۔ معجم فقہ ابن حزم الظاہری۔ الشیخ محمد الممنقر کتانیؒ۔
11۔ رسالة الماجستير (للدكتور عبد الباقي السيد عبدالھادی الظاهري)۔

12. كتاب تاريخ علماء الظاهرية (للدكتور عبد الباقي السيد عبدالهادى الظاهري).
13 ـ سير أعلام النبلاء - الذهبي.
14 ـ طبقات الحفاظ - السيوطي.
15 ـ الإصابة - ابن حجر العسقلاني.
16 ـ معجم الأدباء - ياقوت الحموي.
17 ـ البداية والنهاية - ابن كثير.
18 ـ طوق الحمامة ابن حزم الاندلسی.
19 ـ اسباب اختلاف فقهاء ـ ارشاد الحق اثری.
20 ـ تاریخ دعوت و عزیمت ابو الحسن ندوی.
21 ـ فقہ اسلامی ایک تعارف ایک تجزیہ، محمد ادریس زبیر.
22 ـ مسلمان تاریخ نویس ـ پروفیسر سعید اختر نظر ثانی عبدالوکیل علویؒ.
23 ـ نفح الطیب ـ شہاب الدین ابو العباس المقری.
24 ـ امام داؤد ظاہری ـ آزاد دائرۃ المعارف.

6 علامہ محدث عبدالحق اشبیلیؒ

510ھ تا 582ھ

1 نام و نسب

ابومحمدعبدالحق بن عبدالرحمان بن عبداللہ بن حسین بن سعیدبن ابراہیم ازدی اشبیلی المعروف ابن الخراط: المستطرفہ،249۔

2 ولادت اور وطن

بلاد مغرب میں اقلیم اندلس کےمشہور اور دوسرے بڑےشہر اشبیلیہ کو ان کے مولد و منشا ہونے کا فخر حاصل ہے اس شہر میں آپ۔ 510ھ بمطابق 1116ء میں پیدا ہوئے۔ اشبیلیہ آل عباد کا پا یہ تخت اور ایک زمانہ میں قرطبہ کے بجائے یہی اندلس کا دارالسلطنت تھا۔ اس نسبت سے آپ عبدالحق اشبیلی کہلاتےہیں۔قاضی ابن العربیؒ {468 تا 543ھ} کا تعلق بھی اشبیلیہ سے تھا۔ لیکن عجیب اتفاق یہ کہ دونوں کی قبریں اشبیلیہ میں نہیں بنیں محدث عبدالحق کی قبر بجایہ میں ہے جب کہ ابن العربی کا مدفن فاس ہے۔(تذکرۃ المحدثین .149، تذکرۃ الحفاظ .912)

3 اساتذہ و شیوخ

عبدالحق اشبیلی کے اساتذہ مندرجہ ذیل ہیں:

1 شریح بن محمد۔ 2 ابوالحکم بن برجان۔ 3 ابوبکربن مرید۔ 4 عمران بن ایوب۔ 5 ابوالحسن طارق بن یعیش۔ 6 طاہر بن عطیہ۔ اور محدثین کی ایک جماعت سے اکتساب فیض کیا 7 ابوالقاسم بن عطیہ سے صحیح مسلم کاسماع کیا 8 حافظ ابوبکربن عساکر اور دوسرے علماء نے بھی آپ کو اجازت نامے لکھ بھیجے۔(تذکرۃ الحفاظ 912)

4 روایت حدیث

آپ سے حدیث روایت کرنے والے (1) علامہ ابوالحسن علی بن محمد معافری خطیب بیت المقدس۔(2) ابوالحاج بن الشیخ۔ (3) ابو عبداللہ یقیمش اور دوسرے لوگ شامل ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ.912)

5 ہجرت بجایہ

آپ نے اس فتنہ میں بجایہ میں سکونت اختیار کی جس میں حکومت لتمونیہ کا تختہ الٹ دیا گیا بجایہ میں آپ نے اپنے علم کی اشاعت کی کتب تصنیف کیں اور شہرت پائی۔ (تذکرۃ الحفاظ.912، اتحاف الکرام.2 /990)

6 علل و رجال

عبدالحق اشبیلی علل کے عالم رجال کے جاننے والے تھے۔ اتحاف الکرام جلد2/ 990 حدیث کے ماہر رواۃ کے احوال علل پرگہری نظر کے حامل عالم تھے۔(المستطرفہ. 249)

7 حدیث میں درجہ و مرتبہ

محدث عبدالحق اور انھی کی طرح کے دیگر تمام محدثین جنھوں نے کتب احادیث پر کام کرکےان سے استفادہ میں سہولت پیدا کی ہے۔ ان سب حضرات پر یہ بات صادق آتی ہےکہ ان لوگوں نےاپنی عمرعزیز کا بہت بڑاحصہ قربان کر کے بعد میں آنے والے متلاشیان علم حدیث کے وقت اور محنت کو بچایا ہےاور ان پر احسان عظیم کیا ہے۔ علماء فن نےحدیث میں آپ کےکمال و امتیاز کا اعتراف کیا ہے۔ گوعبدالحق کو متعدد علوم سے مناسب تھی لیکن زیادہ اور اصلی اشتغال و انہماک اسی فن سےتھا اس لیے حدیث و رجال میں آپ نہایت ممتاز تھے۔

1۔ علامہ محمدبن جعفرکتانیؒ (1857 تا 1928ء) لکھتےہیں:

علامہ عبدالحقؒ کی رفعت ومنزلت کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ محدثین جرح وتعدیل کے باب میں حافظ ابن حجرؒ ہی کی طرح ان کی طرف سے کسی راوی کی تعریف اور اس کے متعلق ان کی رائے اور فیصلوں پر اعتماد بھی کرتے ہیں .باقی رہے فقہا جیسے ابن عرفہ، خلیل، ابن مرزوق، ابن ہلال وغیرہ انھوں نے بلاکسی اختلاف ان پر اعتمادکیاہے بلکہ ان کاکسی حدیث پرسکوت کرنا بھی ان کےنزدیک قابل اعتماد اور معنی خیز ہے کیونکہ فتح الباری میں حافظ ابن حجرکی طرح صرف صحیح یاحسن حدیث پر سکوت کرتےہیں۔ (المستطرفہ.255)

2۔ مشہور محدث و مورّخ حافظ ابو عبداللہ ابارؒ {595 تا658 ھ} فرماتےہیں:

آپ فقیہ، حافظ حدیث، علل حدیث کے عالم اور فن اسم الرجال کےماہر تھے۔(تذکرۃ الحفاظ امام ذہبیؒ. 912)

3۔ محدث صفی الرحمان مبارکپوریؒ {1942 تا 2006ء}فرماتے ہیں:

آپ حافظ، علامہ اور حجت ہیں۔ (اتحاف الکرام. 2 /990)

8 لغت عرب اور شعر و سخن

حافظ ابوعبداللہ ابارؒ لکھتےہیں کہ آپؒ لغت عرب خوب جانتے تھے۔ عبدالحق نےایک لغت کی کتاب لکھی جوامام ہروی کی کتاب الغریبین کے لگ بھگ تھی۔ آپؒ شعر بھی کہتےتھےآپؒ کےکلام کا ترجمہ درج ذیل ہے:

* مرنےاور دوبارہ پیدا ہونےمیں عاقل کےلیے شغل ہےاور عبرت کاسماں ہے۔
* دوست موت سے پہلے دو چیزیں تندرستی اور فراغت کو غنیمت جان۔ (تذکرۃ الحفاظ. 912۔ 913)

9 تقویٰ و ورع

امام ذہبیؒ لکھتےہیں کہ صلاح وتقویٰ، زھد وورع اور کتاب وسنت کی پابندی علامہ عبدالحقؒ کےامتیازی اوصاف تھے۔ قوت لایموت پر قانع تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ. 912)
علامہ محمدبن جعفرکتانیؒ فرماتےہیں کہ آپ نہایت پارسا، متقی اور زاھد تھے۔ (المستطرفہ.249)

10 خطابت،ابتلاوآزمائش اور وفات

محدث عبدالحق بجایہ کے سب سے بڑےخطیب تھےآپ جامع بجایہ میں جمعہ کاخطبہ دیتے تھے 580ھ میں علی بنو غانیہ نے بجایہ پر حملہ کرکےاس پرقبضہ کرلیا۔ علی نے اس شھر میں سات دن قیام کیا اس دوران اس نے وہیں جمعہ کی نماز ادا کی۔ عبدالحق نے بنوغانیہ کے پاس خاطر سےخطبہ میں عباسی خلیفہ احمدالناصر کا نام لیا۔ خلیفہ یعقوب المنصور نےخطبہ کاواقعہ سنا تو اس کو عبدالحق پرسخت غصہ آیا اس نے عبدالحق کوقتل کرنے کا ارادہ کرلیا لیکن اللہ کی قدرت چند دن بعد وہ بیمار ہوکر طبعی موت مر گئے۔ امام ذہبی لکھتے ہیں کہ حکومت کی طرف سےمصیبت میں مبتلا ہونےکےبعد ربیع الآخر581ھ میں وفات پائی۔
علامہ کتانی نےتاریخ وفات 582ھ یا581ھ لکھی ہے۔581ھ تاریخ وفات صحیح معلوم نہیں ہوتی کیونکہ منصورکےحملہ بجایہ (582ھ) کےوقت عبدالحقؒ زندہ تھے۔ پروفیسرمحمدابوزھوؒ، ۔"کلیہ اصول الدین الازھر یونیورسٹی"۔ نے تاریخ وفات 582ھ/1186ء لکھی ہے۔ اور یہی تاریخ وفات صحیح ہے۔ آپؒ بجایہ میں دفن ہوئے۔

***** <] "خلیفہ یعقوب المنصور باللہؒ"۔ حدیث اور اھل حدیث سے محبت کرتے تھے اور احکام شریعت کی سختی سے پابندی کرتےتھے۔ آپ نےاپنے عہد حکومت میں علماء اھل حدیث پر انعامات کی بارش کردی۔ آپ نے فقہ اور فلسفہ کی کتب نذرآتش کروا دیں۔ خلیفہ المنصور جب

اندلس گئےتو ابن حزمؒ کی قبر سے گزرے توکہا یہ دیار مغرب کےسب سے بڑے عالم کی قبر ہے۔
آپ نے فلسفی اور فقیہ ابن رشد{520 تا 595ھ} پر دربار میں طلب کرکے لعنت بھیجی پھر آپ نےحاضرین کوحکم دیا کہ وہ بھی اس پر لعنت بھیجیں۔ اس کے بعد آپ نے ابن رشد کو جلاوطن کردیا۔ 595ھ کو خلیفہ المنصورؒ نے وفات پائی]> یعقوب المنصور باللہ۔ الھاشمی.
195.149،150تا200.207 * تذکرۃ الحفاظ .912 * المستطرفہ.249 * حدیث محدثین. 577
* حیات ابن حزم از ابوزہرہ .702تا 706.

11 فقہی مسلک

اکثر وبیشتر تذکرہ نگار آپ کے مسلک کے بارے میں خاموش ہیں علامہ محمد بن جعفر کتانیؒ نے المستطرفہ میں چودہ سو کتب اور چھ سو محدثین کے تذکرے درج کیے ھیں ماسوا دس بیس کے علامہ کتانی نے ہر محدث پر شافعی،حنبلی،حنفی اور مالکی کا لیبل لگایا ہے لیکن عبدالحق کے بارے اس نے مالکی ہوتے ہوئے بھی سکوت کیا ہے۔ عصر حاضر کے بعض ناشر عبدالحق کی کتب کے ساتھ فقہ مالکی لکھ دیتے ہیں لیکن آپ نے ساری زندگی کتب احادیث کی تالیف میں گزاری ہے آپ نے فقہ مالکی پر کوئی کتاب نہیں لکھی ہے آپ کی کتب احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکا مسلک اصحاب المحدثین کا مسلک ہے۔

12 کیٹلاگ

علامہ عبدالحق کی درج ذیل تصنیفات ہیں:

1. الجمع بین الصحیحین(محقق: حمد بن محمد الغماس)

جلدیں: 4. اس کتاب میں بخاری و مسلم کی 5294 احادیث کو صحیح مسلم کی ترتیب پر جمع کیا گیا ہے اور اسناد کو حذف کردیا گیا ہے۔

2. الجمع بین الکتب السنۃ ایک ضخیم جلد۔
3. کتاب الاحکام الشریعۃ الکبری(ایک یا دو جلدیں نایاب ہیں باقی 5 جلدیں چھپ گئی ہیں)محقق: حسين بن عكاشة أبو عبد الله.

ناشر:مكتبة الرشيد الرياض. سن طباعت: 1422ھ 2001ءجلدیں: 5

4. الاحکام اشرعۃ الوسطیٰ(محقق: حمدي السلفي - صبحي السامرائي)

ناشر: مكتبة الرشد الرياض. سن طباعت:1416ھ1995ء.جلدیں: 4. صفحات:1564۔اس کےمقدمہ میں مصنف نےکہاکہ حدیث پرسکوت کرنا ہمارےعلم کےمطابق حدیث کی صحت کی دلیل ہے۔محدث ناصرالدین البانیؒ نےاس کتاب کی تحقیق وتخریج کی ہے۔(المستطرفہ.255)

5. الاحکام الشرعۃ الصغریٰ(محقق: أم محمد بن أحمد)

سن طباعت: 1413ھ 1993ء.جلدیں:2.صفحات: 921. طبع مکتبہ ابن تیمیہ قاہرہ۔

مولّف لکھتاہےکہ میں نے اس کتاب میں متفرق احادیث کو یک جا کردیاہے۔ یہ احادیث شرعی احکام ولوازم، حلال وحرام اور ترغیب وترہیب کے متعلق ہیں۔ میں نے ان احادیث کو موطا امام مالک،صحیحین اور صحاح ستہ کی دیگر کتب سے منتخب کیا ہے۔ اس میں بکثرت احادیث صحاح ستہ کےعلاوہ دیگر کتب کی بھی ہیں۔ اس کتاب کی بھی ناصرالبانیؒ نےتحقیق وتخریج کی ہے۔ (کشف الظنون. ج 1. 45، حدیث ومحدثین. 580)

6. کتاب المعتل من الحدیث۔
7. کتاب فی الرفائق (تذکرۃ الحفاظ. 912
8. العاقبة في ذكر الموت(محقق: خضر محمد خضر)

الناشر: مكتبة دار الأقصى - الكويت۔طباعت اول: 1406ھ 1986ء.جلد:1۔

7 محدث عبدالرحمان بن حسن الجوزیؒ

510ھ تا 597ھ

”حافظ قرآن ۔ مصنف ۔ مفسر قرآن ۔ محدث ۔ مؤرخ ۔ فقیہ“. مشہور کتب ”زاد المسیر فی علم التفسیر ۔ جامع المسانید ۔ الموضوعات الکبری ۔ المنتظم فی تاریخ الملوک والامم ۔ تلبیس ابلیس ۔ بستان“۔

1 نام و نسب

آپ کا نام عبد الرحمٰن ہے۔ لقب جمال الدین، کنیت ابو الفرج اور ابن الجوزی کے نام سے مشہور ہیں۔ سلسلہ نسب یہ ہے : عبد الرحمٰن بن ابی الحسن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن حمادیٰ بن احمد بن محمد بن جعفر الجوزی بن عبد اللہ بن القاسم بن النضربن القاسم بن محمد بن عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن القاسم بن محمد بن ابی بکرالصدیق‘ القرشی التیمی البکری البغدادی الحنبلی اور شیخ عبد الصمد بن ابی الجیش کہتے ہیں کہ یہ بصرہ کے ایک محلہ کی طرف نسبت ہے جس کا نام محلۃ الجوز ہے۔ بعض کا قول ہے کہ یہ نہیں بلکہ شہر واسط میں ان کے اجداد کے گھر میں جوز یعنی اخروٹ کا ایک درخت تھا‘ جس کے سوا وہاں اور کوئی اس کا درخت نہیں تھا۔

2 ولادت اور وطن

آپ کے سنہ پیدائش میں بھی اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ 508ھ ہے۔ اور بعض کا قول ہے کہ 509ھ ہے اور بعض کا قول ہے کہ 510ھ بمطابق 1116ء ہے ۔ خود ان کی تحریر ملی تھی جس میں لکھا ہوا تھا کہ ”مجھ کو اپنی پیدائش کا سن ٹھیک معلوم نہیں۔ اتنا معلوم ہے کہ والد صاحب کا 514ھ میں انتقال ہوا تھا اور والدہ کہتی تھیں کہ اس وقت تمہاری عمر تقریباً تین برس کی تھی۔ اس بنا پر آپ کا سنہ پیدائش 511ھ یا 512ھ ہو گا۔ آپ بغداد میں درب حبیب میں پیدا ہوئے تھے۔

3 تحصیل علم

جب پڑھنے کے قابل ہوئے تو ماں نے مشہور محدث ابن ناصر کی مسجد میں چھوڑ دیا ‘ ان سے حدیث سنی‘ قرآن مجید حفظ کیا اور تجوید میں مہارت پیدا کی ‘شیوخ حدیث سے حدیث کی سماعت اور کتابت کی اور بڑی محنت و انہماک اور جفاکشی سے علم کی تحصیل کی میں

اساتذہ و شیوخ کے حلقوں میں حاضری دینے میں اس قدر جلدی کرتا تھا کہ دوڑنے کی وجہ سے میری سانس پھولنے لگتی تھی ، صبح اور شام اس طرح گزرتی کہ کھانے کا کوئی انتظام نہیں ہوتا تھا ، مگر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مخلوق کی احسان مندی سے بچایا ۔ آپ کے والد بچپن میں انتقال کر گئے تو آپ کی والدہ اور پھوپھی نے آپ کی پرورش کی۔ آپ کے ہاں تانبے کی تجارت ہوتی تھی اس وجہ سے آپ کی بعض قدیم سندوں میں ابن الجوزی الصفار لکھا ہوا ہے۔ جب آپ بڑے ہوئے تو آپ کی پھوپھی حافظ ابوالفضل ابن ناصر کے ہاں لے گئیں تو آپ نے ان کی طرف توجہ کی اور ان کو حدیث سنائی۔ بعض کا قول ہے کہ آپ کی ابتدائی تعلیم 516ھ میں ہوئی تھی۔ قرآ ن مجید حفظ کیا اور ائمہء قراء ت کی ایک جماعت سے تحصیل علم کی۔ بڑے ہونے کے بعد شہر واسط میں علی بن الباقلانی سے قرآن مجید روایات کے ساتھ پڑھا۔

4 علم حدیث

علم حدیث میں انہیں ابدی و آفاقی شہرت حاصل ہوئی اس علم میں آپ کی بہت سی تصانیف ہیں حتیٰ کہ اپنے مقام علم و تجربہ پر اعتماد کی وجہ سے کہا کرتے تھے کہ : ”میرے زمانے تک رسول اکرم ﷺ سے روایت شدہ کوئی بھی حدیث میرے سامنے بیان کی جائے تو میں بتا سکتا ہوں کہ یہ صحت و ضعف کے کس درجے پر ہے “۔ حدیث کی سماعت و کتابت میں اتنا اشتغال رہا اور اپنے ہاتھ سے مرویات حدیث کی اتنی کتابت کی کہ بعض مورخین کا بیان ہے کہ انہوں نے انتقال کے وقت وصیت کی کہ ان کے غسل کا پانی اس کترن اور بُرادہ سے گرم کیا جائے ' جو حدیث کے لکھنے کے لیے قلم بنانے میں جمع ہو گیا تھا ، چنانچہ وہ اتنا تھا کہ پانی گرم ہو گیا اور وہ بچ رہا۔

5 اساتذہ و مشائخ

آپ نے اپنے مشائخ میں ستاسی اشخاص کا ذکر کیا ہے۔ حالانکہ ان کے سوا بھی اور کئی علما سے علم حاصل کیا۔ چند بڑے بڑے اساتذہ کے نام یہ ہیں :
1۔ ابو القاسم بن الحصین، 2۔ قاضی ابو بکر الانصاری، 3۔ ابو بکر محمد بن الحسین المزرنی (المزرتی)، 4۔ ابو القاسم الحریر، 5۔ علی بن عبد الواحد ینوری، 6۔ ابو السعادات احمد بن احمد المتوکلی، 7۔ احمد بن احمد المتوکلی، 8۔ ابو غالب بن البناء، 9۔ یحییٰ، 10۔ ابو عبد اللہ الحسین بن محمد ابارع، 11۔ ابو الحسن علی بن احد الموحد، 12۔ ابو غالب محمد الحسن الماوردی، 13۔ فقیہ ابو الحسن ابن الزا غونی، 14۔ ابو منصور بن خیرون، 15۔ ابو القاسم بن السمر قندی، 16۔ عبد الوہاب الانماطی، 17۔ عبد الملک الکروجی، 18۔ خطیب اصبہان، 19۔ ابوالقاسم عبد اللہ بن محمد، 20 ۔ ابو سعید الزوزی، 21 ۔ ابو سعد البغدادی، 22۔ یحییٰ بن

الطراح، 23۔ اسماعیل بن ابی صالح المؤذن، 24 ۔ ابو القاسم بن علی بن علی العلوی الہروی الواعظ، 25۔ ابو منصور القراز، 26۔ عبد الجبار بن ابراہیم بن عبدالوہاب ابن مندہ، 27۔ ہبتہ اللہ بن الطبر، 28۔ ابو الوقت السنجزی۔

6 تلامذہ

آپ کے تلامذہ میں آپ کے صاحبزادے، 1۔ محی الدین اور، 2۔ پوتے شمس الدین یوسف بن قزاد غلی واعظ، 3۔ حافظ عبد الغنی، 4۔ ابن الدبیثی، 5۔ ابن النجار، 6۔ ابن خلیل، 7۔ التقی الیلدانی، 8۔ ابن عبد الدائم، 9۔ النجیب عبد اللطیف قابل ذکر ہیں۔

7 حلیہ۔طعام اور لباس

موافق عبداللطیف کہتے ہیں کہ امام بن جوزیؒ خوبصورت خوش اطوار اور سریلی آواز کے حامل تھے حرکات و نغمات موزوں اور ظرافت اور خوش طبعی دل پسند تھی ۔ حفظانِ صحت اور مزاج کی لطافت برقرار رکھنے کا بہت خیال رکھتے تھے عقل کو قوی اور ذہن کو تیز کرنے والی چیزیں استمال کرتے تھے آپ کا کھانا اکثر چوزوں کے مصالحہ دار گوشت پر مشتمل ہوتا تھا پھلوں کی بجائے شربت اور معجون بکثرت استمال کرتے تھے ۔ لباس سفید نرم اور پکیزہ پہنتے تھے ۔ روشن دماغ اور حاضر جواب تھے ۔ خوش گوار اور شیریں مذاق کے عادی تھے ۔ آپ کے پاس ایک خوبصورت اور حسین کنیز ہمیشہ موجود رہتی تھی ۔ ایک دفع بلاذر کھا لیا جس سے آپ کی داڑھی گر گئی جو پہلے ہی بہت چھوٹی تھی جسے آپ تا زندگی سیاہ رنگ کا خضاب لگایا کرتے تھے ۔ ”اختلافی نوٹ۔ محمد ﷺ نے سیاہ خضاب لگانے سے منع کیا ہے“۔

8 عام حالات

آپ کی مجلس وعظ میں ایک ایک لاکھ یا اس سے بھی زیادہ لوگ حاضر ہوتے تھے ۔ آپ اپنا وقت بلکل ضائع نہیں کرتے تھے ہر روز چار کراسے رسالے لکھنا آپ کا معمول تھا آپ کو ہر علم میں درک حاصل تھا لیکن ۔ تفسیر میں چوٹی کے مفسر ۔ حدیث میں جلیل القدر حافظ ۔ تاریخ میں کثیر المطالعہ مورخ ۔ فقہ میں بھی آپ کے معلومات قابلِ اعتماد تھے ۔ بوقتِ واعظ مسجّع کلام میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے ۔ آپ نے فنِ طب میں بھی کتاب اللقط دو جلدیں لکھی ہے۔

9 ابتلا و مصیبت

آخری عمر میں آپ کو ابتلا و محنت سے دو چار ہونا پڑا مخالفین نے خلیفہ کے پاس کوئی شکایت کی جو مبنی بر حقیقت نہیں تھی اس پر حکومت کے اہل کاروں نے نہ صرف یہ کہ آپ کی بے عزتی کی اور آپ کو سب و شتم نشانہ بنایا بلکہ آپ کے مکان کو سر بمہر کردیا گیا اور آپ کے بال بچوں کو وہاں سے جبراً نکال دیا آپ کو ایک کشتی میں سوار کر کے واسط پنچایا گیا اور وہاں ایک مکان میں محبوس کر دیا گیا آپ کو کسی قسم کی مراعات نہیں دی گئیں آپ کو اپنے کپڑے خود دھونے اور اپنا کھانا آپ پکانا پڑتا تھا پانچ سال قید رہے اور اس دوران آپ کو غسل کرنے کے لیے حمام میں داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی ۔ ”رکن عبدالسلام بن عبدالوہاب جیلی ایک بدعقیدہ شخص تھا کہتے ہیں ابن جوزی کے ایما پر اس کی کتابیں جلا دی گئیں اور ان کا مدرسہ آپ کے حوالِ کر دیا گیا اس پر اس نے شیعہ وزیر ابن قصاب کا تعاون حاصل کیا اور اس سے کہا آپ ابن جوزی کو کب تک ڈھیل دیں گے؟ وہ خارجی دشمن اہل رسول ہے اور ابوبکر کی اولاد سے تعلق رکھتا ہے یہ سن کر ابن قصاب مشتعل گیا اور رکن کو شیخ سے انتقام لینے کی اجازت دے دی اس نے موقعہ کو غنیمت سمجھا فورا آیا شیخ کو گالیاں دیں اور کشتی پر سوار کر لیا کسی قسم کا سامان حتیٰ کہ بدن کے کپڑے بھی نہیں لینے دئے شیخ صرف ایک بریک کپڑے میں ملبوس تھے سر پر ٹوپی تھی شلوار بھی پہننے کی اجازت نہیں دی گئی وسط کا حاکم یہاں شیخ کو محبوس کیا گیا تھا بھی شیعہ تھا رکن نے اس کو کہا یہ شخص میرا دشمن ہے مجھے اجازت دو کہ سمندر میں ڈبو کر اس کا چراغ حیات ہمشہ کے لیے گُل کر دو لیکن حاکم نے اس کا مطالبہ مسترد کر دیا اور ڈانٹ کر کہا اے زندیق صرف تیرے کہنے سے میں اس کو یہ سزا دوں؟ اس کے لیے خلیفہ کا فرمان پیش کرو باللہ اگر یہ میرے مذہب پر ہوتا تو میں اس کی خدمت اپنی سعادت سمجھتا یہ کہہ کر اس نے شیخ کو قید کر دیا اور رکن کو واپش بغداد بھیج دیا شیخ کی رہائی کا سبب یہ ہے کہ جب ان کا کڑکا یوسف جوان ہوا اور تعلیم سے فراغت کے بعد عملی زندگی میں قدم رکھا تو اس نے شاہی خاندان سے راہ و رسم پیدا کیے چنانچہ خلیفہ کی والدہ کی شفارش سے ابن جوزی کو رہا کیا گیا“۔ ”ابن نقطہ“۔ ”قاضی محمد بن احمد بن حسن“ سے نقل کرتے ہیں کہ شیخ نے **80** سال کی عمر میں اپنے لڑکے یوسف کے ساتھ وسط کے مشہور قاری ”ابن الباقلانی“ سے قرأت عشرہ کا فن سیکھا.

10 وفات اور تدفین

ابن جوزی نے تقریباً **87** سال عمر پا کر **13** رمضان **597**ھ میں شبِ جمعہ کو انتقال کیا ۔ آپ کے جنازے میں ان گنت لوگوں نے شرکت کی ۔ جامع منصور بغداد میں نمازِ جنازہ ہوئی ۔ اور باب الحرب کے قبرستان میں آپ کو سپرد خاک کیا گیا.

11 رد تقلید آئمہ

پروفیسر ڈاکٹر یوسف قرضاوی۔ "سربراہ قطر یونیورسٹی"۔ لکھتے ہیں کہ عبدالرحمان ابن جوزیؒ نے کہا تقلید ایسے ہے جیسے کسی کے ہاتھ میں چراغ ہو اور وہ اسے بجھا کر اندھیرے میں چل پڑھے۔ "الحلال و الحرام فی الاسلام"۔ نیز ابن جوزی کی عدم تقلید کے لیے دیکھئے انکی کتاب۔ "المشکل من حدیث الصحیحین۔ جلد:1صفحہ نمبر 833"۔

12 اغلاط و اوہام

ابن جوزی کی تصنیف کردہ کتب میں اغلاط و اوہام بکثرت پائے جاتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ کتاب لکھنے کے بعد آپ کو نظرثانی کا موقعہ نہیں ملتا تھا ۔ مورخ ذہبی لکھتے ہیں میں کہتا ہوں یہ درست ہے آپ کی تصانیف میں اغلاط بہت ہیں جو جلد بازی غلط حوالہ دینے اور ایسی کتابوں پر انصار کرنے کا نتیجہ ہیں جن کی اہلِ علم نے مناسب چھان پھٹک نہیں کی ہے۔

13 کیٹلاگ

عبدالرحمان بن حسن الجوزی کی 264 کتب کی فہرست کا اندراج ہم کر رہے ہیں۔

14 قرآن اور علوم قرآن

(1)زاد المسير في علم التفسير ابن الجوزي، تحقيق۔ الشيخ شعيبؒ الأرناؤوط ، الشيخ عبد القادرؒ الأرناؤوط، 9 مجلدات۔ (2) المعنی فی تفسیر القرآن (3) تیسیر البیان فی تفسیر القرآن(4) تذکرۃ الاریب فی تفسیر الفریب (5) غریب الفریب(غریب العزیز) (6) نزہتہ (الاعین) النواظر۔ فی علم الوجوہ والنظائر (7) فی الوجوہ والنظائر (8) مختصر کتاب نزہتہ العیون (9) الاشارہ الی القراء ۃ المختارۃ (10) تذکرۃ المنتبہ فی عیون المشتبہ (11) فنون الافنان فی (عیون) علوم القرآن (12) ورد الاغصان فی فنون الافنان (13) عمرہ الراسغ فی معرفتہ المنسوخ و الناسغ (14)المصفی بالف اہل الرسوخ من علم الناسغ والمنسوخ۔

15 کتب اصول دین

(15) منتقد المعتقر (16) منہاج الوصول الی علم الاصول (17) غفلتہ القائل لعدم افعال العبار (18) غوامض الا لہیات (19) مسلک العقل (20) منہاج اہل الاصابہ فی مہبتہ الصحابہ (21) السر المصون (22) دفع تبہتہ التشبیہ (دفع شبہ المشتبہ) (23) الرد علی المتعصب العنیر

16 حدیث و علوم حدیث اور زہدیات

(24) جامع المسانید (والقاب) بامضر الاسانید ۔ شیخ عبدالرحمان ابن جوزیؒ نے اس میں ۔ صحیح بخاری صحیح مسلم ۔ مسند احمد ۔ جامع ترمذی کو یکجا دیا ہے ۔ ابوالعباس احمد بن عبداللہ محب الطبریؒ المکی متوفیٰ 964ھ نے اس کو از سر نو مرتب کیا ہے ۔ تعداد احادیث ۔ 7797.

(25) الحدائق لاہل الحقائق فی الموعظتہ (26) نقل العقل (نفس النقل) (27) المجتبی (فی انواع من العلوم (28) النزہتہ (29) عیون الحکایات (30) ملتقط لاحکایات (31) ارشاد المریدین فی حکایات (سلف) الصالحین (32) روضتہ الناقل (33) غرر الائر (34) التحقیق فی احادیث التعلیق (الخلاف) (35) المدیع (36) الموضوعات من الاحادیث المرفوعات(37) العلل المتنابیہ فی احادیث الوابیتہ (الوابیات) (38) الکشف لمشکل (حدیث) الصحیحین (39) (مشکل الصماع (40) الضعفاء والمتروکین (41) اعلام العالم عد رسوخہ بمقائق ناسغ الحدیث و منسوخہ (42) اخبار اہل الرسوخ فی الفقہ و التحدیث بمقدار المنسوخ (من الحدیث) (43) السہم المصیب (44) اخائر الذخائر (45) الفوائد عن الشیوخ (46) مناقب اصماب الحدیث (مناقب جماعتہ) (47) موت الخضر (48) مختصر موت الخضر (49) المشیختہ (50) المسلسلات (51) المحتسب فی النسب (52) تحفتہ الکلیات (53) تنویر مدلہم السدف (54) القاب (55) فضائل (مناقب) عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ (56) فضائل (مناقب) عمر بن عبد العزیز رحمتہ اللہ علیہ (57) سیرۃ عمر بن عبد العزیز (یہ علیٰحدہ بڑی کتاب ہے) (58) فضائل سعید بن المسیب (59) فضائل الحسن بصری (60) مناقب الفضیل بن عیاض (61) مناقب بشر الحافی (62) مناقب ابراہیم بن ادہم (63) مناقب سفیان التوری (64) مناقب احمد بن حنبل (65) مناقب معروف الکرخی (66) مناقب رابعتہ العدویتہ (67) مسیر العزم (مشیر الغرام)الساکن الی اشرف الاماکن (68) صفوۃ الصفوۃ (جو حلیۃ الاولیاء کا مختصر ہے) (69) منہاج القاصدین (یہ کتاب احیاء علوم الدین کے اسلوب پر ہے) (70) المختار من اخبار الاخیار (71) القاطع لمجال اللجاج القاطع بمحال الالحلاج (72) عجالتہ المنتظر فی شرح حال الخضر (73) النساء وما یتعلقہن باد ابہن (احکام النساء) (74) بیان علتہ الحدیث المنقول فی ان ابابکر ام الرسول (75) الجواہر (جواہر المواعظ) (76) المقلق

17 فقہ اور علوم فقہ

(77) الانصاف فی مسائل الخلاف (78) الانتصار فی مسائل الخلاف (79) جنتہ النظر وجنتہ المنتظر(یہ متوسط تعلیق ہے) (80) معتصر المختصر فی مسائل النظر (یہ اس سے چھوٹی تعلیق ہے) (81) عمدۃ الدلائل فی مشتہر المسائل (الدلائل فی مشہور المسائل) (82) المذہب فی المذہب (83) مسبوک الذہب فی المذہب (84) العبارات الخمس (85) اسباب الھدایتہ لارباب

البرایتہ (86) کشف الظلمتہ عن الضیاء فی رد الدعوی (87) درء اللوم والضیم فی صوم یوم الغیم.

18 تاریخ اور علوم تاریخ

(88) تلقیع فہوم اہل الاثر فی عیون التاریخ والسیر(89) المنتظم فی تاریخ الملوک والامم (90) شذور العقود فی تاریخ العہود (91) طرائف الظرائف فی تاریخ السوالف (92) مناقب بغداد (93) الذہب المسبوک فی سیر الملوک.

19 علم وعظ

(94) الیواقیت فی الخطب (المواقیت فی الخطب الواعظیہ) (95) المنتخب فی النوب (96) نخب المنتخب (97) منتحل المنتخب (98) نسیم الریاض (فی الموعظتہ) (99) اللؤلؤۃ (فی المواعظتہ) (100) کنز المذکرین (فی المواعظ) (101) الارج (فی المواعظتہ) (102) اللطیف (فی المواعظ) (103) اللطائف (104) کنز الرموز (105) النفیس (106) زین القصص (107) موافق المرافق (108) الشاہد ومشہود (109) واسطات العقودمن شاہد و مشہود (110) الملہب (111) المدہش (فی المحاضرات) (112) صبانجد(فی الموعظہ) (113) محاوشتہ العقل (114) لقط الجمان (115) مغانی المعانی (116) فتوح الفتوح (فیوح الفتوح) (117) اتعازی الملوکیہ (118) المقعد المقیم (119) ایقاظ ابوسنان (120) الرفدات باحوال الحیوان و النبات (121) نکت المجالس البدریہ (122) نزہتہ الاریب (123) نسیم السحر (124) (روح الارواح) (125) منتہی المنتہی (126) تبصرۃ المبتدی (التبصرۃ) (127) الیاقوتیہ(فی الوعظ) ۔ (128) تحفتہ الواعظ(ونزہتہ الملاحظ)

20 متفرق کتب

(129) نم الہوی (130) صید الخاطر (131) احکام الاشعار باحکام الاشعار (132) القصاص والمذکرین (133) تقویم اللسان (فی سیاق درۃ الغواص) (134) الازکیاء (135) (اخبار)الحمقی ولمغفلین (136) تلبیس ابلیس (137) لقط المنافع فی الطب (منافع الطب) (138) دوجلد مختار المنافع(یہ لقط المنافع کا مختصر ہے) (139) حسن الخطاب فی الشیب والشباب (140) اعمار الاعیان (فی التاریخ والتراجم (141) الشبات عند الممات (142) تنویر الغبش فی فضل السودان والحبش (تنویر الغبش فی احاول الاعیان من الحبش) (143) الحج علی حفظ (طلب)العلم وذکر کبار الحفاظ (144) اسراف الموالی (اشرف الموالی) (145) اعلام الاحیاء باغلاظ الاحیاء (للغزالی) (146) تحریم المحل المکروہ (147) المصباح المضی لدعوۃ الامام

المستضئی (148) عطف العلماء علی الامراء علی العلماء (149) النصر علیs المصر (150) امجد العضدی (151) الفجر النوری (الفخر النوری) (152) مناقب الستر الرفیع (153) ماقلته من الاشعار (154) المقامات (الجوزیته فی المعانی الوعظیته رح الکلمات اللغویته (155) من رسائلی (156) عجائب النساء یا اخبار النساء (157) الطب الروحانی (158) (عجائب البدائع (159) (منتہی المشتہی) (160) (المنشور فی المواعظ) (161) (المزعج) (162) (مولد النبی (163) تنبیہ النائم الغمر علی (حفظ) (مواسم العمر)

21 کتب علم تاریخ

(164) بیان الخطاؤ الصواب من احادیث الشہاب (165) البازی الالشہب المنقض علی مخالفی المذہب الوفاء فی فضائل المصطفیٰ (166) مناقب الامام الشافعی (167) النور فی فضائل الایام والشہور (168) تقریب الطریق الابعد فی فضل مغفرۃ احمد (169) العزلت (170) الریاضته (171) فنون الباب (172) مناقب (الصدیق) ابی بکر (173) مناقب علی (174) فضائل العرب (175) درۃ الاکلیل (فی تاریخ (176) الالمثال (177) المنفعته فی المذاہب الاربعته (178) المختار من الاشعار (179) رؤس القوایر (فی الخطب والمحاضرات والوعظ والتذکیر) (180) المطرب للمذنب (181) المرتحل فی الوعظ (182) کبیر نسیم الریاض (183) ذخیرہ الوعظ (184) الزجر المخوف (185) الذند الوری فی الوعظ الناصری (186) الفاخر فی ایام الامام الناصر (187) المجد الصلاحی (188) لغته الفقہ (189) عقد الخناصرفی زم الخلیفہ الناصر (190) المطرب للمذنب (191) الذند الوری فی الوعظ الناصر (192) الفاخر فی ایام الامام الناصر (193) المجد الصلاحی (194) لغته الفقہ(195) عقد الخناصر فی زم الخلیفہ الناصر (196) غریب الحدیث ملع الاحادیث(ملع المواعظ (197) فصول (الماۃ) الوعظیته (198) سلوۃ الاحزان (199) الشوق فی الوعظ (200) المجالس الیوسفیہ فی الوعظ (201) الوعظ المقبری (202) قیام اللیل (203) المحادقته (204) المناجات(205) جواہر الزواہر فی الوعظ (زاہر الجواہر) (206) انجاۃ بالخواتیم (207) المرتقی لمن اتقی(208) اخبار الظراف والمتماجنین۔ (209)حاشیہ صحاح الجوہری (210) فنون ابن عقیل کو مختصر کیا ہے (211) آفته اصحاب الحدیث والرد علی عبد المغیث (212) اخبار الاخیار (213) اخبار البرامکته(214) اسباب النزول (215) انس الفرید وبغیته المرید (216) بستان الصادقین (217) بستان الواعظین ورياض السامعین (218) البلغته فی الفروع (219) تذکرہ الخواص (220) تقریر الخواص (221) الاجمال فی اسماء الرجال (222) الجلیس الصالع والانیس الناصع (223) حسن السلوک فی مواعظ الملوک (224) الدرالثمین من خصائل النبی الامین ﷺ (225) الدر الفائق بالمجالس والاحادیث الرقائق (226) درر الائر (227) الد لائل فی منشور المسائل (228) دریاق الذنوب فی الموعظته (229) دواء ذوی الفلات (230) الذیل علی طبقات الحنابلته

(231) روضتہ المجالس ونزہتہ المستانس (232) روضتہ المریدین (233) الزبر الانیق (234) سیرۃ المستغنی (235) شرف المصطفیٰ ﷺ (236) کتاب الروالصلتہ (237) کتاب الخطب (238) عقائد المرافق (239) فضائل المدینہ (240) قصیدۃ الاعتقاد (241) کتاب الروالصلتہ (242) کتاب الفروسیتہ (243) کتاب المتعلقین (244) کتاب الملتقط (245) کماۃ الذھر وفریدۃ الدھر (246) کنز الملوک فی کیفیتہ السلوک (247) اللالی فی خطب المواعظ (248) لباب فی قصص الانبیاء (249) مایلحن فیہ العامتہ (250) لقط فی حکایات الصالحین (251) ما یلحن فیہ العامتہ (252) مشیر الغرام لنساکنی الشام (253) المقتراح الشامل المقتضب فی الخطب (254) مناقب الحسین (255) منتخب الزیر من رؤس القواریر فی الوعظوالتذکیر (256) نشور العقود فی تجرید الحدود (257) منظومتہ فی الحدیث (258) المغش مختصر المدہش منہاجتہ النظر وجنتہ الفطر (259) المورد والعذب فی المواعظ والخطب (260) نرجس القلوب والدال علی طرق المحبوب (261) النطقی المفہوم (262) نظم الجمان (263) نفع الطیب (264) ہادی الارواح الی بلا دالا فراح۔

22 حوالہ جات

1 ۔ تذکرۃ الحفاظ ۔ محدث و مورخ الذھبی۔

2 ۔ شذرات الذهب في أخبار من ذهب: أبو الفتح عبد الحي بن العماد الحنبلي ۔ دار إحياء التراث العربي ۔ بيروت۔

3 ۔ سير أعلام النبلاء: الإمام الذهبي - الطبقة الحادية والثلاثون۔

4 ۔البداية والنهاية: عماد الدين أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير الدمشقي۔

5 ۔ الذيل لابن رجب، والتراجم المختلفة۔

6 ۔علوم حدیث ۔ ڈاکٹر عبدلروف ظفر۔

7۔ تلبیس ابلیس، ابن جوزی ، مکتبہ رحمانیہ،اردو بازار لاہور ، ص 3

8 ۔ تاریخ دعوت و عزیمت ، سید ابوالحسن علی ندوی۔

9 ۔ الوفا باحوالِ مصطفیٰ ﷺ۔ عبدالرحمان بن حسن الجوزی۔

10۔ الاعلام ۔ خیر الدین زرکلی ۔ ادرالعلم للملایین بروت۔

11۔ ابن الجوزي.. والغوص في كل العلوم إسلام أون لاين.نت نسخة محفوظة 07 أكتوبر 2010 على موقع واي باك مشين.

12. http://islamstory.com/ar/1ابن-الجوزی- الواعظ-المربی-اعلامنا

13۔ترجمة الإمام ابن الجوزي [وصلة مكسورة]نسخة محفوظة 15 مارس 2008 على موقع واي باك مشين.

14. نشأة الإمام ابن الجوزي[وصلة مكسورة]نسخة محفوظة 21 يونيو 2013 على موقع واي باك مشين.
15. مدرسة ابن الجوزي[وصلة مكسورة] نسخة محفوظة 21 يونيو 2013 على موقع واي باك مشين.
16. توجد منه نسخة خطية في خزانة سالم الآلوسي ببغداد.
17 ـ موقع قبر ابن الجوزي محافظة بغداد.
18. تاريخ حديث و محدثين ـ پروفيسر محمد ابو هو، ازہری ـ پروفيسر حريری.
19. مذهب ابن الجوزي في العقيدة - إسلام ويب - مركز الفتوى نسخة محفوظة 08 يوليو 2018 على موقع واي باك مشين.

8 حافظ تقی الدین عبدالغنی مقدسیؒ

541ھ تا 600ھ

1 نام اور نسب

حافظ تقی الدین ابو محمد عبد الغنی بن عبد الواحد بن علی بن سرور بن رافع بن حسن بن جعفر بن ابراہیم المقتول بن اسماعیل بن امیر جعفر سید اغر بن ابراہیم اعرابی بن ابو جعفر محمد رئیس جواد بن علی زینبی بن عبد اللہ بحر الجود بن جعفر طیارؓ بن ابی طالب ، مقدسی جماعیلی ہے۔ مشہور کتاب "عمدۃ الاحکام" کے مصنف ہیں،

2 ولادت اور وطن

بیت المقدس کے خطہ نابلس میں جماعیل کے اندر سنہ **541** ہجری میں پیدا ہوئے، لیکن جلد ہی وہاں سے مع اہل خانہ دمشق منتقل ہو گئے۔

3 علمی زندگی

عبد الغنی مقدسی ابتدا ہی میں طلب علم میں مشغول ہو گئے تھے، چنانچہ اپنے علاقہ کے کبار علما اور شیوخ سے علم حاصل کیا، دمشق کے شیوخ اور علما کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا ، ان سے فقہ اور دوسرے علوم کو حاصل کیا

4 اساتذہ و شیوخ اور رحلت

1۔ محمد بن احمد بن قدامہ مقدسی۔

2۔ ابو المکارم بن ہلال۔

3۔ سلمان بن علی رحبی۔

4۔ ابو عبد اللہ محمد بن حمزہ قرشی۔

پھر سنہ **561**ھ ہجری میں بغداد گئے، وہاں شیخ عبد القادر جیلی (کیلانی) کے پاس قیام کیا، بغداد میں تقریباً **4** سال تک قیام کیا، وہاں حدیث اور فقہ میں مشغول رہے، پھر سنہ **565**ھ میں دمشق واپس آ گئے، پھر جلد ہی مصر چلے گئے، **566**ھ میں اسکندریہ گئے اور ایک عرصہ تک حافظ ابو طاہر سلفیؒ کی خدمت میں رہے، پھر سنہ **570**ھ میں بھی حافظ سلفی کی

خدمت میں تشریف لے گیے، پھر اصفہان تشریف لے گئے ۔ حافظ ضیاء کہتے ہیں جس وقت آپ نے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے اصفہان کا رخ کیا اس وقت خرچ کے لیے آپ کے پاس کوئی رقم نہیں تھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ایک شخص بہم پنچایا جو آپ کو ساتھ لے گیا اور تمام اخرجات کی کفالت اس نے اپنے ذمہ لے لی چنانچہ آپ نے وہاں ایک مدت تک قیام کیا ۔ اور تعلیم کے ساتھ ساتھ بہت سی عمدہ عمدہ کتابیں بھی جمع کر لیں.

5 تلامذہ

مندرجہ ذیل اصحاب نے عبدالغنی المقدسی کے خرمِن علم سے خوشہ چینی کی.
آپ کے دونوں صاحبزادے۔ 1۔ ابوالفتح محمد۔ 2۔ ابوموسیٰ عبداللہ۔ 3۔ عبدالقادر رہاوی۔ 4۔ موفق الدین بن قدامہ مقدسی۔ 5۔ محدث ضیاء المقدسی۔ 6۔ ابن خلیل۔ 7۔ فقیہ یونینی۔ 8۔ ابن عبدالدائم۔ 9۔ عثمان بن مکی شارعی۔ 10۔ احمد بن حامد ارتاح۔ 11۔ اسماعیل بن غزون۔ 13۔ عبداللہ بن علاق۔ 14۔ محمد بن مہلہل جینی متوفی 674ھ ۔ یہ آپ کے آخری شاگرد ہیں.

6 علمی مقام

ابن نجار کہتے ہیں "آپ نے حدیث بڑی کثرت سے بیان کی اور اس فن میں بڑی اچھی اور عمدہ کتب تصنیف کیں آپ کا حافظہ اور اتقان و ضبط قابل رشک تھا حدیث کے تمام فنون میں مہارت تامہ رکھتے تھے" ۔ فقیہ محمود بن ہمام کہتے ہیں "میں نے کندی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ حافظ عبدالغنی نے اپنے جیسا کوئی آدمی نہیں دیکھا" ۔ ربیعہ یمنی کہتے ہیں "میں نے ابو موسیٰ مدینی کو لکھا ہے مگر یہ حافظ عبدالغنی ان سے بڑے حافظ حدیث ہیں"۔ ضیاء المقدسی کہتے ہیں "میں نے جن محدثین کو دیکھا ہے سب ہی کہتے تھے ہم نے حافظ عبدالغنی جیسا کوئی آدمی نہیں دیکھا ۔ اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے حافظ ضیاء کہتے ہیں اگر کوئی شخص آپ سے کوئی حدیث پوچھتا آپ نہ صرف یہ حدیث بیان کرتے بلکہ اس کے مالہ و علیہ پر پوری بحث کر ڈالتے اور اگر کوئی کسی راوی کے متعلق سوال کرتا تو فوراً فرماتے یہ فلاں بن فلاں ہے اور اس کا پورا نسب بیان کر دیتے اس لیے میں کہتا ہوں آپ امیر المؤمنین فی حدیث ہیں میں نے آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایک دفعہ حافظ ابو موسیٰ مدینی کے حلقہ درس میں ایک شخص نے مجھ سے ایک حدیث کے متعلق جھگڑا کیا اور کہنے لگے یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے میں نے کہا یہ صحیح بخاری میں نہیں ہے اس نے یہ حدیث ایک رقعہ پر لکھ کر حافظ ابو موسیٰ کی خدمت میں پیش کی اور اس بارے میں فیصلہ حاصل کرنا چاہا حافظ صاحب نے یہ رقعہ پڑھ کر مجھے دے دیا اور پوچھا آپ کیا چاہتے ہیں میں نے عرض کیا یہ حدیث صحیح بخاری میں نہیں ہے یہ دیکھ کر وہ آدمی بڑا شرمسار ہوا ۔ حافظ ضیاء مزید کہتے ہیں میں نے ایک ثقہ عالم عبدالرحمان بن محمد سے سنا انہوں نے حافظ عبدالغنی سے سنا

فرماتے تھے میں نے اللہ تعالیٰ سے ایک سوال کیا کہ مجھے امام احمد بن حنبل جیسا مقام عطا فرمائے چنانچہ میری دعا منظور ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے امام موصوف جیسی نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی عبدالرحمان کہتے ہیں پھر آپ اہل بدعت کے اٹھائے ہوئے فتنوں کے باعث مبتلائے مصائب و آلام ہوئے اس طرح آپ کی پوری دعا قبول ہوئی" ۔ حافظ ابوموسیٰ مدینی فرماتے ہیں "اصحاب الحدیث سے ایسے لوگ ہمارے پاس کم ہی آئے ہیں جو اس فن کو عبدالغنی مقدسی کی طرح جانتے ہوں اللہ تعالیٰ مزید توفیق عطا فرمائے یہ آپ پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہے کہ آپ کو ابو نعیم کی کتاب "معرفت الصحابہ" میں واقع ہونے والے اغلاط کی نشاندہی کرنے کی ہمت عطا فرمائی حافظ ابوموسیٰ ۔مزید لکھے ہیں اگر آج امام دارقطنی اور ان کے اقران زندہ ہوتے تو آپ کو اس شاہکار پر خراج تحسین پیش کرتے جن چیزوں پر آپ کی نظر ہے ہمارے اہل زمانہ اس کو کم ہی جانتے ہیں"۔

7 علماءکی آراء

1۔ علامہ ذہبی کہتے ہیں: «امام، عالم، حافظ کبیر، متقی عابد، سلف کے پیروکار اور متبع سنت تھے»

2۔ ابن نجار کہتے ہیں: «بہت زیادہ احادیث انھیں حفظ تھیں، حدیث میں ان کی بہت سی بہترین تصنیفات ہیں، حافظہ کمال تھا، حدیث کو اس کے اصول و علل، صحت و ضعف، ناسخ و منسوخ اور غریب و حسن، نیز حدیث اور اس کے معانی کا فہم اور فقہ، اس کے رواۃ کے ناموں اور ان کے احوال کا علم سب کچھ اچھی طرح حاصل تھا»

3۔ عبد العزیز بن عبد الملک شیبانی کہتے ہیں: «میں نے یعقوب کندی کو فرماتے ہوئے سنا کہ "دار قطنی کے بعد حافظ عبد الغنی جیسا کوئی نہیں ہوا» کندی کہتے ہیں: «ان کے جیسا حافظ الحدیث نہیں دیکھا گیا»

4۔ ابن العماد حنبلی کہتے ہیں: « حفظ حدیث متن اور سند دونوں میں اس کے فنون پر مہارت کے ساتھ منتہیٰ تھے، ساتھ ساتھ تقوی، عبادت، سلف کی پیروی، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں اپنی مثال آپ تھے»

5۔ موفق الدین کہتے ہیں: «عبد الغنی مقدسی علم و عمل کے جامع تھے، بچپن میں اور طلب علم میں میرے دوست تھے، ہم اچھے کاموں میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے تھے، اللّٰہ نے انھیں اہل بدعت کی اذیت اور ان کی عداوت میں مبتلا کرکے کمال فضیلت عطا فرمایا، اسی طرح اخیر عمر تک علم اور کثرت مطالعہ کتب میں بہت فوقیت دی»

6۔ ابن جوزی کہتے ہیں: « عبد الغنی مقدسی متقی، زاہد اور عابد تھے، روزانہ تین سو رکعات نمازیں پڑھتے، پابندی سے قیام اللیل کرتے، سال میں روزے رکھتے، بہت سخی تھے کوئی چیز جمع کر کے نہیں رکھتے تھے، یتیموں اور بیواؤں کو خفیہ صدقہ کیا کرتے تھے، نئے کپڑے کے

مقابلہ میں پرانا پیوند لگا کپڑا پہنتے تھے، کثرت مطالعہ اور کثرت بکا کی وجہ سے بینائی کمزور ہو گئی تھی، علم حدیث اور حفظ حدیث میں اپنے زمانہ میں یکتا تھے»

8 حافظہ اور قوت یادداشت

حافظ ضیاء المقدسی کہتے ہیں میں نے اسماعیل بن ظفر کو کہتے ہوئے سنا ایک دفعہ ایک آدمی نے حافظ عبدالغنی سے پوچھا ایک شخص نے اس بات پر طلاق کی قسم کھائی ہے کہ آپ کو ایک لاکھ احادیث بنوک زبان یاد ہیں؟ کیا یہ درست ہے؟ آپ نے جواب دیا اگر وہ اس سے زیادہ بھی کہتا تب بھی سچا تھا اور میں نے جامع دمشق میں کئی دفعہ مشاہدہ کیا کہ حافظ عبدالغنی منبر پر تشریف فرما ہوتے حاضرین میں سے کوئی شخص کہتا کہ آج آپ ہمیں کتاب سامنے رکھے بغیر احادیث پڑھائیں آپ مطلوبہ احادیث مع اسناد زبانی پڑھا دیتے اس پر کہا جاتا کہ آپ ہمشہ اس طرح کیوں نہیں کرتے اور احادیث زبانی کیوں نہیں پڑھاتے فرماتے اس طرح عجب و غرور میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے آپ کے اس بے مثال حافظہ کو دیکھ کر تاج کندی فرمایا کرتے تھے کہ دارقطنی کے بعد عبدالغنی مقدسی جیسا کوئی آدمی پیدا نہیں ہوا۔

9 درس حدیث

حافظ عبدالغنی جمعرات کو اور جمعہ کی نماز کے بعد دمشق میں درس حدیث دیا کرتے تھے ۔ استفادہ کے لیے بے شمار لوگ جمع ہوتے اور آپ کا پر تاثیر بیان سن کر بکثرت روتے تھے اختتام مجلس پر آپ اہلِ اسلام کے حق میں بہت لمبی دعا کرتے تھے ۔ ضیاء مقدسی کہتے ہیں میں نے ابو الحس بن نجا واعظ کو "جامع قرافہ" کے منبر پر کہتے ہوئے سنا کہ حافظ عبدالغنی یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں وہ حدیث کا درس دیا کریں گے ان کی خواہش ہے کہ آپ حضرات کم از کم تین دن ان کی مجلس میں ضرور حاضر ہوں اتنے میں ان کی قدر و منزلت آپ پر واضع ہوجائے گی اور آپ ان کے حلقہ درس میں شریک ہونا سعادت سمجھیں گے چنانچہ میں پہلے دن ہی جامع قرافہ میں حاضر ہوا پہلے آپ نے بہت سی احدیث بالاسناد زبانی بیان کی اور بہت سی احادیث بلا سند بیان فرمائیں لوگ بہت محظوظ ہوئے اور خوشی خوشی واپس گئے بعد میں میں نے ابن نجا سے سنا فرماتے تھے میرا مقصود تو پہلی مجلس میں ہی حاصل ہوگیا تھا.

10 درس کو غیرموثر بنانے کی کوشش

ضیاء مقدسی کہتے ہیں حافظ صاحب جامع دمشق میں درس حدیث دیا کرتے تھے جس میں لوگ بڑی کثرت سے شریک ہوتے تھے اہل بدعت کو یہ بات پسند نہ تھی اس لیے انہوں نے روڑے

اٹکانے شروع کیے پہلے آپ کو ایسے وقت میں درس دینے پر مجبور کیا جس میں لوگ سو جاتے تھے اور کچھ بے توجہی سے سنتے تھے اس پر بھی انہیں صبر نہ آیا تو پھر ایک واعظ کو تیار کیا جب حافظ صاحب جمعہ کے دن درس حدیث دینا شروع کریں وہ قریب ہی قبۃالنسر میں واعظ شروع کر دیا کرے یہ دیکھ کر حافظ صاحب نے عصر کی نماز کے بعد درس دینے کا پروگرام بنایا جب مخالفین نے اپنی تدبیر ناکام ہوتی ہوئی دیکھی تو انہوں نے بنو عساکر کے ایک دیوانے کو تیار کیا اس نے ایک دن واعظ کو خطاب کرتے ہوئے کہا تم منبر پر بیٹھ کر جھوٹ بولتے ہو یہ سنتے ہی عقیدتمند مشتعل ہو گئے اور دیوانہ کو زدوکوب کرنے لگے اس بچارے نے بھاگ کر اور کلاسر میں چھپ کر جان بچائی اس پر اہل بدعت کو بہانہ مل گیا حاکم شہر کے پاس شکایت کرنے چلے کہ یہ حنابلہ فتنہ پرداز ہیں یہ یوں کرتے ہیں یوں کرتے ہیں اور ان کے عقائد ایسے ایسے ہیں پھر چند معتبر آدمی قلعہ میں حاکم شہر کے پاس گئے اور مطالبہ کیا کہ حافظ عبدالغنی کو مناظرہ کے لیے یہاں بلایا جائے جب میرے ماموں شیخ موفق اور بھائی شمس اور دوسرے فقہاء کو پتہ چلا تو وہ حافظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اور عرض کی آپ کی طبیعت میں تیزی ہے آپ کو وہاں جانے کی ضرورت نہیں آپ گھر میں رہیں ہم آپ کی طرف سے ان کے ساتھ مناظرہ کے لیے کافی ہیں مگر اتفاق دیکھیے یہ حضرات باہر نکلے تو حکومت کے اہل کار آپ کو آکر لے گئے اور ان کو پتہ بھی نہ چلا اہل بدعت نے آپ سے مناظرے کے لیے ایک جاہل آدمی کو کھڑا کر دیا جس نے دلائل سے اپنا مسلک ثابت کرنے کی بجائے آپ کے خلاف حاضرین کو مشتعل کرنا شروع کردیا یہ دیکھ کر آپ طیش میں آگئے اور انتہائی جرت مندانہ طریقہ سے اپنے اوپر عاید کردہ الزامات کی تردید کی مخالفین نے آخری حربہ استمال کیا ایک کاغذ پر اپنے عقائد لکھے اور اس پر اپنے ہم خیال علماء کے دستخط حاصل کیے پھر یہی تحریر حافظ صاحب کے سامنے پیش کی اور آپ سے اس پر دستخط کرنے کا مطالبہ کیا ظاہر ہے آپ ان سے اتفاق نہیں کر سکتے تھے لہٰذا آپ نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا اس پر سب بدعتی حاکم شہر سے کہنے لگے دیکھیے جس دستاویز کو سب علماء بلاتفاق مانتے ہیں یہ اس کی مخالفت کرتا ہے یہ سن کر حاکم شہر نے اپنے اہلکار بھیج کر آپ کا منبر اور کتابیں مسجد سے نکلوا دیں مخالفین نے مطالبہ کیا کہ جامع مسجد میں شافعیہ کے سوا سب کو نماز پڑھنے سے منع کردیا جائے چنانچہ آپ کا منبر توڑ دیا گیا اور ہمیں مسجد میں نماز ظہر پڑھنے کی ممانعیت کر دی گئی اس حکم کے نافذ ہونے پر اس واعظ نے جس کا ذکر پہلے آچکا ہے شہری اور دیہاتی لوگوں کو جمع کیا اور کہا اگر ہمیں نماز پڑھنے کی اجازت نہ دی گئی تو ہم اجازت کی پرواہ کیے بغیر نماز پڑھیں گے قاضی جو ایک فتنہ پرداز آدمی تھا کو پتہ چلا تو اس نے ان کو نماز پڑھنے کی اجازت دے دی حنفی بھی ایک فوج کی دستہ کے ذریعے اپنے مصلّٰی کی حفاظت کرنے میں کامیاب ہو گئے ۔
حافظ صاحب اس واقعہ سے دل بردشتہ ہو کر بعلبک منتقل ہو گۓ اور عرصہ تک وہاں رہے پھر وہاں سے مصر چلے گئے اور نابلس میں مدت تک قیام کیا.

11 فریضہ امربالمعروف ونہی عن المنکر

فریضہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی پاداش میں حافظ عبدالغنیؒ کو چھ یا سات بار قتل کرنے کی کوشش کی گئی ۔ ضیاء المقدسی کہتے ہیں جب آپ کوئی امر منکر دیکھتے تو اس کو ہاتھ یا زبان سے مٹانے کی کوشش فرماتے اور رضاالٰہی کے مطابق عمل کرنے میں ملامت کرنے والے کی ملامت کی مطلقاً پرواہ نہیں کرتے تھے چنانچہ میں نے ایک دفعہ دیکھا کہ آپ نے ایک مَے فروش کی شراب زمین پر گرادی وہ تلوار لے کر اُٹھا اور آپ پر حملہ کرنا چاہا مگر آپ مضبوط و توانا تھے خوفزدہ ہونے کی بجائے آگے بڑھے اور اس کے ہاتھ سے تلوار چھین لی ۔ اسی طرح آپ گانے بجانے کے آلات ڈھولک طنبورے وغیرہ ٹور پھوڑ دیتے تھے ۔ اہل بدعت کی ایک سازش ۔ مزید لکھتے ہیں میں نے ابو بکر بن احمد طحان کو کہتے ہوئے سنا کہ ایک دفعہ اہل بدعت نے مسجد جبرون کی سیڑھی کے پاس بہت سے آلات لہو لعب اور ڈھولک طنبورے جمع کر دیئے حافظ صاحب آئے انہوں نے اکثر و بیشتر توڑ پھوڑ ڈالے اور منبر پر چڑھ کر خطبا دینے لگے تھوڑی دیر کے بعد قاصد آیا اور کہا قاضی شہر آپ کو بلاتے ہیں دف شبانہ اور دیگر آلاتِ ملاہی کے بارہ میں آپ سے مناظرہ کرنا چاھتے ہیں آپ نے جواب دیا یہ سب چیزیں حرام ہیں اس لیے میں نے توڑ دی ہیں مجھے قاضی کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے اگر اسے ضرورت ہے تو یہاں آجائے تھوڑی دیر کے بعد قاصد پھر آیا اور کہنے لگا آپ نے بادشاہ کی دل لگی اور خوش طبعی کا سامان ضائع کردیا ہے اس کے لیے آپ کو ضرور آنا پڑے گا اس پر آپ نے غضبناک ہو کر کہا اللہ تعالیٰ اس کی اور بادشاہ کی گردن مارے یہ سن کر قاصد چلا گیا اور ہم کسی عظیم فتنہ کے خوف سے کاپنے لگے ۔ مگر کسی نے ادھر کارخ نہیں کیا. ابن قدامہ مقدسی کہتے ہیں اہل بدعت کی دشمنی اور ایذارسانی سے آپ کی فضیلت مقبولیت میں بہت اضافہ ہوا.

12 ابونعیم کےاوہام کی نشاندہی

حافظ ضیاء کہتے ہیں میں نے امام ابوعبداللہ ابوالحسن حیائی کو کہتے ہوئے سنا کہ حافظ عبدالغنی نے ابونعیم کی 290 غلطیاں پکڑیں جس سے مشتعل ہو کر صدر بن خجندی نے آپ کو طلب کیا اور آپ کو قتل کرنا چاہا مگر حافظ صاحب نے چھپ کر جان بچائی میں نے محمود بن سلامہ سے سنا ہے کہتے تھے ہم نے حیلہ کیا کہ پہچانے نہ جائیں اس لیے ہم نے اس روز حافظ صاحب کو صرف ایک تہ بند میں وہاں سے نکالا تھا.

13 ایک اور مصیبت

محمود بن سلامہ کہتے ہیں میں نے حافظ عبدالغنی سے سنا ہے فرماتے ہیں ہم شہر موصل میں امام عقیل کی تصنیف کتاب الضعفاء پڑھا کرتے تھے اس پر ان کے کسی عظیم پیشوا پر جرح تھی جس سے مشتعل ہو کر اہل موصل نے مجھے گرفتار کر لیا اور میرے قتل کا منصوبہ بنایا چنانچہ ایک دراز قامت آدمی ہاتھ میں تلوار لیے ہوئے میرے پاس آیا میں نے محسوس کیا کہ یہ مجھے قتل کر دے گا اور یوں میں روز روز کی مصیبتوں سے نجات پا جاؤں گا مگر اس نے کچھ نہ کیا اور مجھے رہا کر دیا واقعہ یوں ہوا کہ حافظ صاحب کے ساتھ ان کا ہمخیال برنی بھی یہ کتاب پڑھتا تھا اس کی شرارت سے آپ سے کتاب کا وہ حصہ چھین لیا گیا جس میں ان کے پیشوا کا ذکر تھا انہوں نے پوری کتاب میں ڈھونڈا مگر وہ مقام نہ ملا اس لیے آپ کو رہا کردیا گیا.

14 اصفہان میں قبول عام

حافظ ضیاء کہتے ہیں میں نے اصفہان میں معمود بن سلامہ کو کہتے ہوئے سنا ہے جب حافظ عبدالغنی اصفہان میں اپنے گھر سے باہر نکلتے تو لوگ آپ کو دیکھنے کے لیے بازاروں میں قطار در قطار کھڑے ہو جاتے تھے لوگوں کی محبت کو دیکھتے ہوئے اندازہ ہوتا تھا اگر آپ اصفہان میں رہنا اور اس پر قبضہ کرنا چاہیں تو باآسانی قبضہ کر سکتے ہیں ۔ حافظ ضیاء کہتے ہیں کہ مصر میں بھی میرا مشاہدہ ایسا ہی ہے جب ہم آپ کے ساتھ جمعہ کے لیے نکلتے تو آپ کے اردگرد عقیدت مندوں ملاقاتیوں اور دعا کرانے والوں کا اتنا ہجوم ہو جاتا کہ بازار میں چلنا مشکل ہو جاتا.

15 مصر میں عبدالغنیؒ کی قبولیت

ضیاء مقدسی لکھتے ہیں جب ملک افضل نے مصر پر قبضہ کیا اور اسے دوبارہ دمشق کی عملداری میں شامل کیا تو حافظ عبدالغنیؒ سے ملاقات کی اور نہ صرف یہ کہ آپ سے انتہائی تعظیم و تکریم کے ساتھ پیش آیا ۔ بلکہ اہل مصر کو بھی آپ کے احترام کی ہدایت کی اس کے بعد حافظ صاحب کو بڑی قبولیت حاصل ہوئی اور آپ کی عزت و حرمت میں بے حد اضافہ ہوا اور آپ کے مخالفین جو مصر میں خاصی تعداد میں موجود تھے بادشاہ کے خوف سے دم نہیں مارتے تھے ۔ جب ملک عادل کا دور آیا اور اس نے مصر پر قبضہ کیا تو مخالفین نے ایک دفعہ پھر آپ کے خلاف طوفانِ بدتمیزی پیدا کیا اور آپ پر طرح طرح کے الزام لگائے عادل نے آپ کو دربار میں طلب کیا آپ کے خلاف الزامات غلط ثابت ہونے پر آپ کو بڑی عزت و حرمت سے واپس کیا گیا ۔ حافظ صاحب مصر میں اقامت پذیر تھے مگر آپ کے مخالفین آپ کے خلاف بہتان طرازیوں سے باز نہیں آتے تھے جب ان کی شکایتیں حد سے بڑھ گئی تو ملک عادل کے جانشین ملک کامل نے آپ کے ملک بدر کرنے کا فیصلہ کیا آپ کو آپ کے گھر میں قید کر دیا

جس میں آپ ایک ہفتہ نظر بند رہے میں نے تقی احمد بن محمد بن عبدالغنی سے سنا ہے کہتے تھے مجھے شجاع بن ابی ذکری نے بتایا ایک دن مجھے ملک کامل نے کہا یہاں ایک فقیر رہتے ہیں اہل مصر ان کو کافر کہتے ہیں میں نے کہا میں تو کس ایسے آدمی کو نہیں جانتا بولا تم نہیں جانتے وہ تو ایک بڑے محدث بھی ہیں میں نے عرض کیا شاید وہ حافظ عبدالغنی ہوں گے؟ کہنے لگا ہاں ہاں وہی ہیں میں نے کہا بادشاہ سلامت عالم دو طرح کے ہیں ایک طلبِ آخرت اور ایک طلبِ دنیا آپ کا قرب دنیا حاصل کر نے کا ذریعہ ہے آپ یہ فرمائیں کبھی وہ آپ کے پاس آ ئے یا کبھی کوئی درخواست بھیجی؟ بولا نہیں میں نے عرض کیا باللّٰہ یہ لوگ حاسد ہیں حسد سے مجبور ہو کر بہتان طرازیاں کرتے ہیں ۔ بولا اللّٰہ آپ کا بھلا کرے آپ نے مجھ پر حقیقت واضع کردی ۔ ضیاء کہتے ہیں مجھے یہ خبر بھی ملی ہے کہ حافظ صاحب کو اپنے عقائد لکھ کر پیش کرنے کا حکم ملا تو آپ نے لکھا میں یہ کہتا ہوں اس کی دلیل اللّٰہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے ۔ میں یہ کہتا ہوں اس کی دلیل اللّٰہ کے رسولﷺ کی یہ حدیث ہے اس طرح آپ نے اپنے عقائد کو اللّٰہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے فرمین سے مدلل و مبرہَن لکھے ۔ جب ملک کامل نے یہ تحریر پڑھی تو کہنے لگا یہ تو اللّٰہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے فرمین کے سوا کوئی بات نہیں کرتا میں انہیں کیا کہہ سکتا ہوں پھر اس نے آپ کو رہا کر دیا.

16 ملک عادل سے ایک یادگار ملاقات

حافظ عبدالغنی فرماتے ہیں میں نے ملک عادل 595 تا 615ھ کی جانب سے حسن سلوک کا مشاہدہ کیا ہے ایک دفعہ اس نے مجھے دیکھا تو کھڑا ہوگیا بڑے تپاک سے ملا اور مجھ سے معانقہ کیا میں نے اس کے حق میں دعا کی اور کہا ہم قصور وار ہیں دربار میں حاضری کے سلسلہ میں تقصیر کر بیٹھتے ہیں بولا نہیں! نہیں!! کوئی بات نہیں اس میں نہ آپ کا قصور ہے اور نہ تقصیر۔ سنت کے مطابق عمل کا ذکر آیا تو کہنے لگا ہم دینی اور دنیاوی لحاظ سے آپ میں کوئی عیب نہیں دیکھتے یہ حاسد ہی ہیں جو بلا وجہ طرح طرح کی الزام تراشیاں کرتے رہتے ہیں مجھے اطلاح ملی ہے کہ اس کے بعد علماء کا ذکرہ آیا تو اس نے کہا میں نے حافظ عبدالغنی جیسا کوئی عالم نیں دیکھا وہ میرے پاس آئے تو میں نے یو ں محسوس کیا جیسے میرے پاس ایک شیر آگیا ہے حافظ ضیاء کہتے ہیں اس ملاقات سے پہلے حافظ عبدالغنی کے خلاف ملک عادل کو خوب اشتعال دلایا تھا اور آپ پر قسم قسم کے بہتان باندھے تھے حتیٰ کہ بادشاہ کے غصہِ کو دیکھ کر بعض بدعتی کہتے تھے اب اس کے بادشاہ کے سامنے آنے کی دیر ہے وہ اسے دیکھتے ہی قتل کر دے گا ۔ میں نے یہ بھی سنا ہے کہ بعض بدعتیوں نے حافظ صاحب کے قتل کے لیے پانچ ہزار اشرفی صرف کی تھی.

17 عقیدہ و مسلک

آپ حنبلی المسلک اور سلفی العقیدہ تھے اشاعرہ کے سخت خلاف تھے ۔ ابن نجار لکھتے ہیں "آپ بڑے پرہیزگار عبادتگزار اور سلف صالحین کی طرح متبع سنت تھے آپ نے قرآن حکیم اور صفات باری میں وہ کلام کیا جو تاویل پسند فقہاء کو پسند نہ آیا انہوں نے آپ کے خلاف طوفان بدتمیزی برپا کر دیا اور بادشاہ کے محل میں مناظرہ کے لیے آنے پر مجبور کر دیا آپ اپنے نظریہ پر قائم رہے اور فقہاء نے آپ کے قتل کا فتویٰ دے دیا لیکن کرد امراء کی شفارش پر آپ کو شہر بدر کردیا گیا"۔

18 وفات

ابن قدامہ مقدسی کہتے "ہیں دولت علم سے آپ کو حصہ وافر ملا اور ہزاروں مفید اور نادر کتابیں آپ کے کتبخانہ میں جمع ہو گئی مگر عمر نے وفا نہ کی اور جیسا آپ چاہتے تھے ان کی تدریس اور نشر و اشاعت میں کامیابی نہ ہوئی"۔ آپ کے بیٹے ابو موسیٰ بن عبد الغنی مقدسی کہتے ہیں: « میرے والد ربیع الاول سنہ 600 ہجری میں سخت بیمار ہوئے، حتیٰ کہ کلام و قیام سے عاجز ہو گئے، مرض سولہ دن تک بہت سخت رہا ۔ میں نے ایک دن صبح ان کو وضو کرایا اور کہنے لگے عبداللہ ہمیں نماز پڑھاؤ لیکن ہلکی نماز پڑھانا چنانچہ میں نے جماعت کرائی آپ نے جماعت کے ساتھ بیٹھ کر نماز پڑھی میں نے کہا دوائی رکھی ہے پیئیں گے تو لاؤں؟ بولے اب موت میں لمحے باقی ہیں میں نے پوچھا آپ کی کوئی خواہش ہے؟ بولے اللّٰہ کریم کے چہرے کو دیکھنے کی خواہش ہے پھر میں نے پوچھا آپ مجھ سے خوش نہیں؟ فرمانے لگے کیوں نہیں میں آپ سے خوش ہوں ۔ اتنے میں کچھ لوگ بیمارپُرسی کے لیے آئے اور بیمارپُرسی کے بعد اِدھر اُدھر کی باتوں میں مصروف ہو گئے آپ نے آنکھیں کھولیں اور کہا یہ کیا؟ اللّٰہ کا ذکر کرو اور لا الہٰ الا اللّٰہ پڑھوں ۔ پھر ورع نابلسی کوئی کتاب لینے آیا میں اس کو کتاب دینے کے لیے مسجد کے ایک کونہ میں گیا واپس آیا تو دیکھا آپ کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی ہے ۔ إِنَّا لِلّهِ وَإِنَّـا إِلَيْهِ رَاجِعونَ »۔ "حافظ تقی الدین عبد الغنی مقدسی دوشنبہ کے روز 23 ربیع الاول سنہ 600 ہجری میں وفات پا گئے، اس وقت ان کی عمر 59 سال تھی، اور مصر کے مقبرہ قرافہ میں مدفون ہوئے"، وفات کے وقت مصر ہی میں سکونت پذیر تھے، عقائد کے تعلق سے کچھ آزمائشوں کی وجہ سے شام سے مصر آگئے تھے۔

19 حلیہ

ضیاء کہتے ہیں: «بالکل سفید رنگ نہیں تھا، بلکہ کچھ گندمی مائل تھا، دانت چمکیلے اور بال خوبصورت تھے، داڑھی گھنی تھی، پیشانی چوڑی تھی، بااخلاق ملنسار تھے، قد لمبا تھا، چہرے سے نور جھلکتا تھا، زیادہ رونے، لکھنے اور پڑھنے کی وجہ سے بینائی کمزور ہو گئی تھی۔»

20 تقویٰ اور ذوق عبادت

ابن نجار لکھتے ہیں آپ بڑے متقی عابد و زاہد اور سلف صالحین کی طرح متبع سنت تھے ۔ حافظ ضیاء فرماتے ہیں آپ اپنا وقت ضائع نہیں کرتے تھے صبح کی نماز کے بعد عموماً درس قرآن اور کبھی درس حدیث دیتے پھر وضو کر کے نماز میں مصروف ہو جاتے اور سورت فاتحہ اور معوذتین کے ساتھ تین سو رکعت پڑھتے اور فراغت کے بعد نماز ظہر سے پہلے تھوڑی دیر استراحت فرماتے نماز ظہر کے بعد مغرب تک حدیث پڑھانے یا کتابیں نقل کرنے میں مصروف رہتے اگر روزے سے ہوتے تو افطاری کے بعد ورنہ معمول کے مطابق عشاء تک نماز پڑھتے پھر آدھی رات یا کچھ بعد تک سو جاتے پھر وضو کر کے نماز پڑھنے لگ جاتے اور یہ سلسلہ صبح صادق سے ذرا پہلے تک جاری رہتا اس اثنا میں آپ سات یا زیادہ مرتبہ وضو کرتے اور فرماتے جب تک وضو سے میرے اعضا تر رہتے ہیں مجھے نماز میں سرور حاصل ہوتا ہے پھر اگر وقت ہوتا تو نماز سے پہلے تھوڑی دیر سو جاتے تا زندگی آپ کا یہی معمول رہا.

21 کار خیر میں سبقت

"آپ کے خالہ زاد بھائی ابن قدامہ مقدسیؒ کہتے ہیں آپ طلبِ علمی میں میرے رفیق سفر تھے جب ہمیں کوئی نیک کام کرنے کا موقعہ ملتا آپ ہمشہ اس میں سبقت کرتے مجھے پہل کرنے کا شاذ و نادر ہی اتفاق ہوتا" ۔ ضیاء مقدسی کہتے ہیں" آپ ہی نے مجھے تعلیم حاصل کرنے کے لیے مصر جانے کی ترغیب دی تھی اور ہمارے ساتھ اپنے دس سالہ صاحبزادے عبدالرحمان کو بھی بھیجا تھا آپ ہی نے اسماعیل بن ظفر کو خرچ دے کر اصفہان اور خراسان بھیجا اور آپ ہی نے یوسف بن خلیل کو طلبِ علم کے لیے غیر ممالک کے سفر پر آمادھا کیا تھا"۔

22 جود و سخا

آپ بڑے سخی اور اللّٰہ کے راستے میں مال خرچ کرنے والے تھے اپنی ذات کے لیے درہم اور دینار یا کسی دوسری چیز کو ذخیرہ بنا کر نہیں رکھتے تھے کہتے ہیں آپ رات کے وقت آٹے کے تھیلے لیے جاتے حاجتمندوں کے دروازے کھٹکھٹاتے اور دروازہ کھلتے ہی آٹے سے بھرا ہوا تھیلہ اندر رکھ کر واپس ہو جاتے تاکہ کوئی آپ کو پہچان نہ سکے بعض اوقات پھٹے پرانے کپڑے پہن کر اور بھیس بدل کر جاتے تھے میں نے بدر بن محمد جزری کو کہتے ہوئے سنا میں نے حافظ عبدالغنی سے بڑھ کر سخاوت کرنے والا کوئی نہیں دیکھا آپ نے کئی دفعہ میرا پورے کا پورہ قرض ادا کیا ۔ میں نے سلیمان اشعری سے سنا ہے کہتے تھے کہ ایک دفعہ ملک افضل نے حافظ صاحب کی خدمت میں نقد روپے اور غلہ گھوں بھیجا مگر آپ نے اسی وقت سب کچھ

مستحقین میں تقسیم کر دیا اور اپنے لیے ایک دانہ بھی نہ رکھا ۔ ایک آدمی بیان کرتے ہیں میں نے مصر کے ریگستان میں حافظ صاحب کو متواتر تین رات اپنا کھانا محتاج کو دیتے دیکھا ہے درآں حالیکہ آپ خود بھوکے رہتے تھے حافظ ضیاء کہتے ہیں آپ کو مصر میں از قسم سونا وغیرہ تحائف اور نذرانے ملے جو آپ نے سب اللہ کی راہ میں خرچ کردیئے۔

23 حافظ عبدالغنی کے متعلق ایک خواب

حافظ ضیاء لکھتے ہیں میں نے احمد بن محمد بن عبدالغنی سے سنا انہوں نے مجھ سے کہا میں نے آپ کے بھائی کمال عبدالرحیم کو خواب میں دیکھا تو میں نے پوچھا آپ کہاں رہتے ہیں؟ بولے جنتِ عدن میں میں نے کہا وہاں حافظ عبدالغنی کا درجہ بڑا ہے یا شیخ ابو عمر کا؟ کہنے لگے میں یہ تو نہیں جانتا البتہ حافظ صاحب کے لیے ہر جمعہ عرش کے نیچے کرسی رکھی جاتی ہے جس پر بیٹھ کر حدیث رسولﷺ پڑھتے ہیں اور ادھر ان پر موتیوں کی بارش شروع ہوجاتی ہے میں اُن سے یہ اٹھا کر لایا ہوں اور بھری ہوئی جھولی کی طرف اشارہ کیا

24 تصانیف

حافظ مقدسی صاحب تصانیف کثیرہ تھے، حدیث میں ان کی بہت سی تالیفات ہیں، عبد اللہ بصیری نے لکھا ہے کہ حافظ عبد الغنی مقدسی نے **50** کتابیں تالیف کی ہے۔
چند مشہور کتابوں کے نام درج ذیل ہیں:
1۔ ”عمدۃ الاحکام“۔ اس میں مولف نے وہ **410** احادیث جمع کی ہیں جن پر بخاری اور مسلم نے اتفاق کیا ہے ۔ امت نے اس کتاب سے بڑا اعتنا کیا ہے یہ کتاب بڑی جلیل القدر ہے یہی وہ کتاب ہے جو ابن مرزوق ۔ الخطیب ۔ سراج الدین ابن ملقن اور مجدالدین فزیرآبادی جیسے علماء فحول کی توجہ اور شرح آرائی کا مرکز رہی ہے اور سب نے اس کی شرح کی ہے ۔ محدث تقی الدین ابن دقیق العید نے اس کی ایک متوسط شرح لکھی ہے یہ کتاب شرح سمیت چھپ کر چار جلدوں میں شائع ہوئی ہے ۔ عمدۃ الاحکام کے دو اردو ترجمے ہوئے ہیں ایک محمد اسحاق نے کیا ہے ۔ دوسرا معمود احمد غضنفر نے کیا ہے ۔ اس کی اردو شرح محمود احمد غضنفر نے ضیاء الکلام کے نام سے کی ہے بڑا سائز **670** صفحات ۔ طبع نعمانی کتبخانہ لاہور۔
2۔ الکمال فی اسماء الرجال
3۔ المصباح فی عیون الاحادیث الصحاح
4۔ نہایۃ المراد من کلام خیر العباد
5۔ تحفۃ الطالبین فی الجہاد و المجاہدین
6۔ محنۃ الامام احمد
7۔ اعتقاد الامام الشافعی

8. مناقب الصحابہ

9.النصیحۃ فی الادرعیۃ الصحیحۃ

10. الترغیب فی الدعاء والحث علیہ

11. الثانی من فضائل عمر بن الخطاب

12. حدیث الافک

13. مختصر سیرۃ الرسول و اصحابہ العشرہ

25 حوالہ جات

1. سير أعلام النبلاء ۔ الحافظ للذهبي.

2. تذکرۃ الحفاظ ۔ محدث ذہبی مترجم محمد اسحاق.

3. الحافظ عبدالغني المقدسي (حياته وشجاعته ومحنه المتتالية) ملتقى الخطباءنسخہ محفوظہ 03 فبراير 2017 در وے بیک مشین.

4. مقدمة كتاب عقيدة الحافظ عبد الغني المقدسي بتحقيق عبد الله البصيري.

5. المقدسي، عبد الغني المكتبة الشاملةنسخة محفوظة 23 أغسطس 2017 على موقع واي باك مشين.

6. محن الحافظ عبد الغني المقدسي أهل التوحيد نسخة محفوظة 04 مارس 2016 على موقع واي باك مشين.

7. البداية والنهاية لا الحافظ بن كثير.

8. شذرات الذهب في أخبار من ذهب: أبو الفتح عبد الحي بن العماد الحنبلي ۔ دار إحياء التراث العربي ۔ بيروت.

9. الاعلام ۔ خیر الدین زرکلی ۔ ادرالعلم للملايين بروت.

10. المستطرفہ ۔ علامہ محمد بن جعفر کتانی.

11. آزاد دائرہ المعارف مقالہ حافظ عبدالغنی.

9 محدث تقی الدین عثمان ابن صلاحؒ

577ھ تا 643ھ

1 نام و نسب

تقي الدين أبو عمرو عثمان ابن المفتي صلاح الدين عبد الرحمن بن عثمان بن موسى الكردى الشهرزوري الموصلي.

2 ولادت اور وطن

محدث ابن صلاح 577 ھ بمطابق 1181ء میں اِربِل کے علاقے میں شهرزور، کے قریب موضع شر خان کردستان العراق، میں پیدا ہوئے.

3 تعلیم اور رحلت

محدث ابن صلاح نے اپنے والد مفتی صلاح الدین عبدالرحمان متوفیٰ 618ھ سے علم فقہ حاصل کیا۔ پھر اپنے والد کے ساتھ موصل چلے گئے وہاں عرصہِ تک تحصیل علم میں مصروف رہے . "قاضی شمس الدین" کہتے ہیں مجھے اطلاح ملی ہے کہ آپ نے اپنے والد سے فقہ کی مشہور کتاب "الھمذب" پوری کی پوری مکرر سہ کرر پڑھی اور اس وقت ابھی آب کی موچھیں بھی نہیں اگی تھیں ۔ طلبِ علم میں آپ کی جفاکشی ضرب المثل ہے ۔ آپ علامہ عماد بن یونس کے پاس معید مقرر ہوئے "استاد کی بات سامعین تک پہنچانے والے کو معید کہتے ہیں"۔ آپ نے۔ 1۔ عبيد الله بن السمين، 2۔ نصر بن سلامة الهيتي، 3۔ محمود بن علي الموصلي، 4۔ أبو المظفر بن البرني، 5۔ عبد المحسن بن الطوسي سے احادیث کا سماع کیا. پھر بغداد کی طرف رحلت کی: "6۔ أبو أحمد بن سكينة، 7۔ أبو حفص بن طبرزد سے"، ہمدان میں: "8۔ أبو الفضل بن المعزم سے", نیساپور میں: "9۔ أبو الفتح منصور بن عبد المنعم ابن الفراوي، 10۔ المؤيد بن محمد بن علي الطوسي، 11۔ زينب بنت أبو القاسم الشعرية، 12۔ القاسم بن أبو سعد الصفار، 13۔ محمد بن الحسن الصرام، 14۔ أبو المعالي بن ناصر الأنصاري، 15۔ أبو النجيب إسماعيل القارئ، اور ایک طائفة سے". اور شام کی طرف رحلت کی مرو میں: "16۔ أبو المظفر ابن السمعاني سے"، حلب میں: "17۔ أبو محمد ابن علوان الأستاذ وغیرہ سے" دمشق میں: "18۔ فخر الدين ابن عساكر. 19۔ موفق الدين ابن قدامة، 20۔ قاضی جمالدین عبدالصمد بن حرستانی وغیرہ سے"، حران میں: "21۔ الحافظ عبد القادر سے" ۔ سے پڑھا.

4 درس و تدریس

محدث ابن صلاح نے تعلیم مکمل کرنے کے بعد بیت المقدس میں "مدرسہ صلاحیہ" میں مسند تدریس کو رونق بخشی جب "معظم" نے شہر کی فصیل گرادی تو آپ دمشق چلے آئے اور "مدرسہ رواحیہ" میں پڑھانے لگے پھر "دارالحدیث اشرفیہ" میں صدر المدرسین مقرر ہوئے بعد ازاں مدرسہ "شامیہ صغریٰ" میں مسند تدریس انجام دیئے ۔ تدریس کے علاوہ آپ تصنیف و تالیف اور فتویٰ نویسی کا کام بھی کرتے تھے آپ سے بہت سے لوگوں نے سندِ فراغت حاصل کی.

5 تلامذہ

1۔ امام شمس الدین بن عبدالرحمان بن نوح. 2۔ کمال الدین سلار. 3۔ کمال الدین اسحاق. 4۔ تقی الدین بن رزین. 5۔ قاضی ابن خلکان. اور ان جیسے دوسرے نادرہ روز گار ائمہ نے آپ سے علم فقہ حاصل کیا. نیز. 6۔ مجدالدین مستار. 7۔ شیخ تاج الدین عبدالرحمان. 8 ۔ شیخ زین الدین فاروقی. 9 ۔ قاضی شہاب الدین جوری. 10۔ خطیب شرف الدین فراوی. 11۔ شہاب محمد بن شرف. 12۔ صدر محمد بن حسن ارموی. 13۔ عماد ابن الباسی. 14۔ شرف محمد بن خطیب آبادی. 15۔ ناصر الدین محمد بن مہتار. 16۔ قاضی ابو العباس احمد بن علی جیلی. 17۔ شہاب الدین احمد بن عفیف. 18۔امام فخرالدین عمر کرخی . اور دوسرے لوگوں نے آپ سے فنِ حدیث سیکھا.

6 علمی مقام

1۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ کا مقالہ نگار لکھتا ہے "ابن الصلاح اپنے زمانے کے مشہور فضلاء میں شمار ہوتے ہیں ۔ اور حدیث ۔ اسماء الرجال ۔ فقہ اور تفسیر میں سند تصور کیے جاتے ہیں". 2 ۔ محدث شمس الدین ذہبیؒ لکھتے ہیں "شیخ الاسلام امام ابن الصلاح بلند پایہ حافظ حدیث اور نامور مفتی تھے آپ علوم حدیث کے مصنف تھے". 3 ۔ قاضی ابن خلکان فرماتے ہیں "آپ تفسیر حدیث اور فقہ پر اپنے زمانہِ میں کامل عبور رکھتے تھے دوسرے علوم و فنون میں بھی آپ کی صلاحیت قابلِ رشک تھی آپ کے فتاوٰے صحیح اور قابلِ قبول ہوتے تھے آپ میرے استاذ ہیں بسلسلہ تعلیم مدت تک ان کے پاس رہا ہُوں اور بہت فائدہ اٹھایا ہے خصوصاً 632ھ میں تو میں نے آپ کے حلقہ درس سے کبھی غیر حاضری نہیں کی آپ نے مشہور کتاب الوسیط پر اہم اعتراضات کیے ہیں". 4 ۔ ابو حفص بن حاجب اپنی معجم میں لکھتے ہیں "آپ اپنے وقت کے امام تھے عقلمند اصول و فروع میں متجر تھے طلبِ علم میں آپ کی جفاکشی ضرب المثل تھی".

7 تقویٰ اور عبادت

محدث شمس الدین ذہبیؒ تذکرة الحفاظ میں اور ابو حفص بن حاجب اپنی معجم میں لکھتے ہیں محدث عثمان بن صلاح پرہیزگار اور کریمانہ اخلاق کے مالک تھے اطاعت و عبادت میں پرجوش اور سرگرم تھے۔

8 عقیدہ و مسلک

محدث شمس الدین ذہبیؒ لکھتے ہیں میں کہتا ہوں "تقی الدین ابن صلاح سلفی العقیدہ تھے متکلمین کی دور ازکار تاویلات سے متنفر تھے ۔ کتاب سنت کی نصوص پر بلا چون و چرار عمل کرتے تھے"۔ تذکرۃ الحفاظ الذہبی مترجم محمد اسحاق. جلد: 4 ۔ صفحہ: 972. جلال الدین سیوطیؒ منطق کے متعلق لکھتے ہیں۔"کہ آغاز میں اس علم کے متعلق کچھ پڑھا تھا۔ بعد میں اس سے طبیعت اچاٹ ہو گئی اور ابن صلاح کا اس علم کی حرمت کے متعلق فتویٰ پڑھا تو اسے بالکل ترک کردیا اور اس کے بدلے مجھے اللّٰہ تعالیٰ نے علم حدیث عطا فرمایا"۔ ملاحظہ ہو سیوطی کا رسالہ : القول المشرق في تحريم الإشغال بالمنطق.

9 عام حالات

علامہ شمس الدین الذہبیؒ لکھتے ہیں امام عثمان بن صلاحؒ بہترین لباس زیب و تن فرمایا کرتے تھے ۔ امراء اور سلاطین کے ہاں معزز تھے۔

10 وفات اور تدفین

محدث ابن الصلاحؒ نے 25 ربیع الآخر سنة 643 بمطابق - 19 سبتمبر 1245ء کو 66 سال کی عمر میں دمشق میں وفات پائی آپ کی وفات سے لوگوں کو بے حد صدمہ ہوا آخری دیدار کرنے اور آپ کے جنازہ کو کندھا دینے کے لیے عقیدتمندوں کا اتنا ہجوم تھا کہ پہلے کسی جنازہ پر اتنا ہجوم دیکھنے میں نہیں آیا انتہائی احترام اور وقار کے ساتھ جنازہ کو جامع دمشق میں لایا گیا اور یہیں نماز جنازہ ادا کی گئ ۔ چونکہ خوار زمیہ نے شہر کا محاصرہ کیا ہوا تھا ۔ اس لیے لوگ قبرستان تک نہ جا سکے اور باب الفرج سے واپس آ گئے آپ کے تلامذہ میں سے دس آدمی گئے اور آپ کے جسدِ عنصری کو "قبرستان صوفیة دمشق" میں سپرد خاک کر دیا.

11 کیٹلاگ

1۔ "علوم الحدیث المعروف بمقدمة ابن الصلاح" ۔ محدث ابن صلاح نے اپنی یہ مشہور کتاب دمشق کے مدرسہ اشرفیہ میں اپنے تلامذہ کو املاء کرائی تھی ۔ یہ ترتیب و تہذیب سے عاری تھی متقدمین کی کتب میں جو مباحث منتشر پڑے تھے آپ نے ان کو یکجا کردیا ۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کی عبارت نہایت دلآویز و دلکش ہے ۔ یہ علوم حدیث کی پینسٹھ اقسام پر مشتمل ہے ۔ مقدمہ ابن اصلاح کو اس فن کی آخری بہترین کتاب قرار دیا جاتا ہے ۔ اس لیے بعد میں آنے والے علماء اپنے علمی مباحث میں اسی پر اعتماد کرتے رہے ہیں ۔ بہت سے علماء نے مقدمہ ابن صلاح پر کام کیا ہے کسی نے اختصار کیا ہے ۔ کسی نے شرح لکھی ہے اور کسی نے منظوم صورت میں پیش کیا ہے. 1۔ "محدث شرف الدین النوویؒ. 631 تا 676ھ نے مقدمہ کا اختصار الارشاد فی علم الاسناد کے نام سے کیا پھر الارشاد کا خلاصہ التقریب کے نام سے کیا یہ کتاب آج کل بہت مشہور ہے متعدد علماء نے التقریب کی شرح لکھی ہے مثلاً زین الدین عراقیؒ اور شمس الدین سخاویؒ وغیرہم حافظ سیوطیؒ نے تدریب الراوی فی شرح التقریب النوی لکھی ہے یہ فن اصول روایت کی عظیم کتاب اور سیوطی کی بہترین تصانیف میں سے ہے". 2۔ "حافظ ابن کثیرؒ. 700 تا 774ھ نے اختصار علوم حدیث کے نام سے مقدمہ ابن صلاح کا خلاصہ لکھا جس کی شرح احمد شاکرؒ.. 1882 تا 1958ء نے الباعث الحثیث نامی شائع کی ہے". 3۔ "محدث زین الدین عراقیؒ. 725 تا 806ھ نے الفیہ کے نام سے ہزار اشہار میں اس کو منظوم کیا شمس الدین سخاویؒ. 831 تا 902ھ نے فتح المغیث کے نام سے الفیہ کی لکھی ہے ۔ شیخ اللاسلام قاضی زکریا بن محمد انصاریؒ مصری. 826 تا 928ھ نے بھی فتح الباقی بشرح الفية العراقی لکھی ہے". 4۔ "محدث جلال الدین سیوطیؒ. 849 تا 911ھ نے بھی مقدمہ ابن صلاح کو ہزار اشہار میں الفیہ کے نام سے نظم کیا ہے الفیہ سیوطی میں الفیہ عراقی کی نسبت زیادہ فوائد و نکات پائے جاتے ہیں الفیہ سیوطی مصر میں طبع ہوچکی ہے". 5۔" زین الدین عراقی نے مقدمہ ابن الصلاح کی مختصر شرح لکھی اس کا نام انھوں نے التقیید ولایضاح لما اطلق واغلق من کتاب ابن الصلاح رکھا حافظ ابن حجر العسلانیؒ 773 تا 852ھ نے اس کی شرح لکھی ہے اس کا نام الافصاح بتکمیل النکت علی ابن الصلاح ہے ۔ علامہ بدر الدین زرکشیؒ متوفی 714ھ نے بھی مقدمہ ابن الصلاح کی شرح لکھی ہے".

2۔ أدب المفتي والمستفتي. 3۔ فوائد الرحلة.

4۔صيانة صحيح مسلم. 5۔ فتاوی و مسائل ابن الصلاح.

6۔ الفتاوی جمعه بعض أصحابه. 7۔ شرح الوسيط في فقه الشافعية.

8۔ صلة الناسك في صفة المناسك. 9۔ أحاديث في فضل الإسكندرية وعسقلان.

10۔ وصل بلاغات الموطأ ابن الصلاح. 11۔ طبقات الفقهاء الشافعية.

12۔ المؤتلف والمختلف في أسماء الرجال. 13۔ الأمالي.

12 حوالہ جات

1۔ اردو دائرہ المعارف اسلامیہ۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور۔

2۔ تذکرۃ الحفاظ ۔ شمس الدین الذہبی مترجم محمد اسحاق۔

3۔ الأعلام خیر الدین للزركلي - جزء 4۔

4۔ وفیات الأعیان ۔ قاضی ابن خلکان۔

5۔ سیر أعلام النبلاء للذهبي الجزء 23 صفحة۔

6۔ کلهم اعتنوا بکتابه مقدمة ابن صلاح ما بین ملخص وشارح وناظم له. أنظر مقدمة تحقیق النکت علی ابن صلاح لابن حجر العسقلاني تحقیق ربیع بن هادي عمیر المدخلي۔

7۔ شذرات الذهب في أخبار من ذهب: أبو الفتح عبد الحي بن العماد الحنبلي ۔ دار إحیاء التراث العربي ۔ بیروت۔

8۔ حدیث رسول کا تشریعی مقام ۔ ڈکٹر مصطفیٰ سباعی ترجمہ پرو فیسر حریری۔

9۔ المستطرفہ ۔ علامہ محمد بن جعفر کتانی۔

10۔ تاریخ حدیث و محدثین ۔ پروفیسر محمد ابوھو، ازہری ۔ پروفیسر حریری۔

11۔ طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ۔تاج الدین سبکی۔

10 محدث عبدالسلام ابن تیمیہؒ

590ھ تا 652ھ

1 نام و نسب

”ابوالبرکات مجدالدین عبدالسلام ابن تیمیہؒ“بن عبداللہ بن ابوالقاسم بن محمد بن خضر بن محمد بن علی بن عبداللہ حرانی۔

2 خاندان ابن تیمیہ

آپ کا خاندان ابن تیمیہ کے نام سے مشہور ہے اس خاندان کا فضل و کمال ۔ علم و ارشاد ۔ حفظ حدیث ۔ قوت حافظہ ۔ دقت و نظر اور عصری علوم میں مہارت زہد و ورع اور عبادت شہرہ آفاق ہے اس خاندان کے بزرگان اکرام نے اپنی تر کتازیوں کے لیے علم و ارشاد کے میدان کو منتخب کیے رکھا ۔ اس خانوادے میں بانچ اعاظم رجال جو آسمانِ علم و فضل عالمتاب و مہتاب تھے کا اجمالی نقشہ درج ذیل ہے۔

1۔ ابوعبداللہ فخرالدین محمد بن خضر ابن تیمیہ ۔542 تا 612ھ۔

2۔ ابوالبرکات مجدالدین عبدالسلام ابن تیمیہؒ ۔ 590 تا 652ھ۔

3۔ ابوالمحاسن شہاب الدین عبدالحلیم بن عبدالسلام ابن تیمیہ ۔ 627 تا 682ھ۔

4۔ شرف الدین محمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہ ۔ 666 تا 727ھ۔

5۔ ابوالعباش تقی الدین احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہؒ ۔ 661 تا 728ھ۔

ان میں سے ہر بزرگ صاحب علم و فضل اور دین کا مجاہد کتاب و سنت کا خادم شرک و بدعت اور فرق باطلہ کے مقابلِ میں مضبوط چٹان تھا شیخ الاسلام تقی الدین ابن تیمیہؒ علم کا بحر نا پید اکنار تھے آپ نے قلمی جہاد کے ساتھ جہاد بالسیف میں بھی دادِ شجاعت دی ۔ جمہور اہلسنت نے آپ کے مجاہدانہ اور تجدیدی کارناموں کی وجہ سے بجا طور پر آپ کو ساتویں صدی کا مجدد اور شیخ الاسلام کے معزز القاب سے ملقب کرکے آپ کی دینی اور علمی خدمات کو شاندار خراج تحسین پیش کیا ہے ۔ آپ کے حالات اور فقہ پر ۔ ”پروفیسر ابوزہرہ الازہری“ نے ”حیات ابن تیمیہ“ لکھی اس کتاب کے دو اردو ترجمے ہو چکے ایک ”پروفیسر حریریؒ“ نے کیا دوسرا ”مکتبہ سلفیہ لاہور“ نے شائع کیا ہے نیر ”حیات ابن تیمیہؒ از پروفیسر محمد یوسف کوکن العمریؒ“۔ کتاب پہلے انڈیا سے شائع ہوئی پھر مکتبہ اسلامیہ لاہور نے طبع کی ہے۔

3 ولادت اور وطن

عبدالاسلام ابن تیمیہؒ کی کی ولادت ۔ 590ھ ”حرّان“ میں ہوئی ۔ آپ بچپن ہی میں شفقت پدری سے محروم ہو گئے تھے ۔ حرّان جنوبی ترکی میں شام کی سرحد کے قریب بلیخ دریا پر واقع ہے جو دریائے فرات کا معاون ہے ابراہیم علیہ اسلام اُور سے ہجرت کر کے حرّان چلے آئے تھے عہد فاروقی میں عیاض غنمؓ کے ہاتھوں حرّان فتح ہوا تھا.

4 تعلیم و تربیت

عبدالاسلام ابن تیمیہؒ نے ذہن رسا اور حافظہ بلا کا پایا تھا گھر میں ہی قرآن مجید حفظ کیا ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے عمِ محترم خطیب فخرالدین ابن تیمیہؒ۔ حافظ عبدالقادر رہاویؒ ۔ حنبلی رصافیؒ سے پائی پھر آپ تیرہ سال کی عمر میں اپنے چچازاد بھائی سیف الدین عبدالغنی کے ساتھ ان کی خدمت کے لیے بغداد تشریف لے گئے اور چھ سال تک وہاں بہت سے محدثین سے حدیث کی تعلیم حاصل کی فقہ ۔ خلافات اور ادب عربی سے متعلق علوم پڑھے پھر حرّان واپس آکر اپنے عم محترم خطیب فخرالدینؒ کی خدمت میں حدیث ۔ فقہ اور مختلف علوم کی تحصیل میں منہمک رہے.

5 رحلت بغداد

610ھ کے بعد آپ دوبارہ بغداد میں تشنگی علم و فن کی تسکین کے لیے مراجیت فرما ہوئے ۔ آپ نے اب کی فن قرات میں سبط الخیاط کی کتاب ”المبہج“ شیخ عبدالواحد بن سلطان سے پڑھی اور فقہ میں ابوبکر بن غنیمہ ہلاوی اور شیخ اسماعیل سے مہارت حاصل کی ۔ ادب عربی ۔ حساب اور علم الفرائض ابوالبقاء عکبری سے پڑھا ۔ جبر و مقابلہ کی ایک اہم کتاب الفخری بھی انہیں سے پڑھی اس طرح محنت و انہماک سے علوم و فنون کی بلندیوں پر فائز ہوئے ۔

اہل بغداد ان کی ذہانت و فطانت پر انگشت بدنداں تھے ۔ آپ کے استاد فخرالدین اسماعیل نے جو شیخ کے سرعت حفظ و فہم کو دیکھ کر حیران تھے آپ کے چچازاد بھائی کو فرمایا اس نوجوان سے عظیم الشان توقعات وابستہ ہیں پھر تحصیل کے لیے ترغیب دی.

6 درس و تدریس اور تلامذہ

جہاں پہنچے درس افتا کا سلسلہ جاری کیا طلبہ آپ کی خدمت میں جوق در جوق پہنچتے اور حلقہ درس میں شریک ہو کر مستفید ہوتے ۔ آپ اپنے چچازاد بھائی کی زندگی میں علمی

مباحثوں میں حصہ لیٹے اور کتابیں تصنیف کرتے رہے ان کی وفات کے بعد ان کی مسند تدریس کے جانشین بنے بہت سے علماء نے آپ سے روایت کی ہے مثلاً آپ کے بیٹے شہاب الدین عبدالحلیم ابن تیمیہؒ ۔ حافظ عبدالمومن دمیاطیؒ ۔ امین بن شقیر حرانیؒ وغیرہ.

7 علمی مقام

آپ نے صرف سولہ سال کی عمر میں اپنے استاذ شیخ اسماعیل کے حضور اپنی کتاب "جنة المناظر" پیش کی تو انہوں نے اس پر تقریظ لکھتے وقت آپ کے لیے یہ الفاظ استمال فرمائے کہ میرے سامنے یہ کتاب فقیہ عالم اعلیٰ درجے کے فاضل نے پش کی.
علامہ ذہبیؒ نے فرمایا "مجھے ہمارے شیخ ابوالعباش ابن تیمیہؒ نے بتایا کہ نحو کی مشہور کتاب الفیہ کے مصنف شیخ جمال الدین ابن مالک کا قول ہے کہ علامہ شیخ مجدالدین ابن تیمیہؒ کے لیے فقہ اس طرح نرم و گداز تھی جس طرح داؤد علیہ السلام کے لیے لوہا نرم تھا ۔ اخیر عمر میں جب شیخ مجدالدین ابن تیمیہ حج کے لیے تشریف لیے گئے تو وہاں علامہ محی الدین ابن جوزیؒ سے ملاقات ہوئی وہ آپ کے علم و فضل سے بے حد متاثر ہوئے اور فرمایا بغداد میں آپ جیسا کوئی عالم نہیں ہے حج سے واپس آنے کے بعد اہل بغداد نے آپ سے بغداد میں قیام کی درخواست کی ہے ۔ آپ نے اہل و عیال اور وطن کا عذر کر کے منظور نہ فرمایا".
محدث عبدالسلام بن تیمیہ احادیث اور مختلف مذاہب کو بغیر کسی مشقت و کلفت کے حفظ کر لیتے تھے شیخ مراغی کی ایک دفعہ آپ سے ملاقات ہو گئی تو انہوں نے آپ سے ایک مشکل سوال کر دیا عبدالسلام ابن تیمیہؒ نے فوراً فرمایا اس کا جواب ساٹھ طرح سے ہے پھر ایک ایک کر کے ساٹھ جوابات بیان فرمائے علامہ مراغی دنگ رہ گئے اور آپ کے علم فضل کے معترف ہو گئے آپ کا شمار فقہ حنبلی کے ائمہ میں ہوتا ہے انہوں نے فقہ حنبلی کے اصولوں پر کئی کتابیں لکھی اصول علم میں آپ شہر شہر کھومے پھرے.
علامہ شمس الدین ذہبیؒ لکھے ہیں "مجد الدین اپنے زمانے کے بے نظیر فاضل تھے فقہ اور حصول فقہ کے سر برآوردہ عالم حدیث اور فقة الحدیث میں ماہر تھے ۔ قرآن مجید اور اس کی تفسیر میں یدطولیٰ حاصل تھا بہت سی کتابوں کے مصنف اور مختلف مذاہب کی معرفت میں یگانہ روزگار تھے".

8 مسلک

مجدالدین عبدالسلام ابن تیمیہؒ کا شمارحنبلی مذہب کے ائمہ و اکابر میں ہوتا ہے بعض اہل علم مثلاً "محدث محمد علی شوکانی" نے ان کو مجتہد مطلق کے لقب سے یاد کیا ہے"تاریخ دعوت و عزینت " قرآن و حدیث پر عمل کرتے تھے کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے.

9 وفات اور تدفین

زہد و تقویٰ کا یہ پیکر علم و فضل کا بدر منیر مقام ”حرّان“ میں عیدالفطر کے دن 652ھ میں 62 سال کی عمر میں غروب ہو گیا ۔ ہفتہ کی صبح کو جہانہ قبرستان میں دفن ہوئے ۔ آپ کی نماز جنازہ ابوالفرج عبدالقادر نے پڑھائی ۔ آپ کے جنازے میں بے شمار لوگ شریک ہوئے جنازے میں شرکت سے صرف معذور لوگ محروم رہے.

10 کیٹلاگ

1۔ ”المنتقیٰ من احادیث الاحکام“۔ تعداد احادیث 3900 تقریباً ۔ اس کتاب میں ”بخاری ۔ مسلم ۔ نسائی ۔ ابوداؤد ۔ ابن ماجہ ۔ ترمذی ۔ مسند احمد“ وغیرہ کی احادیث احکام کو فقہی ترتیب پر جمع کیا گیا ہے [illegible] یہ کتاب ”کتاب الالمام فی حدیث الاحکام۔ دقیق العید۔ م702ھ۔ تعداد احادیث۔ 1610“ اور ”بلوغ المرام۔ ابن حجر عسقلانی۔ م852ھ۔ تعداد احادیث۔ 1600“ سے زیادہ جامع اور مفصّل ہے ۔”المنتقیٰ من احادیث الاحکام“ تفصیل اور جامعیت کے لحاظ سے”الاحکام الصغریٰ۔ عبدالحق اشبیلی۔ م582ھ“۔ کے لگ بھگ ہے۔ نیز ”الاحکام الوسطیٰ۔ اشبیلیؒ“اور ”الاحکام الشریعہ الکبریٰ۔ اشبیلی“۔”کی ایک یا دو جلدیں نایاب ہیں 5 جلدیں چھپ گئی ہیں“۔ یہ دونوں کتب ”المنتقیٰ من احادیث الاحکام“ سے زیادہ جامع اور تفصیلی [illegible] ”المنتقیٰ من احادیث الاحکام“ کی شرح یمن کے عظیم محدث محمد علی شوکانیؒ۔ م1250ھ نے ”نیل الاوطار فی شرح المنتقیٰ الاخبار“ کے نام سے لکھی ہے یہ شرح آٹھ جلدوں میں مصر سے شائع ہو چکی ہے ۔ یہ شرح بھی احادیث کے طرق جمع کرنے ان کے استقصاء و استیعاب اور تخریجی حوالہ جات میں کمال کی چیز ہے [illegible] ”المنتقی من احادیث الاحکام“ کا اردو ترجمہ۔ دو جلدوں میں ”مکتبہ سلفیہ الاہور“ نے شائع کیا ہے کاش اس کی تخریج و تحقیق بھی کرا دیتے۔

2۔ اطراف الحدیث التفسیر..

3۔ ”الاحکام الکبریٰ“ ۔ کئی جلدیں.

4۔ ”منتھی الغایہ فی شرح ہدایہ“ ۔ اوائل حج تک چار جلدوں کی تبییض ہو چکی تھی باقی مسودہ کی صورت میں تھی

5۔ المحرر فی فقہ۔ 6۔ کتاب جنة المناظر.

7۔ ”مسودہ فی اصول فقہ“ اضافہ ۔ عبدالحلیم ابن تیمیہ۔ مطبوع.

8۔”مسودہ فی العربیہ“ ۔ اصول فقہ اضافہ تقی الدین احمد ابن تیمیہ۔ م728ھ.

9۔ ارجوزہ فی علم القراءة.

11 حوالہ جات

1. سير أعلام النبلاء ۔ الحافظ للذهبي۔
2. بن كثير - البداية والنهاية - تحقيق عبد الله عبد المحسن التركي - هجر للطباعة والنشر -القاهرة - 1418 هـ / 1998م.
3. شذرات الذهب في أخبار من ذهب: أبو الفتح عبد الحي بن العماد الحنبلي ۔ دار إحياء التراث العربي ۔ بيروت.
4. ذیل طبقات الحنابلہ ۔ ابن رجب حنبلی۔
5. تاریخ دعوت و عزیمت. والیم 2 ۔ سید ابوالحسن علی ندوی۔
6. وفات الوفات ۔ ابن شاکر کتبی۔
7. المستطرفہ ۔ علامہ محمد بن جعفر کتانی۔
8. تاریخ حدیث و محدثین ۔ پروفیسر محمد ابوھو، ازہری ۔ پروفیسر حریری۔
9. معجم المولفین ۔ عمر رضا کحالہ۔

11محدث زكي الدين عبدالعظيم المنذریؒ

581ھ تا 656ھ

1 نام و نسب

زكي الدين أبو محمد عبد العظيم بن عبد القوي بن عبد الله بن سلامة بن سعد المنذريؒ.

2 ولادت اور وطن

زکی الدین عبدالعظیم منذریؒ شروع شعبان۔ 581ھ بمطابق۔ 1185ء میں پیدا ہوئے ۔ آپ شام کے رہنے والے تھے ۔ آخری عمر میں مصر میں سکونت اختیار کرلی تھی.

3 شیوخ اور اساتذہ

حافظ منذری قرآن مجید پڑھنے ، ادب اور فقہ حاصل کرنے کے بعد طلبِ حدیث کی طرف متوجہ ہوئے ۔ آپ نے 591ھ میں حدیث کا سماع شروع کر دیا تھا. 1۔ ابو عبداللہ ارتاحی. 2. عبدالمجیب بن زہیر. 3۔ ابراہیم بن تبیت. 4 ۔ ابوالجود غیاث بن فارس. 5. حافظ ابوالحس مقدسی سے حدیث کا سماع کیا موخر الذکر شیخ کی خدمت میں عرصہ تک رہے اور ان سے سند فراغت حاصل کی ۔ مورخ ذہبی کہتے ہیں محدث منذری نے قاری ابوالجود کی زندگی میں ان کے ایک شاگرد سے قرات سبع کی مشق کی تھی.

4 رحلت علمی

آپ نے مدینہ منورہ میں جعفر ابن امورسان سے اور دمشق میں عمرو بن طبرزد ۔ محمد بن رتف ۔ تاج کندی اور اس طبقہ کے دوسرے علماء سے کسب کمال کیا ۔ علاوہ ازیں حران ۔ سکندریہ ۔ رُہا اور بیت المقدس کے سرچشموں سے بھی علمی تشنگی دور کی ایک جلد معجم لکھا.

5 درس و تدریس

پہلے آپ مصر میں ”جامع ظافری“ میں مدرس مقرر ہُوئے پھر ”دارالحدیث الکاملیہ“ میں صدر المدرسین کا عہدہ سنبھالا اور وہاں یکسوئی کے ساتھ بیس سال علم کی نشر و اشاعت میں مصروف رہے ۔ ”شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام جب 639ھ میں مصر تشریف لیے گئے تو حافظ عبدالعظیم المنذری نے فتویٰ دینے سے معذوری ظاہر کی اور کہا کہ جس شہر میں عزالدین بن عبدالسلام ہوں وہاں دوسرے کے لے فتویٰ دینا درست نہیں ہے“.

6 تلامذہ

1. شیخ ابو محمد عبدالمومن دمیاطیؒ. **2**. شیخ ابوالعباس احمد ابن ظاہریؒ. **3**. ابوالحسن یونینی. **4**. ابوعبداللہ بن فزاز. **5**. اسماعیل بن نصراللہ. **6**. علم دین سنجر دواداری.**7**. چیف جسٹس مصر تقی الدین ابن دقیق العید. **8**. عماد محمد بن جرئدی. **9**. اسحاق بن وزیری. **10**. حافظ شریف عزالدین اور ان کے علاوہ دوسرے بہت سے لوگوں نے آپ سے علم حدیث حاصل کیا ۔ شیخ حافظ عبدالمومن فرماتے ہیں ”آپ میرے استاد ہیں میں نے ان سے سندِ فراغت حاصل کی ہے میں ایک مبتدی طالبِ علم کی حیثیت سے ان کی خدمت میں حاضر ہُوا تھا اور جب گیا تو حدیث میں ان کا معید تھا“.

7 علمی مقام

حافظ شریف عزالدین کہتے ہیں ”ہمارے شیخ زکی الدین حدیث اور اس کے مختلف فنون میں اپنی نظیر آپ تھے صحیح اور سقیم کے واقف ۔ معلول اور اسانید کے عالم ۔ احکام اور معانی کے شناسا اشکال حل کرنے غریب حدیث اعراب و ترکیب اور اختلاف الفاظ کی عقدہ کشائی کرنے والے تھے ۔ نیز المنذری فن حدیث میں امام ۔ حجت اور ثبت تھے جو بات کہتے جانچ تول کر کہتے اور جو روایت کرتے تحقیق اور یقین سے روایت کرتے تھے ۔ میں نے ان سے حدیث کا معتدبہ حصہ پڑھا ہے اور ان سے بہت فائدہ اٹھایا ہے“. محدث و مورّخ شمس الدین ذھبی لکھتے ہیں ”شیخ الاسلام امام منذری شامی ثم مصری جلیل القدر حافظ حدیث اور پختہ کار امام ہیں“. مورخ ابن کثیر لکھتے ہیں”آپ کو لغت ۔ فقہ اور تاریخ میں یدِطولیٰ حاصل تھا آپ ثقہ ۔ حجت ۔ متلاشی اور زہد تھے“.

8 مسلک

زكي الدين أبو محمد عبد العظيم المنذریؒ شافعی المسلک تھے.

9 وفات اور تدفین

محدث و مؤرخ أبو محمد عبد العظیم المنذريؒ نے 75 سال کی عمر میں ہفتہ کے روز 4 ذی قعدہ 656ھ ۔ بمطابق 1258ء کو "دارالحدیث الکاملیہ" مصر میں انتقال کیا اور القرفہ میں دفن ہوئے.

10 کیٹلاگ

1۔ "مختصر صحیح مسلم". اس میں 2100 احادیث ہیں محدث فواد عبدالباقی کی تحقیق کے مطابق صحیح مسلم میں حذف مکررات کے بعد تین ہزار احادیث ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ منذری کی مختصر میں تمام احادیث شامل نہیں ہیں اس کتاب کا اردو ترجمہ ہو چکا ہے نیز مختصر صحیح مسلم محدث محمد ناصر الدین البانیؒ کی تحقیق سے طبع ہو چکی ہے.

2۔ "الترغیب والترھیب"۔ اس کتاب میں کل ۔ 6023 احادیث ہیں ۔ یہ کتاب اپنے موضوع کے لحاظ سے بہت اہم سمجھی جاتی ہے اس کتاب میں المنذری نے احادیث کو ایک قانون کی حیثیت سے پیش کیا ہے اور فقہی ابواب پر مرتب کیا ہے ۔ کاش! اس کتاب میں ضعیف منکر اور بے بنیاد احادیث نہ ہوتیں ۔ علامہ محمد ناصرالدین البانیؒ نے الترغیب والترھیب پر تحقیق کی ہے علامہ البانی نے اپنی تحقیق میں اصل مخطوطوں پر اعتماد کیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کے معروف اڈیشن طبع منیریہ کو بھی پیش نظر رکھا ہے جس میں خاصے ردو بدل اور حذف سے کام لیا گیا ہے اور یہ اڈیشن بہت سی علمی اغلاط سے بھرا پڑا ہے ۔ علامہ البانی نے مولف کتاب کے اوہام کی نشاندہی اور تحصیح کی ہے ۔ کتاب کو صحیح الترغیب والترھیب اور ضعیف الترغیب والترھیب میں تقسیم کیا ہے ۔ "صحیح الترغیب والترھیب ۔ تعداد احادیث۔ 3775" ہے ۔ "ضعیف الترغیب والترھیب تعداد احادیث۔ 2248" ہے صحیح الترغیب والترھیب کا اردو ترجمہ طبع ہو چکا ہے ۔ الترغیب والترھیب کے بھی متعدد اردو ترجمے طبع ہو چکے ہیں ۔ الترغیب والترھیب کی حافظ ابن حجر العسقلانیؒ نے تلخیص بنام "مختصر الترغیب والترھیب" لکھی جو چھپ چکی ہے ۔ اس کا اردو ترجمہ خالد سیف نے کیا ۔ الترغیب "والترھیب پر برہان الدین ابو اسحاق ابراہیم ناجی 900ھ نے تعلیق لکھی نیز فاضل فیومی نے شرح لکھی ہے".

3۔ "مختصر سنن أبي داود". شمس الدین محمد ابن قیم ۔751ھ نے اس کی شرح لیکھی ہے جو مطبوعہ ہے.

4۔ التكملة لوفيات النقلة.

5۔ أجوبة على أسئلة في الجرح والتعديل تحقيق الشيخ عبد الفتاح أبو غدة طبع في دار البشائر.

11 حوله جات

1. تذکرة الحفاظ، تألیف: الذهبي. مترجم محمد اسحاق.
2. محمد ناصر الدین البانی ۔ دارالسلام. الریاض ۔ لاهور.
3 ۔ المستطرفہ ۔ علامہ محمد بن جعفر کتانی.
4 ۔ تاریخ حدیث و محدثین ۔ پروفیسر محمد ابوهو، ازہری ۔ پروفیسر حریری.
5. تاریخ دعوت و عزیمت والیم. 1. ابوالحسن علی ندوی.
6. سیر أعلام النبلاء ۔ الحافظ للذهبي.
7. الزركلي، خير الدين (1980). "المُنْذِري".موسوعة الأعلام. مكتبة العرب. اطلع عليه بتاريخ 21 تشرين الأول 2011.
8. التكملة لوفيات النقلة - عبد العظيم المنذري - تحقيق الدكتور بشار بن عواد معروف - طبعة النجف 1968م.
9. حافظ المنذری. آزاد دائره المعارف ویکیپیڈیا.

12 محدث تقی الدین محمد بن دقیق العیدؒ

625ھ تا 702ھ

1 نام و نسب

ابوالفتح تقی الدین محمد بن علی بن وہب بن مطیع بن ابی طاعہ ابن دقیق المنفلوطی القوصی الثبجی المصری ۔ ”صحابی رسول بہز بن حکیم القشیری کی اولاد سے ہیں“۔ آپ کی والدہ شیخ الصالح تقی الدین مظفر بن عبد اللہ المقترح کی بیٹی تھیں۔

2 دقیق العید کی وجہ تسمیہ

محدث تقی الدین کے والد کے دادا نے ایک عید کے دن نہایت سفید رنگ کی چادر اوڑھ رکھی تھی لوگوں نے جب آپ کو دیکھا تو بے ساختہ یہ کہا کہ شیخ تو آج دقیق العید یعنی عید کا آٹا دکھائی دے رہے ہیں ۔ یہی لقب والد اور خود تقی الدین کا مشہور و معروف ہوا۔

3 خاندان

محدث تقی الدین محمدؒ” کے والد ابو الحسن علی بن وہبؒ متفوفی۔ 667ھ علم وعمل عبادت و زہد اور تقویٰ کے خوگر تھے اور انہیں ساری علمی دنیا میں قدر احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا اور ہر کوئی انہیں عزت و احترام کے ساتھ شیخ کے لقب سے پکارتا تھا“۔
محدث تقی الدین محمد بن دقیق العیدؒ ”کی والدہ شیخ فطفر بن عبداللہ بن علی المصری کی دختر نیک اختر تھی وہ اپنے دور میں مصر کے مفتی اعظم کے منصب پر فائز تھے ۔ انہیوں نے فقہ اور اصول فقہ پر بہت سی کتب تصنیف کرنے کا اعزاز حاصل کیا ۔ ان کتب کو قاہرہ اور اسکندریہ کی مذہبی جماعت نے زیور طباعت سے آراستہ کرنے کی سعادت حاصل کی محدث تقی الدین محمد بن دقیق العیدؒ کے نانا نے اسکندریہ میں 612ھ میں وفات پائی“۔ ”محدث تقی الدین محمد بن دقیق العیدؒ ددھیال اور ننھیال کی طرف سے نجیب الطرفین تھے“۔

4 ولادت اور وطن

ابن دقیقؒ کی پیدائش بروز ہفتہ 15 شعبان۔ 625ھ بمطابق 22 جولائی۔ 1228ء کو بحیرہ احمر کے ساحل پر ینبع کے قریب سمندری سفر کے دوران ہوئی جب اُن کے والدین قوص سے حجاز حج کی ادائیگی کے لیے مکہ پہنچنے والے تھے ۔ والدین جب مکہ پہنچے تو والد نے سب سے پہلے اپنے نو مولود بیٹے کو اپنے ہاتھوں پر اٹھا کر بیت اللّٰہ کا طواف کیا اور یہ دعا کی کہ اللّٰہ سبحانہ تعالیٰ اسے عالم باعمل بنائے ۔ محدث تقی الدین محمد بن دقیق العید نے قوص بستی میں پرورش پائی کیونکہ ان کے والد اسی بستی میں رہائش پزیر تھے.

5 ابتدائی تعلیم

تعلیم کی ابتداء قرآن مجید فرقان حمید سے کی پھر حدیث کا علم حاصل کرنے کے لیے دمشق اور اسکندریہ کا سفر اختیار کیا مصر شام اور حجاز کے علماء سے علوم کے سماع کی سعادت حاصل کی.

6 علمی رحلت اور اساتذہ

آپ کی نشو و نما قوص میں ہوئی، جہاں آپ نے مالکیہ اور شافعی علماء سے حدیث کا درس لیا ۔ قرأت کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اُنہوں نے فقہ مالکی کی تعلیم اپنے والد۔ **1**۔ ”شیخ علی بن وہب“ سے اور فقہ شافعی کی تعلیم اپنے والد کے اور اُن کے شاگرد۔ **2**۔ ”بہاء الدین ھبۃ اللہ القفطی“ سے حاصل کی۔ اِس کے بعد قاہرہ چلے گئے اور وہاں۔ **3**۔ ”محمد بن عبدالسلام“۔ **4**۔ ”ابوالحسن بن فقیر“۔ **5**۔ ”ابن الرواج“ سے علم حدیث کی تحصیل کی۔ دمشق میں۔ **6**۔ ”شیخ ابی العباس احمد بن عبدالدائم بن نِعمہ المقدسی“ اور۔ **7**۔ ”ابوالبقاء خالد بن یوسف“ سے سماع حدیث کیا ۔ بعد ازاں اسکندریہ چلے آئے اور یہاں۔ **8**۔ ”شیخ الحافظ عبدالعظیم المنذری ۔ متوفیٰ **656**ھ بمطابق **1258**ء“۔ **9**۔ ”محمد بن انجب الصوفی بغدادی“۔ **10**۔ ”ابوعلی الحسن بن محمد التیمی البکری“ اور۔ **11**۔ ”ابوالحسن عبدالوہاب بن حسن الدمشقی“ سے سماع حدیث کا شرف حاصل کیا۔ بعد ازاں مصر، بلاد الشام اور حجاز کے علمائے حدیث سے مزید علم حاصل کیا۔ **12**۔ ”شیخ الاسلام عز بن عبدالسلام۔ متوفیٰ **660**ھ“ سے تلمذ شرف حاصل کیا۔ عربی زبان اورفقہ کی تعلیم۔ **13**۔ ”شیخ شرف الدین محمد بن ابی الفضل المرسی“ سے حاصل کی۔ اپنی والدہ سے بھی سماع حدیث کیا ۔ اِس نتیجے میں اُنہیں علم فقہ اور علم حدیث میں ایسی بصیرت حاصل ہوئی جو اُس زمانے میں بہت کم لوگوں کو حاصل تھی۔

7 تلامذہ

مصر اور قوص میں حدیث کی خدمت بجا لانے کا شرف حاصل کیا آپ نے دینی علوم کو حاصل کرنے اور پھر ان کی نشر و اشاعت کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا. اس دوران لوگوں کی اکثریت نے ان سے علمی استفادے کا شرف حاصل کیا نیز آپ نے"دارالحدیث الکاملیہ"میں صدر المدرسین کا عہدہ سنبھالا ۔ جن مشہور علماء نے آپ کے سامنے زانوے تلمذ ٹیکے ان میں سے بعض علماء کے اسمائے گرامی یہ ہیں.

1۔ شیخ عبدالکریم بن عبدالنورؒ حلبی المتوفیٰ۔ 735ھ۔

2۔ حافظ ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبیؒ المتوفیٰ۔ 748ھ۔

3۔ امام ابوالفتح محمد بن محمد سید الناس الیعمریؒ المتوفی۔ 734ھ۔

4۔ الحافظ یوسف بن الزکی عبدالرحمان المزی المتوفی۔ 742ھ۔

8 علمی مقام و مرتبہ

بیشتر اکابر علماء جنہوں نے محدث تقی الدین محمد بن دقیق العیدؒ سے علمی استفادہ کیا انہوں نے اپنے استاذ کی تعریف میں جو باتیں کیں ان کی ایک جھلک قارین اکرام کی خدمت میں پیش ہے اور وہ لوگ جنہوں نے آپ کی وفات کے بعد آپ کی کتب سے استفادہ کیا وہ بھی آپ کی تعریف میں رطب اللسان دکھائی دیتے ہیں وہ بھی آپ کی علمی فقاہت کی گواہی دیتے ہیں.

محدث تقی الدین محمد بن دقیق العیدؒ کو شرعی علوم میں مہارت تامہ حاصل تھی ادفوی نامی آپ کے شاگرد اپنے استاذ کی تعریف میں کچھ اس طرح خراج تحسین پیش کرتا ہے "جب تفسیر کا ذکر کیا جاتا ہے تو اس فن میں میرے محمد نامی استاذ محمود المذہب دکھائی دیتے ہیں جب علم حدیث کا ذکر کیا جاتا ہے تو میرے قشیری نسبت سے مشہور و معروف استاذ نمایاں اور ممتاز مقام پر دکھائی دیتے ہیں جب علم فقہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو میرے ممدوح و موصوف ابوالفتح کی کنیت سے مشہور معروف استاذ درجہ اجتہاد پر دکھائی دیتے ہیں".

محدث تقی الدین محمد بن دقیق العیدؒ کے استاذ محترم اپنے لائق فائق شاگرد کی تعریف کچھ اس انداز سے کرتے ہیں فرماتے ہیں"کہ سر زمین مصر دو شخصیات پر فخر کرتی ہے اسکندریہ میں رہائش پذیر ابن منیر پر اور قوص بستی میں رہائش پذیر علامہ ابن دقیق پر یہ دونوں آسمان علم و ادب کے چمکتے ستارے ہیں".

حافظ محدث شمس الدین ذہبیؒ محدث تقی الدین محمد بن دقیق العیدؒ کو ان الفاظ خراج تحسین پیش کرتے ہیں فرماتے ہیں" کہ محدث تقی الدین محمد بن دقیق العیدؒ کا شمار اپنے دور کی ذہین و فطین شخصیات میں ہوتا ہے وہ بڑے ہی وسیع العلم تھے انہوں نے کثیر تعداد میں کتابیں تصنیف کرنے کا اعزاز حاصل کیا وہ شب بیداری کا باقاعدگی سے اہتمام کرتے تھے ۔ وہ ہمیشہ علمی مشاغل میں باوقار اور پر سکون رہتے وہ حد درجہ متقی اور پرہیزگار تھے لوگوں

کی آنکھوں نے ان جیسا کوئی نہ دیکھا اور انہیں معقولات و منقولات میں مہارت حاصل تھی"۔ ابن کثیر فرماتے ہیں"محدث تقی الدین محمد بن دقیق العیدؒ اپنے دور کے علماء میں ایک ممتاز مقام پر فائز تھے بلکہ علماء میں انہیں جلیل القدر اور عظیم المرتبت سمجھا جاتا تھا سبھی علوم اور خاص طور پر علم حدیث میں انہیں بڑی مہارت حاصل تھی ہر طرف سے طلباء کی اکثریت علمی فیض حاصل کرنے کے لیے ان کی خدمت میں حاضر ہوتی ۔ ان کے تمام شاگرد اپنے استاذ کے علم ۔ تقویٰ ۔ زہد کے متفقہ طور پر معترف تھے ۔ ان مذکورہ جلیل القدر اور عظیم االمرتبت علماء کی گواہی جنھوں نے اپنی آنکھوں سے محدث تقی الدین محمد بن دقیق العیدؒ کو دیکھا اور ان کے بلند مقام و مرتبے کو دیکھا اس بات کی علامت ہے کہ وہ واقعی علم و ادب کے بہت بلند مقام پر فائز تھے"۔

9 مصر میں قیام

محدث ابن دقیقؒ اپنے زمانے کے جید عالم تھے جس کی بنا پر حکمران اور سلاطین بھی اُن کا بے حد احترام کیا کرتے تھے۔ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے لکھا ہے کہ ایک بار جب وہ سلطان حسام الدین لاچین سے ملنے کے لیے اُس کے پاس گئے تو سلطان تخت سے نیچے اُتر آیا اور مؤدب ہو کر اُن سے نیچے ہو کر بیٹھا ۔ مدت تک وہ اپنے آبائی شہر قوص میں فقہ مالکی کے قاضی رہے لیکن جب وہ قاہرہ چلے گئے تو عہدہ قضا سے دستبردار ہو گئے۔ البتہ 695ھ میں انہوں نے شافعی قاضی القضاۃ کا عہدہ قبول کر لیا۔ اِس دوران میں اُنہوں نے متعدد اصلاحی اِقدامات کیے جس سے مصر میں نفاذِ قانون کا عمل بہتر ہوا۔

10 چیف جسٹس مصر 695 تا 702ھ

محدث تقی الدین محمد بن دقیق العیدؒ طویل مدت تک قوص کی عدالت میں قاضی کے فرائض سر انجام دیتے رہے جب "ابن بنت الاعز چیف جسٹس"۔ "سلطان کتبغا المنصوری" کے دور حکومت 695ھ میں وفات پا گئے تو چیف جسٹس کے عہدے کے لیے محدث تقی الدین محمد بن دقیق العیدؒ کو پیش کش کی گئی ابتداءً انہوں نے اس منصب کو سنبھالنے کے لیے معذرت کی لیکن اصرار کرنے پر وہ اس منصب کو سنبھالنے کے لیے راضی ہو گئے ۔ محدث تقی الدین محمد بن دقیق العیدؒ مصر کی عدالت میں شافعی مسلک کے مطابق چیف جسٹس کے عہدے پر بروز ہفتہ 18 جمادی الاولی 695ھ کو فائز ہوئے اور وفات تک اس منصب پر فائز رہے اس طرح محدث تقی الدین محمد بن دقیق العید مسلسل آٹھ سال چیف جسٹس کے عہدے پر جلوہ افزور رہے ۔ درمیان میں کئی مرتبہ کسی بنا پر انہوں نے علیحدگی اختیار کی لیکن انہیں مجبور کر کے اس منصب پر فائز ہونے کے لیے آمادہ کر لیا گیا اور وہ اصرار کرنے پر یہ فریضہ انجام دینے کے لیے راضی ہو گئے ۔ محدث تقی الدین محمد بن دقیق العیدؒ کے حالات زندگی سے معلوم

ہوتا ہے کہ وہ اس منصب کو دلی طور پر پسند نہیں کر تے تھے ۔ ان کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے ایک دفعہ انہوں نے یہ فرمایا کہ ”اللّٰہ کی قسم جس کو اللّٰہ سبحانہ و تعالیٰ نے عہدہ قضاء میں مبتلا کیا اس کے حق میں کوئی بہتری کا ارادہ نہیں کیا“ ۔ ایک روز علامہ ابن دقیق العید کے پاس اس کے ساتھی آئے انھوں نے دیکھا کہ آپ بڑے ہی غمگین ہیں اور کچھ سوچ رہے ہیں ایک ساتھی نے آپ کے غمزدہ ہونے اور سوچوں میں گم ہونے کا سبب پوچھا تو اسے جواب میں فرمایا ۔”جس شخص کو اللّٰہ سبحانہ و تعالیٰ نے قضاء کا منصب سونپنے کا ارادہ کیا اس کے لیے خیر کا ارادہ نہیں کیا“

مشہور کتاب ”طالع السعید“کے مصنف علامہ ابن دقیق العیدؒ کے منصب قضاء پر فائز ہونے کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی عمر کے آخری مرحلے میں اس منصب کو سنبھالا اور اس کے میٹھے اور کڑوے ذائقے کو چکھا ۔ اہل علم کا ان کے بارے موقف یہ ہے کہ اگر یہ منصب قضاء کو قبول نہ کرتے تو ان کے لیے بہت بہتر ہوتا انہیں علم کی خدمت کرنے کے اور زیادہ مواقع میسر آتے بایں صورت یہ اپنے دور میں امام احمد بن حنبل ۔ امام مالک اور امام ثوری کے ہم پلہ شمار کیے جاتے ۔ یہ ہم عصر اور قدیم علماء پر فوقیت حاصل کر لیتے۔

علامہ ابن دقیق العیدؒ ۔ کے چیف جسٹس مصر بننے سے پہلے عدالت کا ہر جج عدالتی فرائض سر انجام دیتے ہوئے ریشمی جبہ زیب تن کرتا تھا لیکن علامہ ابن دقیق العیدؒ نے ریشمی جبہ پہننے سے انکار کر دیا تو ان کے لیے اون کا جبہ تیار کیا گیا دوران عدالت اونی جبہ زیب تن کرنا ضروری قرار دیا گیا۔

علامہ ابن دقیق العیدؒ اپنے ماتحت قاضیوں کو گاہے بگاہے پند و نصائح پر مشتمل خطوط لکھتے رہتے تھے اور انہیں اس بات کی تلقین کیا کرتے تھے کہ ”ہمارے نازک کندھوں پر بڑا بھاری بوجھ ہے اس کے لیے اللّٰہ سبحانہ و تعالیٰ کی پکڑ کے خوف کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ہمیشہ عدل و انصاف سے ہر فیصلہ کیا کریں یہ بہت بھاری ذمہ داری ہے جو ہمارے کاندھوں پر ڈال دی گئی ہے عدالت کا معاملہ بڑا عظیم ہے ہماری ہمتیں کمزور و ناتواں ہیں حالات بڑے گھمبیر ہیں مجھے امن ۔ قرار اور راحت دکھائی نہیں دیتے“.

11 حق کے لیے سخت مزاجی

علامہ ابن دقیق العیدؒ حق کے معاملے میں بڑے سخت مزاج تھے ۔ اگر ان کی عدالت میں حکومت کے کسی کارندے کا کوئی معاملہ آتا تو اس کی خوب اچھی طرح چھان بین کرتے اور اس کے ساتھ کوئی رعایت نہ برتی جاتی ۔ اگر فیصلہ سناتے وقت آپ کو اس کارندے کے حق میں فیصلہ دینے کے لیے مجبور کیا جاتا تو آپ اپنے منصب سے الگ ہو جاتے لیکن آپ کی منت و سماجت کرکے منصب قضاء سنبھالنے کے لیے امادہ کیا جاتا.

ایک دفعہ یہ ہوا کہ سلطان قلاوون نے 699ھ میں تاتاریوں سے نبرآزما ہونے کے لیے شام کی طرف پیش قدمی کا فیصلہ کیا تو اس نے حکومت کے جنرل اکاؤنٹنٹ کے نائب کو طلب کیا تاکہ وہ علماء سے یہ فتویٰ حاصل کرے کہ اس صورت میں فوج کے اخراجات کے لیے رعایا سے ٹیکس وصول کیا جا سکتا ہے ۔ اس سلسلے میں جب علامہ ابن دقیق العیدؒ سے اس کے جواز میں فتویٰ طلب کیا گیا تو انہوں نے جواز کا فتویٰ دینے سے صاف انکار کردیا حکومت کے نمائندوں نے کہا علامہ ابن عبدالسلامؒ نے ایسے موقع پر رعایا سے ٹیکس وصول کرنے کے حق میں فتویٰ دیا ہے علامہ ابن دقیق العیدؒ نے کہا کہ ان کے دور میں کامیاب بادشاہ "قطز" کی حکومت تھی جب علامہ ابن عبدالسلام سے فتویٰ طلب کیا گیا تو تمام صوبہ جات کے امراء کو بلایا گیا جتنا ان کی ملکیت میں سونا ۔ چاندی اور ان کی بیگمات اور اولاد کے پاس زیورات تھے سب ایک جگہ جمع کیے گئے اور سبھی امراء سے حلف لیا گیا کہ اس کے علاوہ ان کی ملکیت میں اور کچھ نہیں ہے تو اس کے بعد علامہ ابن عبدالسلامؒ نے فتویٰ دیا کہ رعایا کے ہر شخص سے ایک دینار افواج کے لیے وصول کیا جا سکتا ہے لیکن اب ہمارے دور میں سبھی امراء کے پاس وافر مقدار میں سونا ۔ چاندی ۔ ہیرے ۔ جواہرات موجود ہیں اب تو صورت حال یہ ہے کہ وہ استنجاء کرنے کے لیے لوٹے بھی چاندی کے استمال کرتے ہیں حکمرانوں کی بیگمات کی جوتیاں سونے چاندی ہیرے جواہرات سے مرصع ہوتی ہیں حکومت کے خزانے میں بہت کچھ ہے اب رعایا سے ٹیکس وصول کرنے کی بجائے حکومتی خزانے سے افواج کے اخراجات پورے کیے جائیں یہ کہہ کر علامہ ابن دقیق العیدؒ حکومتی نمائندوں کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے.

12 عقیدہ و مسلک

علامہ تقی الدین ابن دقیقؒ سلف صالحین کے مذہب کے ساتھ وابستہ تھے اور وہ آیات کی تاویل کے قائل نہ تھے وہ اس سے ہمیشہ پہلوتہی کرتے تھے ۔ علامہ تقی الدین ابن دقیقؒ ابتداً اپنے والد کے زیر اثر مالکی المذہب تھے لیکن بعد ازاں اُنہوں نے فقہ شافعی کی ہمنوائی اختیار کرلی اور اِس میں مجتہدانہ مقام حاصل کیا۔ پھر امام ابن حزمؒ اور محدث سیوطیؒ کی طرح المجتهد المطلق. ہو گئے۔

شیخ فلانیؒ اپنی کتاب "ایقاظ الهمم"۔ ص 99 پر لکھتے ہیں کہ علامہ محقق تقی الدین ابن دقیقؒ نے ان مسائل کو ایک ضخیم جلد کے اندر جمع کر دیا ہے جن میں ائمہ اربعہ کا انفرادی و اجتماعی مذہب صحیح حدیث کے خلاف ہے ۔ اس کی ابتداء میں آپ فرماتے ہیں کہ "ان مسائل کو ائمہ مجتہدیں کی طرف منسوب کرنا حرام ہے ۔ اور فقہاء مقلدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان مسائل کے متعلق تحقیق کریں تاکہ وہ ائمہ اکرام کی طرف ان کی نسبت کر کے ان پر بہتان نہ لگائیں"۔ "حجیت الحدیث البانی"۔اس سے معلوم ہوتا ہے آپ محقق تھے مقلد نہ تھے.

13 وفات اور تدفین

بروز جمعہ 11 صفر 702ھ بمطابق 5 اکتوبر 1302ء کو 77 سال کی عمر میں محدث تقی الدین ابن دقیق العیدؒ کا انتقال قاہرہ میں ہوا ۔ اُن کے جنازہ میں عوام و خواص کی کثیر تعداد شریک ہوئی جن میں مصری امراء اور اعیانِ دولت، خصوصاً نائب السلطنت بھی شامل تھے ۔ ہفتہ کے دن تدفین قرافۃ الصغریٰ میں اُن کے استاد عز بن عبدالسلام کے پہلو میں کی گئی۔

14 کیٹلاگ

1 حدیث

1۔"الالمام فی الاحادیث الاحکام"۔ تعداد احادیث 1610۔ یہ کتاب ایسی احادیث کے "ضبط" پر مشتمل ہے جو احکام سے متعلق ہیں ۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ اِس کتاب کو کتاب الاسلام قرار دیتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ: اِس جیسی کتاب نہیں لکھی گئی ۔ اِس کتاب کی اہمیت کے پیش نظر متاخر علمائے حدیث نے اِس کی شروح لکھی ہیں۔ پہلی شرح خود مصنف ابن دقیق نے لکھی ہے جس کا نام الانام شرح الالمام تھا۔ علامہ ابن حجر عسقلانی کے بقول اِس شرح کی 20 جلدیں تھیں۔ یہ شرح اب ناپید ہو چکی ہے اس کتاب کا اردو ترجمہ محمود احمد غضنفر نے ضیاء الاسلام کے نام سے کیا ہے ۔ نعمانی کتبخانہ لاہور نے طبع کیا ہے۔

2۔ "الاحکام الاحکام شرح عمدۃ الاحکام" یہ کتاب امام تقی الدین عبدالغنی بن عبدالواحد المقدسی۔ متوفیٰ۔ 600ھ۔ کی تصنیف "عمدۃ الاحکام عن سید الانام من احادیث النبی علیہ السلام" کی شرح ہے۔ ابن دقیق العید نے یہ کتاب اپنے ایک شاگرد عماد الدین اسماعیل بن محمد بن اثیر الحلبی کو اِملاء کروائی تھی۔ عماد الدین الحلبی نے اِس کو مرتب کرکے اِس کا نام احکام الاحکام فی شرح احادیث سید الانام رکھا۔ امام شمس الدین سخاوی متوفیٰ۔ 902ھ۔ نے اس کا حاشیہ بھی لکھا ہے۔ یہ کتاب پہلی بار قاہرہ سے 1372ھ بمطابق 1953ء میں اور بیروت سے 1981ء تا 1982ء اور 1987ء میں شائع ہوئی تھی۔

3۔"شرح اربعین النوویہ"امام نووی نے جو الاربعین النوویہ کے عنوان سے جو الاحادیث کا مجموعہ مرتب کیا ہے، اُس کی شرح بہت سے علما نے کی ہے۔ ابن دقیق العید نے بھی الاربعین النوویہ کی شرح لکھی ہے۔

4۔"اَلِاقْتَراح فی بیان الِاصطلاح" یہ کتاب علم حدیث کی اصطلاحات کے بیان پر مشتمل ہے ۔ اِس میں ابن دقیق نے محدثین، راویانِ حدیث کے طبقات ، کیفیت و سماع و روایت اور احادیث متفق علیہ کی تعریف پر عمدہ انداز میں بحث کی ہے۔ یہ پہلی بار بیروت سے 1406ھ بمطابق 1988ء میں شائع ہوئی تھی۔ براکلمان نے اِس کتاب کے قلمی نسخوں کے متعلق لکھا ہے۔

5."نُبْذۃُ فی علوم الحدیث" اِس کتاب کا ایک قلمی مخطوطہ برطانیہ کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

6. رجال الحدیث پر اُنہوں نے ابو شجاع احمد بن حسن بن احمد اصفہانی کی التقریب کی شرح بعنوان "تحفۃ اللبیب فی شرح التقریب" لکھی۔ اِس کا ایک قلمی مخطوطہ برلن میں موجود ہے جبکہ عکسی نسخہ قاہرہ میں موجود ہے۔

2 فقہ

علم فقہ پر اُن کی دستیاب شدہ کتب یہ ہیں:

7. "شرح مختصر ابن حاجب": یہ کتاب فقہ مالکیہ سے متعلق فقہی کتاب ہے۔

8. "مقدمہ المطرزی فی اُصول الفقہ": اِس کا تذکرہ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے الدرر الکامنہ میں کیا ہے۔

9. علم فقہ پر ایک مکتوب جو اُنہوں نے اپنے نائب قاضی اخمیم کے نام لکھا تھا۔ جعفر بن ثعلب الادفوی کی الطالع السعید میں یہ صفحہ نمبر597 تا 599 پر شائع ہوچکا ہے۔

3 شعر و ادب

ابن دقیق العید کو شعر و ادب سے بھی دلچسپی رہی۔ اُن کی شاعری کے موضوعات وصف، دوستوں سے فراق کی کیفیت اور نعت نبوی (بالخصوص علی صاحبها التحیۃ والسلام) پر مشتمل ہے ۔ کچھ قصائد قلمی صورت میں بغداد، عراق کے ایک کتب خانہ میں موجود ہیں۔

15 حوالہ جات

1. سير أعلام النبلاء ۔ الحافظ شمس الدين محمد للذهبي۔

2. ابن كثير - البداية والنهاية - تحقيق عبد الله عبد المحسن التركي - هجر للطباعة والنشر -القاهرة - 1418 هـ / 1998م۔

3. ضیاء الاسلام ۔ محمود احمد غضنفر۔

4. تذکرۃ الحفاظ ۔ شمس الدین الذہبی مترجم محمد اسحاق۔

5. الأعلام خير الدين للزركلي ۔ ادرالعلم للملايين بروت۔

6. المستطرفہ ۔ علامہ محمد بن جعفر کتانی۔

7. تاریخ حدیث و محدثین ۔ پروفیسر محمد ابو ھو، ازہری ۔ پروفیسر حریری۔

8. معجم المولفین ۔ عمر رضا کحالہ۔

9. شذرات الذهب في أخبار من ذهب: أبو الفتح عبد الحي بن العماد الحنبلي ۔ دار إحياء التراث العربي ۔ بيروت۔

10.حجیت الحدیث ۔ محدث العصر محمد ناصر الدین البانیؒ۔

11. طبقات الشافعیہ الکبریٰ، تاج الدین السبکی۔

12. فہرس التمہیدی، صفحہ 321. مطبوعہ قاہرہ، مصر.
13. الطالع السعید، جعفر بن ثعلب الادفوی مطبوعہ قاہرہ ، مصر،1966ء.
14. المعجم المختص، شمس الدین الذہبی.
15. الدرر الکامنہ، ابن حجر عسقلانی.
16. مقدمہ شرح الالمام باحادیث الاحکام،
17. الوافی بالوفیات، صلاح الدین الصفدی.
18. تکملہ براکلمان: جلد 2، صفحہ 66.
19. الدیباج، ابن فرحون المالکی.
20. تاریخ اہل حدیث ۔ سید بدیع الدین راشدی.

13محدث جمال الدین یوسف کلبی مزیؒ

654 تا 742

1 نام و نسب

جمال الدين أبو الحجاج يوسف بن الزكي عبد الرحمن بن يوسف بن عبد الملك بن يوسف بن أبو الزهر الكلبى القضاعي ثم الحلبي المزي.

2 ولادت اور وطن

محدث جمال الدین مزیؒ حلب کے نواع میں **654**ھ میں پیدا ہوئے ۔ المزہ میں پرورش پائی ۔ بعد میں دمشق میں سکونت اختیار کر لی تھی.

3 تعلیم اور اساتذہ

محدث جمال الدین مزیؒ نے قرآن مجید حفظ کیا اور فقہ میں معمولی سوجھ بوجھ پیدا کرنے کے بعد علم حدیث کی طرف متوجہ ہوئے ۔ سب سے پہلے **675**ھ میں اپنے استاذ۔ **1**۔ ”علامہ ابو الخیر“ سے کتاب الحلیہ سبقا سبقا پڑھی پھر ان سے ”صحاح ستہ“۔ ”مسند احمد“۔ ”معجم طبرانی“۔ ”اجزاء طبرزویہ“ اور ”اجزاء کندیہ“ کی تعلیم حاصل کی ۔ اور۔ **2**۔ ”علامہ اربلی“ سے ”صحیح مسلم“ کا سماع کیا.

4 سفر اور رحلت

محدث جمال الدین مزیؒ **684**ھ میں مزید تعلیم کے لیے سفر پر نکلے اور۔ **3**۔ ”عزحرانی“۔ **4**۔ ”ابو بکر ابن انماطی“۔ **5**۔ ”غازی“ اور اس طبقہِ کے دوسرے اساتذہ فن سے استفادہ کیا اور ان کے علاوہ حرمین شریفین ۔ حلب ۔ حماۃ ۔ بعلبک وغیرہ شہروں کے علماء سے بھی علمی فیوض حاصل کیے.

5 تلامذہ

محدث جمال الدین مزیؒ "دارالحدیث اشرفیہ" دمشق میں مدرس تھے ۔ بے شمار لوگوں نے آپ سے پڑھا ۔ چند تلامذہ کے نام یہ ہیں.

1۔ ابو عبداللہ شمس الدین محمد ابن عبدالہادی ۔704 تا 744ھ۔

2۔ شمس الدین ابو عبداللہ محمد الذہبی۔ 673 تا 748ھ۔

3۔ حافظ عماد الدین اسماعیل ابن کثیر۔ 700 تا 774ھ "شاگرد اور داماد" ... وغیرہ۔

6 علمی مقام

مورّخ و محدث شمس الدین الذہبی لکھتے ہیں "جمال الدین المزیؒ نے اپنے پختہ اور خوبصورت خط سے اپنے لیے اور دوسروں کے لیے بہت سی کتب نقل کیں ۔ علم لغت کی طرف متوجہ ہوئے تو اس میں مہارت حاصل کی پھر علم صرف اور علم ادب میں کمال پیدا کیا ۔ اسما الرجال میں تو آپ کا جواب نہیں تھا اور نہ اس فن میں آنکھوں نے آپ جیسا کوئی دوسرا آدمی دیکھا ہے ۔ آپ نے آپنی شہرہ آفاق کتاب "تہذیب الکمال" لکھی پھر کتاب "الاطراف" مکمل کی۔ اپنے لیے احادیث کی تخریج کی اور املاء احادیث کے لیے مختلف مجالس منعقد کیں جن میں "علمِ حدیث" اور "علمِ اسماء الرجال" کے وہ وہ پیچیدہ عقدے حل کیے جو پہلے لاینحل سمجھے جاتے تھے آپ ثقہ اور حجت تھے آپ کے معلومات کا دائرہ بہت وسیع تھا ۔
ہر وقت مطالعہ میں مصروف رہتے تھے بعض اوقات حدیث پڑھاتے وقت کچھ لکھتے بھی جاتے تھے مگر آپ کی توجہ کا یہ عالم تھا پڑھنے والے کی متن یا اسناد کی کوئی غلطی آپ پر مخفی نہیں رہتی تھی آپ اتنی عمدگی سے اس کی اصلاح فرماتے حلقہ درس میں حاضر ہونے والے علماء اور فضلاء دنگ رہ جاتے ۔ مستفیدین کو اپنی کتب اور اپنے فوائد سے نوازتے تھے اور اپنی ذات سے نفع پہنچانے میں کبھی بخل سے کام نہیں لیتے تھے ۔ سماع حدیث اور طلب علم میں آپ "امام ابن تیمیہؒ" کے رفیق تھے طریقہ سلف کے مطابق سنت کی تائید کرتے مباحث نظری اور قواعد کلامی سے اس کو تقویت پہنچاتے تھے اس سلسلہ میں ہمارے اور ان کے درمیان کئی مناظرے اور مجادلے ہوئے ۔ آپ کو معقولات میں بھی کافی دسترس حاصل تھی اور اس کی تعلیم و تدریس میں کوشاں بھی رہے لیکن بحمد اللہؐ اس میں آپ کی نیت اسلام کی تائید اور تقویت ہی تھی دوسرے عام لوگوں کی طرح آپ نے ان علوم سے کوئی برا اثر قبول نہیں کیا جہاں تک مجھے علم ہے آپ نے ان فنون میں کوئی تصنیف نہیں چھوڑی ہے"۔

7 اخلاق و عادات

محدث و مورّخ جمال الدین المزیؒ اخلاق حسنہ کا مجموعہ تھے کثیر السکوت اور قلیل الکلام تھے صدق اور راست گوئی آپ کا شعار تھا ۔ نوجوانی کی کوئی لغزش آپ سے نہیں ہوئی ۔ آپ تواضع پسند برد بار اور صابر تھے ۔ خوراک و لباس میں میانہ روی اختیار فرماتے ۔ اور اپنے

کام کاج دوسروں سے کرانے کی بجائے خود کرتے تھے ۔ آپ جوانمرد اور سخی تھے تھوڑے مال پر قناعت کر لیتے تھے ۔ آپ کی شخصیت مرقع محاسن تھی ۔ بدکلامی کا جواب نیکی سے دیتے تھے ایک دفعہ "ابوالحسن بن عطار" نے آپ سے بدسلوکی کی اور آپ کو گالیاں دیں مگر میں نے دیکھا کہ آپ اس کے اور دوسرے تکلیف دینے والوں کے خلاف حرف شکایت زبان پر نہیں لائے ۔ اللّٰہ تعالیٰ آپ سے درگزر فرمائے آپ کی مغرفت فرمائے.

8 اہل بدعت سے نفرت

ایک دفعہ آپ عرصہ تک "عفیف تلمسانی" کی صحبت میں رہے جب معلوم ہوا کہ اس نے "عقیدہ سلف" سے انحراف کیا ہے اور "وحدۃ الوجو" کا پرچار کرنے لگا ہے تو نہ صرف یہ کہ الگ ہو گئے بلکہ اس کے خلاف سینہ سپر ہو گئے اور اس کے مسلک کی تردید اور ابطال کے لیے تابڑ توڑ حملے کیئے.

9 عقیدہ و مسلک

محدث جمال الدین مزیؒ سلفی العقیدہ تھے اشاعرہ کے خلاف تھے ۔ سماع حدیث اور طلب علم میں آپ "امام ابن تیمیہؒ" کے رفیق تھے طریقہ سلف کے مطابق سنت کی تائید کرتے.

10 وفات اور تدفین

محدث و مورّخ جمال الدین المزیؒ نے 88 سال کی عمر میں 12 صفر 742ھ میں مشہور ادارے "دارالحدیث اشرفیہ"دمشق میں داعی اجل کو لبیک کہا ۔ صوفیہ کے قبرستان میں اپنے دیرینہ دوست امام ابن تیمیہؒ کے غربی جانب دفن ہوئے.

11 کیٹلاگ

1۔ "تهذيب الكمال في أسماء الرجال"– الناشر: مؤسسة الرسالة بيروت * عدد المجلدات: 25 * تحقیق و تخریج "ڈاکٹر بشار عواد معروف". "تاج الدین سبکی" لکھتے ہیں اہل علم اس بات پر بیک زبان متفق ہیں کہ اس جیسی کتاب نہیں لکھی گئی ۔ تهذيب الكمال کے مندرجہ ذیل اختصار ہیں. 1۔ "تذہیب التہذیب ۔ الذھبی"۔ 2۔ "الکاشف ۔ الذہبی"۔ 3۔ "خلاصۃ التہذیب ۔ صفی الدین ساعدی"۔ 4۔ "تہذیب التہذیب ابن حجر العسقلانی"۔ 5۔ "تقریب التہذیب ابن حجر العسقلانی"۔ 6۔ "اکمال تہذیب الکمال فی اسماء الرجال ۔ ابن ملقن"۔ 7۔" زوائد الرجال علی تہذیب الکمال۔ السیوطی"۔

2۔ ”تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف“–الناشر: دار الغرب الإسلامي بيروت * سنة النشر: 1999 * عدد المجلدات: 13 * تعداد احادیث۔ 19626 * تحقیق و تخریج ”ڈاکٹر بشار عواد معروف“ * مصنف نے یہ کتاب 27 سال کے عرصے میں مکمل کی ہے۔ ”10 محرم 696ھ تا 3 ربیع الآخرہ 722ھ“ * تحفة الأشراف میں مندرجہ ذیل کتب احادیث کی اطراف ہیں۔ ”1۔ بخاری۔ 2۔ ملسم۔ 3۔ نسائی۔ 4۔ ابوداؤد۔ 5۔ ابن ماجہ۔ 6۔ ترمذی۔ 7۔ کتاب المراسیل لا ابی داؤد۔ 8۔ کتاب العلل الترمذی۔ 9۔ کتاب الشمائل الترمذی۔ 10۔ کتاب عمل الیوم واللیلة النسائی“ * تحفة الأشراف میں ”بترتیب حُرُوف تحجّی ۔ راوی صحابہ اور صحابیات کی تعداد۔ 995 ہے ۔ راوی تابعین اور بعد میں آنے والوں کی تعداد۔ 400 ہے“ * ”ہر راوی صحابیؓ یا تابعیؒ کی تمام احادیث اس کے نام کے نیچے ایک جگہ جمع کر دی گئی ہیں“۔ ”اگر راوی صحابیؓ یا تابعیؒ کے نام کا پتہ نہ ہو تو تحفة الأشراف سے حدیث نہیں مل سکتی“ * اس کتاب کا اختصار حافظ ذہبیؒ نے لکھا ہے * ”النکت الظراف علی الاطراف“لا ابن حجر ۔ حافظ حجرؒ نے جب ”فتح الباری“ لکھی تو ان کے پاس تحفة الاشرف تھی اس دوران انہوں نے بعض چیزوں کو محسوس کیا تو اس کے حاشے پر لکھتے گئے اور بعد میں جب وقت ملا تو اس کو انہوں نے کتابی صورت دی اس میں سے معروف چیزیں درج ذیل ہیں۔ 1۔ ایسی احادیث جو محدث المزی سے رہ گئی تھیں ان کا اضافہ کیا۔ 2۔ ایسے اوہام جو المزی سے واقع ہو گئے تھے ان کی تصحیح کی۔ 3۔ حدیث کے الفاظ کے بارے اگر المزی سے کوئی غلطی ہوئی ہے تو اس کی انہوں نے تصحیح کی ہے۔

3۔ ”المنتقی من الفوائد الحسان في الحدیث“۔ ایک جلد

4۔ ”ترجمة مسلمة بن مخلد للمزي“۔ ایک جلد

12 حوالہ جات

1 ۔ تذکرۃ الحفاظ ۔ الحافظ الذاھبی۔

2 ۔ علوم حدیث ۔ پروفیسر ڈاکٹر عبدالروف ظفؔر۔

3 ۔ المستطرفہ ۔ علامہ محمد بن جعفر کتانی۔

4۔ سير أعلام النبلاء ۔ الحافظ للذهبي۔

5 ۔ تاریخ حدیث و محدثین ۔ پروفیسر محمد ابوھو، ازہری ۔ ترجمہ پروفیسر حریری۔

6۔ تاریخ دعوت و عزیمت والیم۔ 2 . ابوالحسن علی ندوی۔

7۔ ابن كثير - البداية والنهاية - تحقيق عبد الله عبد المحسن التركي - هجر للطباعة والنشر -القاهرة - 1418 هـ / 1998م۔

8۔ ويكيبيديا، الموسوعة الحرة. ترجمہ جمال الدین المزیؒ۔

9۔ ویکیبیدیا، الموسوعة الحرة۔ ترجمہ ڈاکٹر بشار عواد معروف۔

14 محدث شمس الدین محمد ذہبیؒ

673ھ تا 748ھ

شام میں تعلیم حاصل کی اور ساری عمر تصنیف و تالیف میں گزاری۔ بلند پایہ مورخین اور محدثین میں شمار ہوتے ہیں اور متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔ دمشق اور قاہرہ میں درس و تدریس کے فرائض بھی انجام دیے۔

1 نام و نسب

حافظ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز ذہبی دمشقی ترکمانی۔
چونکہ پیشہِ کے لحاظ سے سنار تھے بنا بریں ذہبی کہلائے ۔ آپ کے اباء نسلاً ترکمانی تھے۔

2 پیدائش اور وطن

امام ذہبی کی پیدائش. 3 ربیع الثانی۔ 673ھ بمطابق 5 اکتوبر۔ 1274ء کو "دمشق" میں ہوئی ۔ آپ کے آباء کسی زمانہِ میں دیار بکر کے شہر "میافارقین" میں آبار ہوئے پھر وہاں سے "دمشق" آ گئے۔

3 اساتذہ و شیوخ

آپ کی پیدائش کے وقت سرزمین شام علوم و فنون کا مرکز بنی ہوئی تھی چنانچہ آپ نے اولاً دمشق ہی کے احباب کمال کی طرف رجوع کیا 18 سال کی عمر میں تعلیم حدیث کی غرض سے۔ 1۔ "ابو الحفص عمر بن القواس"۔ 2۔ "ابو الفضل احمد بن ہبتہ اللہ ابن عساکر"۔ 3۔ "یوسف بن احمد القمولی"۔ جیسے اکابر سے مستفید ہوئے ۔ 695ھ میں آپ نے ابن تیمیہ سے ملاقات کی اور ان سے بھی چند احادیث کا سماع کرکے شرف تلمذ حاصل کیا۔

4۔ حافظ ابو العباس ظاہریؒ ۔ 626 تا 696ھ۔

5۔ تقی الدین ابن دقیق العیدؒ۔ 625 تا 702 ھ۔

6۔ ابو محمد عبدالمومن دمیاطیؒ ۔ 613 تا 705ھ۔

7۔ شیخ الإسلام ابن تیمیةؒ ۔ 661 تا 728 ھ۔

8۔ بدر الدین ابن جماعة المتوفی سنةؒ 733۔

9۔ جمال الدین یوسف بن عبد الرحمن المزیؒ، 654 تا 742ھ۔

10۔ القاسم البرزالي المزداڈ۔ 665 تا 739ھ۔

4 سفر اور رحلت

ازاں بعد دوسرے سرچشمہ ہائے علم سے فیض یاب ہونے کے لیے آپ گھر سے نکل کھڑے ہوئے مصر ۔ بعلبک ۔ اسکندریہ ۔ مکہ ۔ حلب اور نابلس کے اکابر شیوخ سے ملاقات کی اور ان سے خوب خوب استفادہ کیا ۔ کہا جاتا ہے کہ فن حدیث میں آپ کے شیوخ و اساتذہ کی تعداد ایک ہزار سے متجاوز ہے جن میں سے۔ 12۔ "عبدالخالق بن علوان"۔ 13۔ "زینب بنت عمر کندی"۔ 14۔ "احمد بن اسحاق ابرقوہی"۔ 15۔ "عیسی بن عبدالمنعم بن شہاب"۔ 16۔ "ابو الحسن علی بن احمد عراقی"۔ 17۔ "ابو الحسن یحی بن احمد بن الصواف"۔ 18۔ "توزی"۔ 19۔ "سنقر زینی"۔ 20 ۔ "ابو بکر بن عبدالحکم" اور۔ 21۔ "حماد بن بدران" بہت مشہور ہیں.

5 درس و تدریس

تحصیل علم سے فراغت کے بعد آپ نے مندرجہ ذیل مدارس میں تدریس و تعلیم کے فرائض انجام دیۓ۔ 1۔"مدرسہ امام صالح" میں شیخ الحدیث مقرر کیے گۓ۔ 2۔ "دارالحدیث الظاہریہ"۔ 3۔ "مدرسہ نفیسیہ"۔ 4 ۔ "مدرسہ التنکنیریہ" میں شیخ الحدیث رہے ۔ ان اداروں میں تعلیمی خدمات انجام دینے کے ساتھ ساتھ آپ تصنیف و تالیف میں بھی مصروف رہے.

6 تلامذہ

محدث مورخ شمس الدین ذہبی سے بے شمار علماء فضلا اور طلبہ نے استفادہ کیا آپ کے مشور تلامذہ یہ ہیں.

1۔ قاضی القضاۃ تاج الدین ابو نصر عبدالوہاب بن علی بن عبدالکافی السبکی۔ م 771ھ۔

2۔ قاضی جمال الدین ابو الطیب الحسینی بن علی السبکی۔ م 755ھ ۔ علامہ سبکی کے بڑے بھائی۔

3۔ شمس الدین ابو المحاسن محمد بن علی الحسینی۔ م 765ھ۔

4۔ صلاح الدین ابو الصفا خلیل بن ایبک۔ م 764ھ۔

5۔ قاضی القضاۃ فوفق الدین ابو محمد عبداللہ بن محمد الحجادی الحنبلی۔ م 769ھ۔

6۔ حافظ عماد الدین اسماعیل ابن کثیر الدمشقي، م 774ھ۔

7۔ ابو عبداللہ محمد بن مفلح الصالحی حنبلی

8 ۔ شمس الدین ابن الموصلي۔

7 علمی مقام

علامہ شمس الدین ذہبیؒ حدیث ۔ فقہ ۔ تاریخ اور اسماء الرجال کے امام العصر تھے ۔ وقت کے اکابر علماء سے فیضیاب ہونے کے بعد آپ اپنے عہد کے سب سے بڑے محدث بن چکے تھے نیز بلند پایہ فقیہ اور اقوال کے پورے ماہر تھے ۔ فن رجال میں تو کوئی دوسری شخصیت آپ کے پایہ کی موجود نہیں تھی۔ تذکرۃ الحفاظ ترجمہ الذہبی ۔ علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں "شیخ حافظ کبیر مورخ الاسلام شیخ المحدثین شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن عثمان الذہبیؒ"۔ تاج الدین سبکی لکھتے ہیں "آپ کے زمانے میں حفاظ حدیث چار تھے۔ 1۔ المزی۔ 2۔ برزالی۔ 3۔ ذھبی۔ 4۔ میرے والد سبکی ۔ مگر ان میں امام ذھبی کا درجہ فائق تر تھا ۔ جرح و تعدیل کے اگر شیخ تھے تو وہی تھے"۔ "طبقات الشافعیہ۔ سبکی"۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۔ کا مقالہ نگار لکھتا ہے "ان کے متنوع صفات کا معاصر و متاخر دونوں طرح کے سیرت نگاروں نے اعتراف کیا ہے اور ان لوگوں نے انہیں "محدث العصر" اور "خاتم الحفاظ" کے القابات سے یاد کیا ہے"۔ الکتبی ان کی مدح میں منتخب شاعرانہ فقرے استمال کرتا ہے ۔ صلاح الدین الصفدی نے ان کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے "ان میں نہ محدثین کی سی سختی تھی اور نہ مورخوں کی سی غباوت {تساہل} برخلاف اس کے وہ ایک قانون دان تھے جو روح قانون سے واقف تھے اور لوگوں کی راے بے تکلیفی سے سنتے تھے"۔ حافظ ابن حجر نے ان کی صفات حسنہ کے متعلق ایک قصیدہ لکھا ہے۔ پروفیسر سعید اختر لکھتے ہیں۔"حافظ ذہبی کے علمی مرتبے کا اندازہ اس امر سے کیا جاسکتا ہے کہ علامہ شمس الدین سخاوی جیسا محقق مورّخ انہیں الحافظ ۔ الاستاذ ۔ الامام کے القابات سے یاد کرتا ہے"۔

8 اخلاق و عادات

محدث مورخ شمس الدین ذہبی نہات اچھے اخلاق و عادات کے حامل تھے ۔ پورے عالم اسلام میں اپنے علم و فضل کی بنا پر احترام کی نگاہوں سے دیکھے جاتے تھے ۔ بایں ہمہ نہات متواضع اور منکسر المزاج تھے تذکرہ نگاری میں ہم عصر علماء داعیان میں سے جو بھی تعریف و توصیف کے مستحق ہوتے کھلے دل کے ساتھ ان کی تحسین فرماتے۔

9 تنقیحات

یونانی فلسفہِ جو یونان کا علم الاصنام تھا ۔ عجمی تصوف اور تقلید شخصی کی وجہ سے اسلامی فرقوں کا قرآن و حدیث سے برائے نام تعلق رہ گیا تھا اس لیے علامہ ذھبی نے اشاعرہ و متکلمین ۔ صوفیہ ۔ حنفی اور شافعی علماء پر سخت تنقید کی ہے۔ "طبقات الشافعیہ۔ سبکی" ۔۔۔وغیرہ۔

10 عقیدہ و مسلک

محدث و مورخ شمس الدین الذہبی کا خاندان شافعی المسلک تھا مگر آپ اپنی علمی تحقیق اور قرآن و حدیث سے خصوصی دلچسپی کی بنیاد پر عقیدہ و مسلک میں سلفی ہو گئے کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے ۔ اشاعرہ اور صوفیہ کے سخت خلاف تھے۔

11 اولاد

کتب تاریخ و تذکرہ میں آپ کے ایک بیٹا اور ایک بیٹی کا ذکر ملتا ہے. 1۔"آپ کے بیٹے ابو ہریرہ عبدالرحمان۔ 715ھ میں پیدا ہوئے ۔ علم حدیث کی تکمیل کے بعد قریہ بطنا میں امامت کے فرائض انجام دینے لگے اور ربیع الاول۔ 779ھ میں قریہ بطنا ہی میں وفات پائی". 2۔ "آپ کی بیٹی کا نام امتہ العزیز تھا یہ بھی عالمہ تھیں ۔ ان کا انتقال۔ 785ھ میں ہوا".

12 بصارت سے محرومی اور وفات

"امام ذہبی جنھوں نے ساری عمر خدمت علم حدیث میں بسر کی اور لکھنے پڑھنے کا کام کرتے رہے ۔741ھ میں آپ کی آنکھوں میں پانی اتر آیا اور بصارت جاتی رہی"۔ اور "بلآخر علم عمل کا یہ آفتاب دوشنبہ کی رات صلاۃ عشاء کے بعد 75 سال کی عمر میں 3 ذوالقعدۃ۔ 748ھ بمطابق 1348ء کو ہمیشہ کے لیے غروب ہوگیا"۔ "مدرسہ ام صالح" میں آپ نے وفات پائی ۔ دوسرے دن نماز جنازہ پڑھی گئی اور "باب الصغیر کے مقبرہ" دمشق میں آپ کو دفن کیا گیا۔

13 کیٹلاگ

1۔"اختصار المستدرك للحاکم". حافظ ذہبی نے المستدرك للحاکم پر کام کیا ہے اور بہت ساری احادیث جن کو امام حاکم نے صحیح سمجھا ہے حافظ ذہبی نے ان کا ضعیف اور من گھڑت ہونا واضح کیا ہے ۔ لیکن حافظ ذہبی نے بھی مکمل احادیث پر کام نہیں کیا بلکہ کئی احادیث رہ گئ ہیں ۔ لہذا ان احادیث کے سلسلے میں دیگر علماء سے رہنمائی لینا ضروری ہے ۔ عصر حاضر اور ماضی قریب میں کئی ایک کتابیں اس سلسلے میں منظر عام پر آ بھی چکی ہیں مثلاً : تصحيح أحاديث المستدرك بين الحاكم النيسابوري والحافظ الذهبي ۔ تالیف: عزیز رشید محمد الدايني ۔ المحقين : الدكتور حارث سليمان الضاري ۔ بشار عواد معروف. الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت ۔ سنة الطبع: ط1/ 1427ھ
2۔ المستحلی اختصار المحلی۔ 3۔ اختصار سنن البیہقی۔

4۔"مختصر العلو للعلي الغفّار"۔ تخریج و تحقیق محدث العصر محمد ناصرالدین البانیؒ۔ "صفت علو و استواء کے موضوع پر 150 آیات اور صحیح حدیث"۔ اس کتاب کو شیخ سید بدیع الدین راشدیؒ نے اپنی کتاب "توحید خالص" میں شامل کر لیا ہے۔

5۔ اختصار کتاب الجهاد ابن عساکر۔ 6۔ ما بعد الموت۔

7۔ "کتاب الکبائر"۔ اس کا مختصر اردو ترجمہ نور اسلام اکیڈمی لاہور نے طبع کیا ہے۔

8۔ "تاریخ الاسلام و الطبقات المشاہیر و الاعلام۔" تحقیق د. بشار عواد معروف (بیروت : دار الغرب الإسلامي۔ 2003 ء)۔ اسلام کی ضخیم تاریخ ہے اس کو موصوف نے ستر طبقات میں تقسیم کیا ہے ۔ ہر طبقہ دس سال کے واقعات و حوادث پر مشتمل ہے یوں ابتدئے عہد اسلام سے لے کر ۔ 700ھ تک کے سیاسی واقعات اور ہر دور کے علماء و فضلا کے مختصر حالات نہایت خوبصورتی کے ساتھ اس میں بیان کئے گئے ہیں۔

9۔ "تذکرۃ الحفاظ"۔ علم اسماء الرجال پر تصنیف ہے 21 طبقات پر مشتمل ہے اس میں کل۔ 1176 حفاظ کے حالات درج ہیں۔

10۔ "میزان الاعتدال فی نقد الرجال"۔ علم اسماء الرجال پر تصنیف ہے ۔ اس کتاب میں۔ 10907 جھوٹے متہم بالکذب وضاع اور ضعیف راویوں کے حالات پر مشتمل ہے۔

11۔"سیر أعلام النبلاء"، 25 مجلداً ۔ المحقق ڈاکٹر بشار عواد معروف۔ مؤسسة الرسالة ۔ بیروت 1412 ھ / 1992ء۔

12۔ طبقات القراء۔ 13۔ طبقات الحفاظ۔

14۔ المثبت فی الاسماء و الانساب۔ 15۔ دول الإسلام یا التاریخ الصغیر۔

16۔ تہذیب التہذیب۔ 17۔ تنقیح احادیث التعلیق ابن جوزی۔

18۔ المقتنی فی الضعفاء۔ 19۔ اختصار تاریخ الخطیب۔

20۔ توقیف اھل التوفیق۔ مناقب ابو بکر صدیق۔ 21۔ نعم السمر۔ سیرت حضرت عمر۔

22۔ التبیان۔ مناقب حضرت عثمان۔ 23۔ فتح الطالب۔ اخبار علی ابن ابی طالب۔

24۔ معجم اشیاخه۔ 25۔ ھالة البدر۔

26۔ المختصر المحتاج إلیه۔ 27۔ العبر في اخبار البشر من عبر۔

28۔ "المنتقیٰ"۔ اس کتاب کا پروفیسر حریریؒ نے اردو ترجمہ کیا ہے۔

29۔ قرة العینین فی ضبطِ رجال الصحیحین۔ 30۔ نبا الرجال۔

14 حوالہ جات

1۔ اردو دائرہ المعارف اسلامیہ۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور۔

2۔ تذکرۃ الحفاظ ۔ شمس الدین الذہبی مترجم محمد اسحاق۔

3۔ الأعلام خیر الدین للزرکلي ۔ ادرالعلم للملایین بروت۔

4. تذكرة المحدثين۔ ضیاء الدين اصلاحی۔
5. محمد ناصر الدين البانی ۔ دار السلام الرياض۔
6. الرد الوافر للإمام ابن ناصر الدين الدمشقي۔
7. بشار عواد معروف - مقدمة تحقيق سير أعلام النبلاء ۔ مؤسسة الرسالة ۔ بيروت 1412 هـ / 1992م
8. الصفدي ، الوافي بالوفيات ، ج 2 ، ص 164 .
9. الذهبي ، تاريخ الإسلام ، تحقيق د. بشار عواد ، ج 1 ، ص 5 - 9 .
10. عبد الوهاب السبكي - طبقات الشافعية الكبرى - تحقيق محمود محمد الطناحي وعبد الفتاح محمد الحلو - هجر للطباعة والنشر -القاهرة 1413 هـ / 1992م.
11. ابن كثير - البداية والنهاية - تحقيق عبد الله عبد المحسن التركي - هجر للطباعة والنشر -القاهرة - 1418 هـ / 1998م.
12. عبد الستار الشيخ - كتاب الإمام الذهبي - دار القلم - دمشق.
13. شاكر مصطفى - التاريخ العربي والمؤرخون- دار العلم للملايين - بيروت - 1993م.
14. المستطرفہ ۔ علامہ محمد بن جعفر کتانی۔
15. آزاد دائرہ المعارف ویکیپیڈیا۔ ترجمہ الذہبی۔
16. ويكيبيديا، الموسوعة الحرة۔ ترجمہ بشار عواد معروف۔
17. دین میں تقلید کا مسلہ۔ محدث زبیر علی زئیؒ۔

15حافظ عمادالدین اسماعیل ابن کثیرؒ

700ھ تا 774ھ

1 نام و نسب

نام۔اسماعیل۔کنیت۔ابوالفداء۔لقب۔عماد الدین اور ابن کثیر عرف ہے۔ سلسلہ نسب یہ ہے ۔
اسماعیل بن عمر بن کثیر بن ضوء بن ذرع القیسی البصروی ثم الدمشقی آپ ایک معزز اور علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے والد شیخ ابوحفص شہاب الدین عمر اپنی بستی میں خطیب تھے آپ کے بڑے بھائی شیخ عبد الوہاب ایک ممتاز عالم اور فقیہ تھے۔

2 ولادت اور تعلیم و تربیت

آپ کی ولادت 700ھ میں بمقام مجدل ہوئی جو ملک شام کے مشہور بصریٰ کے اطراف میں ایک قریہ ہے، اس وقت آپ کے والد یہاں کے خطیب تھے، ابھی آ پ تیسرے یا چوتھے برس میں ہی تھے کہ والد بزرگوار نے 703ھ میں وفات پائی اور نہایت ہی کم سنی میں آپ یتیمی کا داغ اٹھانا پڑا، باپ کاسایہ سرسے اٹھا تو بڑے بھائی نے اپنی آغوش تربیت میں لے لیا۔ والد کی وفات کے تین سال بعد یعنی 706ھ میں آپ اپنے برادر بزرگوار کے ساتھ دمشق چلے آئے اور پھر یہیں آپ کی نشو و نما ہوئی، ابتدا میں اپنے بڑے بھائی سے فقہ کی تعلیم پائی بعد کو شیخ برہان الدین ابراہیم بن عبد الرحمن فرازی معروف بہ ابن فرکاح شارح تنبیہ المتوفی 729ھ اور شیخ کمال الدین قاضی شہبہ سے اس فن کی تکمیل کی، اس زمانہ میں دستور تھا کہ طالب علم جس فن کو حاصل کرتا اس فن کی کوئی مختصر کتاب زبانی یاد کرلیتا۔ چنانچہ آپ نے بھی فقہ کی التنبیہ فی فروع الشافعیہ، مصنفہ شیخ ابواسحاق شیرازی المتوفی 476ھ کو حفظ کرکے 718ھ میں سنادیا اور اصول فقہ میں علامہ ابن حاجب مالکی المتوفی 746ھ کی مختصر کو زبانی یاد کیا۔ اصول کی کتابیں آپ نے علامہ شمس الدین محمود بن عبد الرحمن اصفہانی شارح مختصر ابن حاجب المتوفی 749ھ سے پڑھی تھیں۔
فن حدیث کی تکمیل آپ نے اس عہد کے مشہور اساتذہ فن سے کی تھی، علامہ سیوطی، ”ذیل تذکرۃالحفاظ“ میں لکھتے ہیں۔ سمع الحجازوالطبقۃ یعنی حجاز اور اس طبقہ کے علما سے آپ نے سماع حدیث کیا۔

3 اساتذہ و شیوخ

حجاز کے ہم طبقہ وہ علما جن سے آپ نے علم حدیث حاصل کیا اور جن کا ذکر خصوصیت سے آپ کے تذکرہ میں علما نے کیا ہے وہ حسب ذیل ہیں

1. حافظ جمال الدین یوسف بن عبد الرحمن مزی المتوفیٰ۔ 742ھ۔
2. بہاؤالدین قاسم بن عساکر المتوفیٰ۔ 723ھ۔
3. عفیف الدین اسحاق بن یحیی الامدی المتوفیٰ۔ 725ھ۔
4. شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ المتوفیٰ۔ 728ھ۔
5. بدرالدین محمد بن ابراہیم معروف بہ ابن سویدی المتوفیٰ۔711ھ
6. حافظ شمس الدین محمد ذہبی المتوفیٰ۔ 748ھ
7. عمادالدین محمد بن الشیرازی المتوفیٰ۔749ھ۔
8. محمد بن زراد۔ 9. ابن الرضی۔
10. عیسی بن المعطعم

لیکن ان تمام حضرات میں سب سے زیادہ جس سے آپ کو استفاد ہ کا موقع ملا وہ محدث شام حافظ جمال الدین یوسف بن عبد الرحمن مزی مصنف "تہذیب الکمال" المتوفیٰ۔ 742ھ ہیں۔ حافظ مزی نے خصوصی تعلق کی بنا پر اپنی صاحبزادی زینب کا آپ سے نکاح کر دیا تھا۔ اس رشتہ نے اس تعلق کو اور زیادہ استوار کر دیا۔ سعادت مند شاگرد نے اپنے محترم استاذکی شفقت سے پورا پورا فائدہ اٹھایا، مدت مدید تک حاضر خدمت رہے اور ان کی اکثر تصانیف کاجس میں تہذیب الکمال بھی داخل ہے بھی داخل ہے، خود ان سے سماع کیا اور اس فن کی پوری تکمیل ان ہی کی خدمت میں رہ کرکی چنانچہ سیوطیؒ لکھتے ہیں وتخرج بالمزی ولازمہ وبرع۔ اسی طرح شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ المتوفیٰ۔ 728ھ سے بھی آپ نے بہت کچھ علم حاصل کیا تھا اور عرصہ تک ان کی صحبت میں رہے تھے۔ حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ مصر سے آپ کو دیوسی، وانی اور ختنی وغیرہ نے حدیث کی اجازت دی تھی۔

4 درس و افتاء

تمام عمر آپ کی درس و افتاء، تصنیف و تالیف میں بسر ہوئی۔ "مدرسہ ام صالح" اور حافظ ذہبی کی وفات کے بعد "مدرسہ تنکریہ" میں آپ شیخ الحدیث کے عہدہ پر فائز رہے۔

5 تلامذہ

1. الحافظ علاء الدين بن حجي الشافعي.
2. محمد بن محمد بن خضر القرشي.

3. شرف الدين مسعود الأنطاكي النحوي.
4. محمد بن أبي محمد بن الجزري، شيخ علم القراءات.
5. ابنه محمد بن إسماعيل بن كثير.
6. ابن أبي العز الحنفي.
7. الحافظ أبو المحاسن الحسيني.
8. الحافظ زين الدين العراقي.
9. الإمام الزيلعي، صاحب نصب الراية.

6 علمی مقام

امام ابن کثیر کو علم حدیث کے علاوہ فقہ، تفسیر، تاریخ اور عربیت میں بھی کمال حاصل تھا، چنانچہ علامہ ابن العماد حنبلی، ابن حبیب سے ناقل ہیں۔ انتھت الیہ ریاستہ العلم فی التاریخ و الحدیث والتفسیر(ان پر تاریخ، حدیث اور تفسیر میں ریاست علمی ختم ہو گئی۔ درس وافتاء، ذکر الٰہی شگفتہ مزاجی : حافظ ابن کثیر کی تمام عمر درس وافتاء اور تصنیف و تالیف میں بسر ہوئی۔ حافظ ذہبی کی وفات کے بعد مدرسہ ام صالح اور مدرسہ تنکریہ (جو اس زمانہ میں علم حدیث کے مشہور مدرسے تھے)میں آپ شیخ الحدیث کے عہدہ پر فائز رہے، بڑے ذاکر شاغل تھے، چنانچہ ابن حبیب نے آپ کے متعلق لکھا کہ امام ذی التسبیح والتھلیل طبیعت بڑی شگفتہ پائی تھی۔ لطیفہ گو اور بذلہ سنج تھے، حافظ ابن حجر نے آپ کے اوصاف میں حسن الفاکہۃ کے الفاظ استعمال کیے ہیں، یعنی بڑا پر لطف مزاح کیا کرتے تھے۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ سے خصوصی تعلق: اخیر میں یہ واضح کردینا ضروری ہے کہ حافظ ابن کثیر کو اپنے استاذ علامہ ابن تیمیؒہ سے خصوصی تعلق تھا، جس نے آ پ کی علمی زندگی پر گہرا اثر ڈالا تھا اور اسی کا نتیجہ ہے کہ آپ بعض ان مسائل میں بھی امام ابن تیمیہ سے متاثر تھے جن میں وہ جمہور سے اختلاف رکھتے ہیں، چنانچہ ابن قاضی شہبہ اپنے طبقات میں لکھتے ہیں کانت لہ خصوصیۃ بابن تیمیہ مناضلتہ عنہ واتباع لہ فی کثیر من ارائنہ وکان یفتی برایہ فی مسئلتہ الطلاق وامتحن بسبب ذالک واوذی۔ ان کو ابن تیمیہ کے ساتھ خصوصی تعلق تھا اور ان کی طرف سے لڑا کرتے تھے اور بہت سی آراء میں ان کی اتباع کرتے تھے چنانچہ طلاق کے مسئلہ میں بھی انہی کی رائے پر فتوی دیتے تھے جس کے نتیجے میں آزمائش میں پڑے اور ستائےگئے۔

7 بصارت سے محرومی اور وفات

اخیر عمر میں بینائی جاتی رہی تھی، جمعرات کے دن شعبان کی چھبیس تاریخ 774ھ میں وفات پائی رحمتہ اللہ۔ اور مقبرہ صوفیہ میں اپنے محبوب استاذ شیخ الاسلام ابن تیمیؒہ کے

پہلو میں دفن کیے گئے، آپ کے کسی شاگرد نے آپ کی وفات پر بڑا درد انگیز مرثیہ لکھا ہے، جس کے دو شعر یہ ہیں لفقدک طلاب العلوم تاسفوا وجادوابدمع لایبیدغزیر ومزجواماء المدامع بالدما لکان قلیلا فیک یا ابن کثیر ترجمہ(شائقین علوم تمہارے اٹھ جانے پر متاسف ہیں، اس کثرت سے آنسو بہا رہے ہیں کہ تھمنے ہی کو نہیں آتے اور اگر وہ آنسوؤں کے ساتھ لہو بھی ملا دیتے تب بھی اے ابن کثیر تمہارے لیے تھوڑے تھے)

8 اولاد

پسماندگان میں دو صاحبزادے بڑے نامور چھوڑے تھے،

1۔ زین الدین عبد الرحمن جن کی وفات 792ھ میں ہوئی۔

2۔ بدرالدین ابوالبقاء محمد۔ یہ بڑے پایہ کے محدث گزرے ہیں۔ انہوں نے 803ھ میں بمقام رملہ وفات پائی،

• ان دونوں کا ذکر حافظ بن فہد مکیؒ نے ذیل تذکرۃالحفاظ میں بسلسلہ وفیات میں کیا ہے۔

9 کیٹلاگ

آپ نے تفسیر، حدیث، سیرت اور تاریخ میں بڑی بلند پایہ تصانیف یادگار چھوڑی ہیں، یہ آپ کے اخلاص کا ثمرہ اور حسن نیت کی برکت تھی کہ بارگاہ ایزدی سے ان کو قبول عام اور شہرت دوام کی مسند عطا ہوئی، مورخین نے آپ کے تصانیف کی افادیت اوران کی قبولیت کا ذکر خاص طور سے کیا ہے، ذہبی لکھتے ہیں، ولہ تصانیف مفیدۃ ابن حجر کہتے ہیں ۔ سادت تصانیفہ فی البلادفی حیاتہ وانتفع الناس بھا بعد وفاتہ ان کی زندگی میں ان کی تصانیف شہر شہر جا پہنچیں اور ان کی وفات کے بعد لوگ ان سے نفع اندوز ہوتے رہے۔ آپ کی جن تصانیف پر ہمیں اطلاع ملی ہے وہ حسب ذیل ہیں۔

(1) تفسیر القرآن العظیم : جس کے متعلق حافظ سیوطی تصریح کرتے ہیں کہ اس طرز پر دوسری تفسیرنہیں لکھی گئی، یہ تفسیر بالروایہ میں سب سے زیادہ مفید ۔ اس کے بہت سے اردو ترجمے ہوچکے ہیں۔"ڈاکٹر حافظ عمران ایوب نے علامہ محمد ناصر الدین البانیؒ اور شعیب ارناؤوطؒ وغیرہ کی تحقیق کے ساتھ اس کی پانچ جلدوں میں تخریج و تحقیق کی ہے" ۔
"دارالسلام نے جدید ترتیب و تہذیب کے ساتھ اسے عربی اور اردو میں شائع کیا ہے"۔

(2)الھدی والسنن فی احادیث المسانید والسنن : یہی کتاب ہے جو جامع المسانید کے نام سے مشہور ہے ۔ تعداد احادیث: 13547۔

(3)السیرۃ النبویہ صلی اللہ علیہ وسلم : یہ سیرت پر بڑی طویل کتاب ہے۔ اردو ترجمہ مولانا ہدایت اللہ ندویؒ صفحات۔ 1834 طبع مکتبہ قدوسہ لاھور ۔

(4) البدایہ والنہایہ : یہ فن تاریخ میں ان کی بیش بہا تصانیف ہیں اور مصر سے طبع ہو کر شائع ہوچکی ہے اس میں ابتدائے کائنات سے لے کر احوال آخرت تک درج ہیں۔ اردو ترجمہ نفیس اکیڈمی کراچی۔
(5) طبقات الشافعیہ : اس میں فقہا شافعیہ کا تذکرہ ہے ۔
(6) مناقب الشافعی : یہ رسالہ امام شافعی کے حالات میں ہے ۔
(7) تخریج احادیث ادلتہ التنبیہ۔
(8) تخریج احادیث مختصر ابن حاجب، التنبیہ اور مختصر یہ دونوں کتابیں وہی ہیں جن کو مصنف نے عہد طالب علمی میں حفظ کیا تھا، ان دونوں کتابوں میں کتب حدیث سے تخریج بھی لکھی ہے۔
(9)شرح صحیح بخاری : اس کی تصنیف بھی شروع کی تھی مگر ناتمام رہ گئی 'کشف الظنون میں ہے کہ صرف ابتدائی ٹکڑے کی شرح ہے۔ مصنف نے اس کا ذکر اختصار علوم الحدیث میں کیا ہے۔
(10)الاحکام الکبیر : یہ کتاب بہت بڑے پیمانہ پر احادیث احکام میں لکھنی شروع کی تھی 'مگر کتاب الحج تک لکھ سکے تمام نہ کرسکے 'مصنف نے اختصار علوم الحدیث میں اس کتاب کا بھی ذکر کیا ہے۔
(11)اختصار علوم الحدیث : نواب صدیق حسن خاں نے منہج الوصول فی اصطلاح احادیث الرسول میں اس کا نام الباعث الحثیث علی معرفتہ علوم الحدیث لکھا ہے 'یہ علامہ ابن صلاح المتوفی **643**ھ کی مشہور کتاب علوم الحدیث معروف بہ مقدمہ ابن صلاح کا جو اصول حدیث میں ہے 'اختصار ہے 'مصنف نے اس میں جابجا مفید اضافے کیے ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں ولہ فیہ فوائد(اس کتاب میں حافظ ابن کثیر کے بہت سے افادات ہیں ۔)
(12)مسند الشیخین : اس میں شیخین یعنی حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے جو حدیثیں مروی ہیں انکو جمع کیا گیا ہے۔ مصنف نے اختصار علوم الحدیث میں اپنی ایک تصنیف مسند عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا ہے۔ یہ معلوم نہ ہوسکاکہ آیا وہ مستقل علاحدہ کتاب ہے یا اسی کا حصہ ثانی ہے۔
(13)التکمیل فی معرفتہ الثقات والضعفاء والمجاہیل۔
(14)الفصول فی اختصار سیرۃ الرسول: یہ سیرت پر ایک مختصر کتاب ہے۔ مصنف نے اس کا ذکر اپنی تفسیر میں سورہ احزاب کے اندر غزوہ خندق کے بیان میں کیا ہے۔ اس کتاب کا قلمی نسخہ مدینہ منورہ میں کتب خانہ شیخ الاسلام میں موجود ہے۔
(15)کتاب المقدمات : اس کا ذکر مصنف نے اختصار علوم الحدیث میں کیا ہے۔
(16)مختصر کتاب المدخل للبیہقی : اس کا ذکر بھی اختصار الحدیث کے مقدمہ میں کیا ہے۔

(17)الاجتہاد فی طلب الجہاد : جب فرنگیوں نے قلعہ ایاس کا محاصرہ کیااس وقت آپ نے یہ رسالہ امیر منجک کے لیے لکھا'یہ رسالہ مصر سے چھپ کر شائع ہوچکا ہے۔
(18)رسالتہ فی فضائل القرآن : یہ رسالہ بھی تفسیر ابن کثیر کیساتھ مطبع المنار مصر میں طبع ہوچکا ہے۔
(19)مسند امام احمد بن حنبل کو بھی حروف پر مرتب کیا تھا اور ا سکے ساتھ طبرانی کی معجم اور ابو یعلی کی مسند سے زوائد بھی درج کیے تھے۔ امام ابن کثیر کی تمام تصانیف میں یہ خوبی عیاں ہے کہ جو کچھ لکھتے ہیں نہایت تحقیق کے ساتھ لکھتے ہیں اور مفصل لکھتے ہیں 'عبارت سہل اور پیرایہ بیان دلکش ہوتا ہے۔
(20)الفصول فی اختصار سیرة الرسول۔

10 حوالہ جات

1. الأعلام ۔ خير الدين للزركلي ۔ طبع بروت۔
2. طبقات المفسرين للدودي (11/1) وإنباء الغمر بأبناء العمر، لابن حجر (45/1). وفي الدرر الكامنة في أعيان المئة الثامنة؛ لابن حجر (399/1).
3. البداية والنهاية لابن كثير، الجزء الأول - الصفحة 16 (الطبعة الثانية لدار بن كثير")۔
4. شذرات الذهب في أخبار من ذهب (1/ 67)، والمنهل الصافي والمستوفى بعد الوافي (2/414)، والدرر الكامنة في أعيان المائة الثامنة (1/ 445)، وطبقات الحفاظ للسيوطي (534)، والأعلام للزركلي (1/320)
5. الدرر الكامنة في أعيان المائة الثامنة لابن حجر العسقلاني (446-1/445)۔
6. کاروانِ حدیث۔ عبدالرشید عراقی۔ نور اسلام اکیڈمی۔ لاہور۔
7. ترجمة ابن كثير في مقدمة تحقيق كتاب "البداية والنهاية" بإشراف د. عبد الله التركي (33-1/13)
8. محمد الزحيلي: ابن كثير الدمشقي ص:150- 152
9. فوائد وفرائد لشيخنا۔العلامة الدكتور محمد تقي الدين الهلالي -رحمه الله تعالى۔
10. تاریخ دعوت و عزیمت۔ والیم 2 ۔ سید ابوالحسن علی ندویؒ۔
11. تاریخ تفسیر و مفسرین۔ محمدحسین ذہبیؒ و پروفیسر حریریؒ۔
12. معجم المحدثين (1/56)۔

16محدث زین الدین عبدالرہیم العراقیؒ

725ھ تا 806ھ

1 نام و نسب

کنیت بو الفضل۔لقب زین الدین۔نام عبد الرحيم بن حسين بن عبد الرحمن بن أبي بكر بن إبراهيم الكردي العراقي۔

2 ولادت اور وطن

عبد الرحیمؒ بن حسین اثری العراقيؒ۔**11** جمادی الاولی **725**ھ بمطابق **1325**ء میں "المهران مصر"میں پیدا ہوئے آپ کے آباء اصلاً الرازياني العراقي ہیں۔

3 اساتذہ و شیوخ

محدث زین الدین عبد الرحیم اثری العراقيؒ کے چند شیوخ کے نام درج ذیل ہیں۔

1 - الحافظ قاضي القضاة علي بن عثمان بن إبراهيم المارديني ، المشهور بـ ((ابن التركماني)) الحنفي (**683**ھ - **750** ھ) صاحب الجوہر النقی فی الرد علی البیہقی۔

2 - المُسْنِد المعمر صدر الدين أبو الفتح محمد بن محمد بن إبراهيم الميدومي المصري (**664**ھ - **754**ھ)۔

3 - الإمام الحافظ العلاّمة علاء الدين أبو سعيد خليل بن كيكلدي بن عبد الله العلائي الدمشقي ثم المقدسي (**694**ھ - **761**ھ)۔ صاحب جامع التحصیل۔

4 - العلاّمة علاء الدين أبو عبد الله مغلطاي بن قُليج بن عبد الله البكجري الحكري الحنفي (**689**ھ - **762**ھ)۔

5 - العلاّمة جمال الدين أبو محمد عبد الرحيم بن الحسن بن علي الإسنوي ، شيخ الشافعية (**704**ھ - **774**ھ)۔

4 تلامذہ

حافظ عراقیؒ کے چند تلامذہ کے نام درج ذیل ہیں۔

1 - الإمام برهان الدين أبو إسحاق إبراهيم بن موسى بن أيوب الأبناسي (725ھ - 802ھ)۔
2 - الإمام الحافظ نور الدين أبو الحسن علي بن أبي بكر بن سليمان الهيثميؒ القاهري (735ھ - 807ھ) آپ حافظ العراقیؒ کے داماد تھے۔ مجمع الزوائد آپ کی چند مشہور کتب میں شامل ہے۔
3 - حافظ عراقی کا بیٹا، "الإمام العلاّمة الحافظ ولي الدين أبو زرعة أحمد بن عبد الرحيم بن الحسين العراقي الأصل المصري" (762ھ - 826ھ)۔
4 - محدث شہاب الدین ابوالعباس احمد بن ابوبکر کنانی البوصیریؒ(762ھ - 840ھ)۔
5 - الحافظ برهان الدين أبو الوفاء إبراهيم بن محمد بن خليل الحلبي المشهور بسبط ابن العجمي(753ھ - 851ھ)۔
6 - الإمام العلاّمة الحافظ الأوحد شهاب الدين أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد الكناني العسقلاني المعروف بابن حجرؒ (773ھ - 852ھ) آپ کا مستقل ترجمہ علیحدہ پیش کیا جائے گا، ان شاء اللہ۔

5 مختصر حالات

حافظ زین الدین عبدالرحیم بن حسین اثری عراقیؒ اپنے زمانہ کے حافظ العصر اوریکتائے روزگارفاضل تھے حدیث کے فن میں آپ نے متعدد کتب تصنیف کیں۔
”حافظ جمال الدیں زیلعیؒ متوفیٰ۔762ھ حافظ زین الدین عرقیؒ کے رفیق کار اورہمنوا تھے یہ دونوں دوست تخریج احادیث کا شغف رکھتے تھے اوراس سلسلہ میں کتب حدیث کے مطالعہ کے شائق تھے۔حافظ عراقی نے ”احیاءعلوم الدین۔غزالی“ میں مندرج احادیث اور”جامع ترمذی“کی ان احادیث کی تخریج کی جن کی جانب ترمذی ہرباب میں اشارہ کرتے ہیں زیلعی نے”تفسیر کشاف“اور ”الھدایہ“میں مشمولہ احادیث کی تخریج کی“۔
”زین الدین عرقیؒ کے دوسرے رفیق إمام محدث نور الدين أبو الحسن علي بن أبوبكر بن سليمان الهيثميؒ۔ 735ھ - 807ھ۔ تھے موصوف سماع حدیث میں حافظ العراقیؒ کے رفیق ان کے تلمیذ اور داماد تھے۔ محدث نور الدین الهیثمیؒ تمام عمر سفر و حضر میں حافظ عراقیؒ کے ساتھ رہے۔ دونوں نے مل کر تمام حج ادا کیے۔اور زندگی کے تمام سفر ایک ساتھ مل کرطے کیے۔حافظ عراقی نے ہی محدث نور الدین الھیثمی کو کتب الزوائد پر کام کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ محدث نور الدین الھیثمی نے”مجمع الزوائد“۔اور”موارد الظمآن الی الزوائدصحیح ابن حبان علی صحیحین“ لکھیں اورحافظ عراقیؒ نے ”تقريب الأسانيد وترتيب المسانيد“۔ اور ”طرح التثريب في شرح التقريب“۔ لکھیں“۔
جن مجالس میں بیٹھ کر آپ نے حدیث کا درس دیا تھا ان کی تعداد چار صد سے زائد ہے آپ نے حدیثیں لکھوانے کا آغاز۔ 796ھ میں کیا۔آپ آٹھویں صدی ہجری کے مجدد ہیں۔اللہ کریم نے آپ

کے ہاتھوں مردہ سنتوں کو تازہ زندگی بخشی۔ آپ اپنے حافظہ کی مدد سے صاف ستھری اور حشو وزوائد سے پاک حدثیں املا کرایا کرتے تھے۔

6 حدیث میں علمی مقام

حافظ العراقی اپنے زمانے کے سب سے بڑے محدث مانے جاتے تھے جن کا علوم حدیث کی معرفت میں کوئی ثانی نہیں تھا۔ آپ بہت ذہین اور قوی حافظہ کے مالک تھے۔ آپ کے بارے میں علماء کے چند اقوال درج ذیل ہیں.

1- حافظ عراقی کے شیخ العز بن جماعۃ فرماتے ہیں۔ "كلّ مَن يدّعي الحديث في الديار المصرية سواه فهو مدَّعٍ"

2 - التقی بن رافع السلامی فرماتے ہیں ۔ "ما في القاهرة مُحَدِّثٌ إلاّ هذا ، والقاضي عزّ الدين ابن جماعة" ترجمہ "قاہرہ میں آپ کے اور عز الدین ابن جماعہ کے علاوہ کوئی اتنا بڑا محدث نہیں ہے۔"

اور جب عز الدین ابن جماعہ کی وفات ہو گئی تو آپ نے فرمایا: "ما بقي الآن بالقاهرة مُحَدِّثٌ إلاّ الشيخ زين الدين العراقي" ترجمہ "اب قاہرہ میں کوئی محدث نہیں بچا سوائے شیخ زین الدین العراقی کے"

3 - حافظ ابن الجزری نے آپ کے متعلق فرمایا ۔ "حافظ الديار المصرية ومُحَدِّثُها وشيخها" ترجمہ"آپ دیار مصر کے محدث اور شیخ ہیں۔"

4 - علامہ ابن ناصر الدین فرماتے ہیں ۔"الشيخ الإمام العلاّمة الأوحد ، شيخ العصر حافظ الوقت ... شيخ الْمُحَدِّثِين عَلَم الناقدين عُمْدَة المخرِّجِين"۔

5 - علامہ ابن قاضی شهبة فرماتے ہیں ۔ "الحافظ الكبير المفيد المتقن المحرّر الناقد ، محَدِّث الديار المصرية ، ذو التصانيف المفيدة"

6 - علامہ التقی الفاسی فرماتے ہیں ۔"الحافظ المعتمد ، ... ، وكان حافظاً متقناً عارفاً بفنون الحديث وبالفقه والعربية وغير ذلك ، ... ، وكان كثير الفضائل والمحاسن" ترجمہ "آپ معتمد حافظ تھے... آپ حافظ متقن تھے۔ حدیث کے فنون، فقہ، عربی، اور دیگر علوم سے اچھی طرح واقف تھے... آپ کے فضائل و محاسن بہت زیادہ ہیں۔"

7 - حافظ ابن حجر العسقلانی نے فرمایا۔ "حافظ العصر" یعنی آپ اپنے زمانے کے سب سے بڑے حافظ تھے۔

آپ نے مزید فرمایا: "الحافظ الكبير شيخنا الشهير"

8 - علامہ ابن تغری فرماتے ہیں۔"الحافظ ، ... شيخ الحديث بالديار المصرية ، ... وانتهت إليه رئاسة علم الحديث في زمانه" ترجمہ "آپ (قرآن و حدیث کے) حافظ تھے... مصر کے شیخ الحدیث تھے... اور آپ کے دور میں علم حدیث کی معرفت آپ پر ختم تھی۔"

9 - علامہ ابن فهد فرماتے ہیں۔"الإمام الأوحد ، العلاّمة الحجة الحبر الناقد ، عمدة الأنام حافظ الإسلام ، فريد دهره ، ووحيد عصره ، من فاق بالحفظ والإتقان في زمانه ، وشهد له في التفرّد في فنه أئمة عصره وأوانه" اس کے علامہ بھی آپ نے امام عراقی کی ثناء میں کافی لمبا کلام کیا ہے۔

10 - جمال الدین سیوطی نے کہا۔"الحافظ الإمام الكبير الشهير ،... حافظ العصر"

اس کے علاوہ بھی آپ کی ثناء میں کافی اقوال موجود ہیں۔

آپ کے خاص شاگرد ، ابن حجر العسقلانی اپنے شیخ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔

((كان الشيخ منور الشيبة ، جميل الصورة ، كثير الوقار ، نزر الكلام ، طارحاً للتكلف ، ضيق العيش ، شديد التوقي في الطهارة ، لطيف المزاج ، سليم الصدر ، كثير الحياء ، قلَّما يواجه أحداً بما يكرهه ولو آذاه ، متواضعاً منجمعاً ، حسن النادرة والفكاهة ، وقد لازمته مدّة فلم أره ترك قيام الليل ، بل صار له كالمألوف ، وإذا صلَّى الصبح استمر غالباً في مجلسه ، مستقبل القبلة ، تالياً ذاكراً إلى أن تطلع الشمس ، ويتطوع بصيام ثلاثة أيام من كلِّ شهر وستة شوال ، كثير التلاوة إذا ركب ...))

7 فقہی مسلک

حافظ زین الدین عبد الرحیم اثری العراقي کو امام شافعی کے مذہب کی طرف منتسب کیا جاتا ہے لیکن یہ انتساب ہرگز تقلید کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ وہ زمانہ ہی ایسا تھا کہ حکام و مقلدین کے دباؤ کی وجہ سے ہر کسی کو کسی نہ کسی مذہب کی طرف منتسب ہونا پڑتا تھا۔ ورنہ تو علامہ سیوطیؒ نے آپ کو "مجتہد مطلق" شمار کیا ہے۔

8 عقائد

دلائل و قرائن سے یہ ثابت ہے کہ حافظ العراقی سلفی العقیدہ تھے، اہل سنت والجماعت کے مذہب کی پیروی کرتے تھے اور اہل البدع کے خلاف تھے۔ تفصیل کے لئے دیکھیں، کتاب "الحافظ العراقي وأثره في السنة" ص 195 - 205۔

9 وفات

محدث زین الدین عبد الرحیم بن حسین اثری العراقي نے 8 شعبان 806ھ بمطابق1403ء کو81 سال کی عمر میں"قاہرہ مصر" میں وفات پائی۔

10 مؤلفات العراقی

ان کی کتب کی فہرست دو قسموں میں تقسیم کی جائیں گی۔ پہلی وہ قسم جو آپ نے علوم حدیث کے علاوہ دوسرے علوم پر لکھیں مثلا فقہ، اصول، علوم القرآن وغیرہ۔ اور دوسری وہ قسم جو آپ نے علوم حدیث پر لکھیں.

* پہلی قسم

1 – أجوبة ابن العربي۔
2 – إحياء القلب الميت بدخول البيت۔
3 – الاستعاذة بالواحد من إقامة جمعتين في مكان واحد۔
4 – أسماء الله الحسنى۔
5 – ألفية في غريب القرآن۔
6 – تتمات المهمات۔
7 – تاريخ تحريم الربا۔
8 – التحرير في أصول الفقه۔
9 – ترجمة الإسنوي۔
10 – تفضيل زمزم على كلّ ماء قليل زمزم۔
11 – الرد على من انتقد أبياتاً للصرصري في المدح النبوي۔
12 – العدد المعتبر في الأوجه التي بين السور۔
13 – فضل غار حراء۔
14 – القرب في محبة العرب۔
15 – قرة العين بوفاء الدين۔
16 – الكلام على مسألة السجود لترك الصلاة۔
17 – مسألة الشرب قائماً۔
18 – مسألة قصّ الشارب۔
19 – منظومة في الضوء المستحب۔
20 – المورد الهني في المولد السني۔
21 – النجم الوهاج في نظم المنهاج۔
22 – نظم السيرة النبوية۔
23 – النكت على منهاج البيضاوي۔
24 – هل يوزن في الميزان أعمال الأولياء والأنبياء أم لا ؟۔

* دوسری قسم ۔ علوم حدیث

1 – الأحاديث المخرّجة في الصحيحين التي تُكُلِّمَ فيها بضعف أو انقطاع .
2 – "تقريب الأسانيد وترتيب المسانيد"۔ یہ کتاب احادیث الاحکام پر مشتمل ہے۔ حافظ عراقی کتاب کے خطبہ میں لکھتے ہیں"میں نے ارادہ کیا کہ اصّح الاسانید پر مشتمل کچھ احادیث جمع کردوں یہ اسانید یا تو علی الاطلاق صحیح تر ہوں یا ان احادیث کے روایت کرنے والے صحابی تک پہنچے کے لحاظ سے اصّح الاسانید ہوں"۔ "اس کے بعد مصنف کتب حدیث سے احادیث اخذ کرنے اور ان کی جانب احادیث منسوب کرنے کے بارے اپنا طریقہ ذکر کرتے ہیں یہ کتاب اپنے باب میں نہایت عظیم المرتبت ہے مولف نے خود بھی اس کتاب کی شرح لکھی ہے شرح کا آغاز ایک مقدمہ سے کیا ہے جس میں ان رجال سے بحث کی ہے جن کا ذکر اس کتاب میں آیا ہے حتیٰ کہ اپنے بیٹے "ابوزُرعہؒ" کا حال بھی تحریر کیا ہے جس کے لیے موصوف نے یہ کتاب تصنیف کی ہے مگر حافظ عراقی اس شرح کی تکمیل نہ کر سکے بعدازاں ان کے بیٹے "ابوزُرعہ۔ متوفیٰ 826ھ" نے اس کو مکمل کیا اس شرح کا نام "طرح التثریب فی شرح التقریب" ہے"۔ "یہ کتاب نہایت جامع اور علمی فوائد و مباحث سے لبریز ہے مولف نے اس میں حریت فکر و نظر سے کام لیتے ہوئے آزادانہ بحث کی اور اسی مسلک کی بے جا حمایت و طرفداری نہیں کی مولف کی اس بے تعصبی اور آزادی فکر نے کتاب کو چار چاند لگا دیئے ہیں اس کتاب میں فقۃالحدیث سے متعلق جو نکات و دقائق ودیعت کیے گئے ہیں یہ اس پر مزید ہیں"۔ "یہ شرح مصر سے 1353ھ طبع ہو چکی ہے متن کو شرح سے الگ رکھا گیا ہے اور اسے آغاز صفحہ میں تحریر کیا گیا ہے یہ کتاب آٹھ مجلدات پر مشتمل ہے"۔
3 – طرح التثريب في شرح التقريب۔
4 – أطراف صحيح ابن حبان۔
5 – الباعث على الخلاص من حوادث القصاص۔
6 – بيان ما ليس بموضوع من الأحاديث۔
7 – تبصرة المبتدي وتذكرة المنتهي۔
8 – ترتيب من له ذكر أو تجريح أو تعديل في بيان الوهم والإيهام۔
9 – تخريج أحاديث منهاج البيضاوي۔
10- تساعيات الميدومي۔
11- الأربعون البلدانية۔
12- التقييد والإيضاح لما أطلق وأغلق من كتاب ابن الصلاح۔
13- تكملة شرح الترمذي لابن سيد الناس۔
14- جامع التحصيل في معرفة رواة المراسيل۔
15- ذيل على ذيل العبر للذهبي۔
16- ذيل على كتاب أُسد الغابة۔
17- ذيل مشيخة البياني۔

18- ذيل مشيخة القلانسي.
19 – ذيل ميزان الاعتدال للذهبي.
20- ذيل على وفيات ابن أيبك.
21- رجال سنن الدارقطني.
22- رجال صحيح ابن حبان.
23- شرح التبصرة والتذكرة.
24- شرح تقريب النووي.
25- الأمالي.
26- عوالي ابن الشيخة.
27- عشاريات العراقي.
28- فهرست مرويات البياني.
29- الكلام على الأحاديث التي تُكُلِّمَ فيها بالوضع ـ وهي في مسند الإمام أحمد.
30 – الكلام على حديث : التوسعة على العيال يوم عاشوراء.
31- الكلام على حديث : صوم ستٍّ من شوال.
32- الكلام على حديث : من كنت مولاه فعليٌّ مولاه.
33- الكلام على حديث : الموت كفّارة لكل مسلم.
34- الكلام على الحديث الوارد في أقل الحيض وأكثره.
35- المستخرج على مستدرك الحاكم.
36- معجم مشتمل على تراجم جماعة من القرن الثامن.
37- المغني عن حمل الأسفار في الأسفار بتخريج ما في الإحياء من الأحاديث والآثار.
38- مشيخة عبد الرحمن بن علي المصري المشهور بابن القارئ.
39- مشيخة محمد بن محمد المربعي التونسي وذيلها.
40- من روى عن عمرو بن شعيب من التابعين.
41- من لم يروِ عنهم إلا واحد.
42- نظم الاقتراح.

11 مراجع

1. دراسة تحليلية لسيرة الحافظ العراقي للدكتور ماهر ياسين الفحل.
2. الحافظ العراقي وأثره في السنة للشيخ أحمد معبد عبد الكريم - حافظ العراقی کی تفصیلی سیرت کے لئے یہ بہترین کتاب ہے۔
3. لحظ الألحاظ 221.

4. الضوء اللامع 4 / 173.
5. البدر الطالع 1 / 354.
6. غاية النهاية 1 / 382.
7. الردّ الوافر 107.
8. طبقات الشافعية 4 / 29.
9. ذيل التقييد 114 / أ – 115 / ب.
10. إنباء الغمر 2 / 275.
11. المجمع المؤسس 89 / أ.
12. النجوم الزاهرة 13 / 34.
13. طبقات الحفاظ : 543.
14. التنبئة بمن يبعثه الله على رأس كل مائة ص 51.
15. تاريخ حديث ومحدثين۔ پروفیسر محمد ابوھو، ازہری۔ترجمہ پروفیسرحریریؒ۔

17 محدث نورالدین علی الھیثمیؒ

735ھ تا 807ھ

1 نام و نسب

نورالدین ابوالحسن علی بن ابی بکر بن سلیمان الہیثمیؒ المصري۔

2 ولادت اور وطن

آپ رجب۔ 735ھ بمطابق۔ 1335عیسوی کو مصر میں پیدا ہوئے۔

3 اساتذہ و شیوخ

١ "أبي الفتوح الميدومي"۔ ٢ "وابن الملوك"۔ ٣ "وابن القطرواني"۔ ٤ "ابن الخباز"۔ ٥ "وابن الحموي"۔ ٦ "وابن قيم الضيائية"۔

* ٧ حافظ زین الدین عراقیؒ [725ھ تا806ھ] محدث ہیثمیؒ نےعلم حدیث سب سے زیادہ حافظ عراقؒی سے حاصل کیاعراقی کی تعلیم وتربیت نے ہی ہیثمی کو محدث کبیر بنایا.موصوف سماع حدیث میں محدث عراقی کے رفیق ان کے تلمیذ اور داماد تھے نورالدین الہیثمی نے سفر حضر میں اپنے استاذ حافظ عراقی کا ساتھ نہیں چھوڑا دونوں نے مل کر تمام حج ادا کیے تھے ۔ محدث عراقیؒ نے ہی نورالدین ہیثمیؒ کو کتب الزوائد پر کام کرنے کامشورہ دیا تھا۔

4 تلامذہ

1: محدث شہاب الدین البوصیریؒ. 762ھ/840ھ۔
2: حافظ برھان الدین ابراھیم بن محمد بن خلیل حلبی (سبط ابن عجمیؒ)753ھ/851ھ۔
3: امام الحدثین حافظ ابن حجرؒ عسقلانی۔773ھ/852ھ۔
4: علامہ تقی الدین ابن فھد مکی۔787ھ/871ھ۔

5 حدیث میں درجہ و مرتبہ

دراصل محدث ہیثمی اور انہی کی طرح کے دیگر تمام علماء جنھوں نے کتب احادیث پرکام کرکے ان سے استفادہ میں سہولت پیدا کی ہے۔ ان سب حضرات پر یہ بات صادق آتی ہے کہ ان لوگوں نے اپنی عمرعزیز کا بہت بڑا حصہ قربان کرکے بعد میں آنے والے متلاشیان علم حدیث کےوقت اور محنت کو بچایا ہے اور ان پر احسان عظیم کیا ہے. محدث شہاب الدین بوصیریؒ کی "المسا نید العشرۃ" میں دس کتب کے زوائد ہیں حافظ ابن حجرؒ کی "المسانید الثمانیہ" میں 8 کتب کے زوائد ہیں محدث ہیثمیؒ کی کتاب "مجمع زوائد" میں 6 کتب کے زوائد ہیں لیکن ہیثمی کی مجمع الزوائد سب سے زیادہ مشہور ہے امت نے سب سے زیادہ اس کتاب پر اعتنا کیا ہے۔ اس سے آپ ہیثمی کے علی مر تبہ کا اندازہ کرسکتے ہیں. محدث ہیثمیؒ جس علمی مرتبے پر فائز تھے اور انھوں نے تفہیم حدیث میں امت کی جس طرح رہنمائی کی اس پر انکے ہم عصر علمائے کبارحافظ ابن حجرؒعسقلانی ،تقی الفاسیؒ اور شمس الدین سخاویؒ وغیرہ نے انھیں دل کھول کر خراج تحسین پیش کیا ہے۔

1۔ حافظ ابن حجرعسقلانیؒ فرماتے ہیں ۔ نورالدین الہیثی زیادہ مشق کرنے کی وجہ سے متون احادیث کو عمدہ بنانے کے لیے حاضر دماغ تھے ، باوقار ، نرم دل ، بہت اچھے دیندار ، لوگوں سے محبت کرنے والے ، سلیم الفطرت ، بہت زیادہ نیکی کرنے والے ، اساتذہ کی جماعت کا خصوصاً تکلیف کے باوجود ناقابل برداشت بوجھ اٹھانے والے تھے۔

2۔ شمس الدین سخاویؒ کہتے ہیں دین ، تقوی اور زہد میں وہ بہترین شخصیت کے مالک تھے ، مزید کہتے ہیں علم کا شوق رکھنے والے ، کلام کو تفصیل سے بیان کرنے والے تھے عبادت اور استاذ کی خدمت کرنے والے ، لوگوں کے ساتھ معاملے کو غلط ملط کرنے والے نہ تھے اور حدیث اور اہل حدیث سے محبت کرنے والے تھے۔

3۔ التقی الفاسیؒ فرماتے ہیں ۔ متون احادیث اور آثار کو یاد رکھنے والے تھے۔

4۔ الاقفھسیؒ فرماتے ہیں ۔ امام ، عالم ، حافظ ، زاہد ، عاجز ، لوگوں سے محبت کرنے والے ، عبادت کرنے والے ، اور متقی انسان تھے۔

6 عادات و اخلاق

اصحاب سیر و تذکار کے بیانات سے معلوم ہوتا ھے کہ محدث نورالدین ہیثمیؒ صاحب کے عادات و خصائل نہایت پاکیزہ تھے عفت و قناعت انکی سیرت کا اہم جوہر تھی زہد و ورع اورشمائل و اخلاق میں وہ سلف صالحین اور علمائے ربانیین کے اوصاف کے حامل تھے۔

7 ضبط و ثقاہت اور علم رجال

ان کے حفظ و ضبط اور عدالت و ثقاہت میں کوئی کلام نہیں کیا گیا ھے۔ ان کے معاصرین ، تلامذہ اور سوانح نگاروں نے ان کو محدث کبیر۔حافظ العصر۔ثقہ اور حجت وغیرہ کہا ھے . حدیث کی طرح اس کے متعلقہ علوم یعنی علل حدیث اور فن رجال میں بھی ماہر تھے۔

8 فقہی مسلک

آپ کو شافعی مذہب کی طرف منتسب کیا جاتا ھے لیکن یہ انتساب ہرگز تقلید کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ وہ زمانہ ہی ایسا تھا کہ احکام مقلدین کے دباؤ کی وجہ سے ہر کسی کو کسی نہ کسی مذہب کی طرف منتسب ہونا پڑ تا تھا ورنہ آپ اپنے استاذ حافظ عراقیؒ کی طرح سلفی اثری تھے الشیخ بدیع الدین شاہ راشدیؒ نے آپکو سلفی لکھا ہے مقالات راشدیہ جلد.2 نیز دیکھیں ترجمہ عراقی۔

9 وفات

علم وعمل کا یہ آفتاب محقق شہیر حافظ العصر علامہ نورالدین ہیثمیؒ قمری حساب سے 72 سال اور شمسی حساب سے 70 سال کی عمر میں29 رمضان المبارک 807ھ/ 1405عیسوی کو سرزمین قاھرہ میں ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔

10 کیٹلاگ

1 البدر المنير في زوائد المعجم الكبير.
2 بغية الباحث عن زوائد الحارث.
3 ترتيب الثقات لابن حبان.
4 ترتيب الثقات للعجلي.
5 تقريب البغية في ترتيب أحاديث الحلية.
6 زوائد ابن ماجة على الكتب الخمسة.
7 غاية المقصد في زوائد أحمد.
8 كشف الأستار عن زوائد البزار.
9 مجمع البحرين في زوائد المعجمين: (الأوسط والصغير)
10 مجمع الزوائد ومنبع الفوائد.
11 المقصد الأعلى في زوائد أبي يعلى.

12 موار الظمآن لزوائد ابن حبان۔
دو کتب کا تعارف

1 مجمع الزوائد ومنبع الفوائد

اس کتاب میں ١"مسنداحمد"، ٢"مسند ابویعلیٰ"، ٣"مسند بزّاز"، ٤ "معجم کبیر طبرانی"، ٥ "معجم الاوسط طبرانی"، ٦ "معجم الصغیر طبرانی"۔کی وہ احادیث ہیں جو صحاح ستّہ میں نہیں. اس کتاب میں اسانید کو حذف کردیا گیا هے اور حدیث کی درجہ بندی کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے یا حسن یا ضعیف یہ کتاب اپنے باب میں عدیم النظیر ہے۔
الناشر المكتبة القدسى القاهره 10جلدیں صفحات.3485 کل احادیث.18776۔
جلدیں.کتب اور احادیث:
{1} الجزء الأول: 1الإيمان - 4الصلاة * 1 - 1901
{2} الجزء الثاني: تابع 4الصلاة - 5الجنائز * 1902 - 3951
{3} الجزء الثالث: تابع 5الجنائز - 8الحج * 3952 - 5840
{4} الجزء الرابع: تابع 8الحج - 18الطلاق * 5841 - 7804
{5} الجزء الخامس: تابع 18الطلاق - 24الجهاد * 8705 - 9766
{6} الجزء السادس: تابع 24الجهاد - 29التفسير * 9767 - 10914
{7} الجزء السابع: تابع 29التفسير - 32الفتن * 10915 - 12555
{8} الجزء الثامن: تابع 32الفتن - 36علامات النبوة * 12556 - 14145
{9} الجزء التاسع: تابع 36علامات النبوة - 37المناقب * 14146 - 16188
{10} الجزء العاشر: تابع 37المناقب - 44أهل الجنة * 16189 . 18776.

2 موارد الظمآن الیٰ زوائدصحیح ابن حبّان علی الصحیحین

اس کتاب میں ابن حبّان کی وہ احادیث ہیں جو بخاری،مسلم میں نہیں ہیں کل احادیث. 2638 ہیں علامہ البانیؒ کی تحقیق کے مطابق صحیح.2237۔ ضعیف. 348 ہیں۔صحیح ابن حبان میں کل احادیث۔ 7448 ہیں نیز محدث ھیثمی کی تحقیق کے مطابق ابن حبان کی۔ 4810 احادیث بخاری،مسلم میں ہیں۔
موارد الظمآن کتاب الایمان سے شرو ع ہو کر کتاب الجنة پرختم ہوتی ہے۔

11 حوالہ جات

:1 مجمع الزوائد۔ نورالدین الهیثمی۔

2:   موارد الظمآن۔ تحقیق البانیؒ۔

3:   تاریخ حدیث ومحدثین۔ پروفیسر محمد ابوزھو، الازھریؒ۔

4:   المستطرفة۔ علامہ محمد بن جعفر کتانیؒ۔

5:   ویکیبیدیا، الموسوعة الحرة۔ الہیثمیؒ۔

6:   ترجمہ مولف الہیثمی۔ مکتبہ الشاملہ۔

7:   الحافظ العراقی و اثرہ فی السنة۔ ڈاکٹر احمد معبد عبدالکریم۔

18محدث شہاب الدین احمد البوصیریؒ

762ھ تا 840ھ

1 نام و نسب

شہاب الدین ابوالعباس احمد بن ابوبکر محمد بن اسماعیل بن سلیم بن قیماز بن عثمان بن عمر بن طلحہ کنانی البوصیری نزیل قاہرہ۔

2 ولادت اور وطن

محدث شہاب الدین احمد البوصیریؒ محرم 762ھ بمطابق۔ 1360ءعیسوی کو پیدا ہوئے آپ بعد میں قاہرہ منتقل ہو گئے۔

3 اساتذہ و شیوخ

1۔ علامہ برہان الدین التنوخیؒ (م801ھ)
2 سراج الدین البلقینیؒ (م805ھ)
3 زین الدین العراقیؒ (م806ھ)
4 نور الدین الہیثمیؒ (م807ھ)

اور اس طبقہ کےعلماء سے کسب فیض کیا اور تدریس حدیث کے علاوہ تخریج کی بہت سی کتب تصنیف کیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کےساتھ بھی کافی عرصہ رہے ان سے"لسان المیزان" اور "النکت علی الکاشف" لکھیں اور دوسری کتابوں کی سماعت کی. پھر کتب تصنیف کرنا شروع کیں۔

4 علمی مقام و مرتبہ

محدث بوصیری جس علمی مرتبے پرفائز تھے اور انھوں نےتفہیم حدیث میں امت کی جس طرح رہنمائی فرمائی۔ اس پر ان کے ہم عصر محدثین حافظ ابن حجرؒ عسقلانی اور شمس الدین سخاویؒ نے انھیں دل کھول کر خراج تحسین پیش کیاہے ۔ محدث حافظ زبیر علی زئیؒ لکھتے ہیں الشیخ المفید الصالح المحدث الفاضل۔

5 نقد نظر

محقق و محدث زبیر علی زئیؒ لکھتے ہیں ان کے مزاج میں حدت تھی ان کے خط میں متون و اسماء کی تحریفاتِ کثیرہ تھیں۔

6 وفات

محدث کبیر محقق شہیر علامہ شہاب الدین البوصیریؒ نے 27 محرم۔ 840ھ۔ بمطابق۔ 1436 عیسوی کوقاہرہ میں وفات پائی۔ وفات کے وقت عمر قمری حساب سے 78 سال اور شمسی حساب سے76 سال تھی۔

7 کیٹلاگ

:1 اتحاف السادہ المهرة الخيرة بزوائدالمسانيدالعشرة۔

مسانیدعشرہ سے یہ کتب مراد ہیں۔

١ .مسندطیالسی۔ ٢ مسند حمیدی۔ ٣ مسندمسدد۔ ٤ مسندابن عمر۔ ٥ مسند اسحاق بن راہویہ۔ ٦ مسندابن ابی شیبہ۔ ٧ مسند احمد بن منیع۔ ٨ مسند عبدحمید۔ ٩ مسندحارث۔ ١٠ مسندابویعلیٰ۔

- آپ نے یہ کتاب 6 سال (817ھ تا 823ھ) میں مکمل کی۔
- کتاب کی ترتیب فقہی ہے کتاب الایمان سے شروع ہو کر کتاب الجنة پر مکمل ہوتی ہے۔

:2 مختصر زوائد المسانيدالعشرة۔

:3 اطراف المسانيد العشرة۔

اس میں اپر والی دس کتب کے اطراف ہیں

:4 مصباح الزجاجة فی زودئدابن ماجہ۔

:5 فوائدالمنتقیٰ الزائدالبیہقی۔

:6 تحفة الحبيب للحبيب بازوائد فی الترغيب والترهيب۔

:7 حاشیہ مسند الفردوس۔

:8 جز فی احادیث الحجامة۔

:9 رفع الشک بالیقین فی تبیین حال المختلطین۔

:10 زوائد نوادر الاصول الحکیم الترمذی۔

8 حوالہ جات

1: مصباح الزجاجة ترجمہ مولف. علامہ شہاب الدین بوصیریؒ۔

2: المستطرفہ .علامہ محمد جعفر کتانیؒ۔

3: تاریخ حدیث محدثین. پروفیسر محمد ابوزھوؒ، ازھری۔

4: علوم حدیث . پروفیسر ڈاکٹر عبدالروف ظفرؒ۔

5: شہاب الدین البوصیری ۔ ویکیبیدیا، الموسوعة الحرة۔

6 : الحافظ العراقی واثرہ فی السنة۔ ڈاکٹر احمد معبد عبدالکریم۔

7: فتوایٰ علمیہ توضح الاحکام۔ محقق حافظ زبیر علی زئیؒ۔

19محدث حافظ احمدبن حجرالعسقلانیؒ

773ھ تا 852ھ

ابن حجر عسقلانی مشہور محدث تھے جنھوں نے بخاری کی شرح لکھی۔ آپ کا عہد چودہویں صدی عیسوی کے نصفِ اول کے آخر سے لے کر پندرہویں صدی عیسوی کے نصفِ اول تک کا ہے۔ آپ نامور مؤرخ اور محدث تھے۔ مصر میں پیدا ہوئے۔ علوم حدیث میں سند شمار ہوتے ہیں۔ طلب علم کے سلسلے میں متعدد بار مصر، شام، حجاز اور یمن کا سفر کیا اور اس شوق کے باعث حافظ عصر کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ کو شیخ الاسلام کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

1 نام و نسب

کنیت ابوالفضل۔ لقب شہاب الدین۔ احمد بن علی بن محمد بن علی بن احمد ابن حجر کے نام سے مشہور ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آپ مشہور علمی خاندان آل حجر میں سے تھے۔ اس عظیم خاندان مین محدثین وفقہا کثیر تعداد میں پیدا ہوئے۔

2 ولادت اور وظن

علامہ ابن حجر عسقلانی کی ولادت قاہرہ میں بدھ **12** شعبان **773**ھ بمطابق **18** فروری **1372**ء کو ہوئی، اُس وقت مصر میں مملوک سلطان الاشرف زین الدین ابو المعالی ابن شعبان کی حکومت کا دسواں سال تھا۔ آپ کے والد نور الدین علی شافعی مذہب کے عالم اور شاعر تھے۔ آپ مصر کے قصبہ عتیقہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی عمرچار سال تھی کہ آپ کے والد شیخ نور الدین علی کی وفات ہو گئی۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں جب میرے والد فوت ہوئے تو میری عمر کے چار سال بھی پورے نہیں ہوئے تھے اور آج مجھے وہ بلکل ایک خیال کی طرح یاد ہیں اتنا یاد ہے کہ انہوں نے کہا میرے لڑکے ابن حجر کی کنیت ابو الفضل ہے آپ کی کفالت شیخ زکی الدین خروبی نے کی۔

3 تعلیم اور علمی اسفار

بچپن میں ہی آپ کے والدین انتقال کر گئے تھے۔ آپ اور آپ کی بہن ست الرکب والدین کے انتقال کے بعد زکی الدین الخروبی کی سرپرستی میں چلے گئے۔ **778**ھ میں **5** سال کی عمر میں آپ کو زکی الدین الخروبی نے قرآنی علوم کے واسطے مدرسہ میں داخل کروایا۔ کم عمری میں ہی آپ کا حافظہ اِس قدر قوی تھا کہ ایک ہی روز میں تمام سورہ مریم حفظ کرلی تھی۔ اس دوران میں آپ نے ابن حاجب کی فقہ بھی پڑھی۔ **785**ھ میں **12** سال کی عمر میں زکی الدین الخروبی کے ساتھ عازمِ مکہ ہوئے اور رمضان **785**ھ میں حرمِ کعبہ میں نمازِ تراویح پڑھائی۔ مکہ میں آپنے شیخ عفیف الدین عبداللہ بن محمد النشاوریؒ اور جمال الدین بن ظھیرۃ سے حدیث کا درس لیا۔ **788**ھ یعنی **1386**ء میں سرپرست زکی الدین الخروبی کی وفات کے بعد آپ دوبارہ مصر لوٹ آئے۔ حدیث کے واسطے مصری محدث شمس الدین ابن القطان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔ جہاں آپ نے علامہ سراج الدین بلقینی (متوفی **805**ھ)، سراج الدین ابن الملقن (متوفی **804**ھ) اور عزّالدین ابن جماعۃ سے احادیث اور فقہ پڑھی علم قرأت التنوخیؒ (م**800**ھ) سے عربی زبان اور لغت محب الدین ابن ھشام (م**799**ھ) اورمحمد بن یعقوب فروز آبادیؒ(م**817**ھ) سے اور حدیث میں شیخ نور الدین الھیثمیؒ (م**807**ھ) اور علامہ حافظ عبد الرحیم بن حسین بن عبد الرحمن العراقی المصری (م**806**ھ) سے استفادہ کیا۔ **793**ھ سے انھوں نے اپنے آپ کو مطالعہ احادیث کے لیے وقف کر دیا چنانچہ آپ نے دس سال تک علم احادیث حاصل کرنے کے لیے زین الدین عراقی کے پاس قیام کیا ۔ آپ نے مکۃالمکرمہ، مدینہ منورہ، یمن، دمشق، حلب، اسکندریہ، نابلس، رملہ، غزہ، قبرص اور یروشلم وغیرہ کا علمی سفر اختیار کیا۔

4 ازدواجی زندگی

799ھ یعنی**1397**ء میں آپ نے **26** سال کی عمر میں ”انس خاتون“ سے نکاح کر لیا۔ انس خاتون بھی حدیث کی عالمہ تھیں اور اُنہیں علامہ حافظ العراقی عبد الرحیم بن حسین بن عبد الرحمن العراقی المصری سے حدیث روایت کرنے کی اجازت تھی۔ انس خاتون عوامی طور پر بھی حدیث کا درس دیا کرتی تھیں جن میں کئی علماء شریک ہوا کرتے تھے۔ امام شمس الدین محمد بن عبد الرحمن السخاوي بھی انس خاتون سے حدیث کا درس لینے والوں میں سے ایک تھے۔

5 اولاد

اللہ تعالیٰ نےآپ کو چھ بیٹیاں اور ایک بیٹا عطا فرمایا بیٹا کا نام ابو المعالی محمد بدرالدین ہے جو۔ **815**ھ میں پیدا ہوئے تھے گیارہ سال کی عمر میں حفظ قرآن کیا پھر علوم دینیہ کی تحصیل میں مشغول ہو گئے۔ اپنے والد کے علاوہ شیخ شہاب الدین واسطی شیخ

فخر دندل وغیرہم سے استفادہ کیا اپنے والد کی کتاب نخبۃالفکر کی شرح نتیجۃالنظر کے نام سے لکھی۔ **896**ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔

6 چیف جسٹس مصر

آپ کا زمانہ برجی مملوک سلاطین کا زمانہ تھا۔پہلے پہل علامہ ابن حجر العسقلانیؒ مصری علاقوں کے قاضی بنے پھر چند سال کے بعد مستقل طور پر شاہی علاقے بھی آپ کی قضاء میں شامل کر دیے گئےجو اکیس سال سے زائدعرصہ تک آپ کے زیر قضاء رہے شروع میں آپ قاضی بننے سے پرہیز کرتے رھے حتیٰ کہ بادشاہ نے آپ کو ایک خاص مقدمے میں قاضی مقرر کیا پھر آپ علامہ بلقینی کے اصرار پر ان کے نائب بنے۔ بلقینی کی جانشینی کی وجہ سے انھیں کئی اور لوگوں کا نائب بننا پڑا یہاں تک کہ آپ چیف جسٹس مقرر ہوئے۔ آپ کی یہ تقرری **12**محرم **827**ھ کو عمل میں آئی پھر سات مرتبہ آپکی قاضی القضاۃ کے عہدے پر تقرری ہوئی اور سات ہی مرتبہ اس سے الگ ہوئے۔ پھر جمادی الثانی **852**ھ کو آخری مرتبہ اس عہدے سے دستبردار ہوئے اور اسی سال آپ کی وفات ہوئی۔

7 علم حدیث کی نشر و اشاعت

تعلیم مکمل کرنے کے بعد حافظ ابن حجرؒ علم کی نشر و اشاعت کی طرف متوجہ ہوئے اور مطالعہ قرأت و تصنیف اور افتاء کی صورت میں اس پر جمے رہے اور بقول سخاوی دس مساجد مدرسوں میں تفسیر، احادیث، فقہ اور وعظ و نصیحت کی اور ”جامع الازہر“، ”جامع مسجد عمرو“، اور دیگر مقامات پر خطبہ دیتے رھے اور اپنے سینے میں محفوظ خزینے کی املاء کروائی اور بڑے بڑے فضلاء اور نامور علماء آپ سے فیض یاب ہوئے اور آپ کے علمی چشمے سے سیراب ہونے کے لیےآپ کے پاس آتے رہے۔

8 تلامذہ

حافظ ابن حجرؒ کے تلامذہ اور مستفیدین کا حلقہ بھی بہت وسیع تھا جس طرح آپ کے اساتذہ کی صحیح تعداد کا پتہ نہیں چل سکا اسی طرح آپ کے تلامذہ کی فہرست بھی بہت طویل ہے تاہم آپ کے مشہور تلامذہ یہ ہیں۔

1: علامہ ابن فھد مکیؒ(**787** تا **871**ھ)

2: امام برہان الدین ابراہیم بن عمر بقاعیؒ (**809** تا **885**ھ)

3: محدث محمد بن عبدالرحمان سخاویؒ(**831** تا **902**ھ)

4: شیخ السلام زکریا بن محمد انصاریؒ(**826** تا **928**ھ)

حافظ صاحب کے یہ تلامذہ بھی اپنے وقت کے امام اور صاحب فن تھے۔

9 تجر علمی اور جامعیت

یوں تو آپ جامع العلوم تھے ہی لیکن آپ کے خصوصی میدان علم حدیث رجال اور فقہ تھے۔
ان میں بھی حدیث میں آپکو زیادہ شغف تھا اور اس میں آپ نے زیادہ ناموری حاصل کی۔
1۔ امام محمد علی شوکانی (م1250ھ) لکھتے ہیں بعض کا قول ہے کہ حافظ ابن حجر فطری شاعر محدث اور فقیہہ بے بدل تھے۔ رجال کی معرفت ان کا استحضار ان کے بلند و پست کی پہچان اور علل احادیث وغیرہ کی وقفیت ان پرختم ہوگی۔
2۔ علامہ فواد عبدالباقیؒ (م1968ء) لکھتے ہیں کہ حافظ ابن حجر علم حدیث میں پوری دنیا کے استاد ہیں۔
3۔ علامہ محمد ناصر الدین البانیؒ (م1999ء) لکھتے ہیں کہ حافظ ابن حجر حدیث میں امیر المومنین ہیں ان کا کوئی مثل موجود نہیں ہے۔

10 سرعت قرأت

حافظ ابن حجرؒ کی سر عت قرأت کے بعض ایسے محیرالعقول واقعات منقول ہیں جن پر اس زمانہ میں یقین کرنا مشکل ہے لیکن یہ واقعات حافظ صاحب کے اکابر تلامذہ سے متواتر منقول ہیں اس لیے ان کی صحت میں کوئی شک نہیں کیاجا سکتا۔ حافظ ابن فھد مکی لکھتے ہیں آپ نے صحیح بخاری ظہر اور عصر کے درمیان دس مجلسوں میں ختم کی صحیح مسلم ڈھائی دن میں اور نسائی دس مجلسوں میں ختم کی معجم صغیرطبرانی ظہر اور عصر کے درمیان ایک مجلس ختم کی۔

11 عقیدہ و مسلک

بعض کتب طبقات و تراجم میں آپ کو شافعی لکھا گیا ہے۔ لیکن تاریخ اھلحدیث ڈاکٹر بہاء الدین ، تاریخ اہلحدیث سید بدیع الدین راشدیؒ اور تحریک اہلحدیث قاضی محمد اسلم سیفؒ میں آپکو سلفی یا اہلحدیث لکھا گیا ہے۔ لیکن حافظ ابن حجر کی کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مجتہد اور محقق تھے کسی فقہی مسلک کی تقلید نہیں کرتے تھے بلکہ قرآن و حدیث اور فہم سلف صالحین کے مطابق کتب تالیف کرتے تھے مسلم دنیا کے سلفی علماء آپکی کتب سے اعتنا کرتے ہیں موجودہ شافعی نہ حافظ ابن حجؒر کی کتب پر عمل کرتے ہیں نہ امام شافعیؒ کی کتب پر بلکہ متاخرین شافیہ کی کتب جیسے "باجوری" ، "المنہاج" پڑھتے پڑھاتے ہیں۔

فتح الباری میں جو بھی شخص حافظ ابن حجرؒ کے کلام کا جائزہ لے گا وہ دیکھے گا کہ آپ بعض صفات کو سلف کی طرح ثابت کرتے ہیں اور بعض صفات میں تفویض کے قائل ہیں اور بعض میں اشاعرہ کی موافقت کرتے ہیں اور بعض مقامات پر لوگوں کے مذاہب کا ذکر کرکے خاموش ہو جاتے ہیں نہ کوئی رائے قائم کرتے ہیں اور نہ ہی راجح مسلک بتاتے ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ صفات کے باب میں یہ کافی پریشان نظر آتے ہیں۔ بعض عقدی مسائل میں اشاعرہ پر اچھا رد بھی کرتے ہیں اس کے باوجود وہ کسی مذہب پر قائم نظر نہیں آتے ہیں ."سلفیت تعارف و حقیقت"۔علامہ محمد ناصر الدین البانیؒ۔ 114۔

12 وفات

آپ نے 79 سال 3 ماہ 26 یوم کی عمر میں اتوار 8 ذوالحجہ۔ 852ھ بمطابق 2 فروری 1449ء کو بعد نمازِ عشاء انتقال کیا۔ اُس وقت مصر پر سلاطین برجی مملوک کی حکومت تھی۔ نمازِ جنازہ قاہرہ میں ادا کی گئی جِس میں شدید بارش کے باوجود پچاس ہزار افراد شریک ہوئے۔ نمازِ جنازہ میں برجی مملوک سلطانِ مصر الظاہر سیف الدین جقمق بھی موجود تھے۔ علامہ سخاوی کا بیان ہے کہ میں نے اتنا بڑا جنازہ کسی کا نہیں دیکھا، نماز جنازہ علامہ علم الدین بلقینیؒ نے پڑھائی۔

13 تدفین

مصر کے مشہور قبرستان الصغری میں علامہ ویلی کی قبر کے سامنے اور امام شافعی و شیخ مسلم کی قبروں کے درمیان میں عمل میں آئی۔

14 تصانیف

ان کی کتابوں کی تعداد 150 سے اوپر بتائی جاتی ہے۔ مشہور کتابیں درج ذیل ہیں۔
1۔ الاصابہ فی تمییز الصحابہ: اصحاب رسول کے متعلق ایک جامع انسائیکلوپیڈیا ہے جو اب اُردو میں بھی شائع ہوچکا ہے۔
2۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری : علامہ ابن حجرعسقلانیؒ یہ عظیم تصنیف ایک شاہکار سمجھی جاتی ہے۔ 813ھ میں اس کا مقدمہ مکمل کرنے کے بعد آپ نے۔ 817ھ میں اس کی تالیف کا آغاز کرکے رجب۔ 842ھ مطابق دسمبر۔ 1428ء میں مکمل کی۔ فتح الباری کے مکمل ہونے پر قاہرہ کے نزدیک ایک مقام پر ایک تقریب منعقد ہوئی تھی جِس کے متعلق مورخ ابن ایاس متوفی930ھ کا کہنا ہے کہ مصر کی تاریخ میں یہ عظیم تر تقریب تھی۔ یہ کتاب عقائد، فقہ اور حدیث کا شاہکار ہے۔

3۔ تہذیب التہذیب : یہ کتاب عربی میں دائرۃ المعارف حیدرآباد دَکن ہندوستان سے 1335ھ میں شائع ہوئی تھی۔ اکمال فی اسماء الرِجال کے نام سے مشہور ہے۔ جس میں احادیث بیان کرنے والے تقریباً تمام راویوں کے حالات مروی ہیں جس سے کسی حدیث پیش کرنے والے کے حال کا پتہ چلتا ہے کہ آیا وہ ضعیف راوی ہے یا معروف الحال۔ یہ احادیث نبوی کا انسائیکلوپیڈیا ہے جِسے یوسف بن عبد الرحمن المزی متوفی742ھ۔ سے علامہ ابن حجر عسقلانی نے روایت کیا ہے۔

4۔ الدُر الکامنہ : یہ تصنیف آٹھویں صدی ہجری کی نامور شخصیات کی سوانحی لغت ہے۔

5۔ التقریب التہذیب : یہ تصنیف تہذیب التہذیب کا خلاصہ ہے۔

6۔ لسان المیزان: اس کتاب میں میزان الاعتدال کے مواد کو جمع کر دیا گیا ہے جو تہذیب الکمال میں شامل نہ تھا کتاب میں اپنی طرف سے بہت کچھ اضافہ بھی کیا ہے مزید برآں حافظ ابن حجرؒ نے اپنے استاد حافظ عراقیؒ کے ضمیمہ میزان الاعتدال کو بھی ساتھ ہی شامل کر دیا ہے اپنے اضافے کو" زا" کی علامت اور ضمیمہ عراقی کو حرف "دال" کے ساتھ ظاہر کیا ہے. یہ کتاب تین جلدوں میں چھپ چکی ہے۔

7۔ هداية الرواة: اس کتاب میں مصابیح و مشکاۃ دونوں کی حدیثوں کی تخریج کی گئی ھے . یہ کتاب علامہ محمد ناصر الدین البانیؒ کی تخریج و تحقیق کے ساتھ تین جلدوں میں چھپی ہے۔

8۔ المطالب العالیہ بزوائد المسانید الثمانیہ: 4 جلدیں۔ طبع کویت۔

مسانید الثمانیہ سے یہ آٹھ کتب مراد ہیں۔

١ مسند ابن ابی عمر العدنی۔ ٢ مسند حمیدی۔ ٣مسند مسدد۔ ٤ مسند طیالسی۔ ٥ مسند ابن منیع۔ ٦ مسند ابن ابی شیبہ۔ ٧ مسند عبد بن حمید۔ ٨ مسند حارث۔

9۔ بلوغ المرام من ادلۃ الاحکام : بلوغ المرام اصل میں 1358 احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مجموعہ ہے، یہ احادیث صحاح ستہ اور مُسند احمد بن حنبل وغیرہ سے روایت کی گئی ہیں۔ 1996ء میں دارالسلام پبلیکیشنز نے اِس کتاب کا انگریزی ترجمہ شائع کیا تھا۔ حسین ابن محمد المغربی نے اِس کی شرح "اَلبدر التمام" کے نام سے لکھی اور محمد ابن اسماعیل امیر الصنعانیؒ نے "سُبل السلام" کے نام سے شرح لکھی۔

10۔ الدّرایہ فی تخریج احادث الهدایہ ۔

11۔" التلخیص الجیر"۔ غزالی کی الوجیز کی رافعی نے شرح الکبیر کے نام سے شرح لکھی حافظ ابن حجرؒ نے اس شرح الکبیر کی تخریج تلخیص الجیر کے نام سے کی ہے۔

12۔ "نخبۃالفکرفی مصطلح اہلِ الاثر"۔ مع شرح "نزہۃالنظرفی توضیح نخبۃالفکر"۔

15 حوالہ جات

1. دائرہ المعارف اسلامیہ۔ پنجاب یونیورسٹی لاهور۔
2. اتحاف الکرم شیخ صفی الرحمانؒ مبارکپوری۔
3. علوم الحدیث۔ ڈاکٹر عبدالروف ظفرؒ۔
4. حافظ ابن حجرؒ عسقلانی۔ آزاد دائرہ المعارف۔
5. تاریخ حدیث و محدثیں۔ پروفیسر محمد ابوزهوؒ، ازہری۔
6. الحافظ العراقی واثرہ فی السنة۔ ڈاکٹر احمد معبد عبدالکریم۔
7. المستطرفہ۔ علامہ محمد جعفر کتانیؒ۔

20 محدث شمس الدین محمد سخاویؒ

831ھ تا 902ھ

بہت بڑے مؤرخ ، محدث ، فقیہ ، فرائض ، حساب ، تفسیر اور علم الاوقات کے ماہر تھے.

1 نام و نسب

شمس الدين أبو الخير محمد بن عبد الرحمن بن محمد بن أبي بكر بن عثمان بن محمد السخاوي.

2 ولادت اور وطن

شمس الدین سخاوی کی ولادت ربیع الاول ۔ 831ھ بمطابق ۔ 1427ء۔ میں قاہرہ میں ہوئی اصلاً مصر کے ایک قریہ سخا سے تعلق رکھتے تھے آخری عمر میں مدینة الرسول میں سکونت اختیار کر لی تھی.

3 تعلیم اور اساتذہ

بچپن میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا ۔ اسلامی علوم میں بڑا رسوخ حاصل کیا ۔ تحصیل علم کی خاطر چار سو سے زائد علماء کے سامنے زانوے تلمذ تہ کیا۔ "البدر الطالع"۔ اور تقریباً اسی شہروں کا سفر کیا۔ "الضو اللامع"۔ سخاوی کے اساتذہ میں۔ 1۔ "علی بن حضر الجمال"۔ 2۔ "ابن ہشام حنبلی"۔ 3۔ "صالح البلقينيی"۔ 4۔ "اشرف المناوی"۔ 5۔ "ابن الھمام"۔ اور 6۔ "ابن حجر العسقلانی" زیادہ مشہور ہیں ۔ لیکن مرکز عقیدت و استفادہ ابن حجر العسلانیؒ ٹھیرے ۔ سخاوی نے جو کتابیں اساتذہ سے پڑھیں اور سنیں ان کی تعداد سیکڑوں تک پہنچتی ہے ان کتابوں کے نام "الضو الامع ۔ 8 ۔ 10 تا 13" میں درج ہیں۔

4 حج اور علمی رحلت

سخاوی نے کئی مرتبہ حج بیت اللہ کیا ابن حجر عسقلانیؒ کی وفات کے بعد حج کو گئے تو حرمین کے چوٹی کے علماء و مشائخ بالخصوص۔ 7۔ "ابن فہد المکی"۔ 8۔ "برهان الزمزمی"۔ 9۔ "ابو السعادات بن ظہیرہ" کے درسوں میں شامل ہوتے رہے اور ان کی علمی رہ نمائی میں آپ نے اپنے علم کی تکمیل کی.

5 حج اور درس و تدریس

جب 870ھ میں عازم "مکہ مکرمہ" ہوئے تو وہاں پہنچ کر مسجد حرام میں درس و املا کا سلسلہ شروع کر دیا واپسی پر یہ سلسلہ درس و تدریس قاہرہ میں بھی جاری رہا ۔ سخاوی نے مختلف اوقات میں مندرجہ ذیل مدارس میں خدمات انجام دیں۔ 1۔ "المقر الزین بن مزھر" نے اپنے "مدرسے" میں سخاویؒ کی خدمات حاصل کیں۔ 2۔ "دار الحدیث الکاملیہ" میں "استاذ الکمال" کی وفات کے بعد سخاوی درس حدیث دیتے رہے۔ 3۔ "مدرسہ الظاہریہ القدیمہ" میں بھی حدیث پڑھتے رہے۔ 4۔ "الامین الاقصرائی" کے بعد "صرغتمشیہ" میں تدریس حدیث کا کام تفویض ہوا۔ 5۔ "بہاء مشہدی" کی موت کے بعد "مدرسہ برقوقیہ" میں حدیث پڑھنے کے لیے سخاوی کو مقرر کیا گیا۔ 6۔ "شیخ المناوی" نے "مدرسہ فاضلیہ" میں درس حدیث کے لیے سخاوی کو منتخب کیا۔ 7۔ جب "امیر شکیب الفیہ دوادار"۔ "مکہ مکرمہ" گئے تو اپنی غیر حاضری میں "مدرسہ منکوتمریہ" میں تدریس کے فرائض سخاوی کو سونپ گئے ۔ "885ھ میں سخاوی حج کو گئے تو تین برس تک وہیں مقیم رہے"۔ "892ھ میں پھر "بیت اللّٰہ" میں حاضر ہوئے تو۔ 894ھ تک قیام کیا"۔ "896ھ میں پھر عازم "مکہ مکرمہ"ہو گئے اور کئی برس کے قیام کے باوجود مجالس املا کا انقاد نہ کیا البتہ "مدینہ منورہ" میں خاص جماعت کے لیے مجالس املا منعقد کیں اور دیار حبیب میں تشنہ لبانِ علم کو اپنے چشمہ علم سے سہراب کرتے رہے" اور 902ھ میں وفات پاکر مدینہ کی پاک خاک میں مدفون ہوئے۔

6 مجالس املا

سخاویؒ اپنی کتاب "فتح المغیث" میں لکھتے ہیں ۔ میں نے مکہ مکرمہ ۔ قاہر اور متعدد مقامات پر درس حدیث دیا ۔ حدیثیں لکھوانے کے سلسلہ میں میں نے جو مجالس منعقد کیں ان کی تعداد 600 کے لگ بھگ ہے۔

7 تلامذہ

علامہ سخاویؒ نے "مصر میں سات مدرسوں میں پڑھایا"۔ "600 مجالس املا مصر ۔ مکہ مکرمہ ۔ مدینہ منورہ میں منعقد کیں"۔" آپ سے مسلم ممالک کے بے شمار طلبہ نے پڑھا ہے" ۔ چند تلامذہ کے نام یہ ہیں۔

1۔ محدث شہاب الدین ابو العباس احمد القسطلانیؒ۔ م 923ھ۔

2۔ علامہ ابو الضیاء عبدالرحمان بن دیبع شیبانیؒ۔ م 944ھ۔

3۔ شیخ راجح بن داؤدؒ گجراتی۔ م 904ھ۔

نیر سخاویؒ نے اپنی کتاب "الضوء اللامع" میں اپنے شاگردوں کا تذکرہ لکھا ہے۔

8 علمی مقام

علامہ سخاوی کے علمی مقام ومرتبہ کے بارے میں "شہاب الدین خفاجی متوفی۔ 1069ھ" "شرح الشفا" میں لکھتے ہیں "حفاظ و محدثین کی آخری یاد گار حافظ سخاویؒ متوفیٰ 902ھ اور حافظ سیوطیؒ متوفیٰ 911ھ ہیں" ۔ "اردو دائرہ معارف اسلامیہ" کا مقالہ نگار لکھتا ہے "السخاوی نے تاریخ و حدیث اور تراجم و رجال میں بڑی شہرت پائی اور بالخصوص حفظ حدیث میں یگانہ روزگار اور یکتا زمان قرار پائے۔ "البدر الطالع" رسولﷺ اور سخاوی کے درمیان احادیث کے دس واسطے ہیں اور بعض طریق میں سات یا آٹھ ۔"الضوء اللامح" ۔ مزید لکھتے ہیں سخاوی کی تصانیف کا دائرہ بڑا وسیع ہے ان کا اشہب قلم علم و فن کے میدان میں بڑا تیز رو ہے تاریخ و سیرت علوم حدیث اور مسائل پر انکی تالیفات کی تعداد نوبے کے قریب ہے" ۔ ابن العماد حنبلی لکھتے ہیں۔ "السخاوی نے فقہ ۔ قرات ۔ حدیث ۔ تاریخ ۔ علم فرائض و حساب ۔ تفسیر ۔ اصول فقہ ۔ اور میقات میں بڑی دستگاہ حاصل کی"۔ "شذرات" ۔ پروفیسر محمد ابوزھو، الازہریؒ ۔ لکھتے ہیں ۔"حافظ سخاوی تلمیذ ابن حجر عسقلانی بھی ان اکابر محدثین میں سے ایک ہیں"۔ سید ابوالحسن ندوی لکھتے ہیں "علامہ شمس الدین سخاویؒ اور علامہ جلال الدین سیوطیؒ جیسے علوم دینیہ کے بحرزخار اور اسلام کے مصنفین کبائر گزرے ہیں ۔ علامہ سخاوی کے متعلق بعض علماء کا قول ہے کہ امام شمس الدین ذہبی کے بعد علم حدیث ۔ فن رجال اور تاریخ میں ان کے پایہ کا شخص پیدا نہیں ہوا ۔ ان کے بعد فن حدیث کا زوال شروع ہو گیا"۔

9 مخالفت وحدة الوجود

محدث و مورخ سخاویؒ دوسرے محقق علماء کی طرح "عقیدہ وحدةالوجود" اور "صوفی ابن عربی" کے سخت خلاف تھے دوسرے علماء کے نام یہ ہیں۔ 1۔ "شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلامؒ"۔ 2۔ "شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ"۔ 3۔ "علامہ سعدالدین تفتازنیؒ"۔ 4۔ "شمس الدین الذھبیؒ"۔ 5۔ مفسر قرآن "ابو الحیّان ظاہریؒ"۔ 6۔ "رضی الدین الخیاطؒ"۔ 7۔ "حافظ ابو زرعہؒ"۔ 8۔ "شیخ الاسلام سراج الدین بلقینیؒ"۔ 9۔ "حافظ ابن حجر العسقلانیؒ"۔ 10۔ "علامہ سخاویؒ"۔ 11۔ مورخ "ابن ایاسؒ"۔ 12۔ "ملا علی قاریؒ"۔ 13۔ "الأمیر محمد بن إسماعیل الصنعانيؒ"۔ 14۔ "جمال الدین محمدؒ" صاحب کشف الغمة ۔۔۔وغیرہ ۔ علامہ سخاویؒ نے اپنے تلمذ "راجح بن داؤدؒ گجراتی" کو "شیخ العلاء البخاریؒ الحنفی" کی ابن عربی کے بارے رائے اور مسلک بتایا تاکہ ہندوستان کے علماء و مشائخ کو اس سے باخبر کریں اور شیخ اکبر کے بارے میں ان کی جو خوش فہمی ہے وہ زائل ہو۔

10 وفات اور تدفین

سخاوی جنھوں نے ساری عمر خدمت علم حدیث میں بسر کی اور لکھنے پڑھنے کا کام کرتے رہے ۔ آخری عمر میں "مدینة الرسول" میں سکونت اختیار کرلی تھی ۔ "بلآخر علم عمل کا یہ آفتاب 71 سال کی عمر میں 16 یا 28 شعبان۔ 902ھ بمطابق اپریل 1497ء کو مدینہ منورہ میں ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا اور "جنت البقیع" میں مدفون ہوئے۔"

11 کیٹلاگ

علامہ زرکلی نے آپ کی تصنیفات کی تعداد 200 لکھی ہے 42 کتب کے نام یہ ہیں۔

1 حدیث اور علوم حدیث

1۔"المقاصد الحسنة في الأحاديث المشتهرة على الألسنة"۔ محقق: محمد عثمان الخشت الناشر: دار الكتاب العربي : الأولى، 1405 هـ - 1985ء عدد الأجزاء ۔ 1 : الإضافة ۔ بتحقيق محمد عبد الله الصديق : تاريخ 14 نوفمبر 2010ء : یہ کتاب سخاوی کے علم و فضل پر شاہد عادل ہے ۔ اس میں زبان زد عام احادیث کی تخریج کی گئ ہے ۔ اس کے چار اختصار مرتب کیے گۓ ہیں۔

2۔ الأخبار المكللة في الأحاديث المسلسلة.

3۔ الغاية في شرح الهداية في علم الرواية.

4۔ شرح التقريب والتيسير لمعرفة البشير والنذير.

5۔ شرح الشمائل النبوية للترمذي.

6۔ التحفة المنيفة فيما وقع من حديث أبي حنيفة.

7۔ فتح المغيث بشرح ألفية الحديث.

8۔ القول البديع في فضل الصلاة على الحبيب الشفيع.

9۔ بلوغ الامل بتلخيص كتاب دار قطنى فى العلل.

10۔ الأجوبة المرضية فيما سئل السخاوي عنه من الأحاديث النبوية.

11۔ الانتهاض في ختم «الشفا» لعياض.

12۔ المتكلمون في الرجال.

13۔ القناعة في ما يحسن لإحاطة من أشراط الساعة.

14۔ عمدة القارئ والسامع - في الحديث.

15۔ المشتہرة على الالسنہ.

16۔ الكنز المدخر فى فتاوى الا ابن حجر.

17۔ "الضوء اللامع في أعيان القرن التاسع"۔ 12۔ جلدیں اس کتاب میں نویں صدی ہجری کے مشاہیر عالم اسلام کے تراجم و حالات درج ہیں ۔ یہ کتاب 896ھ میں مکمل ہوئی اس میں ہزار ہا علماء و فضلا ۔ ادبا و شعرا اور اکابر امت کے سوانح حیات محفوظ ہیں ۔ آخری جلد میں 1075 عالم فاضل خواتین کے حالات زندگی مندرج ہیں ۔ یہ کتاب نویں صدی ہجری کے معاشی ۔ علمی ۔ تعلیمی ۔ سیاسی اور ثقافتی حالات کا دائرہ المعارف ہے ۔ اور صدی وار تراجم کے سلسلے میں یہ کتاب ایک نہایت اہم کڑی ہے ۔ یہ کتاب نویں صدی ہجری کا تنقیدی جائزہ بھی ہے ۔ مولف کتاب محاسن کے علاوہ معائب بھی بیان کرتے ہیں ۔ "محدث شوکانی" کے نزدیک "الضوء اللامع" سخاوی کی امامت اور وسعت معلومات کی روشن دلیل ہے ۔ "البدر الطالح"۔ شوکانی نے الضوء اللامع کو ابن حجر عسقلانی کی "الدرر الکامنہ" پر نہ صرف فضیلت دی ہے بلکہ دونوں میں بوجوہ زمین و آسمان کا فرق بتایا ہے ۔ الضوء اللامع کے مندرجہ ذیل علماء نے اختصار مرتب کیے ہیں. 1۔ "شہاب الدین بن عبدالسلام۔ م 931ھ"۔ 2۔ "زین الدین حلبی۔ م 938ھ"۔ 3۔ "شہاب الدین القسطلانی۔ م 923ھ"۔

18۔ التبر المسبوك في ذيل السلوك. اس ضخیم کتاب میں 845ھ سے لیکر نویں صدی ہجری کے آخر تک کے حوادث و واقعات کا سنہ وار ذکر کیا گیا ہے۔

19۔ بغية العلماء والرواة في أخبار القضاة (ذيل رفع الإصر)

20۔ التوبيخ لمن ذم أهل التاريخ

21۔ الجواهر والدرر في ترجمة شيخ الإسلام ابن حجر.

22۔ "الجواہر المجموعہ"۔ ادب

23۔ طبقات المالکیہ۔ 24۔ طبقات الشافعیہ۔

25۔ الذیل علی طبقات القراء الابن الجزری۔

26۔ "تاریخ المدینتین"۔ ضخیم کتاب ہے۔

27۔ "الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ۔" اس میں علم تاریخ کی تدوین ۔ اس کے اصول اور ارتقا پر سیر حاصل بعث ہے ۔ اس کا انگلش میں ترجمہ ہو چکا ہے نیز اردو ترجمہ از سید محمد یوسف مع مفید حواشی طبع ہو چکا ہے۔

28۔"ارشاد الغاوی باسعاد الطالب والراوی الاعلام بترجمۃ السخاوی"۔ خود نوشت سوانح حیات۔

"الکوکب المضی"۔ سخاوی کے ہم عصر علماء کے حالات۔

29۔"الالم فی وفات الامم"۔ اس میں اٹھویں اور نویں صدی هجری کی وفیات سنہ وار بندقلم کی ہیں۔

30۔ تلخیص تاریخ الیمن۔ 31۔ تلخیص طبقات القراء لابن الجزری۔

32۔ المنتقی تاریخ مکہ الفاسی۔

3 سفرنامے اور تراجم

سخاوی کو سفر نامے اور مسشاہیر کے تراجم لکھنے کا بڑا شوق تھا چنانچہ انھوں نے مندرجہ ذیل سفر نامے اور تراجم لکھے۔

33۔ الرحلة الاسکندریہ و تراجمها۔

34۔ الرحلة الحلبية و تراجمها۔ 35۔ رحلة المكية۔

36۔ التحفة اللطيفة فی فضلاء المدينة الشريفة۔

37۔ تحفة الحباب و بغية الطلاب فی الخطط و المزارات و تراجم و البقاع المبارکت۔

38۔ الاهتمام بترجمة الكمال ابن الهمام۔

39۔ القول المنبي ترجمه ابن العربی۔

40۔ المنهل العذب الراوی فی ترجمة قطب الدين النووی۔

41۔ الاهتمام بترجمة النحوی الجمال ابن اهشام۔

القول المبين فی ترجمة القاضی عضدالدين ۔

42۔ عمدة الناس فی مناقب سید نا العباس۔

12 حوالہ جات

1۔ اردو دائرہ المعارف اسلامیہ۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور۔

2۔ حافظ سخاوی۔ پروفیسر عبدالقیوم ۔ اوریئنٹل کالج میگزین۔ لاھور۔

3۔ الأعلام خير الدين للزركلي۔ ادرالعلم للملايين بروت۔

4۔ الضوء اللامع في أعيان القرن التاسع ۔ السخاوی۔

5۔ البدر الطالع۔ قاضی محمد علی الشوکانی۔

6۔ تاریخ مصر۔ مورخ ابن ایاس۔

7۔ شذرات الذهب في أخبار من ذهب: أبو الفتح عبد الحي بن العماد الحنبلي ۔ دار إحياء التراث العربي ۔ بيروت۔

8۔ نور السافر ۔ الشیخ العید روسی۔

9۔ المستطرفہ ۔ علامہ محمد بن جعفر کتانی۔

10۔ تاریخ حدیث و محدثین ۔ پروفیسر محمد ابوزھو، ازہری ۔ پروفیسر حریریؒ۔

11۔ معجم المولفین ۔ عمر رضا کحالہ۔

12۔ تاریخ دعوت و عزیمت ۔ سید الحسن علی ندوی۔

13۔ موسوعہ فقہیہ ،جلد7 صفحہ 436، وزارت اوقاف کویت، اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا۔

14۔ مسلمان تاریخ نویس ۔ پروفیسر سعیداختر۔

15۔ آزاد دائرہ المعارف ۔ السخاوی.
16۔ لموسوعہ العربیہ العالمیہ۔ http://www.mawsoah.net

21 جلال الدین عبدالرحمان سیوطیؒ

849ھ تا 911ھ

1 نام و نسب

آپ کی کنیت ابوالفضل، لقب جلال الدین اور نام عبدالرحمٰن بن الکمال ابی بکر محمد بن سابق الخضیری، الاسیوطی ۔ ایرانی الاصل ہیں۔

2 ولادت اور وطن

آپ کی ولادت یکم رجب **849**ھ بمطابق **2** اکتوبر۔ **1445**ء بروز اتوار بعد نماز مغرب قاہرہ میں ہوئی۔
سیوطی کا انتساب : "اُسیوط" کی طرف نسبت سے آپ "اسیوطی" مشہور ہوئے۔
اسیوط کا تلفظ : پہلے حرف پر پیش، دوسرا ساکن اور تیسرے پر بھی پیش ہے۔
مراصد الاطلاع : میں ہے کہ یہ "صعید مصر" کے نواح میں دریائے نیل کے مغربی کنارہ پر واقع ایک شہر ہے۔
معجم الیاقوت میں اس شہر کا نام "سیوط" یعنی ہمزہ کے بغیر لکھا ہے۔
"القاموس" کے حاشیہ میں "ابن الطیب" نے ذکر کیا ہے کہ "اسیوط" کے تلفظ میں ہمزہ پر تینوں حرکات (زبر، زیر او رپیش) پڑھی جاسکتی ہیں ۔ سیوطی کا خاندان پہلے بغداد میں مقیم رہا ان سے کم از کم نو پشت پہلے صعید مصر سیوط میں آکر آباد ہوا تھا ۔ آپ کے اجداد میں سے کسی بزرگ نے اس شہر میں مدرسہ کی بنیاد رکھی اور اس کے لئے کچھ جائداد وقف کردی۔
آپ کے والد "الکمال" کی ولادت اسی شہر میں ہوئی۔
اس شہر کے متعلق آپ کا ایک رسالہ بنام "المضبوط في أخبار أسیوط" بھی ہے اور آپ نے"المقامة الأسیوطیة" کے عنوان سے ایک حکایت بھی لکھی ہے۔ یہ شہر آج کل بہت بڑا مرکزی علاقہ ہے۔
"خضیری" کا انتساب : بغداد کے ایک محلہ کی طرف نسبت سے آپ "خضیری" بھی کہلاتے ہیں۔
"المراصد" میں ہے کہ یہ محلہ بغداد کے مشرقی حصہ میں واقع تھا۔ "مشهد الإمام أبي حنيفة"سے متصل آج کل موجود "خضیریة" نامی شاید وہی محلہ ہو۔ اسے "سوق خضیر" بھی کہتے ہیں۔ آپ کے اجداد میں سے کوئی بزرگ اس محلہ سے تعلق رکھتے تھے۔

3 خاندانی پس منظر

آپ کے آباء و اجداد اہل علم ، بااثر اور معزز لوگ تھے۔ آپ کے والد گرامی کا شافعی فقہاء میں شمار ہوتا ہے۔ ان کی وفات 855ھ میں ہوئی جبکہ سیوطی کی عمر صرف پانچ سال اور سات ماہ تھی اور قرآن کریم سورۃ التحریم تک حفظ کر چکے تھے۔ آپ یتیمی کی حالت میں پلے اور بڑھے۔

"فتح القدیر" کے مصنف "الکمال بن الھمام الحنفی" جو "مدرسہ شیخونیہ" میں فقہ کے استاد تھے ان کو بھی آپ کے والد نے آپ کی سرپرستی اور تربیت کی وصیت کی تھی۔

4 تعلیم و تربیت اور اساتذہ

بچپن ہی سے جلال الدین سیوطیؒ پر ذہانت و فطانت کے آثار نمایاں تھے۔ آپ ابھی آٹھ سال کے ہی تھے کہ قرآن کریم حفظ کرلیا۔ اس کے بعد العمدۃ ، المنہاج الفقہی ، المنہاج الاصولی، اور الفیہ ابن مالک حفظ کر کے 864ھ میں باقاعدہ طور پر حصول علم میں مشغول ہو گئے اور اپنے دور کے اکثر ماہرین فن سے پڑھا، سُنا اور ان کی خدمت میں کافی عرصہ گزرا۔ آپ کے چند مشہور اساتذہ کرام کے نام یہ ہیں:

1۔علم الدین البلقینی۔ متوفیٰ 868ھ۔ ان سے فقہ کا علم حاصل کیا اور ان کی وفات تک ان کی خدمت میں رہے ۔ ان سے "الحادی الصغیر ، المنہاج ، التبنیہ ، شرح المنہاج اور الروضۃ کا سماع کیا"۔

2۔ شہاب الدین الشار مساحی۔ سے "علم میراث پڑھا اور علم حساب"۔

3۔ الشرف المناوی ابوزکریا یحییٰ بن محمد۔ متوفیٰ۔ 871ھ۔ سے جو کہ الجامع الصغیر کے شارح عبدالرؤف المنادی کے دادا تھے ان سے "شرح البحجہ اور تفسیر البیضاوی پڑھی"۔

4۔ تقی الدین الثمنی، الحنفی۔ متوفیٰ 872ھ۔ سے "عربی لغت اور حدیث کا علم حاصل کیا"۔

5۔ شیخ محی الدین محمد بن سلیمان رومی حنفی، ان کی خدمت میں آپ چودہ برس رہے اور ان سے "تفسیر، اصول، عربیت او رعلم معانی پڑھا"۔

6۔ سیف الدین حنفی۔ کے پاس "کشاف ، توضیح، تلخیص المفتاح اور شرح العضد کے درسوں میں حاضر ہوئے"۔

7۔ جلال الدین المحلّی۔ متوفیٰ۔ 864ھ۔

8۔ احمد بن ابراہیم حنبلی، العز الکنانی۔

9۔ الزین العقبی۔ متوفیٰ 852ھ۔

10۔ البرہان ابراہیم بن عمر البقاعی الشافعی۔ متوفیٰ 885ھ۔

11. الشمس السیرامی۔ سے ”صحیح مسلم ، الشفاء الفیہ ابن مالک ، التسہیل ، التوضیح اور اصول حنفیہ کی کتاب مغنی الخبازی“۔
12. الشمس المرزبانی۔ سے ”کافیہ اور شرح الکافیة لابن حاجب اور شرح الکافیة للجابرودی اور اصول حدیث میں ألفیة الحدیث للعراقي“۔
13. عبدالعزیز الوفائی۔ سے ”المیقات“۔
14. محمد بن ابراہیم الدوانی الرومی. سے ”علم طب پڑھا“۔
15. المجد بن سماع.

5 تدریس و تالیف کا آغاز

866ھ کی ابتداء میں آپ کو تدریس لغت عربی کی اجازت ملی اور اسی سال آپ نے تصنیف و تالیف کا آغاز کیا۔
آپ کی سب سے پہلی کتاب "ریاض الطالبین" ہے جس میں مختلف علوم کی روشنی میں تعوذ اور تسمیہ پر بحث کی ہے۔
اس کتاب کی حقیقت یہ ہے کہ اس پر آپ کے استاد "علم الدين البلقيني" نے تقریظ لکھی.

6 افتاء۔تدریس۔علوم عامہ اور املاءحدیث کا آغاز

871ھ میں آپ کو فتویٰ دینے اور عام علوم کی تدریس کی اجازت ملی۔ 871ھ کی ابتداء ۔ میں آپ نے پہلا فتویٰ لکھا اور 872ھ میں آپ املاء حدیث کی مجلس منعقد کی۔
آپ کے ”شیخ تقی الدین الثمنی“ نے آپ کی شرح الفیہ ابن مالک اور علم نحو کی جمع الجوامع کی تقریظ لکھی۔ خود آپ نے اپنی کتاب جمع الجوامع کی شرح ممع الھوامع کے نام سے کی۔ یہ کتاب بڑی جامع اور ضخیم ہے اس سے آپ کی وسعت معلومات کا اندازہ ہوتا ہے۔

7 حصول علم کےلیے رحلت

آپ نے طلب علم کے لئے شام ، حجاز ، یمن ، ہند ، مغرب ، بلاد ، تکرور اور المحلة ، الدمیاط اور الفیوم وغیرہ اور مصر شہروں کا طویل سفر اختیار کیا۔

8 سعادت حج

آپ حج کی سعادت سے بھی فیض یاب ہوئے ۔ زمزم پیتے وقت آپ نے کئی دعائیں کیں۔ ان میں سے ایک دعاء یہ تھی کہ اللہ مجھے علم حدیث میں ”حافظ ابن حجر عسقلانی“ ۔ اور فقہ میں اپنے استاد ”شیخ سراج الدین بلقینی“ کے مرتبہ تک پہنچائے ۔ آمین

9 اساتذہ کی تعداد

آپ نے جن اساتذہ سے علوم کا سماع کیا یا ان کے سامنے بیٹھ کر کتابوں کی قرأت کی ، یا جن سے آپ کو محض اجازت حاصل تھی۔ آپ کے شاگرد داؤدی نے ان تمام کی تعداد ایک سو اکاون (151) لکھی ہے۔

آپ نے اپنے اساتذہ کرام کے تذکروں سے متعلق "حاطب لیل و جارف سیل" کے نام سے ایک معجم کبیر ، "المنتقی" کے نام سے ایک معجم صغیر اور اپنی مرویات کے متعلق ایک معجم بنام "زاد المسير في الفهرست الصغير" تصنیف کی۔ آپ نے معجم میں اپنے پچاس اساتذہ کرام کا تذکرہ کیا ہے۔

10 سیوطی کا علمی مرتبہ

سیوطی صاحب فنون اور بہت سے علوم میں رتبہ امامت کو پہنچے ہوئے تھے آپ نے اپنی کتاب "حسن المحاضرہ" میں ذکر کیا ہے کہ آپ کو اللّٰہ تعالیٰ نے بالخصوص سات علوم میں بہت زیادہ معلومات دی ہیں۔

تفسیر، حدیث ، فقہ ، نحو ، معانی ، بدیع عرب فصحاء کے انداز پر نہ کہ اہل عجم و فلسفہ کے طریق پر۔ آپ اپنی کتاب "الردّ على من أخلد إلى الأرض و جهل أن الاجتهاد في كل عصر فرض"میں رقم طراز ہیں۔

کہ "روئے زمین پر مشرق سے مغرب تک خضر، قطب یا کسی ولی اللّٰہ کے علاوہ حدیث اور عربی کا مجھ سے بڑا عالم کوئی نہیں۔"

ان کا یہ دعویٰ عربی زبان کے بارے میں تو تسلیم کیا جا سکتا ہے البتہ حدیث کے بارے میں ان کا یہ دعویٰ غیر درست ہے۔ الا یہ کہ اس سے متون حدیث کا حفظ مراد ہو یا سخاوی کے علاوہ افراد مراد ہوں۔

نیز انہوں نے لکھا ہے کہ فقہ کے سوا باقی تمام فنون میں ان کے اساتذہ میں سے بھی کوئی ان کے ہم پلہ نہیں البتہ فقہ میں ان کے شیخ کی معلومات وسیع اور زیادہ ہیں۔ اور ہاں اصول فقہ اور علم الجدل والتصریف میں مذکورہ سات علوم سے کچھ کم معلومات ہیں ان کے بعد علم الانشاء والترسل اور علم المیراث، اس کے بعد علم القرأت ہے جس میں ان کا کوئی استاد نہیں اور اس کے بعد علم طب کی معلومات ہیں۔ منطق کے متعلق لکھتے ہیں کہ آغاز میں اس علم کے متعلق کچھ پڑھا تھا۔ بعد میں اس سے طبیعت اچاٹ ہوگئی اور محدث ابن صلاحؒ کا اس علم

کی حرمت کے متعلق فتویٰ پڑھا تو اسے بالکل ترک کردیا اور اس کے بدلے مجھے اللّٰہ تعالیٰ نے علم حدیث عطا فرمایا۔
منطق کے متعلق آپ نے دو رسالے تحریر فرمائے۔
1۔ القول المشرق في تحريم الإشغال بالمنطق۔
2۔ صون المنطق والكلام عن فن المنطق والكلام۔
علم حساب آپ کے نزدیک بڑا مشکل تھا۔ اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ جب میں حساب سے متعلق کوئی مسئلہ دیکھوں تو وہ میرے لئے اتنا مشکل اور بھاری ہوتا ہے کہ گویا مجھے پہاڑ اٹھانا پڑا ہے۔
قدرت نے آپ کو غضب کا حافظہ عطا فرمایا تھا آپ نے خود ذکر کیا ہے کہ مجھے دو لاکھ احادیث زبانی یاد ہیں۔

11مدرسہ محمودیہ کا کتبخانہ

آپ نے قصبہ رضوان میں باب فرویلہ کی جانب پہلے خیمہ میں واقع جامع الکردی کی جگہ موجود مدرسہ محمودیہ کے کتبخانہ سے خوب استفادہ کیا۔
مقریزی لکھتے ہیں کہ اس کتب خانہ میں ہر فن کی اسلامی کتابیں موجود ہیں۔
یہ مدرسہ اپنے بانی محمود بن علی الاستادار کی طرف منسوب ہے۔ انہوں نے 797ھ میں اس کی بنیاد رکھی۔ یہ مدرسہ مصر کے شاندار مدارس میں شمار ہوتا ہے۔ 'أنباء القمر" میں حافظ ابن حجر عسقلانی اس مکتبہ کے متعلق لکھتے ہیں. کہ "اس مکتبہ میں موجود بے بہا کتب قاہرہ میں آج کل موجود تمام کتابوں سے زیادہ قیمتی اور مفید ہیں۔ یہ کتابیں وہ ہیں جو ابرہان بن جماعہ نے زندگی بھر جمع کیں اور ان کی وفات کے بعد محمود آستادار نے ان کے ترکہ میں سے یہ کتابیں خرید کر بایں شرط وقف کر دیں کہ ان میں سے کوئی کتاب مدرسہ سے باہر نہ جائے۔"
یہ کتب خانہ حافظ ابن حجر کی تحویل میں رہا۔ اس وقت اس میں تقریباً چار ہزار جلدیں تھیں۔ آپ نے اس کتب خانہ کی فہرست مرتب کی تھی۔
سیوطی نے ایک رسالہ میں اس کی فہرست بھی مرتب کی، اس رسالہ کا نام"بذل المجهود في خزانة محمود" ہے ۔ یہ رسالہ استاد فواد عبدالباقی نے " معهد المخطوطات العربية" کے ساتھ شائع کردیا ہے علم الدین البلقینی اور الشرف المناوی اس کتب خانہ سے کتابیں عاریتاً حاصل کر کے اپنے گھر لے جایا کرتے تھے۔

12 سیوطی کا مرتبہ اجتہاد۔وسعت معلومات اور استغناء

سیوطی کو ملکہ اجتہاد اور اس کی تمام ضروری معلومات حاصل تھیں۔ آپ اپنی کتاب "حسن المحاضرہ" ، "الرد علی اخلد الی الارض"، "طرز العمامہ" اور "مسالک الحنفاء" میں لکھتے ہیں:
"میں چاہوں تو ہر مسئلہ کے متعلق نقلی، عقلی دلائل، اس کے اصول و اعتراضات مع جوابات، اس بارے میں مختلف مذاہب کے اختلاف اور ان کے مابین موازنہ وغیرہ کے بارے میں رسالہ لکھنا چاہوں تو اپنی قوت یا طاقت سے نہیں بلکہ اللّٰہ کے فضل اور توفیق سے لکھ سکتا ہوں۔"
اس کے ساتھ ساتھ آپ بڑے زود نویس، حاضر جواب ، صحیح العقیدہ ، متواضع ، قناعت پسند اور بڑے عبادت گزار تھے۔
امراء و ملوک کے تحائف قبول نہ کرتے تھے۔ "سلطان غوری" نے ایک بار آپ کی خدمت میں ایک غلام اور ایک ہزار دینار پیش کئے۔ آپ نے دینار واپس کر دیئے اور غلام لے کر آزاد کر دیا اور "مدینہ منورہ" میں حجرہ نبویہ کا خادم مقرر کردیا۔ اور بادشاہ کے قاصد سے کہا۔ تم دوبارہ تحائف اور ہدایا لے کر نہ آنا، ہمیں اللّٰہ نے ان چیزوں سے مستثنیٰ کررکھا ہے۔
سیوطی نے نئے پیش آمدہ مسائل کے بارے میں امام شافعی کے اصولوں کے مطابق فتوے دیئے اور اکثر فنون کے بارے میں شاندار کتابیں تصنیف کیں۔
آپ کے فتاویٰ اور مؤلفات چمکتے سورج کی طرح معروف ہوئیں اور ہر علاقہ کے اہل علم نے انہیں شرف قبولیت سے نوازا۔
مقامہ مزهریہ، جس کا نام "النحج إلى الصلح" اس میں لکھتے ہیں کہ: میں نے سترہ برس تک فتوے لکھے اور چالیس برس کی عمر تک تدریس و افتاء سے متعلق رہا، اس کے بعد معذرت کر کے یہ دونوں کام چھوڑ کر عبادت اور تصنیفات میں مشغول ہوگیا۔
اور اس کے متعلق ایک رسالہ تالیف کیا اس کا نام "التفتيش في الاعتذار من ترك الإفتاء و التدريس" رکھا۔ "الاستنصار بالواحد القهار" نامی مقالہ میں ذکر کیا ہے کہ انہیں فتوے دینے کی وجہ سے بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ یہاں تک کہ آپ نے اس منصب کو ترک کردیا اور مصمم ارادہ کر لیا نہ تو کبھی فتویٰ دیں گے اور نہ کسی سائل کے سوال کا جواب لکھیں گے۔
اور اسکے بعد آپ "جزیرۃ الروضہ" جسے آج کل "المنیل" کہتے ہیں میں مقیم ہو گئے اور اپنی کتابیں اہل علم اور طالبان علم کے لئے وقف کردیں۔
آپ نے بہت سے اشعار اور نظمیں کہیں آپ کے اکثر شعر متوسط درجہ کے ہیں۔

13 سیوطی کا اپنے مجتہد ہونے کا دعویٰ

”الرد علی من أخلد إلی الأرض“، ”الکوکب الساطع“،
”جمع الجوامع“، ”حسن المحاضرہ“، ”طرز العمامة“، اور ”مسالک الحفاء“ وغیرہ اپنی تالیفات میں سیوطیؒ نے اپنے حق میں اجتہاد مطلق کا دعویٰ کیا ہے۔ نیز اپنے ایک منظومہ، " یحفته المهتدين بأسماء المجددين" میں اپنے آپ کے نویں صدی ہجری کے مجدد ہونےکا دعویٰ کیا ہے۔ آپ کے فتاویٰ اور تالیفات آپ کی زندگی میں اہل علم میں پھیل گئیں اور مختلف علاقوں کے لوگ خط و کتابت کر کے آپ سے فتوے طلب کرتے رہے۔

14 وفات اور مدفن

شعرانی نے "ذیل الطبقات" میں ذکر کیا ہے کہ سیوطی نے **19** جمادی الاولیٰ۔ **911**ھ بمطابق **17** اکتوبر۔ **1505**ء جمعہ کی رات کو وفات پائی اور نماز جنازہ جمعہ کے بعد الروضہ کی "جامع الشیخ احمد اباریقی" میں شعرانی نے پڑھائی۔ اس کے بعد بہت سے لوگوں نے مصر العتیقہ کی جامع جدید میں دوبارہ نماز جنازہ پڑھی ۔ آپ سات روز تک بائیں بازو کے شدید ورم میں مبتلا رہے ۔ بوقت وفات آپ کی عمر اکسٹھ۔ **61** سال ، دس ماہ اور اٹھارہ روز تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وفات کے وقت آپ نے سورۃ یٰسین کی خود تلاوت کی ۔ آپ قاہرہ میں حوش قوصون (جسے عامة الناس "کیسون" کہتے ہیں) میں دفن کئے گئے۔ یہ مقام باب القرافہ (جو عام لوگوں میں امام جعفر الصادقؒ کی بیٹی کے نام سے بوابتہ السیدۃ عائشہ کے نام سے معروف ہے) کے باہر واقع ہے ۔ یہ سلطان غوری کا دور تھا۔ لوگ ایک دوسرے پر بڑا ظلم کیا کرتے تھے۔ لیکن کسی نے آپ کے ترکہ کو ہاتھ نہ لگایا۔ سلطان نے کہا کہ شیخ نے زندگی بھر ہم سے کوئی چیز قبول نہ کی لہٰذا اب کوئی ان کے ترکہ کو ہاتھ نہ لگائے۔ ان کی قبر پر قبہ تعمیر کیا گیا۔
تیمور پاشا نے ذکر کیا ہے کہ کسی حکمران نے آپ کی قبر پر لکڑی کا ایک صندوق اور ایک سیاہ غلاف چڑھوا دیا۔ جس پر سفید رنگ سے آیة الکرسی منقش تھی۔ آپ کی والدہ نے بھی آپ کی قبر پر شاندار عمارت بنوائی۔ اطراف و اکناف سے علماء اور امراء تبرک کی خاطر آپ کی قبر کا قصد کرتے ۔ پہلے پہل لوگ ہر ہفتے آپ کی قبر پر محفل کا اہتمام کیا کرتے تھے بعد میں یہ اجتماع آپ کی ولادت کے روز اسیوط شہر میں نصف شعبان کو سالانہ ہوتا رہا ۔ ”یہ سب بدعت اور خُرافات ہیں“۔ اسیوط میں مسجد سید جلال کے اندر بھی ایک قبر واقع ہے۔ شیخ کا اس قبر سے کوئی تعلق نہیں یہ آپ کے اجداد میں سے کسی کی قبر ہے جو اس مسجد میں واقع مدرسہ کے بانی کی اولاد میں سے کسی کی ہے۔
وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آپ کی شہری کی وجہ سے یہ مسجد آپ کے نام سے مشہور ہو گئی۔ تیمور پاشا کی تحقیق کے مطابق آپ نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔ اسیوط میں جو لوگ

آپ کی طرف منسوب ہیں وہ آپ کی نسل میں سے نہیں۔ وہ مسجد کے منتظم یا خدام کی نسل سے ہیں۔

15 مؤلفات

اللّٰہ تعالیٰ نے سیوطی کی عمر اور وقت میں برکت فرمائی اور آپ نے ہر فن کے متعلق ایک یا ایک سے زائد کتابیں تصنیف کیں۔ بعض کتابوں میں تو آپ کا انداز منفرد اور انوکھا ہے۔ جیسا کہ تفسیر میں "الدر المنثور فی التفسیر بالماثور" علم نحو میں "الأشباہ والنظائر" اور حدیث میں "جمع الجوامع" وغیرہ سے ظاہر ہے۔
آپ کی بعض تالیفات میں کچھ تسامحات بھی واقع ہوئے ہیں۔ ان کی تحقیق و استدراک کی ضرورت ہے لیکن اس سے آپ کے علمی مرتبہ میں کوئی فرق نہیں آتا کہ کثیر التصانیف مصنفین سے ایسا ہی ہوا کرتا ہے جیسا کہ ابوالفرج ابن الجوزی سے بھی ہوا۔
آغاز میں سیوطی مختلف کتابوں کی تلخیص اور اختصار کیا کرتے تھے۔ شاید یہی چیز فقہ اور بہت سے مسائل میں ان کی وسعت و گہرائی کا ذریعہ ثابت ہوئی۔ بعد میں آپ مستقل کتابیں تصنیف کرنے لگے۔
جب آپ نے "حسن المحاضرہ" تصنیف کی اس وقت آپ کی تصنیفات کی تعداد تقریباً تین سو تک پہنچ چکی تھی۔ آپ کی کتابیں بڑی بڑی اور بعض تو چند اوراق و صفحات اور بعض تو صرف ایک ہی صفحہ پر مشتمل ہیں۔ آپ کے شاگرد داؤدی مالکی نے ذکر کیا ہے کہ سیوطی کی تصانیف پانچ صد سے زائد ہیں۔
ابن ایاس نے لکھا ہے کہ "حسن المحاضرہ" کے بعد آپ کی تالیفات کی تعداد چند سو تک پہنچ گئی تھی ۔
آپ نے ہر فن کے متعلق کتب تصنیف کیں۔

1 قرآن اور علوم القرآن

1۔"ترجمان القرآن فی تفسیر المسند علم التفسیر"۔ یہ تفسیر قرآن پر امام جلال الدین سیوطی کی شاہکار تصانیف میں سے ایک ہے ۔ یہ مبسوط و متداول تفسیر قرآن ہے اور اپنی جامعیت کے اعتبار سے مفسرین کے یہاں مقبول رہی ہے۔ امام جلال الدین سیوطی کی اُن تصانیف میں سے ہے جو 898ھ/ 1493ء سے قبل تحریر کی گئیں۔ اِس تفسیر میں امام جلال الدین سیوطی نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم، تابعین، تبع تابعین حضرات سے آیات کے سلسلہ میں جملہ تفسیری روایات، آثار و اقوال کو بسند متصل نقل کر دیا ہے جس سے ہر قول اور روایت کا مرتبہ و مقام اُس کے مستند اور غیر مستند ہونے کا صحیح علم بخوبی ہو جاتا ہے۔ حاجی

خلیفہ کاتب چلبی۔ متوفیٰ 26 ستمبر 1657ء نے کشف الظنون میں لکھا ہے کہ: ھو کبیر فی خمس مجلدات یہ بڑی تفسیر ہے اور پانچ جلدوں میں ہے۔
2۔ "الدر المنثور فی التفسیر بالماثور"۔ الدر المنثور ایک تفسیر بالماثور ہے جو امام جلال الدین عبد الرحمن السیوطی کی مایہ ناز تفسیر ہے جس میں دس ہزار سے زائد احادیث کو جمع فرمایا ہے۔ علامہ سیوطی اس کے متعلق خود فرماتے ہیں کہ میں نے یہ ایسی تفسیر مرتب کی ہے جس میں تمام احادیث وآثار کو اسانید کے ساتھ نقل کیا اور جن کتب سے نقل کیا تھا ان کا حوالہ بھی دیا لیکن میں نے دیکھا کہ لوگوں کی ہمتیں کوتاہ ہو گئی ہیں، علم کے حصول کا شوق بھی قدرے ماند پڑ گیا ہے اور ان کا ذوق اس تطویل کو پڑے تو میں نے صرف احادیث کے متون پر انحصار کیا اور ساتھ ساتھ ہر روایت اثر کا مخرج بھی ذکر کیا ہے۔ علامہ موصوف نے اس تفسیر میں اس بات کا خصوصی التزام فرمایا ہے کہ اس میں اپنی رائے کو بالکل ذکر نہیں فرمایا۔ یعنی انہوں نے اس تفسیر میں جتنی بھی روایتیں نقل فرمائی ہیں ان میں اپنی رائے کے عمل کو خلط ملط نہیں کی۔ واضح رہے کہ مؤلف نے اس تفسیر میں صحیح و غیر صحیح دونوں قسم کی روایات کو جمع کیا ہے، ان کا ارادہ تھا کہ نظر ثانی کے وقت وہ صحیح کو غیر صحیح روایات سے ممتاز فرمائیں گے لیکن افسوس! کہ زندگی نے وفا نہ کی اور یہ کام ادھورا رہ گیا۔
3۔ "الاتقان فی علوم القرآن" ۔علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی علوم قرآن پر مشہور تصنیف ہے۔ 872ھ میں علامہ جلال الدین سیوطی نے تفسیر مجمع البحرین و مطلع البدرین کا مقدمہ لکھا جس میں علوم قرآن پر نہایت تفصیل کے ساتھ لکھا۔ اس کا نام التحبیر فی علوم التفسیر رکھا۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے قرآن مجید سے متعلق ایک سو دو علوم پر تبصرہ کیا۔ اس کتاب کی بنیاد علامہ بلقینی۔ متوفیٰ 868ھ کی کتاب مواقع العلوم تھی جس کے دو مخطوطات جامعۃ الازھر قاہرہ کے کتب خانے میں موجود ہیں۔ اِس کتاب کی تالیف کے بعد علامہ جلال الدین سیوطی کو علامہ بدر الدین الزرکشی۔ متوفیٰ 794ھ کی کتاب البرہان فی علوم القرآن کا علم ہوا تو وہ کتاب اُنہیں میسر آگئی تو اُسے سامنے رکھ کر اَزسر نو مجمع البحرین کا مقدمہ لکھنا شروع کیا جو 878ھ میں مکمل ہوا۔ یہ مقدمہ الاتقان فی علوم القرآن کے نام سے مشہور ہوا۔
حاجی خلیفہ۔ نے کشف الظنون میں لکھا ہے کہ: "اِس کتاب کی ابتدا الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب سے ہوتی ہے اور یہ شیخ امام جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطیؒ کی تحریر فرمودہ ہے ۔ یہ کتاب اُن کے علمی آثار میں عمدہ ترین اور مفید تر ہے ۔ اِس کتاب میں علامہ سیوطی نے اپنے شیخ کافیجی کی تصنیف اور علامہ بلقینی کی مواقع العلوم اور علامہ الزرکشی کی البرہان فی علوم القرآن کو خاص طور پر جمع کیا ہے۔ علامہ سیوطی نے اپنی تصنیف "التحبیر" پر اِضافہ کرنے کے بعد 80 انواع پر مشتمل الاتقان کی تحریر فرمائی جو درحقیقت اُن کی بڑی تفسیر "مجمع البحرین" کا مقدمہ ہے۔

4۔"تفسیر جلالین"۔ عربی زبان میں نہایت مختصر تفسیر قرآن ہے جسے دو مشہور مفسرین امام جلال الدین محلی۔ 791ھ–864ھ اور جلال الدین سیوطی نے تصنیف کیا ہے۔ تقریباً پانچ صدیوں سے تفسیر جلالین متداول و مقبول ہے۔
5۔ لباب النقول فی أسباب النزول۔ 6۔ أسرار ترتیب القرآن۔ 7۔ إعراب القرآن۔
8۔ المهذب فیما وقع فی القرآن من المعرب۔ 9۔ مفحمات الأقران فی مبهمات القرآن۔

2 حدیث اور علوم حدیث

10۔"الجامع الکبیر" ۔ محدث سیوطی کی تصنیف جسے"جمع الجوامع" بھی کہا جاتا ہے ۔ امام سیوطی کا نقطہ نگاہ تمام احادیثِ نبویہ کو جمع کرنا تھا، لیکن تمام کوشش اور بساط بھر محنت کے باوجود وہ اس مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے اور اُنہوں نے جمع الجوامع میں جو احادیث جمع کی ہیں ان احادیث کی کل تعداد۔ 46624 ہے۔ ذخیرہ احادیث کا ایک بہت بڑا مجموعہ جس میں انہوں نے نبی ﷺ کی تمام قولی وفعلی اَحادیث کو بالاستیعاب جمع کرنے کی انتھک کوشش کی ہے۔ حصہ اوّل: قولی احادیث ۔ حصہ دوم: فعلی و قولی احادیث ۔ امام سیوطی نے قولی احادیث کو حروفِ تہجی کے حساب سے جمع کیا اور فعلی احادیث کو مسند صحابیؓ کی طرز پر ترتیب دیا ہے اور صحابیؓ سے مروی مرفوع و موقوف روایت کو ہرصحابیؓ کی الگ مرویات میں جمع کیا ہے ۔ مآخذ۔ 1۔ بخاری۔ 2۔ مسلم۔ 3۔ ابوداؤد۔ 4۔ ترمذی۔ 5۔ نسائی۔ 6۔ ابن ماجہ۔7۔ مسنداحمد۔ 8۔ صحیح ابن حبان۔ 9۔ مستدرک حاکم۔ 10۔ المختارة للضیاء المقدسی۔ 11۔ مسندطیالسی۔ 12۔ زوائد المسند لعبداللہ یعنی احمدبن حنبل۔ 13۔ مصنف عبد الرزاق۔ 14۔ مصنف ابن ابی شیبہ۔ 15۔ سنن سعید بن منصور۔ 16۔ مسندابویعلیٰ۔ 17۔ معجم طبرانی کبیر۔ 18۔ معجم طبرانی اوسط۔ 19۔ معجم طبرانی صغیر۔ 20۔ سنن الدارقطنی۔ 21۔ حلیة الاولیاء لأبی نعیم۔ 22۔ سنن الکبریٰ للبیہقی۔ 23۔ شعب الایمان للبیہقی۔ 24۔ الضعفاء للعقیلی۔ 25۔ الکامل فی الضعفاء الرجال لابن عدی۔ 26۔ تاریخ بغداد۔ 27۔ تاریخ ابن عساکر۔ وغیرہ ۔ "جامع کبیر" سے استفادہ مشکل تھا اس لیے شیخ علی متقی نے "جامع کبیر" کی تبویب و ترتیب بنام "کنز العمال" کی ۔ کنز العمال کو فقہی ابواب پر "جامع الاصول"۔ ابن اثیرؒ کے انداز و اسلوب پر اس خوش اسلوبی سے مرتب کیا کہ یہ احادیث نبوی کا دائرہ المعارف بن گیا ہے ۔ اس کا اردو ترجمہ دار الاشاعت کراچی نے شائع کیا ہے۔
11۔"الجامع الصغیر و زیادتہ"۔ علامہ سیوطی نے "جامع کبیر" کی قولی احادیث کو حروفِ تہجی کے اعتبار سے مرتب کیا ، اور اس کا نام "الجامع الصغیر من حدیث البشیر النذیرﷺ" رکھا ، جس کی احادیث کی تعداد تقریباً۔10031 تھی۔ پھر اسی کتاب کی ذیل لکھی جس کا انتخاب "الجامع الکبیر" اور دیگر احادیث کی کتب سے کیا گیا اور اسے "زیادة الجامع" سے موسوم کیا، اس ذیل کی ترتیب اور رموز بھی الجامع الصغیر کی ترتیب و رموز کے موافق تھی جس میں احادیث کی تعداد تقریباً 4440 ہے۔ یہ دونوں کتابیں "الجامع الصغیر" اور "زیادة

الجامع"' باقاعدہ الگ الگ دو کتابیں تھیں جنہیں ۔ "علامہ یوسف نبہانی" نے یکجا کر دیا۔ یوں یہ کتاب "الجامع الصغیر و زیادتہ" کے نام سے معروف ہوئی ۔ اس کتاب میں شامل کل احادیث کی تعداد 14662 ہے ۔ "محدث العصر محمد ناصر الدین البانیؒ" نے اس کتاب کی تخریج و تحقیق کی ۔ صحیح و حسن احادیث کو "صحیح جامع صغیر" میں جمع کیا تعداد احادیث۔ 8202 ۔ اور ضعیف و موضوع روایات کو "ضعیف جامع صغیر" میں جمع کیا تعداد احادیث۔ 6468 ہیں۔

12۔ "الفوائد المتکاثرہ فی الاخبار المتواترہ"۔ اس میں 112۔ احادیث متواتر ہیں۔

13۔"الازہار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ"۔ اوپر والی کتاب کا اختصار۔

14۔ الدرر المنتثرۃ فی الأحادیث المشتہرۃ۔

15۔"المسلسلات الکبریٰ"۔ اس میں 85 احادیث ہیں۔

16۔ جیاد المسلسلات۔ 17۔الآیۃ الکبری فی شرح قصۃ الاسراء۔

18۔ شمائل کبریٰ (جلد 1 جلد 2)۔ 19۔ الدیباج علی صحیح مسلم بن الحجاج۔

20۔ إسعاف المبطا برجال الموطا۔ 21۔ کشف المغطی فی شرح الموطأ۔

22۔ تنویر الحوالک شرح موطأ مالک۔ 23۔ قوت المغتذی علی جامع الترمذی۔

24۔ شرح السیوطی علی سنن النسائی۔ 25۔ اللآلئ المصنوعۃ فی الأحادیث الموضوعۃ۔

26۔ الفیۃ السیوطی (الفیۃ الحدیث)۔ 27۔ تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی۔

28۔ قطر الدر في شرح ألفیة العراقي في العلم الأثر. 29۔ تقریب الغریب۔

30۔ البحر الذی ذخر في شرح ألفیة الأثر۔ 31۔ التہذیب في الزوائد علی التقریب۔

32۔ الفائید في حلاوۃ الأسانید۔ 33۔ مفتاح الجنة في الاعتصام بالسنة۔

34۔ انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب۔ 35۔ لباب الحدیث۔

36۔ تحذیر الخواص من أحادیث القصاص۔37۔ تحفة الأبرار بنکت الأذکار النوویة۔

38۔ العرف الوردی فی أخبار المہدی۔ 39۔ البدور السافرۃ فی احوال الآخرۃ۔

40۔ عقود الزبرجد علی مسند الإمام أحمد فی إعراب الحدیث۔

3 تراجم و تاریخ

41۔ "طبقات الحفاظ"۔ علامہ ذہبی متوفی 748ھ نے تذکرۃ الحفاظ میں 1176 حفاظِ حدیث کا تذکرہ کیا ہے جو کل 21 طبقات پر مشتمل ہے۔ امام جلال الدین سیوطی نے تذکرۃ الحفاظ کی تلخیص کرتے ہوئے اپنے زمانہ تک کے حفاظِ حدیث کا اِضافہ کیا۔ اِس اضافہ میں علامہ ذہبی کے تراجم الرجال سے 12 شخصیات کا ترجمہ شامل کر دیا گیا۔ تذکرۃ الحفاظ21 طبقات میں تھی، امام جلال الدین سیوطی کے اِضافہ سے یہ 24 طبقات ہو گئے ۔ پہلے طبقہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا تذکرہ کیا گیا ہے، اِس طبقے کا آغاز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ترجمہ سے ہوتا ہے۔ کل 23 صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے تراجم اِس طبقہ

میں موجود ہیں ۔ دوسرے طبقہ میں کبار تابعین کا تذکرہ کیا گیا ہے، اِس طبقے کا آغاز مشہور تابعی علقمہ بن قیس سے ہوتا ہے۔ کل 30 تابعین کے تراجم اِس طبقہ میں موجود ہیں۔ تیسرے طبقہ میں وسطی تابعین کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اِس طبقہ کا آغاز امام حسن بصری کے ترجمہ سے ہوتا ہے اور اختتام عبد اللہ بن عبید اللہ بن ابی ملیکۃ کے ترجمہ پر ہوتا ہے ۔ چوتھے طبقہ میں صغار تابعین کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اِس طبقہ کا آغاز امام الفقیہ مکحول الدمشقی سے ہوتا ہے اور اختتام ابو عون البصری عبد اللہ بن عون بن ارطبان المزنی کے ترجمہ پر ہوتا ہے ۔ پانچویں طبقہ کا آغاز ابو عثمان المدنی عبید اللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن محمد العدوی کے ترجمہ سے اور اختتام ابو یحییٰ البصری مہدی بن میمون الازدی المعولی مولاھم کے ترجمہ پر ہوتا ہے ۔ چھٹے طبقہ کا آغاز ابوعلی الزاہد فضیل بن عیاض بن مسعود التمیمی الیربوعی کے ترجمہ سے اور اختتام ابوبدر السکوفی الکوفی المحدث شجاع بن ولید بن قیس کے ترجمہ پر ہوتا ہے ۔ ساتویں طبقہ کا آغاز ابوسعید البصری اللؤلؤی الحافظ عبد الرحمن بن مہدی بن حسان کے ترجمہ سے اور اختتام داؤد بن یحییٰ بن یمان العجلی الکوفی کے ترجمہ پر ہوتا ہے ۔ آٹھویں طبقہ کا آغاز ابوبکر المکی حمیدی عبد اللہ بن زبیر بن عیسیٰ الازدی کے ترجمہ سے اور اختتام الحافظ الامام ابوالحسن علی بن الحسین الذہلی الافطس کے ترجمہ پر ہوتا ہے ۔ نویں طبقہ کا آغاز ابو مروان السلمی عبد الملک بن حبیب کے ترجمہ سے اور اختتام الحافظ الامام ابومحمد فضل بن محمد بن المسیب البیہقی الشعرانی کے ترجمہ پر ہوتا ہے ۔ دسویں طبقہ کا آغاز ابواسحاق ابراہیم بن اورمۃ الحافظ الاصبہانی کے ترجمہ سے اور اختتام یحییٰ بن محمد بن صاعد بن کاتب کے ترجمہ پر ہوتا ہے ۔ گیارہویں طبقہ کا آغاز ابوعوانہ الحافظ الکبیر یعقوب بن اسحاق بن یزید الاسفرائینی کے ترجمہ سے اور اختتام الحافظ ابوحفص عمر بن سہل بن اسماعیل الدنپوری القرمیسینی کے ترجمہ پر ہوتا ہے ۔ بارہویں طبقہ کا آغاز الامام الحجۃ محدث عراق محمد بن عبد اللہ بن ابراہیم بن عبد ویہ البغدادی البزار ابوبکر الشافعی کے ترجمہ سے اور اختتام الحافظ ابوسلیمان محمد بن عبد اللہ بن احمد بن ربیعۃ ابن زبر الربعی کے ترجمہ پر ہوتا ہے ۔ تیرہویں طبقہ کا آغاز الحافظ الامام محمد بن یوسف بن محمد بن جنید الجرجانی ابوزُرعۃ الکشی کے ترجمہ سے اور اختتام علامہ الحافظ ابو الحسن علی بن احمد بن الحسن بن محمد بن نعیم البصری النُعَیمی کے ترجمہ پر ہوتا ہے ۔ چودہویں طبقہ کا آغاز الامام الحافظ ابوعبداللہ محمد بن علی بن عبد اللہ بن محمد بن دحیم الساحلی کے ترجمہ سے اور اختتام القاضی محدث ابوالقاسم عبید اللہ بن احمد بن محمد بن حسکان القرشی العامری النیسابوری الحسکانی کے ترجمہ پر ہوتا ہے ۔ پندرہویں طبقہ کا آغاز الامام الحافظ الکبیر ابونصر علی بن ہبۃ اللہ بن علی ابن جعفر بن علی ابن ماکولا العجلی الجرباذقانی البغدادی کے ترجمہ سے اور اختتام الحافظ ابونصر الحسن بن محمد بن ابراہیم بن احمد الیونارتی الاصبہانی کے ترحمہ پر ہوتا ہے ۔ سولہویں طبقہ کا آغاز محدث عراق الامام ابو الفضل محمد بن ناصر بن محمد بن علی بن عمر السلامی کے ترجمہ پر اور اختتام الحافظ ابوعبداللہ محمد بن الحسین بن علی بن

یعقوب الزغوالی المروزی کے ترجمہ پر ہوتا ہے ۔ سترہویں طبقہ کا آغاز الحافظ الامام المتقن ابوالقاسم خلف بن عبد الملک بن مسعود بن موسیٰ ابن بشکوال الانصاری الاندلسی کے ترجمہ سے اور اختتام الحافظ الامام ابوعبداللہ محمد بن عبد الرحمن بن علی بن محمد بن سلیمان التجیبی المرسی کے ترجمہ پر ہوتا ہے ۔ اٹھارہواں طبقہ الحافظ محدث مالقہ عبد اللہ بن الحسن بن احمد الانصاری ابوبکر المالقی القرطبی کے ترجمہ سے اور اختتام محدث عالم صدر الدین ابوعلی الحسن بن محمد بن محمد بن محمد بن عمروک القرشی التیمی البکری النیسابوری الدمشقی کے ترجمہ پر ہوتا ہے ۔ اُنیسویں طبقہ کا آغاز الامام الحافظ سیف الدین ابوالعباس احمد بن المجد عیسیٰ ابن الشیخ موفق الدین عبد اللہ بن احمد ابن قدامہ المقدسی کے ترجمہ سے اور اختتام الامام محدث الحافظ جمال الدین ابوحامد محمد بن علم الدین علی بن محمود بن احمد المحمودی کے ترجمہ پر ہوتا ہے ۔ بیسویں طبقہ کا آغاز الامام الحافظ ابوالمظفر منصور بن سُلَیم بن منصور الاسکندرانی الشافعی کے ترجمہ سے اور اختتام الامام الحافظ ابوجعفر احمد بن ابراہیم بن زبیر الثقفی العاصمی الغرناطی النحوی ابن الزبیر کے ترجمہ پر ہوتا ہے ۔ اکیسویں طبقہ کا آغاز الامام الحافظ شہاب الدین ابوالعباس احمد بن فرح بن احمد ابن فرح الاشبیلی الشافعی کے ترجمہ سے اور اختتام ابوعمرو محمد بن عثمان بن یحییٰ بن احمد بن عبد الرحمن ابن ظافر ابن المرابط الغرناطی کے ترجمہ پر ہوتا ہے ۔ بائیسویں طبقہ کا آغاز عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن ابی بکر البہاء بن خلیل کے ترجمہ سے اور اختتام الحافظ شمس الدین ابوبکر محمد بن عبد اللہ بن احمد بن عبد اللہ بن احمد بن محمد بن ابراہیم ابوبکر بن المحب المقدسی الحنبلی کے ترجمہ پر ہوتا ہے ۔تئیسویں طبقہ کا آغاز الامام الحافظ محدث زین الدین عبد الرحمن بن احمد بن رجب بن الحسن ابن رجب الحنبلی کے ترجمہ سے اور اختتام الحافظ نور الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر بن سلیمان بن عمر بن صالح الہیثمی کے ترجمہ پر ہوتا ہے ۔ چوبیسویں طبقہ کا آغاز جمال الدین عبد اللہ بن ابراہیم بن خلیل بن عبد اللہ الشرایحی کے ترجمہ سے اور اختتام امام الحافظ الدنیاء ابن حجر عسقلانی کے ترجمہ پر ہوا ہے جو **852**ھ/ **1449**ء میں قاہرہ، مصر میں فوت ہوئے ۔ اشاعتت ۔ جرمن مستشرق فرڈیننڈ وسٹنفیلڈ نے **1833**ء/**1834**ء میں جرمنی کے شہر گوٹنگن سے شائع کیا۔ یہ فرانسیسی زبان میں کیا گیا ترجمہ تین جلدوں میں ترتیب دیا گیا تھا۔ **1347**ھ/ **1929**ء میں طبقات الحفاظ بصورت ذیول الثلاثہ دمشق، شام سے شائع ہوئے ۔ جدید طرز پر مبنی نسخہ کی طباعت دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان سے**1414**ھ/ **1994**ء میں ہوئی۔ اِس نسخہ جدید میں کل صفحات **607** ہیں۔

42۔ ذیل طبقات الحفاظ للذهبي۔ **43**۔ طبقات المفسرين۔

44۔"تاریخ الخلفاء"۔ "ابو بکر صدیقؓ سے لیے کر **903** ھجری تک کے مختصر اور جامح سیاسی ۔ علمی اور تمدنی حالات"۔ اس کتاب کے اردو اور انگلش میں ترجمے ہو چکے ہے۔

45. حسن المحاضرة فی أخبار مصر والقاہرۃ۔ 46۔"بدائع الزھور فی وقائع الدھور"۔ تاریخ اسلام۔
47۔"نظم العقیان فی اعیان الاعیان"۔ اس کتاب میں نویں صدی ھجری کے عالم اسلام کے دو سو مشاھیر کے مختصر حالات درج ہیں۔
48. من وافقت کنیته، کنیة زوجته من الصحابة۔
کشف النقاب عن الألقاب۔
49. زوائد الرجال على تهذيب الكمال۔ 50. عين الإصابة في معرفة الصحابة۔
51. دراالصحابة فيمن دخل من الصحابة۔ 52. اسماء المدلسين۔
53. اللمع فی اسماء من وضع۔ 54. شدالرحال في ضبط الرجال۔
55. لب اللباب في تحرير الأنساب۔ 56. دارالصحابہ کو حسن المحاضرہ کے ساتھ ضم کردیا۔
57. ریح النسر ین فیمن عاش من الصحابة مائة و عشرین۔

4 متفرق

58. المدرج إلى المدرج۔ 59. الروض المكلل والورد المعلل۔
60. التعريف بآداب التاليف۔ 61. المنى في الكنى.... المذہر۔
62. الأشباہ والنظائر۔ 63. الحاوی للفتاویٰ۔
64. إحياء الميت بفضائل اہل البيت۔ 65. الحبائک فی اخبار الملائک۔
66. الروض الأنيق فی فضل الصديق۔ 67. الغرر فی فضائل عمر۔
68. المَدْرَج إلى المُدْرَج۔ 69. المزھر فی علوم اللغۃ و انواعھا۔
70. أسباب ورود الحديث۔ 71. تذكرة الموتسی من حدث من حديث و نسی۔
72. إرشاد المهتدين إلى نصرة المجتهدين۔ 73. إلقام الحجر لمن زكى ساب أبى بكر وعمر۔
74. الفارق بين المصنف و السارق: (یہ کتاب حقوق تالیف کے بارے سب سے پہلی تحریر ہے۔)
75. كشف التلبيس عن قلب أهل التدليس۔ 76. تحفة النابة بتلخيص المشابه۔
77. تمهيد الفرش فی الخصال الموجبۃ لظل العرش۔ 78. تنبيہ الغبیّ فی تبرئۃ ابن عربی۔
79. شرح الصدور۔ 80. صفۃ صاحب الذوق السليم۔
81. عقود الجمان فی علم المعانی والبيان۔
82. ما رواہ الأساطين فی عدم المجیء إلى السلاطين۔ 83. قطر الدرر۔
84. مطلع البدرين فيمن يؤتی أجرہ مرتين۔85. ہمع الهوامع شرح جمع الجوامع۔
86. مشتہی العقول فی منتہی النقول۔ 87. "ترجمہ الامام النووی۔"
ان کے علاوہ بھی آپ کی بے شمار مؤلفات ہیں جن سے آپ کے بعد اہل علم مستفید ہوتے رہے۔

16 آپ کے تذکرہ نویس

بہت سے لوگوں نے اپنی کتابوں میں آپ کا تذکرہ لکھ کر آپ کی علمی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔

1۔ ابن ایاس۔ التاریخ۔ **2**۔ شعرانی۔ ذیل الطبقات۔

3۔ الغزی۔ الکواکب السائرہ۔ **4**۔ العیدروس۔ النور السافر۔

5۔ جمال الدین الشلی۔ السناالباھر۔ **6**۔ الاسدی۔ طبقات الشافعیۃ۔

7۔ آپ کا خود نوشت تذکرہ۔ حسن المحاضرہ

8۔ عبدالغنی النابلسی۔ الحقیقہ والمجاز نامی سفر نامہ میں۔ جہاں وہ جامع قوصون کا ذکر کرتے ہیں۔ انہوں نے آپ کی قبر کی زیارت بھی کی۔

9۔ ابوالعباس الفاسی نے اپنے سفر نامہ حجاز میں آپ کا شاندار تذکر کیا ہے اس نے **1211**ھ میں وہاں کی زیارت کی۔

10۔ آپ کے شاگرد عبدالقادر بن محمد الشاذلی مالکی نے اپنی تاریخ میں آپ کا تذکرہ کیا ہے۔

اللّٰہ کریم آپ کی روح کو راحت پہنچائے ، آپ کی قبر کو منور فرمائے اور آپ پر اپنی رضا کی بارش برسائے۔ جیسا کہ آپ کی تالیفات سے دل منور ہوئے اور ان کے انوار سے پوشیدہ امور ظاہر ہو کر چمکنے لگے ۔ آمین۔

17 حوالہ جات

1۔ اردو دائرہ المعارف اسلامیہ۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور۔

2۔ عبد الحلیم چشتی: تذکرہ جلال الدین سیوطی۔ مطبوعہ کراچی**1421**ھ۔

3۔ الاعلام۔ خیر الدین زرکلی ۔ ادرالعلم للملایین بروت۔

4۔ الضوء اللامع في أعيان القرن التاسع ۔ السخاوی۔

5۔ البدر الطالع۔ قاضی محمد علی الشوکانی۔

6۔ تاریخ تفسیر و مفسرین۔ پروفیسر محمد حسین الذہبی الازہری۔ پروفیسر حریریؒ۔

7۔ شذرات الذهب في أخبار من ذهب: أبو الفتح عبد الحي بن العماد الحنبلي ۔ دار إحياء التراث العربي ۔ بيروت۔

8۔ نور السافر ۔ الشیخ عبدالقادر العید روسی۔

9۔ المستطرفہ ۔ علامہ محمد بن جعفر کتانی۔

10۔ کشف الظنون فی اسامی الکتب الفنون، حاجی خلیفہ کاتب چلبی۔

11۔ معجم المولفین ۔ عمر رضا کحالہ۔

12۔ الاستنصار، تنوير الحوالك شرح موطأ مالك، مقالة لؤلؤية۔

13. حسن المحاضرة ۔ جلال الدین السیوطی۔
14. مسلمان تاریخ نویس۔ پروفیسر سعیداختر۔
15. آزاد دائرہ المعارف ۔ السیوطی۔
16. تاریخ مصر ۔ مورخ ابن ایاس۔
17. بغیۃ الوعاۃ۔

22 محدث محمد بن سلیمان المغربیؒ

1037ھ تا 1094ھ

1 نام و نسب

” ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن سليمان بن الفاسي بن طاهر الرُّوداني السوسي المكيّ“ آپ کے باپ کا نام محمد ہے یا سلیمان ہے اس میں اختلاف ہے۔

2 ولادت اور وطن

محدث محمد بن سلیمان المغربی۔1037ھ بمطابق۔ 1627ء کو مراکش کے شہر سوس کی بستی "تارُودَنْت" میں پیدا ہوئے۔ اُس وقت مراکش پر زیدان شریف حسنی سعدی (1012ھ تا 1038ھ)کی حکومت تھی۔

3 تعلیم اور اسفار

محدث محمد بن سلیمان مغربی نے مغربی اقصیٰ اور اوسط کا دورہ کیا اور مصر، شام و استانہ میں آئے حجاز کو اپنا وطن بنایا۔آپ نے مغرب میں بڑے عظیم اور جلیل القدر شیوخ سے پڑھا۔

1. قاضي القضاة مفتي مراكش اور محقق أبو مهدي عيسى السكناني۔
2. العلامہ محمد بن سعيد المريغني المركاشي ۔
3. محمد بن أبي بكر الدلائي۔
4. شيخ الإسلام سعيد بن إبراهيم المعروف بـ «قدروه» مفتي الجزائر۔
5. العلامہ أبا عبد الله محمد بن ناصر الدرعي۔

آپ نے ان شیوخ کے پاس رہ کر التفسیر۔ والحدیث۔ والفقه وغيرها پڑھی۔

آپ نے مشرق کا سفر کیا اور مصر میں داخل ہوئے اور مندرجہ ذیل العلماء سے استفادہ کیا اور اجازت نامے لیے۔

1. النور الأجهوري۔

2. الشهابين: الخفاجي۔
3. القليوبي۔
4. المسند المعمر محمد بن أحمد الشوبري
5. الشيخ سلطان ...وغيرهم۔

آپ حرمین مکہ مدینہ میں بھی داخل ہوئے علماء سے پڑھا۔پھر روم کی طرف نکل گے مصطفی بیك اخي الوزير الفاضل کی صحبت میں رہے۔شیخ الحنفية خير الدين الرملي سے پڑھا۔

* آپ دمشق میں آئے نقیب الشام السید محمدبن حمزۃ اور المسندِ المعمر محمد بن بدر الدین بن بلبان الحنبلی سے تحصیل علم میں منہک ہو گئے۔

4 حدیث میں درجہ و مرتبہ

آپ نے مشرق و مغرب کے بڑے عظیم اورجلیل القدر علماء و شیوخ سے پڑھا. آپ گیارہویں صدی ہجری کے سب سے بڑے محدث تو تھے ہی لیکن دنیا کے چند بڑے محدثین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ سوانح نگاروں نے آپ کو ادیب،محدث،محقق، فقیہ اور علم من الاعلام المغرب وغیرہ لکھا ہے۔ علماء آپ سے پڑھ کر سند و اجازت کو اپنے لیے ایک اعزاز سمجھتے تھے۔ سید ابو الحسن علی ندویؒ لکھتے ہیں کہ حافظ حدیث اور جامع کمالات تھے۔

5 مکہ کا قیام

محدث محمد بن سلیمان مغربیؒ نے مکہ کو اپنا وطن بنایا یعنی رہائش اختیار کی۔درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مشغول رہے۔سید ابو الحسن علی ندوی لکھتے ہیں کہ آپ جمہور اہل حرمین کے استاد ہیں۔ زندگی کےکئی سال مکہ مکرمہ میں علم کا نور پھیلاتے گزارے۔ آخر عثمانی حکومت کے حکم پر مکہ سے اخراج ہوا۔

6 قبرپرستی کی مذمت اور جلاوطنی

مکہ کے قیام کے دوران آپ بدعات و خلاف شرع امور کا سختی سے رد فرماتے تھے بالخصوص قبر پرستی اور قبے بنانے کےسخت خلاف تھے۔آخر عثمانی حکومت نے آپ کو حرم مکہ سے جلاوطن کر دیا۔ در بدر ٹھوکر کھانے کے بعد دمشق میں آباد ہوئے۔

7 وفات

محدث کبیر محقق شہیر ابو عبداللہ محمد بن سلیمان المغربیؒ نے زندگی مستعار کے دن پورے کرکے قمری حساب سے **57** سال اور شمسی حساب سے **56** سال کی عمر میں۔ **1094**ھ

بمطابق۔ 1683ء کو شام کے شہر دمشق میں وفات پائی۔ وفات کے وقت محمدچہارم عثمانی (1058ھ تا 1099ھ)کی حکومت تھی، ”جبل قاسیون“ میں دفن ہوئے۔

8 اولاد

آپ کے ایک بیٹے ”شیخ محمد وفد اللہ“ کا تذکرہ نگاروں نے ذکر کیا ہے۔محمد وفد اللہ عالم باعمل تھے وفد اللہ کو اپنے والد کی تمام مرویات کی اجازت حاصل تھی۔”شاہ ولی اللہ“ نے اپنے قیام حجاز کے دوران محمد وفد للہ سے اُن کے والد کی تمام مرویات کی اجازت حاصل کی تھی اس کے علاوہ موطا یحییٰ بن یحییٰ بھی ان سے پڑھی تھی۔

9 کیٹلاگ

1. جمع الفوائد من جامع الأصول ومجمع الزَّوائِدِ

اس کتاب میں مندرجہ ذیل کتب کی احادیث ہیں. [[=((جامع الاصول ابن اثیر تعداد احادیث=9523) ١صحيح البخاري۔ ٢صحيح مسلم۔ ٣سنن أبي داود۔ ٤سنن الترمذي۔ ٥ سنن النسائي۔ ٦موطأ مالك} • {(مجمع الزوائد الهيثمیؒ تعداد احادیث=18776) ٧ المسانيد لأحمد بن حنبل۔ ٨ المسندأبي يعلى الموصلي۔ ٩ المسندأبي بكر البزار۔ ١٠ المعاجم للطبراني الكبير۔ ١١ المعاجم الأوسط الطبرانی۔ ١٢ المعاجم الصغيرالطبرانی} ١٣ سنن ابن ماجہ۔ ١٤ سنن الدارمی=]]

اس کتاب میں مندرجہ بالا 14 کتب کی احادیث کو فقہی ترتیب پر جمع کیا گیا ہے مکررات کو حذف کر دیا گیا ھے یہ کتاب جامع ہے ،یعنی اس کتاب میں ان 14 کتب کی احادیث کو "جامع " کی ترتیب پر مرتب و مدون کیا گیا ہے ، اس کے ابواب کی ترتیب صحیح بخاری و صحیح مسلم جیسی ہے ، کتاب الایمان سے شروع ہو کر کتاب الجنۃ والنار پر مکمل ہوتی ہے ، اس کی ضخامت چار جلدوں میں ہے

اس میں احادیث کی تعداد (10131) دس ہزار ایک سو اکتیس ہے ۔

اس کتاب کا موجودہ نسخہ تحقیق و تخریج کے ساتھ 1998ء کویت سے شائع ہواھے.یہ کتاب ”الاحکام الکبریٰ“۔ و”الاحکام الوسطیٰ“۔ الاشبیلیؒ. ”منتقی الاخبار“ ابن تیمیہؒ اور ”مشکاۃ المصابیح“ سے زیادہ جامع و مفصّل ھے.اس کتاب کا ذیل ہاشم یمانی نے لکھا ھے. اور اس کا اردو ترجمہ و شرح <[شرح جمع الفوائد من جامع الاصول و مجمع الزوائد]>کے نام سے سات جلدوں میں۔”انصارالسنہ لاھور“ سے شائع ہوا ہے۔

2 ۔ صلة الخلف بموصول السلف۔

10 حوالہ جات

1. جمع الفوائد من جامع الاصول ومجمع الزوائد۔
2. الاعلام۔ خیرالدین زرکلیؒ (1893تا1976ء)
3. المستطرفہ۔علامہ محمدجعفرکتانی (1857تا1928ء)
4. شیخ محمد بن سلیمان المغربیؒ۔ محدث فورم۔
5. تاریخ دعوت و عزیمت۔ والیم 5۔سیدابوالحسن علی ندویؒ۔

23محدث امیرمحمدبن اسماعیل صنعانیؒ

1099ھ تا 1182ھ

1 نام و نسب

محمد بن إسماعيل بن صلاح بن محمد بن علي بن حفظ الدين بن شرف الدين بن صلاح بن الحسن بن المهدي بن محمد بن إدريس بن علي بن محمد بن أحمد بن يحي بن حمزة بن سليمان بن حمزة بن الحسن بن عبد الرحمن بن يحي بن عبد الله بن الحسين بن القاسم بن إبراهيم بن إسماعيل بن الحسن بن الحسن بن علي بن أبي طالبؓ . الكحلاني ثم الصنعاني۔ المعروف بالأمير. الإمام الكبير ۔ المجتهد المطلق۔

2 ولادت اور وطن

ليلة الجمعة نصف جمادي الآخرة سنة 1099ھ بمطابق 1687ء میں "کحلان یمن" میں پیدا ہوئے ۔ پھر سنة 1107ھ اپنے والد کے پاس "صنعاء" جو یمن کا دارالحکومت ہے منتقل ہو گئے۔

3 اساتذہ و شیوخ

1۔ والد إسماعيل بن صلاح الأمير صنعانی۔ م 1146ھ ، ان سے علم النحو ۔ الفقه ۔ علم الفرائض پڑھا۔

2۔ الشيخ المقرئ الحسن بن حسين شاجور، الصنعاني۔

3۔ زيد بن محمد الحسن۔ م 1123ھ۔

4۔ سالم بن عبد الله بن سالم البصري۔ م 1134ھ۔ "علماء الحرمین" ۔ان سے یہ کتب پڑھی "مسند أحمد"۔ "صحيح مسلم" اور "إحياء علوم الدين"۔

5۔ صلاح بن الحسين الأخفشي۔ م 1142ھ۔

6۔ أبو طاهر إبراهيم بن حسن الكردي المدني۔ م 1101ھ۔

7۔ عبد الله بن علي الوزير۔ م 1147ھ۔

8۔ عبد الرحمن بن أسلم. علماء الحرمين الصنعاني۔

9۔ عبد الرحمن بن أبي الغيث "خطيب المسجد النبوي"۔ ان سے الصحيحين وغيرهما پڑھ کر إجازۃ لی۔

10۔ عبد الخالق بن زيد المزجاجي ۔ صعناء۔ م 1152ھ۔

11۔ علي بن محمد العني۔ م 1139ھ۔ ان سے النحو ۔ المنطق ۔ الفقه پڑھی۔

12۔ الحافظ أبو الحسن محمد بن عبد الهادي السندهي ، "المدينة المنورة"۔ م 1138ھ۔

13۔ شيخ علامة محمد بن أحمد الأسدي۔

14۔ هاشم بن يحىی الشامي۔ م 1158ھ۔

15۔ محدث محمد حيات السندهی ثم مدنی۔ م 1163ھ۔

4 معاصرین علماء

مندرجہ ذیل معاصر علماء السید محمد بن اسماعیل الصنعانیؒ کے استاذ محدث محمد حیات السندھیؒ کے شاگرد بھی تھے۔"1۔ شیخ محمد فاخر زائر الہٰ آبادیؒ سلفی۔ م 1164ھ۔ 2۔ شیخ محمد بن عبدالوہابؒ۔ م 1206ھ۔ 3۔ سید غلام علی آزاد بلگرامیؒ۔ م 1200ھ۔" نیز ۔ 4۔ شاہ ولی اللہ دہلویؒ. م 1172ھ۔

5 تلامذہ

1۔ العلامة عبد القادر الناصر۔ م 1199ھ۔ "شيخ الشوكاني ، الإمام المحدث الحافظ ۔ المسند المجتهد المطلق"۔

2۔ القاضي العلامة أحمد بن محمد قاطن۔ م 1199ھ۔

3۔ القاضي العلامة أحمد بن صالح بن أبي الرجال۔ م 1092ھ۔

4۔ العلامة الحسن بن إسحاق المهدي۔ م 1160ھ۔

5۔ العلامة محمد بن إسحاق المحدي۔ م 1167ھ۔

6۔ إبراهيم بن محمد بن إسماعيل۔ م 1213ھ۔

7۔ عبد الله بن محمد بن إسماعيل۔ م 1142ھ۔

8۔ القاسم بن محمد بن إسماعيل۔ م 1246ھ۔

6 علمی مقام

امیر محمد بن اسماعیل صنعانیؒ محدث ۔ اسما الرجال کے ماہر ۔ فقیہ اور اسلامی شاعر تھے ۔ مجدین اسلام اور داعوین میں ان کا شمار ہوتا ہے ۔ آپ نے یمن کے علماء اور اصحاب علوم و فنون سے اپنا جیب داماں بھر لیا ۔ پھر مکہ اور مدینہ منورہ میں علمی رحلت فرمائی اور وہاں کے اکابر علماء سے فن حدیث میں درک حاصل کیا یہاں تک کہ اپنے معاصرین سے ہر اعتبار سے فائق ہو گئے اور صنعاء میں ان کے علم فضل کا سکہ رواں ہو گیا اللہ تعالیٰ نے علوم دین میں

انہیں مجتہدانہ بصیرت عطا فرمائی ۔ وہ کتاب و سنت کے دلائل سے قائل ہوتے اور کتاب و سنت کے دلائل سے مخاطب کو قائل کرتے تقلید سے سخت متنفر تھے قرآن و حدیث کے بغیر فقہاء کی کسی بات کو تسلیم نہ کرتے۔

7 شاعر اسلام

امیر محمد بن اسماعیل صنعانیؒ سخن ور اور سخن شناس تھے ان کا ادبی ذوق قابلِ رشک تھا وہ عمدہ شعر کہہ لیتے تھے وہ علمی مباحث اور مذاکرے میں معاصرین پر برتر مقام رکھتے تھے ۔ آپ نے شیخ محمد بن عبدالوہابؒ کی دعوت پر ایک وجد آفرین قصیدہ لکھا تھا۔

8 ابتلاء و آزمائش

امیر محمد بن اسماعیل صنعانیؒ کو تقلید اور شخصیت پرشتی سے بغاوت کی وجہ سے اپنے زمانۂ میں بہت سی تکالیف اور آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑا ۔ مخالفین نے اس سلسلہ میں ان کے خلاف حکومت کے باب عالی پر دستک دی انہیں گرفتار کرایا لیکن وہ ایک پر عزم ۔ بااعتماد اور پر یقین داعی کی طرح زمانے کی ظلمت و تاریکی میں قرآن حدیث کی شمع فروزاں رکھتے رہے اللّٰہ تعالیٰ نے مخالفین کے شر سے انہیں ہمیشہ محفوظ رکھا۔

9 جامع صنعاء میں خطابت

یمن کے حکمران "امام منصور" نے امیر سید محمد بن اسماعیلؒ کو صنعاء کی جامع مسجد میں خطیب مقرر کیا وہاں آپ تقریر ۔ تدریس ۔ افتاء اور تصانیف کے ذریعے قرآن حدیث کی تعلیمات پھلاتے رہے اور حقائق حق اور ابطال باطل میں کسی کی پرواہ نہیں کرتے تھے ان کے اخلاص کا یہ عالم تھا کہ دین کے سلسلہ میں اللّٰہ کی رضا و خوشنودی ہمیشہ ان کے پیش نظر رہی ۔ لوگوں کی رضا اور عدم رضا کبھی ان پر اثر انداز نہ ہوئی۔

10 دعوت سلفیہ

امیر محمد بن اسماعیل صنعانیؒ ایک عظیم داعی الیٰ اللّٰہ تھے آپ کی وجہ سے اللّٰہ تعالیٰ نے مسلک اہل حدیث اور فکر اہل حدیث کو خوب فروغ دیا عقیدہ سلف کی تبلیغ اور فکر اہل حدیث کے فروغ میں ان کا کردار مثالی ہے ۔ رفع الیدین اور دیگر سنتوں کی ادائیگی میں وہ کسی کی پرواہ نہیں کرتے تھے ۔ بے شمار خلق اللّٰہ نے ان سے دینی استفادہ کیا اور ان کے فیضان سے مالا مال ہوئے ۔ بے شمار اہل علم نے ان سے کتب پڑھیں اور ان کے اجتہادات کو

عملی جامہ پہنایا حالانکہ وہ دور پُر فتن اور شر کا دور تھا. اللہ تعالیٰ نے انھیں ہمیشہ کامیابی سے ہمکنار کیا۔

11 توحید و سنت

"امیر محمد بن اسماعیلؒ صنعانی ۔ شیخ محمد بن عبدالوہابؒ سے ان کی توحید و سنت کی اشاعت اور عقیدہ سلف صالحین کے فروغ سے نہ صرف متاثر تھے بلکہ ان کی دعوت اور شان میں بڑا فاضلانہ اور وجد آفرین قصیدہ لکھا جو اہل علم میں بہت مقبول ہوا ۔ اس قصیدہ میں شیخ کی مداح اور بدعات کی برائی اور وحدۃ الوجود کی پُر زور تردید اور بہت سی مفید باتیں ہیں" ۔ امیر محمد بن اسماعیل صنعانیؒ کو شیخ کی دعوت سے زیادہ خوشی اس لیے ہوئی کہ وہ اس سے پہلے اپنے کو اس باب میں منفرد خیال کرتے تھے ۔ شیخ کو امیر محمد بن اسماعیل صنعانیؒ کے قصیدے اور تائید سے بڑی تقویت ہوئی بعض رسالوں میں انھوں اس کی طرف اشارہ کیا ہے ۔ مسعود عالم ندویؒ لکھتے ہیں ۔ "شیخ کے پیش رو اور ہم مشرب معاصر امیر محمد بن اسماعیل صنعانیؒ بت پرشتوں "عباد الصنام"اور قبر پرشتوں "عباد قبور" کے درمیان بالکل فرق نہیں کرتے ۔ شوکانی نے ان کا رجوع نقل کیا ہے عباد قبور پر اس تشدد کی سختی سے مخالفت کی ہے ۔ سلیمان بن سحمان نے اس رجوع کی پُر زور تردید کی ہے اور یہی قرین قیاس ہے ۔ شیخ محمد بن عبدالوہابؒ بھی امیر محمد بن اسماعیل صنعانیؒ کے ہم خیال معلوم ہوتے ہیں البتہ اتنا فرق ہے کہ شیخ اتمام حجت شرط قرار دیتے ہیں"۔ محمد بن عبدالوہاب۔

12 وفات اور تدفین

علم کا یہ نیر تاباں تحقیق و دانش کا یہ پہاڑ اور توحید سنت کا یہ بحر بے کنار منگل 3 شعبان۔ 1182ھ بمطابق 1768ء میں "صنعاء یمن" میں وفات پا گیا ۔ امیر محمد بن اسماعیل صنعانی کی وفات کے وقت عمر 83 سال تھی۔

13 کیٹلاگ

1۔ "سبل السلام شرح بلوغ المرام"۔ اس شرح میں الأمیر محمد بن إسماعیل الصنعاني نے احادیث کو ایک فقہی قانون کی حیثیت سے پیش کیا۔ یہ مصر سے چار جلدوں میں شائع ہو چکی ہے ۔ نیز اس کا اردو ترجمہ چھپ چکا ہے۔

2۔ منحة الغفار جعلها حاشية على ضوء النهارللحسن بن أحمد الجلال۔

3۔ العدة جعلها حاشية على شرح العمدة لابن دقيق العيد۔

4. شرح الجامع الصغير للسيوطي في أربعة مجلدات شرحه قبل أن يقف على شرح المناوي۔
5. شرح التنقيح في علوم الحديث للسيد الإمام محمد بن إبراهيم الوزير وسماه التوضيح۔
6. منظومة الكافل لابن مهران في الأصول وشرحها شرحا مفيدا۔
7."تطهير الاعتقاد من أدران الإلحاد"۔اردو ترجمہ۔آئینہ توحید۔صفحات۔50۔
8. لفحات الوجد من فعلات أهل نجد۔
9. الروض النادي في سيرة الإمام الهادي۔
10.توضيح الأفكار لمعاني تنقيح الأنظار لصاحب الأصل محمد بن إبراهيم الوزير۔
11. بغية الآمل نظم الكافل في أصول الفقه مخطوطة۔
12. إجابة السائل شرح بغية الآمل في أصول الفقه۔

14حوالہ جات

1.سبل السلام شرح بلوغ المرام۔ مترجم۔
2. محمد بن عبدالوہاب ۔ مسعود عالم ندوی۔
3. لمسلمون الشیخ / محمد بن اسماعیل الأمیر الصنعانی۔
4. تاریخ حدیث و محدثین ۔ پروفیسر محمد ابوھو، ازہری ۔ پروفیسر حریری۔
5. تاریخ اہلِ حدیث ۔ ڈاکٹر سلمان اظہر۔
6. تحریک اہلِ حدیث تاریخ کے آئینے میں۔قاضی اسلم سیف۔
7. الأعلام خیر الدین للزرکلي ۔ ادرالعلم للملایین بروت۔
8. موقع المكتبة الشاملة نسخة محفوظة30 سبتمبر 2017 على موقع واي باك مشين۔
9. موقع السنة: الوهّابية..محمد بن عبد الوهّاب تاريخ الوصول 22 ديسمبر 2009.[وصلة مكسورة] نسخة محفوظة 16 فبراير 2017 على موقع واي باك مشين۔
10. منظومة بغية الآمل لابن الأمير الصنعاني۔
11. إجابة السائل شرح بغية الآمل، محمد بن إسماعيل الأمير الصنعاني ج1 ص22 مؤسسة الرسالة بيروت. الطبعة الأولى، 1986 تحقيق: القاضي حسين بن أحمد السياغي والدكتور حسن محمد مقبولي الأهدل نسخة محفوظة 11 فبراير 2017 على موقع واي باك مشين۔

24 امام محدث محمدعلی الشوکانیؒ

1173ھ تا 1250ھ

1 نام و نسب

”ابوعبداللہ محمد بن علی بن محمد شوکانیؒ“۔امام شوکانی کے والد علی بن محمد صنعاء میں شوکانی کے انتساب سے مشہور تھے، امام شوکانی نے "البدر الطالع "میں اپنے والد ماجد کا پورا نسب نامہ تحریر کیا ہے۔

2 پیدائش اور وطن

محمد علی شوکانیؒ کے والد علی بن محمد 1173ھ بمطابق 1760ء کے موسم خزاں میں اپنے آبائی ”شہرشوکان“ گئے ہوئے تھے تو وہیں 28 ذوالقعدہ بروز سوموار امام شوکانی متولد ہوئے ۔ ان کا نام محمد رکھا گیا۔
شوکانی کی وجہء انتساب کے متعلق خود امام شوکانی لکھتے ہیں کہ شوکان یمن کے قبائل خولان کی بستی کا نام ہے، جو صنعاء سے تقریباً ایک روز کی مسافت پر واقع ہے، صاحب قاموس نے شوکان نام سے تین مقامات کا ذکر کیا ہے، ا- بحرین میں ایک مقام کا نام ہے، 2- یمن میں ایک قلعے کا نام ہے، 3- سرخس اور ایبورد کے درمیان ایک چھوٹے سے شہر کا نام ہے ۔ امام محمد بن علی بن محمد شوكاني رحمہ اللہ اسی شوکان سے منسوب ہیں جو یمن میں واقع ہے، شوکان سے امام شوکانی کی نسبت حقیقی نہیں ۔ کیونکہ وہ خود صنعاء سے تعلق رکھتے تھے، البتہ ان کے آباؤ و اجداد شوکان سے تعلق رکھتے تھے۔

3 ابتدائی تعلیم و تربیت

امام شوکانی کی نشوونما اور تعلیم و تربیت صنعاء میں ہوئی ۔ انہوں نے بہت سے اساتذہ سے قرآن مجید پڑھا ۔ باقاعدہ طلبِ علم سے قبل انہوں نے زیدی فقہ کی مشہور کتاب" الازھار"۔ عصیغری کی"مختصر الفرائض"۔حریری کی"الملحة"۔ابنِ حاجب کی”الکافیہ“، الشافیہ"اور مختصر المنتهی۔ اور علم عروض، قرآت اور علم بحث پر چھوٹے چھوٹے رسائل حفظ کر لئے تھے ۔ باقاعدہ طور پر طلبِ علم سے قبل : کتبِ تاریخ وادب کے مطالعہ میں مشغول رہتے تھے۔

4 اساتذہ و شیوخ

سب سے پہلے انہوں نے" الازھار"کی شرح اور مختصر عُصیفیري کی شرح "الناظري"۔ اپنے والد ماجد سے پڑھی ۔ پھر طلبِ علم کے لئے دیگر اساتذہ کی طرف متوجہ ہوئے ۔ یوں تو انہوں نے بیسیویں اساتذہ سے مختلف علوم کی بہت سے کتابیں پڑھیں ۔ بسا اوقات ایک ہی کتاب کئی اساتذہ سے باربار پڑھی مگر امام شوکانی مندرجہ ذیل اساتذہ سے بہت متاثر ہوئے۔

1- ”علامه عبدالرحمن قاسم“۔ المتوفي۔ 1211ھ سے زيدي فقہ کی مشہور کتاب " الازھار" کی شرح پڑھی۔

2- ”علامه احمد بن عامر“المتوفي۔ 1197ھ سے"الازھار"اور"الناظري"کی شرح پڑھی ۔

3- ”علامه احمد بن محمد الحرازي“۔ المتوفي 1227ھ سے بھی "الازھار"کی شرح تین بار پڑھی ۔ آخری بار بحث و تمحیص کے ساتھ پڑھی ۔ نیز ان کے پاس عُصیفیري کی "الفرائض" اور اس کی شرح الناظری اور بیان ابنِ مظفر کا بھی مطالعہ کیا ۔ امام شوکانیؒ تیرہ سال تک علامہ احمد کی خدمت میں رہے۔

4- ”علامه علی بن ابراهيم“۔ المتوفي ۔ 1207ھ سے امام شوكاني نے صحیح بخاري اول تا آخر بحث و تحیص کے ساتھ پڑھی ۔

5- ”علامه حسن بن اسماعیل بن الحسين المغربي“۔ المتوفي۔ 1208ھ سے امام شوکانی سب سے زیادہ متاثر ہوئے ۔ امام شوکانی نے ان سے "المطول" اور اس کے حواشی "العضد" اور اس کے حواشی"الكشاف"۔ اور اس کے بعض حواشی "علوم حدیث میں" تنقیح الانظار"۔کے کچھ حصے ۔ صحیح مسلم اور اس کی شرح نووی کے کچھ حصے - ابوداؤد اس کے ساتھ منذری کی مختصر اور ابوداؤد پر خطابی کی شرح اور بلوغ المرام کی شرح فتح الباری کا کچھ حصہ ،جامع الاصول کا کچھ حصہ ۔ سنن نسائی کا کچھ حصہ اور ابن ماجہ کا کچھ حصہ پڑھا ۔ حسن بن اسماعیل اور عبدالقادر بن احمد وہ بزرگ ہیں جن کے مشورے پر امام شوکانی نے ابن تیمیہ کی "المنتقی کی شرح" نیل الاوطار "۔لکھی اور اہلِ علم سے اپنی علمیت کا لوہا منوالیا۔

6- ”عبدالقادر بن احمد“۔ المتوفي 1207ھ امام محمد بن اسماعیل الامیر صنعانی صاحبِ سبل السلام کی وفات کے بعد دیارِ یمن میں علامہ عبدالقادر سے بڑا کوئی عالم نہ تھا ۔ امام شوکانی نے علامہ عبدالقادر کے پاس صحیح بخاری اس کی شرح فتح الباری کے کچھ حصے ۔ جامع الاصول کے کچھ حصے ، موطا امام مالک کے کچھ حصے ، منتقی ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ کے کچھ حصے ۔ قاضی عیاض کی کتاب "الشفاء"۔کے کچھ حصے ۔ البحرالزخار کے کچھ حصے ، اصولِ دین میں الموقف العضدیتہ کے کچھ حصے اور ان کی شرح اصولِ فقہ میں جمع الجوامع کے کچھ حصے اور ان کی شرح علم لغت میں جوہری کی الصماح کے کچھ حصے ، القاموس کے کچھ حصے علمِ عروض میں جزاریہ اور اس کی شرح اور بعض دیگر کتابین مطالعہ کیں ، امام شوکانی نے یہ تمام مذکورہ کتابیں علامہ عبدالقادرؒ سے بحث و تمحیص کے ساتھ پڑھیں بسا

اوقات امام شوکانی رحمہ اللہ زیربحث موضوع پر ایک طویل مقالہ تحریر کرتے اور ان کی خدمت میں پیش کر دیتے ۔ موافقت کی صورت میں علامہ عبدالقادر نظم یا نثر کی صورت میں تفریظ لکھ دیتے تھے۔

5 امام شوکانیؒ کا مسلک

امام شوکانی نےابتدائی طور پر زیدیہ فقہ کی تعلیم حاصل کی، مگر وسعتِ مطالعہ اور حدیث میں رسوخِ علم کی وجہ سے اپنے آپ کو امام زید کی فقہ میں محصور نہ رکھ سکے۔ انہوں نے زیدیہ فقہ پر ناقدانہ نظرڈالی اور ان تمام مقامات پر گرفت کی جہاں قرآن و سنت سے ذرا بھی انحراف پایا جاتا تھا۔ اصولِ دین اور صفاتِ الٰہی کے بارے میں سلف کی طرح وہ بھی مسلکِ تفویض رکھتے تھے یعنی قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں وارد ہونے والی صفات کو بغیر کسی تشبیہ و تعطیل اور تاویل و تحریف کے ان کے ظاہر پر محمول کرتے تھے۔ انہوں نے مذہب سلف کی تائید میں کتابیں بھی لکھیں ۔ انھوں نے تقلید کا جوا کندھوں سے اتار پھینکا اور قرآن و سنت کی راہ پر گامزن ہوگئے۔ ان کا مطمح نظرکسی امام کے مذہب کا اثبات نہ تھا ، جیسا کہ مقلدین کا وتیرہ ہوتا ہے، بلکہ قرآن وسنت کے مطابق جو مسلک حق ہوتا تھا۔ اسے اختیار کرتے تھے۔ انہوں نے تقلیدِ جامد کے مقابلے میں اجتہاد کے پرچم کو تھاما اور دلائل کے ساتھ ثابت کیا کہ اجتہاد کا دورازہ قیامت تک کے لئے کھلا ہے۔ انہوں نے تحریم تقلید پر ایک مختصر کتاب لکھی جس پر مقلدین نے ان کے درپے آزار ہو گئے۔ اہل تقلید نے ان پر الزام لگایا کہ وہ آل بیت کے مذہب کے مخالفت کررہے ہیں ۔ اس سے قبل اسی قسم کے الزمات کا سامنا امام محمد بن اسماعیل صنعانیؒ کو کرنا پڑا تھا۔ امام شوکانی نہایت ثابت قدمی سے ابتاعِ دلیل کی راہ پرگامزن رہے اور آزادی فکر کی روشنی سے تقلید کی تاریکیوں کے پردے چاک کرتے رہے۔ امام شوکانی رحمہ اللہ کی تمام تصنیفات آزادئ فکر اور قرآن و سنت کی دعوت دیتی ہیں ۔

6 وفات

شیخ محمد بن علي الشوكاني نے۔ **1250**ھ بمطابق **1834**ءمیں **76** سال کی عمر میں وفات پائی ۔ آپ کی نماز جنازہ جامع الکبیر صنعاء میں ادا کی گئی ۔ رحمہ اللہ تعالی رحمہ واسعہ ، وجزاہ عنا کل خیر.

7 امام شوکانیؒ کی کتب

شوکانی نے مختلف موضوعات پر مبسوط اور مختصر کتابیں اور چھوٹے چھوٹے رسائل تحریر کیے جن کی تعداد سو کے لگ بھگ ہے ۔ انہوں نے تقریباً ہر موضوع پر لکھا ہے ۔ ان کی تصنیفات

ان کے علم کی وسعت ، تفقہ کی گہرائی اور کتاب و سنت اور مذہب سلف سے گہرے لگاؤ پر دلالت کرتی ہے ۔ بناء بریں تھوڑے ہی عرصے میں ان کی تصنیفات تمام عالمِ اسلام میں پھیل گئیں ۔ ہم ان کی تصنیفات کا نہات مختصر تعارف پیش کرتے ہیں.

1- "نيل الأوطار شرح منتقى الأخبار" : الذي طار ذكره وعلا صيته وأصبح مرجعاً لا يستغنى عنه طالب العلم.

"منتقی الاخبار" منتخب احادیث احکام کا مجوعہ ہے جسے "علامہ مجدد الدین ابوالبرکات عبدالسلام ابنِ تیمیہ۔ 652ھ"۔ شیخ الاسلام تقی الدین احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہ کے دادا تھے ۔ منتقی الاخبار کو علماء میں بڑی مقبولیت حاصل ہوئی ۔ خصوصاً یمن میں مطالعہ حدیث کے نصاب میں اسے بڑی اہمیت حاصل تھی ۔ خود امام شوکانی رحمہ اللہ نے اسے مختلف اساتذہ سے سبقا سبقا پڑھا۔ امام شوکانی نے اپنے اساتذہ میں سے عبدالقادر بن احمدؒ اور حسن بن اسماعیلؒ کی ترغیب اور مشورے پر"منتقی الاخبار " کی شرح نیل الاوطار کے نام سے لکھی ۔ ابتدا میں ہی شرح خاصی طویل تھی ۔ علامہ عبدالقادر بن احمد اس کے مسودات کا ملاحظہ کیا کرتے تھے ۔ انہوں نے امام شوکانی سے فرمایا کہ اگر نیل الاوطار کی طوالت اسی نہج پر جاری رہی تو یہ کہیں بیس جلدوں میں جا کر مکمل ہو گی ۔ لہذا ان کے مشورے پر امام شوکانی نے اسے مختصر کردیا ۔ اور اب اس کی ضخامت آٹھ جلدوں میں ہے ۔ نیل الاوطار کی تکمیل علامہ عبد القادر بن احمد اور علامہ حسن بن اسماعیل کی وفات کے بعد ہوئی ۔ نیل الاوطار میں بعض خوبیاں پائی جاتی ہیں ، جو عام طور پر دیگر شروح احادیث میں نہیں پائی جاتیں ۔ امام شوکانی نے ہر حدیث کی شرح میں اس کے مختلف طرق اور اختلافِ الفاظ کی تخریج کا پورا اہتمام کیا ہے ۔ اس حدیث کی صحت و ضعف پرکلام کرتے ہوئے اسباب ضعف آئمہ جرح و تعدیل اور جہابذہ فن کے حوالے سے بیان کیے ہیں اور ساتھ ساتھ اپنی ماہرانہ رائے کا اظہاربھی کیا ہے ۔ فن حدیث کے مسائل میں وہ علامہ ابن حجرکی فتح الباری ، تلخیص الجیر، امام نووی کی شرح مسلم ، اور امام خطابی وغیرہ پر اعتماد کرتے ہیں ۔ حدیث کے غریب الفاظ کی شرح کرتے وقت ، فحول اہلِ لغت کے اقوال کا ذکر کرتے ہیں ۔ حدیث سے فقہی مسائل کا استنباط کرتے وقت فقہائے صحابہ ، فقہائے تابعین ، فقہائے متقدمین اور فقہائے متاخرین کا ذکر کرتے ہیں ۔ ان فقہاء کی آراء نقل کرتے وقت نہایت احتیاط سے کام لیتے ہیں ۔ جس کا اعتراف بلند پایہ اہل علم نے کیا ہے ۔ اور ان کی آراء میں سے کسی رائے کو اختیار کرتے وقت صرف دلیل پر اعتماد کرتے ہیں ۔ قرآن وسنت اور اجماعِ صحابہ کی دلیل ۔ خواہ یہ دلیل کسی کے خلاف ہو ۔ نیل الاوطار اس لحاظ سے انفرادی حیثیت کی حامل ہے کہ اس میں شوکانی نے فقہائے اہل سنت کے مذاہب کے ساتھ ساتھ فقہائے زیدیہ کی آراء کا بھی ذکر کیا ہے اور مجتہدانہ مہارت و بصیرت کے ساتھ فقہاء کی آراء کا موازنہ کیا ہے ۔ نیل الاوطار فقہء حدیث کی امہات الکتب میں شمار ہوتی ہے اور اہل علم کے قول کے مطابق اسی فقہ کے مطالعہ کے وقت نیل الاوطار کو بہت اہم مقام حاصل۔

2- "الدُّرر البهيَّة" : متنٌ في الفقه۔
اس کتاب کا اردو ترجمہ اور شرح ڈاکٹر حافظ عمران ایوب لاھوری نے 2 جلدوں میں لکھی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس کتاب میں901 مسائل کا اضافہ کیا ہے۔ فاضل مصنف کے اضافات نے اسے اسلامی ہدایات و تعلیمات کا ایک انسائیکلوپیڈیا بنا دیا ہے۔ طبع نعمانی کتبخانہ لاھور۔
3- فتح القدير الجامع بين فنَّي الرواية والدراية من التفسير۔ امام شوکانی کی یہ تفسیرضخیم پانچ جلدوں پر مشتمل ہے۔ اہل علم کے مشورے اور اصرار پر انہوں نے یہ تفسیر لکھی ہے۔ یہ تفسیر خود شوکانی کے قول کے مطابق روایت اور درایت کی جامع ہے اور بقول علامہ راغب طباخ امام شوکانی نے اس تفسیر میں اپنے اس دعوت کو بطریق احسن نبھایا ہے۔
4- "الفوائد المجموعة في الأحاديث الموضوعة" بقول امام شوکانی ! اپنی اس کتاب کی تصنیف کے وقت موضوع احادیث کے بہت سے مجموعوں کوسامنے رکھا ہے ۔ ان احادیث پر نقد کے بعد کچھ احادیث کے متعلق بتایا ہے کہ ان کو موضوع کہنا درست نہیں ۔ ان کو زیادہ سے زیادہ ضعیف کے زمرے میں لایا جا سکتا ہے جیساکہ ابن الجوزی نے بقول حافظ ابن حجر تساہل اور غفلت سے بعض صحیح احادیث کو بھی اپنی کتاب " الموضوعات الکبریٰ " میں شامل کر لیا ہے مگر علامہ محمد بن جعفر الکتانی المتوفی۔ 1345ھ۔ اپنی کتاب " الرسالہ المستطرفہ " میں یہی شکوہ مولانا عبدالحی لکھنوی کی کتاب " ظفرالامانی " کے حوالے سے امام شوکانی کے متعلق کرتے ہیں کہ انہوں نے بعض حسن اور صحیح احادیث کو بھی موضوع قرار دے دیا ہے۔
5۔ "إرشاد الفحول إلى تحقيق الحق من علم الأصول" : وهو من فرائد ما أُلِّف في علوم أصول الفقه۔ یہ اصول فقہ پر ایک نہایت جامع کتاب ہے جو بیسیوں کتابوں سے مستغنی کردیتی ہے ۔"ارشاد الفحول"میں کسی اصولی مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے امام شوکانی تمام قابلِ ذکر اصولیوں کی آراء نقل کر دیتے ہیں ۔ پھر بسااوقات ان کے دلائل بیان کرتے ہیں اور پھر ان کے درمیان محاکمہ کرتے ہوئے دلیل ہی سے ان میں سے کسی کو ترجیح دیتے ہیں ۔ کسی اصولی مسئلہ کے بارے میں اگر ہم اہل اصول کی آراء معلوم کرنا چاہیں تو ہمیں تقریبا تمام قابلِ ذکر اہل اصول کی آراء یک جا " ارشاد الفحول " میں مل جاتی ہیں ۔ یہ اسلوب اور یہ خوبی ہمیں کسی اور کتاب میں نہیں ملتی ۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں امام شوکانی کے تفقہء بصیرت اور وسعتِ معلومات کا اعتراف کرنا پڑتا ہے ۔ امام شوکانی " ارشاد الفحول " کے ابتدائے میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے یہ کتاب اہل علم کے اصرار پر لکھی ہے تاکہ فقہی اصولوں اور اصطلاحات کا تحقیقی جائزہ لیا جائے ۔
6۔ "الدَّراري المضيَّه في شرح الدُّرر البهيَّة"۔
7۔ "السَّيل الجرَّار المتدفِّق على حدائق الأزهار"۔
8۔ "تحفة الذاكرين"۔
9۔ " الفتح الرباني من فتاوى الإمام الشوكاني"۔

10۔ "البدر الطالع بمحاسن مَن بعد القرن السابع"۔

11۔ "وبل الغمام على شِفَاءِ الأُوَامِ "۔

اس کے علاوہ بہت سے رسائل شامل ہیں ۔

8 حوالہ جات

1۔ حقیقت تقلید واجتھاد : اردو ترجمة۔پروفیسرطیب شاھین لودھي۔ ترجمة الإمام الكبير المجتھد محمد بن علي الشوكاني اليماني ۔ رحمه الله تعالى ۔

2۔ تاریخ اہلِ حدیث ۔ ڈاکٹر سلمان اظہر۔

3۔ تحریک اہلِ حدیث تاریخ کے آئینے میں۔قاضی اسلم سیف۔

4۔ فقةالحدیث۔ ڈاکٹر حافظ عمران ایوب لاھوری۔

25 شیخ احمد محمد شاکر مصریؒ

1892ء تا 1958ء

1 نام،پیدائش اور وطن

شیخ احمد محمد شاکرؒ 27 جمادی الآخرۃ 1309ھ بمطابق 29 جنوری 1892ء کو قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد شیخ محمد شاکرؒ جامع الازہر کے پروفیسر اور وکیل تھے۔

2 تعلیم اور اساتذہ

أحمد شاکر نے أصول الفقه کا درس الشيخ محمود أبو دقيقة جامع الإسكندريہ اور کبار العلماءسے لیا۔آپ نے اپنے والد الشيخ محمد شاکر سے مندرجہ ذیل کتب پڑھیں تفسير البغوي ،صحيح مسلم، سنن الترمذي ،شمائل الرسول ، صحيح البخاري، ،جمع الجوامع ، شرح الأسنوي على المنهاج في الأصول، شرح الخبيصي ، شرح القطب على الشمسية في المنطق، الرسالة البيانية في البيان، اور الهداية في الفقه الحنفي۔

* دیگر اساتذہ یہ ہیں۔

السيد عبد الله بن إدريس السنوسي، الشيخ محمد الأمين الشنقيطي، الشيخ أحمد بن الشمس الشنقيطي، الشيخ شاكر العراقي، الشيخ طاهر الجزائري، السيد محمد رشيد رضا، الشيخ سليم البشري، اور الشيخ حبيب الله الشنقيطي، وغيرهم۔

3 قاضی اور محدث

احمد شاکر کئی سال تک مصر میں قاضی (جج)رہے۔ آپ ایک عظیم عالم حدیث اور محقق تھے در اصل شیخ احمد شاکر اور انہی کی طرح کے دیگر علماء جنہوں نے ایسے آڑے وقت میں جب کہ لوگ خدمت حدیث کے لیےکمر بستہ نہ تھے اور ہمتیں پست ہوگئیں تھیں حدیث اور علوم حدیث کی جو خدمات انجام دی تھیں انہیں دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔

آپ مصر اور عالم عربی کے بے دین طبقہ کا سختی سے رد کرتے تھے اور ان کی بنیادوں پر مکمل تیشہ چلاتے تھے۔ محمد عبدہ اور رشید رضا کی طرح نہیں تھے جنہوں نے تفسیر المنارمیں صحیح بخاری اورصحیح مسلم کی احادیث کو ضعیف قرار دیا ہے(تاریخ تفسیر و مفسرین ذہبیؒ و حریریؒ) اور مجلة المنار میں منکرین حدیث کے مقالےشائع ہوتے تھے مثلاً

منکر حدیث ڈاکٹر توفیق صدقی کے دو مقالے المنار میں شائع ہوئے تھے ۔"حدیث رسول کا تشریعی مقام" 231.

4 وفات

احمد محد شاکرؒ نے 66 سال کی عمر میں 26 ذی العقدہ 1377ھ بمطابق 14 جون 1958ء کو قاہرہ میں وفات پائی۔

5 کیٹلاگ

1. "عمدۃالتفسیرعن الحافظ ابن کثیر": شیخ احمد شاکر نے اس کتاب میں تفسیر ابن کثیر کا خلاصہ شائع کیا ہے جس میں تفسیر ابن کثیر کی خصوصیات و محاسن کو بر قرار رکھتے ہوئے ضعیف احادیث، غیر مستنداسرائیلیات، مکرراقوال، اسانید، طویل کلامی مباحث، فقہی فروع اور لغوی و لفظی مناقثات کو حذف کردیا ہے. طبع شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس مدینہ منورہ۔
2. "مسند احمد تخریج و تحقیق و شرح": آپ نے مسند احمد کی احادیث کی تخریج و تحقیق کی ، احادیث کا نمبر شمار ذکر کیا ،موضوعات کی فہرست تیار کی اور نہایت قیمتی حواشی لکھے .کتاب 16 جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔
3. "جامع الترمذی تحقیق و تخریج و شرح": آپ نے جامع ترمذی کی احادیث کی تحقیق و تخریج کی، احادیث کا نمبر شمار ذکر کیا جدید حواشی لکھے۔ کتاب 5 جلدوں میں چھپی ہے۔
4. "صحیح ابن حبان": آپ نے صحیح ابن حبان کی پہلی جلد کی تحقیق کی ہے۔
5. "الحلی امام ابن حزمؒ": المحلی پر شیخ احمد شاکر نے تعلیق لکھی پہلی 6 جلدوں میں احادیث کی تصحیح و تضعیف بھی کی باقی اجزاء میں تحقیق نادر اور آخری تین اجزاء میں تحقیق ناقص ہے۔ یہ کتاب دارالتراث قاہرہ سے گیارہ جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔ تعداد صفحات 4388.
6. "الباعث الحثیث": یہ کتاب علوم الحدیث از ابن کثیرؒ کی شرح ہے.طبع دارالسلام الریاض۔ تعداد صفحات 239.

6 حوالہ جات

1. الشیخ احمد محمد شاکر. ویکیبیدیا، الموسوعة الحرة۔
2. تاریخ دعوت و عزیمت۔ والیم 2۔ سید ابوالحسن علی ندویؒ۔
3 اسلامیات اور مستشرقین و مسلمان مصنفین. ابوالحسن علی ندوی۔

4. محمد ناصر الدین البانیؒ . دارالسلام۔انٹرنیشنل۔ ریاض ۔ لاہور۔
5. علوم الحدیث. ڈاکٹر صُبحی صالحؒ شہید1926تا1986ء۔لبنان۔
6. کیٹلاگ، دارالسلام انٹرنیشنل۔ ریاض ۔ لاہور۔

26محدث احمدعبدالرحمان البنّاالساعاتیؒ

1884ء تا 1958ء

1 نام

”محدث شیخ احمد عبدالرحمانؒ البنّا الساعاتیؒ“ گھڑیوں کی مرمت اور تجارت کرتے تھے اس لیے الساعاتی کہلائے۔

2 ولادت ، تعلیم اور وطن

شیخ عبدالرحمان البنّاؒ مصر کے ایک گاؤں ”شمشیرہ“میں سنہ۔ **1301**ھ بمطابق۔ **1884**ء میں پیدا ہوئے شیخ کی والدہ نے آپ کو جنم دینے سے پہلے یہ خواب دیکھا کسی آدمی نے ان سے کہا۔ یہ بچہ جب پیدا ہو جائے تو اس کا نام احمد رکھنا اور اس کو قرآن مجید حفظ کرانے کا خواہش مند رہنا۔
بچہ جب جوان ہونے لگا تو دیہات کے حالات نے بچے کو متاثر کیا۔ چونکہ شیخ عبدالرحمان البنّا کے والد کسان تھے۔ والد کی اور شیخ عبدالرحمان البنّا کے بھائی کی خواہش یہ تھی کہ وہ زمین میں کام شروع کریں۔ لیکن آپ کی والدہ نے وہ خواب ذہن نشین کیا ہوا تھا والدہ کی خواہش پوری ہوئی۔ اور شیخ عبدالرحمان البنّا نے قرآن مجید حفظ کر لیا اور گاؤں کے معلم سے تجوید کے احکام بھی پڑھ لیے۔ اب دوسرے علوم شرعیہ کے حصول کا مسلہ پیدا ہوا اور اس کی تکمیل کے لیے”جامع ازہر“ یا دوسرے دینی اداروں کا انتخاب کیا جا سکتا تھا۔ شیخ عبدالرحمان البنا کا گاؤں ”اسکندریہ“ کے قریب پڑھتا تھا اور یہ ”ادفینا“ شہر کے سامنے اور ”رشید سٹی“ نزدیک تھا۔

3 حصول علم

شیخ عبدالرحمانؒ البنّا نے اسکندریہ میں تعلیم حاصل کی اسکندریہ کا ادارہ دینی نہیں تھا البتہ شیخ دوسرے طلبہ کے ساتھ مسجد میں دین کا علم حاصل کرتے تھے اور مسجد ہی شیخ کا مسکن بنی رہی شیخ نے مطالعہ کرنے۔ سونے اور قیام کرنے کے لیے مسجد کا ہی انتخاب کیے رکھا۔

4 گھڑی سازی کا پیشہ

علوم شرعیہ کے ساتھ ساتھ شیخ نے مستقبل میں ذریعہ آمدن کے بارے غور کیا اور اس کے لیے گھڑیوں کی مرمت کا پیشہ پسند کیا اور اس کے ساتھ ساتھ گھڑیوں کی تجارت بھی کرنے لگے اسی وجہ سے شیخ عبدالرحمان البنّا کو الساعاتی کہا جاتا ہے۔ نوٹ محدث کبیر محقق شہیر علامہ محمد ناصر الدین البانیؒ بھی شروع میں الساعاتی یعنی گھڑی ساز تھے۔

5 محمودیہ سٹی میں سکونت

شیخ عبدالرحمان البنّاؒ عالم اور گھڑیوں کے ماہر بن کر اپنےگاؤں کی طرف واپس آئے شادی کی اور "محمودیہ سٹی" کی طرف روانہ ہو گئے۔ اس شہر کے عالم "شیخ محمد زہران" نے ان کو خوش آمدید کہا اور دونوں ایک دوسرے کے دوست بن گئے تعلیم و تعلم اور بحث و تحقیق پرکام شروع کر دیا۔ شیخ عبدالرحمان البناؒ کی لائبریری حدیث۔ تفسیر۔ فقہ اور علوم شرعیہ کی امہات الکتب پر مشتمل تھی۔

6 خاندان کی قاہرہ ہجرت

جب شیخ عبدالرحمان البناؒ حصول علم کے لیے اسکندریہ رحلت کر گئے تھے تو اس وقت ان کے سارے خاندان نے طلب علم کے لیے قاہرہ کی طرف ہجرت کی تھی۔

7 درس و تدریس

شیخ عبدالرحمان البناؒ نے مصر میں حدیث کی خدمت بجا لانے کا شرف حاصل کیا آپ نے دینی علوم کو حاصل کرنے اور پھر ان کی نشر و اشاعت کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا. اس دوران بہت سے لوگوں نے آپ سے علمی استفادے کا شرف حاصل کیا۔ مورّخ اہلحدیث محمد اسحاق بھٹّی "برصغیر کےاھلحدیث خُدّام قرآن میں" لکھتے ہیں"شیخ عبدالتواب ملتانیؒ نے محدث مصر علامہ عبدالرحمان البناؒ الساعاتی سےاخذ علم کیا"۔

8 مسند احمد پر کام

1340ھ میں شیخ عبدالرحمانؒ البناؒ نے"مسند احمد"۔"کتب ستہ"اور محدثین کے ہاں دوسری مستند کتب کا مطالعہ شروع کیا۔ شیخ نے مطالعہ کے دوران محسوس کیا کہ "مسند احمد" بہت بڑا علمی ذخیرہ ہے اس سے ان کو خیال آیا کہ اس کتاب کو مرتب کرنا چاہیے چنانچہ شیخ زہران سے مشورہ کیا انھوں نے حوصلہ افزائی کی شیخ عبدالرحمان البناؒ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے کام شروع کردیا شیخ احمد۔**1351**ھ کو اس خدمت سے فارغ ہوئے۔ اس کتاب

کو چار بار پڑھا پانچویں بار پڑھتے ہوئے تصحیح بھی کرتے گئے بائیسویں جلد کے نصف تک پہنچے تھے کہ مرض الموت شروع ہو گیا۔

9 بیماری اور آخری ایّام

جب شیخ کتاب کا پانچویں بار مطالعہ کرتے ہوئے بائیسویں جلد پرکام کر رہے تھےاور سیرۃ النبیﷺ اوراس کے متعلقہ ابواب پرکام مکمل کر نے کے بعد مناقب صحابہؓ کا چیپٹر شروع ہی کیا تھا کہ انہوں نے محسوس کیا کہ وہ بیمار ہو رہے ہیں بہر حال انھوں نے اس جلد پرکام جاری رکھا اور باب ماجاء فی جریر بن عبداللہ البجلیؓ تک پہنچے تھے کہ طبیعت زیادہ خراب ہوگئی یہ وفات سے تین دن پہلے کی بات ہے۔
سوموار کے دن لوگوں کے ساتھ تعلیم و تعلم اور درس وتدریس کا کچھ سلسلہ جاری رکھا لیکن منگل کے روز شیخ اپنے رب کے ساتھ مصروف ہو گئے اور لوگوں سے بے رخی اختیار کر لی البتہ وضو کا پانی طلب کرتے اورجب نماز کا وقت ہو جاتا تو استطاعت کے مطابق نماز ادا کرتے تھے۔

10 وفات

بدھ کے روز ظہر سے پہلے **8** جمادی الاول۔ **1378**ھ بمطابق۔ **1958**ء کو شیخ عبدالرحمان البنّاؒ دنیائے فانی سے کوچ کر گئے"إِنَّا لِلّهِ وَإِنَّـا إِلَيْهِ رَاجِعونَ" اس وقت ان کی عمر **77** سال چند ماہ تھی۔ شیخ السید سابقؒ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اہل علم و فضل سمیت لوگوں کی بھاری تعداد نے ان کے جنازے میں شرکت کی۔

11عبدالرحمان البناکےبیٹےکی شہادت

حسن البنّا شہید کے والد احمد عبدالرحمن البنّا اپنے بیٹے کے بارے میں ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ جب حسن چھ ماہ کا تھا تو میں ایک رات بہت دیر سے گھر لوٹا تو دیکھا کہ وہ اپنی ماں کے پہلو میں گہری نیند سو رہا ہے۔ اس کو دیکھ کر دل میں پدارانہ محبت کی ایک لہر سی اُٹھی لیکن اگلے ہی لمحے میری نظر اس کے سر کے قریب کنڈلی مارے بیٹھے ہوئے ایک سانپ پر پڑی جس نے اپنا پورا پھن پھیلایا ہوا تھا۔ میرے بیٹے کے سر اور سانپ کے سر کے درمیان زیادہ فاصلہ نہ تھا۔ اس لمحے میں دھڑکتے دل کے ساتھ اپنے ربّ کی طرف متوجہ ہوا اور دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھا دیے۔ ابھی میں نے دُعا ختم بھی نہ کی تھی کہ سانپ چپکے سے اپنی راہ پر چلا گیا۔ جنگل کے سانپ نے میرے بیٹے کو اللّٰہ کے حکم سے نہیں ڈسا۔ لیکن انسانوں نے سانپ بن کر میرے بیٹے کو ڈس لیا۔ ایک دن رات کے اندھیرے میں خون میں نہائی میرے بیٹے کی

لاش میرے حوالے کی گئی، میں اس عالم میں اُس کا جنازہ لے کر نکلا گویا کہ میرے ہی نصف جسم نے اپنے ہی نصف وجود کی میت اُٹھائی ہوئی ہو۔
حسن البنّا شہید بیسویں صدی کی ابتداء میں پیدا ہونے والے عظیم مصری رہنما تھے۔ جس نے محض اکیس سال کے اندر مصر ہی نہیں تمام عالم عرب میں فکری انقلاب برپا کردیا۔ حسن البنّا شہید کی پیدائش **14** اکتوبر۔ **1906**ء میں ہوئی اور **1929**ء میں بائیس تیس سال کی عمر میں انہوں نے"اخوان المسلمون"کے نام سے ایک تحریکی جماعت کی بنیاد رکھی اور ٹھیک اس کے اکیس سال بعد **12** فروری**1949**ءکو انہیں قاہرہ کی سب سے بڑی شاہ راہ پر شہید کردیا گیا۔ اس وقت ان کی عمر تینتالیس سال(**43**) تھی۔ اس مختصر عرصے میں انہوں نے ایک ایسی عظیم الشان تحریک کی بنیاد رکھی جو بعد میں عالم عرب کی سب سے بڑی اسلامی تحریک کہلائی۔ اُن کی شہادت کے وقت اخوان کے وابستگان کی تعداد لاکھوں میں تھی۔ مصر کے طول وعرض میں اُس کی **2** ہزار سے زیادہ شاخیں تھیں صرف قاہرہ میں دو سو تنظیمی حلقے موجود تھے۔

•جنازہ اور تدفین

حسن البنا کے والد اپنے بیٹے کے جنازہ اور تدفین کے بارے میں کہتے ہیں مجھے جب اپنے بیٹے کی موت کی اطلاع دی گئی تو حکام نےمجھے نعش دینے کیلئے ایک شرط رکھی کہ میں اپنے بیٹے کی تدفین صبح کے وقت بغیر کسی کی موجودگی میں کردوں ، اور اگر میں یہ شرط نہی مانتا تو وہ میرے بیٹے کو خود ہی دفن کرلینگے۔ چنانچہ اپنے بیٹے کا آخری دیدار کرنے کیلئے میں نے حکام کی شرط مان لی، اور فجر کے وقت بھاری پولیس نفری میں میرے لخت جگر کی نعش کو گھر کڑی نگرانی کے ساتھ لایا گیا، میرے سواکسی کو اجازت نہی تھی کہ وہ نعش کے قریب جائے، بیٹے کے غسل اور تکفین کے بعد مسئلہ یہ پیش آیا کہ میرے ساتھ بیٹے کا جنازہ کون اٹھائے گا، لہذا میں نے پاس کھڑے آفیسر سے درخواست کی کہ کچھ افراد کو میرے ساتھ جنازہ اٹھانے کی اجازت دی جائےکیوں کہ گھر پر میرے سوا کوئی دوسرا مرد موجود نہیں صرف خواتین ہیں۔ آفیسر نے میری گزارش کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ جنازہ خواتین ہی اٹھائیں۔
پس پھر جنازہ خواتین کی کاندھوں پر ہی نکالا اور قبرستان جانے والے راستے پر پولیس کی بھاری نفری متعین تھی جو کسی بھی شخص کو آگے نہیں آنے دے رہے تھے۔ جب جنازہ مسجد پہنچا تو مسجد بلکل خالی تھی کیوں کہ پولیس والوں نے پہلے سے ہی مسجد خالی کرادی تھی اور یوں میں نے خود اپنے بیٹے کی نماز جنازہ پڑھی اور پھر تدفین کی۔گھر لوٹنے پر کسی بھی شخص کو اجازت نہیں تھی کہ ہمارے گھر آکر افسوس کرے جو کوئی آنے کی کوشش کرتا حکام اسےگرفتار کرلیتے تھے۔

12 کیٹلاگ

1. ”الفتح الربانی ترتیب مسند احمد“ تعداد احادیث۔ 13341 عبدالرحمان البنا نے مسند کو مندرجہ ذیل سات اقسام میں تقسیم کیا ہے۔

1. قسم التوحید اصول الدین۔
2. قسم الفقہ۔
3. قسم التفسیر۔
4. قسم الترغیب۔
5. قسم الترہیب۔
6. قسم التاریخ۔
7. قسم القیامۃ واحوال الآخرۃ۔

مندرجہ سات اقسام میں سے ہر قسم چند کتب پر مشتمل ہے ہر کتاب کے تحت چند ابواب ھیں بعض ابواب کے تحت چند فصول ہیں اکثر تراجم ابواب ایسے مقرر کئے گئے ہیں جن سے باب کا خلاصہ سمجھ میں آجاتا ہے۔

2. ”بلوغ الامانی من اسرار الفتح الربانی“۔نمبر شمار۔ شرح اور تحقیق و تخریج مسند احمد 24 جلدیں۔
3. ”الحمود علی منحۃ المعبود ترتیب مسند ابوداؤد طیالسی“۔مسند طیالسی کو فقہی ابواب پر مرتب کیا اسکی تعلیق لکھی کتاب البنّا کی تحقیق کے ساتھ دو جلدوں میں مطبع میمنہ مصر سےشائع ہوئی ہے۔
4. ”بدائع المسند“۔اس کتاب میں امام شافعی کی”المسند“ اور”السنن“ کو نئے سرے سے جمع و ترتیب سے آرستہ کیا ہے۔

ایک اکیڈیمی کا کام عبدالرحمان البنّاؒ کی تنہا ذات نے انجام دیا ہے۔

13 حوالہ جات

1. الفتح الربانی ترتیب مسند احمد۔ ترجمہ مولف۔
2. تاریخ حدیث و محدثین۔ پروفیسر محمد ابوھو، ازہری ۔ پروفیسر حریری۔
3. مضامین ۔ احمد عبدالرحمان البنّا۔
4. الشیخ احمد عبدالرحمان البنّا۔ ویکیبیدیا، الموسوعۃ الحرۃ۔
5. اخوان المسلمون۔”تاریخ۔دعوت۔خدمات“۔خلیل احمد حامدیؒ۔
6. برصغیرکےاھلحدیث خُدّام قرآن۔ مورّخ اہلحدیث محمد اسحاق بھٹّیؒ۔

27 محدث استاذ محمد فؤاد عبدالباقیؒ

1882ء تا 1968ء

1 نام و نسب

محمد فؤاد بن عبدالباقی بن صالح بن محمد۔ آپ کے والدین مصری تھے۔

2 ولادت اور وطن

محمد فؤاد عبدالباقی۔ مارچ۔ 1882ء بمطابق۔ 1299ھ میں القلیوبیہ، مصر میں پیدا ہوئے۔
تربیت زیادہ تر قاہرہ میں ہوئی۔

3 تعلیم اور ملازمت

”محمد فؤاد عبدالباقیؒ ابتدائی تعلیم الاسوان میں حاصل کرنے کے بعد قاہرہ آگئے۔ آپ نے تعلیم زیادہ تر قاہرہ کے اسکولوں سے حاصل کی“۔
اور اس کے بعد آپ نے 28 سال ”فرانسیسی زرعی بینک“ میں ”30 دسمبر 1905ء تا 3 اکتوبر 1933ء“ ایک مترجم کے طور پر کام کیا۔

4 کتب اور علمی مقام

”محدث استاذ محمد فؤاد عبدالباقیؒ کا شمار صف اول کے خُدّام قرآن و حدیث میں ہوتا ہے۔ آپ نے تصنیف و تالیف کے لیے نوکری کو خیر باد کیا۔ آپ نے وہ علمی کارنامے سر انجام دیے جو بڑے بڑے شیخ القرآن و حدیث اور پروفیسر فیکلٹی آف حدیث نہیں سر انجام دے سکے“۔”آپ نے قرآن و حدیث اور اس کے اشاریہ جات کی ترقی اور قرآن پاک کی آیات اور حدیث کی فہرست تیار کرنے میں نمایاں کام کیا۔ آپ کی کتاب ”مفتاح کنوز السنہ“ پر علامہ رشید رضا مصری اور شیخ احمد شاکر مصری نے بڑے فاضلانہ اور تشکر آمیز مقدمے لکھے ہیں“۔

”یوسف جاسم الحجی وزیر اوقاف اسلامیہ کویت“۔ لکھتے ہیں۔ ”کہ مولف علام نے علم الحدیث پر کام اور تحقیق کے وسائل میں سہولت پیدا کرنے کی غرض سے اس میدان میں ایسے ایسے اور اتنے علمی کارنامے اپنے پیچھے چھوڑے ہیں جن کی موجودگی میں ہمیں ان کی سوانح حیات کے سلسلے میں مزید کسی تذکرے کی ضرورت باقی نہیں رہتی آپ نے اصول تخریج اور فہرست سازی کی رعایت کو ملحوظ رکھتے ہوئے”صحیح مسلم“۔”موطا امام مالک“۔”سنن ابن ماجہ“۔”سنن ترمذی“۔ کے آخری اجزا کو مرتب اور شائع کیا۔ علاوہ ازیں”مفتاح کنوز السنہ“کو عربی میں منتقل کرکے نہ صرف اسے شائع کیا بلکہ مزید راہ نمائی کے لیے اس کا تکملہ بھی تیار کیا نیز قرآن مجید کے سلسلہ میں ان کی عظیم خدمت”المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم“ہے مزید برآں انھوں نے”تفصیل آیات القرآن الحکیم“کو عربی میں منتقل کیا علاوہ ازیں”صحیح بخاری“میں سے قرآن مجید کے نادر اور مشکل مقامات کی تفسیر منتخب کرکے اسے شائع کیا وغیرہ وغیرہ“۔

”دراصل محدث استاذ محمد فؤاد عبدالباقیؒ اور انہیں کی طرح کے دیگر تمام محدثین جنھوں نے کتب احادیث پر کام کرکے ان سے استفادہ میں سہولت پیدا کی ہے ان سب حضرات پر یہ بات صادق آتی ہے کہ ان لوگوں نے اپنی عمرعزیز کا بہت بڑا حصہ قربان کرکے بعد میں آنے والے متلاشیان علم حدیث کے وقت اور محنت کو بچایا ہے اور ان پر احسان عظیم کیا ہے“۔

”آخر عمر میں محمد فؤاد عبدالباقیؒ کی آنکھوں کی روشنی کافی کمزور ہوگئی۔ آپ بڑے مضبوط ارادہ اور صائم الدہر تھے“۔

5 وفات

محدث استاذ محمد فؤاد عبدالباقی نے **85** یا **86** سال کی عمر میں **2** فروری **1968**ء بمطابق۔ **1388**ھ کو قاہرہ میں وفات پائی۔

6 تالیفات

1۔ المعجم المفهرس لالفاظ القرآن الكريم۔
2۔ تفصيل آيات القرآن الحكيم۔
3۔ معجم غريب القرآن۔
4۔ ”اللؤلؤ والمرجان فيما اتفق عليہ الشيخان“- ”البخاري ومسلم کی **1906** متفق علیہ احادیث“، **2** جلد۔اس کتاب کے **5** اردو ترجمے ہوئے ہیں۔
5۔ جامع الصحيحين۔
6۔ قرة العينين أطراف الصحيحين۔
7۔ جامع المسانيد صحيح بخاری-

8. صحیح مسلم - شرح اور تخریج احادیث۔
9. موطأ الامام مالك۔ فہرست تیار کی۔
10۔"المعجم المفهرس لالفاظ الحديث النبوی"۔ "1۔بخاری، 2۔ مسلم، 3۔ نسائی، 4۔ ابوداؤد، 5۔ ابن ماجہ ، 6۔ ترمذی، 7۔ موطا امام مالک، 8۔ مسند احمد، 9۔ سنن دارمی"۔کا انڈکس ہے۔
11. سنن ابن ماجہ۔ فہرست تیار کی۔
12. الأدب المفرد - بخاری۔ کی تخریج کی۔
13. مفتاح كنوز السنہ۔ انگریزی سے عربی میں ترجمہ کیا۔
14. تيسير المنفعہ بکتابی مفتاح كنوز السنہ۔
15. شواهد التوضيح والتصريح لابن مالك۔ اشعار۔
16. المسلمات المؤمنات۔
17. محاسن التأويل۔

7 حوالہ جات

1. الأعلام، خير الدين الزركلی، دار العلم للملايين بيروت۔
2. اللؤلؤ والمرجان۔طبع وزارة الأوقاف الاسلامیہ۔کویت۔
3. اسلامیات مشترقین و مسلمان مصنفین۔ سیدابوالحسن علی ندویؒ۔
4. محمد فؤاد عبد الباقیؒ۔ آزاد دائرہ المعارف۔

مُجدّدِ دین۔مُحدّثِ کبیر۔محققِ شہیر

28 محدث العصر محمدناصرالدین البانیؒ

1914ء تا 1999ء

1 شخصیت اور گراں قدرخدمات

شیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کو ان کے علمی مشاغل نے کبھی اتنی مہلت نہ دی کہ وہ خود اپنی سوانح لکھ پاتے، البتہ ان کے بعض تلامذہ مثلاً شیخ مجذوب، شیخ علی خشان اور شیخ محمد عید عباسی وغیرہ نے "موجزة عن حياة الشيخ ناصر الدين" کے عنوان سے آپ کا ترجمہ لکھا ہے، ان کے علاوہ شیخ محمد بن ابراہیم شیبانی نے "حياة الألباني و آثاره و ثناء العلماء عليه" نامی ترجمہ لکھا جو 929 صفحات پر محیط ہے اور 1407ھ میں الدار السلفیہ (کویت) سے شائع ہو چکا ہے۔
اس سوانحی خاکہ میں راقم نے کوشش کی ہے کہ محدث العصر کے حالات زندگی کے تمام گوشے قدرے تفصیل سے بیان کئے جائیں تاکہ آپ کی زندگی، آپ کی جدوجہد، آپ کا انہماک، آپ کی جستجو، سنت نبوی سے آپ کی محبت اور اس راہ میں آنے والے مصائب پر آپ کا صبر موجودہ اور آنے والی نسلوں کے لئے، اسوہ و مثال بلکہ انمول نمونہ اور مشعل راہ بن سکے۔
شیخ الالبانی رحمہ اللہ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے، آپ کی زندگی ایک کھلی کتاب کی مانند ہے۔ آپ اپنی دینی خدمات، بےنظیر تالیفات، مقالات، تحقیقات، تخریجات اور دروس کی بنا پر عالم اسلام کے گوشہ گوشہ میں معروف ہیں۔ آپ کو حدیث نبوی، رجال اور اسانید پر مکمل عبور حاصل تھا۔ آپ نے جس انداز پر دین کی بے لوث خدمات انجام دی ہے وہ لائق تحسین ہے۔ ماضی قریب میں علم حدیث کے فنون میں آپ کا کوئی ہمسر اور ثانی نظر نہیں آتا۔ حق گوئی، راست بازی اور بےباکی آپ کا امتیازی وصف تھا۔ حکو مت اور اشخاص کی خوشامد اور چاپلوسی سے آپ کو شدید نفرت تھی یہی وجہ ہے کہ حسن اخلاق کے اس عظیم پیکر کو اپنے وطن مالوف اور دوسری جگہوں کو اِحقاقِ حق اور اِبطالِ باطل کے لئے خیر باد کہنا پڑا۔ محدث موصوف جہاں بھی جاتے وہاں کے بعض مخصوص ذہنیت اور عقیدے کے حامل افراد آپ سے خوفزدہ ہو جاتے اور سینکڑوں کتابوں کے اس مصنف و محقق کو اپنی راہ کا کانٹا تصور کرتے تھے۔ آپ کے محاضرات و بیانات، خطابات و ملاقات اور کیسٹوں پر سخت

پھر ہ بٹھانے کے باوجود بھی آپ اپنے دعوتی مشن میں ہمہ وقت و ہمہ تن مصروف عمل رہے۔
«جزاہ اللہ احسن الجزاء»

2 مولد،مسکن اور ہجرت

شیخ محمد ناصر الدین رحمہ اللہ کی ولادت۔ **1914**ء بمطابق۔**1332**ھ میں الالبانیہ کے دارالسلطنت "اشقودرہ"میں ہوئی تھی۔ آپ کا گھرانہ غریب ہونے کے باوجود ایک متدین اور علمی گھرانہ تھا۔ آپ کے والد الحاج نوح نجاتی الالبانی ایک حنفی عالم تھے اور دولت عثمانیہ کے دارالسلطنت استانہ(موجودہ استنبول) کو چھوڑ کر اپنے وطن مالوف لوٹ گئے تھے تاکہ وہاں دین کی خدمت کر سکیں اور اپنے دروس و تقاریر سے وہاں کے لوگوں کو دین کی تعلیم دے سکیں۔ جلد ہی وہ وہاں مرجع خلائق بن گئے تھے۔ لیکن جب ملک احمد زوغو نے البانیہ کا اقتدار سنبھالا تو پورے وطن پر بےدین لوگ قابض ہو گئے تھے، رفتہ رفتہ مغربیت کی ترویج ہونے لگی، نتیجتاً البانیہ کی خواتین نے حجاب اتار پھینکا اور مردوں نے بھی یورپی لباس پتلون وغیرہ اختیار کر لی۔ جن لوگوں کو اپنا دین عزیز تھا اور وہ اپنی عاقبت کی بدحالی سے خوفزدہ تھے انھوں نے وہاں سے ہجرت کرنا شروع کر دی۔ شیخ رحمہ اللہ کے والد نے یہ محسوس کیا کہ وہاں کے حالات رفتہ رفتہ اور بھی بدتر ہو جائیں گے اس لئے انھوں نے اپنی اولاد کو اس فتنہ مغربیت و الحاد سے محفوظ رکھنے کی خاطر ملک شام کی طرف ہجرت کی اور دمشق کو اپنا مسکن بنایا۔

3 تعلیم و تربیت

1۔ شیخ محمد ناصر الدین رحمہ اللہ نے اپنی ابتدائی تعلیم دمشق کے مدرسۃ "الأسعاف الخیریۃ الابتدائیۃ" میں شروع کی۔ دوران تعلیم مدرسہ میں آگ لگ جانے کے باعث آپ سوقِ ساروجہ کے ایک دوسرے مدرسہ میں منتقل ہو گئے تھے۔ علامہ البانی فرماتے ہیں۔"عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے میں نے پرائمری کا پہلا اور دوسرا سال ایک سال میں ہی ختم کر دیا اور **6** سال کا کورس **4** سال میں ہی مکمل کرکے پرائمری کی سرٹیفکیٹ لے لی۔ اور لگتا ہے اللہ تعالی نے شروع ہی سے میرے اندر عربی زبان کی محبت پیدا کردی تھی، جس کی وجہ سے بفضل اللہ میں شامی ساتھیوں پر عربی وغیرہ کے مضامین میں ہمیشہ ممتاز رہا اور مجھے یاد آتا ہے کہ نحو کے استاذ کوئی جملہ یا شعر بلیک بورڈ پر لکھ کر طلبہ سے اس کی ترکیب پوچھتے مگر جب وہ نہیں جواب دے پاتے تو مجھے کلاس کے بیچ سے اٹھا کر کہتے" کہ اے ارناؤوطی تم اس جملے کے بارے میں کیا کہتے ہو؟" (سربیا، بوسنیا اور البانیا وغیرہ سے ہجرت کرکے بلاد عربیہ میں آنے والوں کو ارناؤوطی کہا جاتا تھا)۔ اور جب میں پہلی ہی کوشش میں صحیح

جواب دے دیتا تو وہ شامی عرب طلبہ کو کوستے تھے کہ عرب ہوکر جواب دینے سے قاصر رہے اور یہ ارناؤوطی ہوکر صحیح جواب دے گیا"۔

2. چونکہ آپ کے والد دینی اعتبار سے دینی تعلیم کے مروّجہ نظام سے مطمئن نہ تھے لہٰذا انہوں نے شیخ رحمہ اللہ کی مدرسہ میں تعلیم کی عدم تکمیل کا فیصلہ کیا اور خود ان کے لئے ایک تعلیمی پروگرام وضع کیا جو بنیادی طور پر تعلیم قرآن، تجوید، صرف اور فقہ حنفی پر مرکوز تھا۔

3. شیخ نے بعض علوم دینیہ اور عربی کی تعلیم اپنے والد کے بعض رفقا (جن کا شمار اس وقت کے شیوخ میں ہوتا تھا) سے بھی حاصل کی۔ ان شیوخ میں سے شیخ سعید برہانی سے آپ نے "مراقی الفلاح" اور علوم بلاغت کی بعض جدید کتب پڑھی تھیں۔

4. آپ نے اپنے زمانہ میں حلب کے مشہور مؤرخ علامہ شیخ راغب طباخ رحمہ اللہ سے ان کی جمیع مرویات کی "اجازۃ فی الحدیث" حاصل کی تھی۔ استاذ محمد المبارک شیخ کو علامہ راغب طباخ کے پاس لے کر گئے تھے اور ان سے شیخ رحمہ اللہ کے علوم حدیث میں ذوق و شوق اور مہارت کو بیان کیا تھا جس پر علامہ راغب رحمہ اللہ نے آپ کا امتحان لیا اور انہیں ویسا ہی پایا جیسا کہ استاذ محمد المبارک رحمہ اللہ نے بیان کیا تھا۔ چنانچہ علامہ راغب رحمہ اللہ نے تقدیراً و اعترافاً اپنی کتاب "الأنوار الجلية في مختصر الأثبات الحلبية" پر اپنی مہر کے ساتھ اپنے مشائخ کی اجازۃ ثبت کر کے اپنی جانب سے بھی انہیں اجازۃ سے سرفراز فرمایا۔

5. دمشق میں آپ اکیڈمی کے بعض اساتذہ علاوہ ملک شام کے نامور عالم "علامہ محمد بھجہ البیطار" کے درس میں بھی حاضر ہوتے تھے۔

6. شیخ البانی فرماتے ہیں میں والد صاحب سے اجازت لے کر مسجد اموی چلا جایا کرتا تھا، تاکہ بعض دروس کے حلقوں میں شریک ہوجایا کروں۔

4 علم حدیث کی طرف توجہ اوراسکا اہتمام

شیخ محمد ناصر الدین رحمہ اللہ بیس سال کی عمر میں "مجلّۃ المنار" میں شائع ہونے والی بحوث سے متاثر ہو کر علم حدیث کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔ یہ مجلہ شیخ محمد رشید رضا کی زیر ادارت شائع ہوتا تھا۔ شیخ محمد مجذوب اپنی کتاب "علماء و مفکّرون" میں شیخ رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں

"... شیخ رحمہ اللہ سید رشید رضا کو ان لوگوں میں سب سے زیادہ پر اثر شخص سمجھتے ہیں جنھوں نے انہیں حدیث شریف کی تعلیم کی طرف متوجہ کیا تھا۔"

سید رشید رضا کے ساتھ شیخ رحمہ اللہ کے اس علمی تعلق کو بیان کرنے کے بعد شیخ مجذوب آپ سے روایت کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں: "میں پہلے عربی قصص، مثلاً "ظہر و عنترۃ" اور

”الملک سیف“ وغیرہ کے مطالعہ کا شوقین تھا، پھر پولینڈ کے ترجمہ شدہ قصے مثلاً ”کارین لوبین“ وغیرہ میری توجہ کا مرکز بنے۔ پھر میں تاریخی واقعات کے مطالعہ کے طرف مائل ہوا۔ اسی دوران میں نے ایک دن اپنے سامنے ”مجلہ المنار“ کا ایک شمارہ دیکھا۔ اس میں میں نے سید رشید رضا کی قلم سے تحریر شدہ ایک بحث دیکھی جس میں انہوں نے امام غزالی کی کتاب الإحیاء کے أوصاف، محاسن اور مآخذ کی طرف اشارہ کیا تھا۔ پہلی مرتبہ ایسی کوئی علمی تنقید میری نظر سے گزری تھی جس نے مجھ میں وہ پورا شمارہ پڑھنے کا جذبہ پیدا کیا۔ پھر میں نے چاہا کہ اس موضوع پر مزید چھان بین کی جائے، چنانچہ حافظ زین الدین عراقیؒ کی تخریج الاحیاء دیکھی مگر اس کو خریدنے کی استطاعت نہ رکھنے کے باعث اس کو کرایہ پر لے لیا۔ جب میں اس کتاب کو پڑھا تو اس دقیق تخریج نے مجھے اس بات پر ابھارا کہ اس کو نقل کر لوں۔ میں نے اس کے لئے کافی جدوجہد کی۔ اس طرح مجھے ان معلومات کو ٹھیک طریقہ پر جمع کرنے کا سلیقہ آ گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کام میں جو جدوجہد میں نے کی، اس نے میری ہمت افزائی کی اور اس راہ میں آگے قدم بڑھانا میرے لئے پسندیدہ اور مرغوب امر بن گیا۔ نصوص کو سمجھنے اور ان کی تخریج کے لئے میں نے لغت، بلاغت اور غریب الحدیث کی بعض مؤلفات سے بھی مدد لی تھی۔“

شیخ رحمہ اللہ اپنے متعلق خود بیان کرتے ہیں کہ ” بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے بےشمار نعمتوں سے نوازا ہے مگر ان میں سے دو نعمتیں میرے نزدیک بہت اہم ہیں۔ پہلی، ملک شام کی طرف میرے والد کی ہجرت کیونکہ اگر ہم البانیہ ہی میں رہتے تو عربی نہ سیکھتے جبکہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیکھنے و سمجھنے کے لئے عربی زبان کے سوا کوئی دوسرا ذریعہ نہیں ہے۔ اور دوسری نعمت: میرے والد کا مجھے گھڑیوں کی مرمت کرنے کا ہنر سکھانا ہے ...... اوائل شباب میں میں نے یہ ہنر سیکھا تھا لیکن ساتھ ہی ہر دن میں علم حدیث کو بھی سیکھنے کے لئے وقت نکالتا تھا۔ منگل اور جمعہ کے سوا میں ہر دن تین گھنٹے گھڑیوں کی مرمت کرتا اور اس کے ذریعہ اپنے اور اہل و عیال کے لئے ضروریات زندگی کماتا تھا۔ باقی وقت میں سے ہر دن چھ سے آٹھ گھنٹے طلب علم، تالیف، کتب حدیث، بالخصوص المکتبۃ الظاھریۃ میں موجود مخطوطات کے مطالعہ میں گزارتا تھا۔ جب ظہر، مغرب اور عشاء وغیرہ کی نماز کا وقت ہوتا تو مکتبہ ہی میں موجود مسلمان کے ساتھ نماز پڑھ لیتا تھا۔“ محدث رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں کہ:

”حدیث پر میرا پہلا کام کتاب”المغني عن حمل الأسفار فی الأسفار فی تخریج مافی الإحیاء من الأخبار ازحافظ عراقی“ کا نقل کرنا اور اس پر تعلیقات لکھنا تھا۔ اس کے لئے میں نے ایک پروگرام وضع کیا تھا، مثلاً الإحیاء میں ایک حدیث یوں لکھی ہوئی تھی:

«إن العبد لینشر له من الثناء مابین المشرق والمغرب وما یزن عند الله جناح بعوضة» حافظ عراقی رحمہ اللہ نے اس پر تعقباً لکھا ہے: «وقد نقلته منه ولكني لم أجده هٰكذا، وفي

الصحيحين من حديث أبي هريرة: إنه ليأتي الرجل السمين العظيم يوم القيمة لا يزن عند الله جناح بعوضة»
میں نے یہ کیا کہ "صحیحین" کی اس حدیث کو مکمل کیا اور اضافہ کو اصل کتاب سے نقل کیا۔ اس دن سے حدیث میرے مطالعہ کا عنوان بن گئی۔ جو چیزیں میرے لئے غور و فکر کا مرکز ہوتیں انہیں میں قوسین کے مابین لکھ لیا کرتا تھا۔ جب میں پہلی جلد کا نصف حصہ مکمل کر چکا تو ایک مرتبہ میں نے محسوس کیا کہ احادیث کے اپنے اس عمل کے دوران مجھے بہت سے ایسے الفاظ سے سابقہ پڑا ہے جن کے متعلق مجھے تفقہ حاصل نہ تھا۔ بعض اوقات تو پوری حدیث کا معنی و مراد ہی میرے لئے واضح نہ ہوتی تھی۔ میں نے سوچا کہ کیوں نہ میں ان تمام الفاظ کی شرح بھی حاشیہ پر درج کر لوں تاکہ وہ میرے لئے مذکرہ یاد داشت بن جائے اور فہم حدیث میں معاون ہو۔ چنانچہ از سر نو میں نے کتاب شروع کی اور جس مغلق کلمہ پر میرا گزر ہوتا، اس کو میں "غریب الحدیث لابن اثیر" اور قاموس کی مدد سے حل کرتا اور حاشیہ پر اس کا معنی لکھ لیتا تھا یہاں تک کہ میرے لئے یہ معاملہ آسان ہو گیا اور اس طرح متن سے زیادہ تعلیق کی ضخامت ہو گئی۔ اس طرح یہ کتاب مکمل ہوئی۔ یہ وہ چیز تھی جس نے مجھے سب سے زیادہ نفع پہنچایا۔" علم حدیث میں شیخ رحمہ اللہ کی یہ جدوجہد ان کے لئے خیر کبیر کے راستے کھولنے کا سبب بنی اور اس فن میں ان کا اقبال بڑھا۔ سنت کے مطالعہ میں ان کے انہماک اور شدید شغف کو دیکھ کر ان کے والد خوفزدہ ہوتے اور ان سے کہا کرتے تھے: «علم الحديث صنعة المفاليس» "علم حدیث تو مفلس لوگوں کا فن ہے۔" مگر انہوں نے پرواہ نہ کی۔ چونکہ شیخ رحمہ اللہ اپنے والدین اور بھائی بہنوں کے ساتھ رہتے تھے جو ماشاء اللہ ایک بڑا خاندان تھا لہذا اکثر جن کتابوں کی انہیں ضرورت ہوتی تھی اور وہ ان کے والد کے ذاتی کتب خانہ میں موجود نہ ہوتی تھیں جو کہ بیشتر مسلک حنفی کی کتب پر ہی مشتمل تھا شیخ انہیں خریدنے کی استطاعت بھی نہیں رکھتے تھے، لہذا آپ انہیں مکتبہ ظاہریہ میں تلاش کرتے تھے۔ المكتبة الظاهرية آپ کے لئے ایک نعمت کبریٰ سے کسی طرح کم نہ تھا کیونکہ جن کتابوں کو آپ خرید نہ پاتے تھے ان میں سے اکثر مکتبہ میں مل جاتی تھیں اور آپ کی ضرورت پوری کرتی تھیں۔ کبھی کبھی بعض تجارتی کتب خانے بھی آپ کی اس طرح مدد کر دیتے تھے کہ آپ کو مطلوبہ کتب بطور استعارہ، غیر محدود مدت تک بلا اجرت دے دیتے تھے۔ جب ان کتب کا کوئی خریدار دوکان پر آتا تو وہ شیخ سے کتاب واپس منگوا لیتے۔ ان مالکان کتب خانہ میں دمشق کے سید سلیم القصیباتی اور ان کے فرزند عزت نیز المكتبة العربية الهاشمية کے اصحاب احمد، حمدی اور توفیق کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں، «فجز اهم الله» کچھ عرصہ کے بعد شیخ رحمہ اللہ المكتبة الظاهرية میں بارہ بارہ گھنٹے رہنے لگے۔ اس دوران سوائے اوقات نماز کے آپ کا تمام تر وقت کتب حدیث کے مطالعہ، تحقیق اور تعلیق میں گزرتا تھا۔ اکثر اوقات آپ تھوڑا بہت کھانا مکتبہ ہی میں تناول فرمایا کرتے تھے۔ آپ کا یہ انہماک دیکھ کر المكتبة الظاهرية کی انتظامیہ نے آپ کے لئے ایک کمرہ مخصوص کر دیا تھا۔ جس میں

آپ کی اَبحاث کے لئے ضروری اُمہاتِ مصادر کو فراہم کر دیا گیا تھا۔ ملازمین مکتبہ سے قبل آپ صبح سویرے ہی اپنے اس مخصوص کمرہ میں آ جاتے تھے اور بیشتر اوقات عشاء کی نماز پڑھ کر ہی وہاں سے گھر جایا کرتے تھے۔ بہت سے ملاقاتی مطالعہ اور تالیف میں آپ کے انہماک کے پیش نظر مکتبہ ہی میں آپ سے ملنے جایا کرتے تھے۔ آپ طبیعتاً خوشامدی یا پر مجاملت کلمات سے پرہیز کرتے تھے اور اسے ضیاع وقت کا سبب سمجھتے تھے۔ جب کوئی شخص آپ سے کوئی سوال پوچھتا تو آپ کتاب پر سے نظر ہٹائے بغیر ہی اس کا مختصر سا جواب دے دیا کرتے تھے۔ استاذ محمدالصباغ کے بقول: ”آپ کی آنکھ بیک وقت کتاب اور سائل دونوں پر ہواکرتی تھی۔“

5 بدعت کی تردید

شیخ فرماتے ہیں: میرے والد چونکہ متعصب حنفی تھے، جس کی وجہ سے گفتگو اور بحث کے دوران مجھ سے کہتے تھے، " علم الحديث صنعة المفاليس" علم حدیث پڑھنا مفلسوں کا کام ہے اس کے باوجود علم حدیث کا مطالعہ کرتے رہنے کے بعد اس زمانے میں رائج بعض بدعتوں کا علم ہوا۔ چنانچہ میں نے مناسب سمجھا اپنی رائے اور تحقیق کو والد اور شیخ برہانی کے سامنے پیش کروں اور ایک دن میں نے ظہر کی نماز کے بعد شیخ برہانی سے یہ بات ذکر کی کہ مسجد بنی امیہ میں نماز جائز نہیں ہے، تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ اس موضوع کے بارے میں جو تم نے تحقیق کی ہے وہ مجھے لکھ کر دکھاؤ، چنانچہ میں نے تین چار صفحات میں لکھ کر انہیں اپنی تحقیق دی۔ انہوں نے کہا میں عید کے بعد اس کا جواب دوں گا کیونکہ رمضان کا مہینہ چل رہا تھا اور جب میں عید کے بعد ان کے پاس گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ ساری چیزیں جن کا ذکر تم نے اپنے مضمون میں کیا ہے ان کی کوئی اصل نہیں ہے، مجھے بڑا تعجب ہوا، میں نے پوچھا: کیوں؟ کہا کہ وہ تمام کتابیں جن کا حوالہ تم نے دیا ہے، ہمارے ہاں معتمد نہیں ہیں۔ شیخ کہتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ ان کی اس بات کا کیا مطلب ہے، لیکن میں نے اپنے مضمون میں انہیں کے مذہب حنفی کی چند کتابوں مثلا ملا علی قاری کی کتاب مرقاة المفاتيح شرح مشكواة المصابيح کا حوالہ دیا تھا جو ایک حنفی عالم ہیں اور ایسے ہی بعض نصوص کا ذکر کیا تھا۔ واضح ہو کہ جو نقطۂ نظر شیخ برہانی کا تھا وہی نظریہ میرے والد صاحب کا بھی تھا۔

•بدعت کی تردید میں کتاب

شیخ کہتے ہیں: اس کے بعد میں نے اپنی کتاب ”تحذير الساجد من اتخاذ القبور مساجد“ لکھی اور اپنے قول و فعل میں مطابقت رکھنے کے واسطے مین نے مسجد بنی امیہ میں نماز نہ پڑھنے کا فیصلہ کیا۔ اور جب والد صاحب کو یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے اپنے دل میں یہ بات

رکھ لی اور ایک بار پھر جب 'دوسری جماعت" کا مسئلہ درپیش ہوا تو میں نے پوری قوم کی مخالفت کی، کیونکہ مسجد بنی امیہ میں دو جماعتیں ہوا کرتی تھیں۔ ایک حنفی امام کی اور ایک شافعی امام کی۔ حنفی جماعت کی امامت شیخ برہانی کرتے تھے اور جب وہ نہیں رہتے تو میرے والد صاحب ان کی نیابت کرتے تھے، لیکن میں اپنے والد کے پیچھے دوسری جماعت سے نہیں پڑھا کرتا تھا۔ نئی جگہ میں میں نے اپنا فکری اور عملی کام آزادی سے جاری رکھا، ہم بعض دوستوں کے گھر بھی درس قائم کیا کرتے تھے اور جب ہماری دعوت کا حلقہ وسیع ہو گیا تو ہم نے باقاعدہ حدیث اور فقہ کا بھی درس شروع کر دیا۔ میرے والد کبھی کبھی میرے پاس آتے اور بات جیت کرکے چلے جاتے، ایک دن آئے اور مجھ سے کہا: " انا لا انکر انی استفدت منک" میں اس بات سے انکار نہیں کرتا کہ میں نے تم سے استفادہ کیا ہے۔ شیخ نے کہا ہمارے اور ان کے درمیان جو کچھ ہوا شاید یہ اس کا کفارہ ہو۔

6 تحصیل علم کے لیے سائیکل کی سواری

شیخ کہتے ہیں کہ: مجھے ایک سستی زمین ملی اور میں نے خرید لی، وہاں پر گھر بھی بنایا اور وہیں پر اپنی دکان بھی کھول دی لیکن جب اپنے نئے گھر میں گیا تو مکتبہ ظاہریہ میرے گھر سے کافی دور پڑنے لگا، جہاں میرا آنا جانا برابر رہتا تھا، مکتبہ کھلنے سے قبل ایک دو گھنٹہ دکان میں کام کرتا اور پھر مکتبہ چلا جاتا۔ لیکن وقت بچانے کی خاطر میں نے ایک سائیکل خرید لی جس پر سوار ہوکر میں مکتبہ ظاہریہ جایا کرتا تھا اس زمانے میں شام میں سائیکل سواری اچھی بات نہیں مانی جاتی تھی چنانچہ دمشقیوں نے پہلی بار دیکھا کہ کوئی صاحب عمامہ شیخ سائیکل پر سوار ہوکر آتا جاتا ہے انہیں اس واقعہ سے بڑا تعجب ہوا، اس وقت ایک مزاحیہ میگزین نکلتا تھا جس کا نام" المضحک المبکی" ہنسانے رلانے والا جسے ایک مسیحی آدمی شائع کرتا تھا، چنانچہ اس نے اپنے مزاحیہ کالم میں اس کا ذکر کیا، لیکن میں نے ان سب چیزوں کی پروا نہیں کی، کیونکہ مجھے تو اپنا وقت بچانے اور اس سے استفادہ سے مطلب تھا۔

7 مکتبہ ظاہریہ میں ایک ورق کی تلاش

شیخ کہتے ہیں: ایک دن میری آنکھ میں درد محسوس ہوا، میں نے ڈاکٹروں کو دکھایا، اس نے مجھ سے پوچھا کہ کیا کام کرتے ہو؟ میں نے کہا: میں گھڑی ساز ہوں اور کتابوں کا بہت مطالعہ کرتا ہوں، چنانچہ اس نے مجھے علاج کے ساتھ 6 مہینوں تک ان سب چیزوں سے پرہیز کرنے کا مشورہ دیا، میں دکان میں لوٹ آیا، 2 ہفتوں تک میں نے کام کیا اور نہ ہی پڑھائی لکھائی۔ ایک دن میرے دل میں خیال آیا کہ مکتبہ ظاہریہ میں بہت سارے رسالے ہیں، جن میں سے ایک رسالہ ابن ابی الدنیا کا ”ذم الملاهی“ بھی ہے۔ میں نے خطاط سے کہا کہ وہ میرے لیے

اس رسالے کی خطاطی کر دے۔ اس کے بعد جب میں مکتبہ آیا تو معلوم ہوا کہ اس کا ایک ورق غائب ہے، پھر بھی میں نے اس خطاط کو کتابت جاری رکھنے کو کہا اور جب مجھے یہ یقین ہو گیا کہ ایک ہی ورق غائب ہے تو میں نے اس کی تلاش کرنے کا پورا فیصلہ کر لیا، مکتبہ میں اس ورق کی تلاش کے دوراں مجھے بڑا علمی فائدہ ہوا، میری ہمت بڑھ گئی، یہاں تک کہ میں نے **500** سے زائد مجلات کو دیکھ ڈالا۔ سیڑھی پر چڑھ کر اوپر کی الماریوں کی ایک ایک جلد اور ایک ایک کتاب میں ڈھونڈتا۔ مطالعہ اور تلاش کے دوران مجھے جو کچھ مفید معلومات ملتیں، نوٹ کرتا جاتا۔ اس کام سے مجھے بہت فائدہ ہوا، بہت سارے مسائل کا علم ہوا اور بڑی ہمت افزائی بھی ہوئی۔

ایک زمانے کے بعد شیخ حمدی عبد المجید سلفی نے جو شیخ کے شاگردوں میں سے ہیں میرے دریافت کردہ اس نسخہ کی اساس پر اس کتاب کی تحقیق کی، جسے مؤسستہ الرسالہ نے شائع کیا، جہاں شیخ شعیب ارناؤط کام کیا کرتے تھے۔ اس کے بعد میں نے ان کتابوں جن کا نام میں نے اس ایک ورق کی تلاش کے وقت لکھا تھا پر نظر ثانی کی، نئے سرے سے کارڈوں پر لکھا اور مؤلفین کے ناموں پر انہیں حروف تہجی کے اعتبار سے ترتیب دیا اور اس سے مکتبہ ظاہریہ کے مخطوطات کی فہرست وجود میں آئی۔ ”پھر اس کا دوسرا مرحلہ آیا اور یہی اس کوشش کا بابرکت ثمرہ ہے کہ میں نے ان مخطوطات کو پرھنا شروع کیا، ان سے حدیثی فوائد کا استخراج کیا اور حروف تہجی کے اعتبار سے ان کو مرتب کیا۔ دستاویز کا نام ہے ”معجم الحدیث“ ہے۔ اور اس کی **40** جلدیں ہیں۔ ہر صفحے پر ایک حدیث ہے جس کی تخریج تمام مآخذ اور تمام طُرق سے کی گئ ہے۔ ہر جلد کے صفحات کم بیش **400** ہیں“۔ اس گم شدہ ورق کی یہ مختصر کہانی ہے۔ شیخ ابو الحسن "جو شیخ البانی کے شاگردوں میں سے ہیں" کہتے ہیں کہ شیخ علی حسن اثری نے ان کو بتایا کہ ایک تحقیق کرنے والے کو وہی ورق ترکی کے کسی مکتبہ سے ملا، جسے اس نے ایک میگزین میں شائع کیا، پھر شیخ البانی رحمہ اللہ علیہ کو مضمون سنایا گیا تو شیخ کو بڑی خوشی ہوئی، کیونکہ مکتبہ ظاہریہ میں اس ورق کے تلاش میں شیخ کو یقین ہو گیا تھا کہ یہ ورق مکتبہ میں نہیں ہے اور پھر اس ورق میں موجود علمی مواد سے واقفیت آپ کی خوشی کا سبب بنا، ابو اسماء کہتے ہیں، شیخ علی حسن اثری نے یہ بات مجھے بھی بتائی۔

8 مکتبہ ظاہریہ میں شیخ کے لیے خصوصی کمرہ

ابو اسماء کہتے ہیں: اسلامی ملکوں میں لائبریریوں کے اپنے اپنے ضوابط اور قوانین ہوتے ہیں، جن کی حدود میں ہی رہ کر وہ طلبہ اور زائرین کے ساتھ معاملات کرتے ہیں۔ پھر مکتبہ ظاہریہ

والوں نے ایک کمرہ کیسے خاص کر دیا، اس کی کنجی شیخ کو کیسے ملی؟ وہ کسی بھی وقت مکتبہ میں داخل ہوسکتے تھے، ان سب کے اسباب شیخ البانی یوں بیان کرتے ہیں:
مخطوطات اور کتابوں سے بھر جاتا تھا، یہاں تک کہ کسی اور کے لیے جگہ نہیں رہتی، اس سے ظاہر ہے کہ دوسرے طلبہ کو اعتراض ہوتا ہوگا، خاص کر امتحانوں کے دنوں میں، جس کی وجہ سے مکتبہ کے ذمہ داروں نے سیڑھی کے نیچے ایک تاریک کمرہ تھا، جس کو کسی لائق نہیں سمجھا جاتا تھا، میرے لیے خاص کر دیا اور میری ضرورت کے مخطوطات اور کتابیں وہاں رکھ دی گئیں تاکہ اس سے دوسروں کو پریشانی نہ ہو۔
* دوسرا یہ کہ شام یونیورسٹی کی کلیۃ الشریعہ نے علوم حدیث میں ایک انسائیکلوپیڈیا تیار کرنے کا فیصلہ کیا تو مجھے یہ تجویز پیش کی کہ میں اس سلسلہ میں کام کروں۔
چنانچہ غور و فکر کرنے کے بعد میں نے فیصلہ کیا اور یہ شرط رکھی کہ میں اس موضوع پر صرف 4 گھنٹے یومیہ کام کروں گا، باقی وقت طلب علم میں صرف کروں گا اور مکتبہ والے مجھے کسی بھی وقت آنے جانے سے نہیں روکیں گے، کیونکہ مکتبہ صبح 8 بجے کھلتا ہے اور 12 بجے بند ہوجاتا ہے اور پھر شام کو 4 بجے کھلتا ہے اور ٹھیک 9 بجے بند ہوجاتا تھا، چنانچہ ان لوگوں نے مکتبہ کے ذمہ داروں سے بات کی اور انہوں نے اس سے اتفاق کیا، مجھے مکتبہ کی ایک کنجی دے دی گئی اور چوکیدار سے کہہ دیا کہ مجھے کسی بھی وقت مکتبہ میں داخل ہونے سے منع نہ کرے۔

9 دعوۃ فی سبیل اللہ کی ابتدا

آپ نے اپنی دعوت الی اللّٰہ کے ابتداء مسلک حنفی پر علمی تنقید سے شروع کی۔ آپ کے والد بہت سے مسلکی مسائل میں آپ کے مخالف ہوتے تو آپ ان پر یہی واضح کرتے کہ جب کسی مسلمان پر کسی بارے میں کوئی حدیث ثابت ہو جائے تو اس کے لئے ہرگز یہ جائز نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر عمل کو ترک کرے اور یہ کہ یہی منہج امام ابوحنیفہ وغیرہ ائمہ کرام رحمہم اللہ کا بھی تھا۔"ملاحظہ ھو صفۃ صلاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم"
استاذ مجذوب، شیخ رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ: "میں نے اپنی دعوت کی ابتدا متعارفین، دوستوں اور ان کے دوستوں کے ساتھ میل ملاقات سے کی۔ پہلے ہم لوگ ایک جگہ جمع ہوتے تھے، پھر ایک دوسرے معاون کے گھر اس اجتماع کو منتقل کر دیا گیا۔ پھر اس سے بھی بڑی ایک دوسری جگہ منتخب کی گئی۔ پھر اس مقصد کے لئے ایک منزل کرایہ پر لی گئی تاکہ بکثرت لوگ اس میں شریک ہو سکیں، پھر یہ جگہ بھی تنگ پڑنے لگی.."اس طرح شیخ رحمہ اللہ نے مشائخ اور مساجد کے ائمہ کے ساتھ علمی مباحثہ کا سلسلہ شروع کیا۔ بعض اوقات متعصّب مسلکی علماء، مشائخ صوفیہ اور خرافاتی بدعتی لوگوں سے شدید معارضہ

درپیش ہوتا تھا، لیکن ان کے پاس سوائے شور و غوغا کرنے اور شیخ رحمہ اللہ کو "گمراہ وہابی" کا طعنہ دینے کے کوئی ٹھوس دلیل نہ ہوتی تھی۔ دمشق کے نامور علماء میں سے علامہ بہجۃ البیطار، شیخ عبدالفتاح الامام، شیخ حامد التقی اور شیخ توفیق البرزہ وغیرہم رحمہم اللہ نے شیخ ناصر الدین رحمہ اللہ کی ہمت افزائی کی اور ثابت قدم رہنے کی تلقین بھی کی۔
شیخ رحمہ اللہ لوگوں کے بےجا الزامات اور مخالفین کی پرواہ نہ کرتے ہوئے منہج حق پر ڈٹے رہے اور اپنے نفس کو صبر و تحمل کے ساتھ سورہ لقمان کی آیت نمبر «۰{وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلَى مَا أَصَابَكَ}۰» ... سورۃ لقمان میں مذکور وصیت سے مطمئن اور آمادہ برعمل کرتے رہے۔ دمشق کے بہت سے مشائخ کے ساتھ توحید، مسلکی تعصب اور بدعات کے موضوعات پر آپ کے بےشمار علمی مباحث ہوئے۔ اسی سلسلہ میں آپ نے بعض شہروں مثلاً حلب، اللاذقیہ، ادلب، سلمیہ، حمص، حماۃ اور الرقہ وغیرہ کا دورہ بھی کیا اور وہاں بھی علمی مناقشات کئے۔ حاسدین کامعاملہ اس حد تک پہنچا کہ انہوں نے حکام کے پاس شیخ کے خلاف جھوٹی گواہیاں دیں جس کے باعث آپ رحمہ اللہ کو دوبارااسیر زنداں بنناپڑا۔ ایک بار آپ نے ایک ماہ جیل کی صعوبتیں برداشت کیں اور دوسری بار غالباً **1967**ء میں تقریباً چھ ماہ سنت یوسفی ادا کرتے رہے مگر راہ حق سے اس جبل عزیمت کے قدم کبھی نہیں ڈگمگائے ... نتیجتاً آپ کی دعوت الی الکتاب والسنہ ملک شام کی حدود سے نکل کر اُردن اور لبنان بھی جا پہنچی۔
ان دعوتی اَسفار کے علاوہ شیخ رحمہ اللہ ہر ماہ حلب کا سفر بھی کیا کرتے تھے تاکہ وہاں کے مکتبۃ الأوقاف الاسلامیۃ کے مخطوطات سے مستفید ہو سکیں۔ اس مکتبہ میں آپ طویل گھڑیاں گزار کرتے تھے۔"الزوائد۔للبوصیری" اور آپ نے اسی مکتبہ کے مخطوطات سے نقل بھی کی تھی۔

10 مجلس علمیہ کا اہتمام

شیخ رحمہ اللہ نے ایک ہفتہ وار مجلس علمی کا پروگرام وضع کیا تھا۔ ان مجالس میں طالبان علم اور مختلف جامعات کے اساتذہ شرکت کرتے تھے اور وہاں پڑھی جانے والی علمی کتب کے دروس سے مستفید ہوتے تھے۔ یہ کتب،**1**۔"الروضۃ الندیۃ"نواب صدیق حسن خاں، **2**۔"منہاج الاسلام فی الحکم"محمد اسد، **3**۔"اصول الفقہ"عبد الوہاب خلاف، **4**۔"مصطلح التاریخ"اَسد رستم، **5**۔"فقہ السنۃ"سید سابق، **6**۔"الحلال والحرام"یوسف قرضاوی، **7**۔"الترغیب والترہیب"حافظ منذری، **8**۔"فتح المجید شرح کتاب التوحید"عبد الرحمن بن حسن آلِ شیخ، **9**۔"الباعث الحثیث شرح اختصار علوم الحدیث"احمد شاکر، **10**۔"ریاض الصالحین"نووی، **11**۔"الإلمام فی احادیث الأحکام"ابن دقیق العید اور، **12**۔"الأدب المفرد"امام بخاری رحمہ اللہ وغیرہ تھیں۔

شیخ رحمہ اللہ خواتین کو بھی صحیح احادیث اور ان پر اپنی تعلیقات کے منتخب حصص کا درس دیا کرتے تھے۔ شیخ کے شاگرد استاذ محمد عید عباسی اپنی کتاب"بدعۃ التعصّب المذھبی" میں لکھتے ہیں کہ"شیخ رحمہ اللہ ان دروس کے علاوہ دمشق میں اپنے تلامذہ کو مندرجہ ذیل فقہی کتب کا درس بھی دیاکرتے تھے۔"
کتاب اقتضاء الصراط المستقیم از شیخ الاسلام ابن تیمیہ، فقہ السنۃ ازسید سابق، منہاج السنۃ فی الحکم از محمد اسد اور الروضۃ الندیۃ فی شرح الدرر البھیۃ ازعلامہ محمد صدیق حسن خاں بھوپالی
مزید فرماتے ہیں کہ
" ہمارے شیخ ہر علمی بحث کی محققانہ شرح بیان فرماتے اور کسی بھی مسئلہ کو خواہ چھوٹا ہو یا بڑا بلا وضاحت نہ چھوڑتے تھے ... الخ۔"

11مدینہ یونیورسٹی میں شیخؒ کی تقرری اور وہاں کے تعلیمی نظام پر آپکے اثرات

استاذ عید عباسی اور علی خشان، شیخ رحمہ اللہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں: "اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس جہد متواصل کے نتیجہ میں حدیث، فقہ اور عقائد وغیرہ کے موضوعات پر شیخ رحمہ اللہ کی بیشتر نفع بخش مؤلفات معرضِ وجود میں آئیں جو اہل علم و فضل کے نزدیک شیخ سے محبت کا باعث بنیں۔ ان مؤلفات میں فہم صحیح، حدیث، اس کے علوم، اس کے رجال وغیرہ کی درایت فائقہ اور صائب علمی منہج وغیرہ سب کچھ موجود تھا۔ ان کتب میں ہر چیز کے لئے صرف کتاب و سنت کو ہی حکم اور میزان و معیار بنایا گیا تھا۔ ان کے علاوہ سلف صالح کے فہم اور ان کے طریقۂ تفقہ واستنباطِ احکام سے ہدایت و رہنمائی بھی حاصل کی گئی تھی... "
جب مدینہ منورہ میں الجامعۃ الاسلامیۃ "مدینہ یونیورسٹی" کی تاسیس ہوئی تو چانسلر مدینہ یونیورسٹی اور مفتیٔ عام برائے سعودی عرب شیخ علامہ محمد بن ابراہیم آل الشیخ نے حدیث، علوم الحدیث اور فقۃ الحدیث کو جامعہ میں پڑھانے کے لئے شیخ موصوف کو ہی منتخب کیا۔ یہاں آپ تین سال (یعنی 1381ھ سے 1383ھ کے اختتام تک) استاذِ حدیث رہے۔ اس دوران جامعہ میں آپ جہد و اخلاص کی مثال بنے رہے حتیٰ کہ دروس کے دوران ہونے والے وقفہ میں آپ طلباء کے ساتھ ریت پر بٹھ جایا کرتے اور وہاں بھی علمی مباحث کا سلسلہ شروع کر دیتے تھے۔ جبکہ اس وقفہ کے دوران دوسرے اساتذہ اپنے اپنے کمروں میں جا کر چائے اور ناشتہ وغیرہ میں مصروف ہو جاتے تھے۔ جب بعض اساتذہ اور طلباء ان کے پاس ریت پر سے گزرتے تو یہ پکار اٹھتے تھے: «"ھذاھوا الدرس الحقیقي ولیس الذی خرجت منه

أوالذي سنعود إليه“» ”حقیقی درس تو یہ ہے، نہ کہ وہ جس سے ابھی ہم نکلے ہیں یا اس کی طرف لوٹیں گے۔“ آپ کے اس اخلاص اور آپ کے ساتھ طلباء کے غیر معمولی تعلق خاطر، محبت اور جامعہ کے اندر و باہر آپ کی شفقت کہ جس سے آپ کے معاصر اساتذہ محروم تھے، نے بعض لوگوں کے دلوں میں حسد کا بیج بو دیا... چنانچہ اساتذہ میں سے بعض حاسدین نے جامعہ کے مسئولین کو ان کے خلاف ابھارنا شروع کیا، پھر انہی حاسدین نے افتراءات، بہتان اور جھوٹی شہادتوں کا سہارا لیا، یہاں تک کہ جامعہ کی انتظامیہ نے ان کی خدمات کے اختتام کا فیصلہ کیا اور آپ ایک سچے مؤمن کی طرح اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی ہو گئے۔ البتہ جب شیخ رحمہ اللہ اپنے متعلق افتراءات اور تہمتوں کو سنتے تھے تو یہی کہتے تھے:
«”حسبنا الله و نعم الوكيل“»
آپ کے متعلق شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ کے یہ کلمات قابل ذکر ہیں:
«”حينماكنت تقوم بواجب الدعوة لافرق عندك، و ذلك لمعرفته بقوة إيمانه بالله العظيم وعلمه الواسع و صبره على البلاء...الخ“»
”جب آپ فریضہ دعوت کی ادائیگی میں مشغول ہوتے تو کسی میں فرق روانہ رکھتے۔ یہ اللّٰہ پر آپ کی ایمانی قوت، وسیع تر علم اور مشقتوں پر خصوصی صبر کا کرشمہ تھا۔“
شیخ رحمہ اللہ نے الجامعۃ الاسلامیۃ(مدینہ منورہ یونیورسٹی) میں علم حدیث کی تعلیم کا ایک منہج طرز تعلیم وضع کیا تھا جس میں علم الاسناد کو خاص اہمیت دی گئی تھی۔ شیخ تیسرے سال کے طلباء کے لئے صحیح مسلم سے ایک حدیث منتخب فرماتے اور دوسرے سال کے آخر میں طلباء کے لئے سنن ابی داود سے ایک حدیث مع سند بورڈ پر لکھ دیتے تھے اور پھر کتب رجال، مثلاً الخلاصۃ اور التقریب وغیرہ لا کر ان احادیث کی تخریج اور نقد رجال کے طریقہ وغیرہ کی عملی پریکٹس کرواتے تھے۔ پس یہ کہا جا سکتا ہے کہ فقط الجامعۃ الاسلامیۃ ہی میں نہیں بلکہ عالم عرب کی تمام اسلامی یونیورسٹیوں میں علم الاسناد کی تعلیم کی روایت پہلی بار شیخ ہی نے شروع کی تھی۔ جامعہ سے آپ کے رخصت ہو جانے کے بعد ڈاکٹر محمد امین مصری رحمہ اللہ چیئرمین شعبہ حدیث نے اس علمی روایت کو جامعہ میں جاری رکھا۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ آپ کی جاری کردہ یہ سنت عالم اسلامی کی تمام جامعات میں رائج ہو گئی۔
* الجامعۃ السلفیۃ (بنارس) میں آمد کی پیشکش سے شیخ کی معذرت
”الجامعۃ الاسلامیۃ سے سبکدوشی کے بعد جامعہ سلفیہ بنارس کے سر پرست مولانا عبیداللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ صاحب مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح نے شیخ رحمہ اللہ کو بنارس میں بحیثیت استاذِ حدیث تشریف لانے کی دعوت دی جسے شیخ رحمہ اللہ نے بوجوہ قبول نہ کیا اور معذرت کر لی“۔
جب شیخ رحمہ اللہ الجامعۃ الاسلامیۃ سے فارغ ہو کر دمشق واپس پہنچے تو آپ نے گھڑیوں کی مرمت کرنے والی اپنی دوکان اپنے بھائی منیر رحمہ اللہ اور ان کی وفات کے بعد ان کے

فرزند عبداللطیف کو دیدی تھی اور اپنے آپ کو مکمل طور پر فارغ کر کے المکتبۃ الظاھریۃ میں قیمتی تالیفات اور نفع بخش مؤلفات کے لئے وقف کر دیا تھا۔

12 شام،عمان،بروت کی طرف ہجرتیں

شیخ کی شام سے عمان پھر واپس شام پھر بیروت پھر امارت اور پھر عمان کی طرف ہجرتیں۔
ابتلاء اللّٰہ تعالیٰ کی سنتوں میں سے ایک سنت ہے جو اللّٰہ تعالیٰ ہر مؤمن بندہ پر جاری فرماتا ہے حتیٰ کہ اس سنت ِالٰہی کے تحت رسول صلوات الله و سلامہ علیهم بھی مختلف النوع ابتلاء ات سے دو چار کئے گئے۔ متعدد بار یہ سنت شیخ رحمہ الله پر بھی جاری ہوئی۔ اپنی ہجرتوں کے متعلق عزیمت کے یہ پیکر خود فرماتے ہیں:
"پہلی بار میں نے اپنے نفس اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ ماہ رمضان **1400**ھ میں دمشق سے عمان کی طرف ہجرت کی اور وہاں اس امید پر مکان بنوانا شروع کیا کہ باقی زندگی یہیں گزاروں گا۔ اللّٰہ تعالیٰ نے اپنے فضل و انعام سے میرے لئے یہ مرحلہ آسان فرما دیا۔ تعمیر کے سلسلہ میں بہت زیادہ بھاگ دوڑ اور بیماری کے بعد مکان کی طرف سے مجھے قدرے سکون میسر ہوا۔ لیکن میرا ذاتی کتب خانہ دمشق ہی میں چھوٹ گیا تھا۔ عمان لے جانے میں درپیش دشواریوں کے باعث اس کتب خانہ کی منتقلی ممکن نہ ہوئی تھی، لیکن ہر دن مجھے بارش سے اس کے خراب ہو جانے کا خدشہ لاحق رہتا تھا۔ بہرحال جب اردن کے بعض بھائیوں نے محسوس کیا کہ میں گھر میں فارغ بیٹھا ہوں تو ان لوگوں نے مجھ سے دروس کا مطالبہ شروع کر دیا۔ ان لوگوں نے ماضی میں عمان کی طرف ہجرت سے قبل میرے دروس سنے تھے کیونکہ میں ہر ماہ یا ہر دوسرے ماہ وہاں جاتا اور ایک دو درس دیا کرتا تھا... میں نے ان بھائیوں سے وعدہ کر لیا کہ ہر جمعرات کو نماز مغرب کے بعد انہی میں سے ایک شخص کے گھر جو کہ میرے گھر سے قریب تھا، میں درس دیا کروں گا۔ میں نے پہلے دو درس ریاض الصالحین للنووی رحمہ الله سے اپنی تحقیق و تشریح کے ساتھ دیئے، پھر حاضرین کے سوالات کے جوابات دیئے جو کہ بہت زیادہ تھے۔ سوالات کی کثرت ان کی شدید علمی رغبت اور معرفت ِسنت کی تشنگی کے مظہر تھے۔ لیکن ابھی تیسرے درس کے لئے تیاری کر ہی رہا تھا کہ بروز بدھ **19** ،شوال **1401**ھ کو دوپہر کے وقت مجھے اطلاع دی گئی کہ آپ کا مکان یہاں باقی نہیں رہا ہے۔ پس میرے لئے دمشق واپس جانے کے سوا کوئی چارہ کار نہ رہ گیا تھا۔ میں غم و اندوہ کے عالم میں اللّٰہ عزوجل سے دعا کرتا تھا کہ مجھ سے شر اور دشمنوں کے کینہ کو دور فرما۔ دو راتیں اسی کرب و بے چینی میں گزریں۔ آخر کار تیسری رات میں نے استخارہ اور مشورہ کے بعد بیروت جانے کا فیصلہ کر لیا، حالانکہ وہاں کے حالات بہت پرخطر اور پرفتن تھے۔ میں بیروت رات کے آخری پہر میں پہنچا، اپنے ایک پرانے بھائی کے گھر کا قصد کیا۔ اس

نے بھی نہایت لطف و کرم اور ادب کے ساتھ میرا استقبال کیا اور مجھے اپنے گھر معزز و مکرم مہمان رکھا۔ بیروت میں کچھ عرصہ ہی گزرا تھا کہ میں بیروت سے الامارات کی طرف ہجرت کے لئے مجبور ہو گیا جہاں أہل السنۃ والجماعۃ سے وابستہ بعض محبین نے میرا استقبال کیا۔ الامارات میں قیام کے دوران میں نے کویت اور قطر وغیرہ خلیجی ممالک میں دروس دیئے اور پھر وہاں سے بھی عمان کی طرف مہاجر ہوا۔“

13 شیخ کی زیارات

❶ شیخ رحمہ اللہ نے سپین (اندلس) کی تنظیم ”الاتحاد العالمي للطلبة المسلمين“ کی دعوت پر ایک محاضرہ میں شرکت کی اور ”الحديث حجة بنفسه في العقائد والأحكام“(حدیث ِنبوی بذاتہ عقائد واحکام میں حجت ہے)کے عنوان پر ایک وقیع خطاب پیش کیا جو بعد میں المکتبۃالسلفیۃ، کویت سے شائع ہو چکا ہے۔

❷ إدارۃ العامۃ للإفتاء والدعوۃ والإرشاد، الریاض نے مصر، مغرب (مراکش) اور انگلینڈ میں عقیدہ توحید اور المنہج الاسلامی الحق کی طرف دعوت کے لئے آپ کو منتخب کیا تھا۔

❸ شیخ رحمہ اللہ نے دولۃ القطر کا سفر کیا اور وہاں مشائخ اور علماء سے ملاقاتیں کیں جن میں شیخ یوسف قرضاوی، شیخ محمد غزالی، شیخ المحمود اور شیخ ابن حجر بن آل بوطامی وغیرہم قابل ذکر ہیں۔ آپ نے وہاں ”منزلة السنة في الإسلام“ کے عنوان پر خطاب بھی فرمایاجو بعد میں طبع ہوا۔

❹ متعدد اسلامی علمی کانفرنسوں میں آپ کو شرکت کی دعوت دی گئی۔ بعض کانفرنسوں اور اجتماعات میں آپ نے شرکت کی لیکن علمی مشاغل کی کثرت کے باعث اکثر سے آپ نے معذرت کر لی تھی۔

❺ شیخ رحمہ اللہ نے مختلف یورپی ممالک کا سفر بھی کیا اور وہاں کی مسلم اقلیتوں نیز مسلم طلبہ سے خطاب کیا اور ان میں اپنے مفید علمی دروس سے مستفید کیا تھا۔

❻ 1402ھ میں آپ رحمہ اللہ نے کویت کا سفر کیا اور وہاں متعدد دروس و محاضرات سے سامعین کو فیض یاب کیا۔ وہاں آپ کے دروس کی ریکارڈ کی گئی کیسٹوں کی تعداد تقریباً تیس ہے۔

❼ اسی طرح آپ نے متعدد بار ”الإمارات العربية المتحدة“ کی زیارت بھی کی اور وہاں بہت سے اجتماعات سے خطاب کیا۔ آپ کے یہ خطابات ریکارڈ ہیں اور کیسٹ کے مراکز میں دستیاب ہیں۔ آپ کی امارات کی آخری زیارت غالباً 1405ھ میں ہوئی تھی۔

14 اہل علم سے تعلقات

شیخ البانی رحمہ اللہ کا طلبہ علم سے ملاقات کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ ان کے مابین ملاقات عموماً علمی مفید مباحث پر مشتمل ہوتی تھی۔ ان میں: 1۔"شیخ حامد رحمہ اللہ (رئیس جماعۃ أنصار السنۃ المحمدیۃ بمصر)": 2۔"علامہ احمد شاکر مصری رحمہ اللہ (معروف محقق)": 3۔"شیخ عبدالرزاق حمزۃ رحمہ اللہ (صاحب ِتصانیف کثیرہ)": 4۔ "علامہ مجاہدالجوال تقی الدین ہلالی السلفیؒ (مشہور بناصر السنہ و قامع البدعہ)" قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ: 5۔ "مفتی اعظم عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ (رئیس إدارۃ البحوث العلمیۃ والإفتاء والدعوۃ والإرشاد، الریاض)" کے ساتھ شیخ رحمہ اللہ کی مفید علمی مجلسیں اور علمی مراسلت مشہور ہیں: 6۔" اسی طرح صاحب طرز ادیب، تیزرو قلمکار اور المکتبۃ السلفیۃ کے مالک سید محب الدین خطیب رحمہ اللہ سے شیخ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "آداب الزفاف عن آداب الزفاف في التاریخ الإسلامي" شائع کرنے کی خواہش ظاہر کی" تھی : 7۔ "دیارِ ہند کے معروف محقق شیخ عبدالصمد شرف الدین کے ساتھ بھی شیخ رحمہ اللہ کی ملاقات اور علمی مراسلت قائم تھی"، چنانچہ ایک مرتبہ شیخ عبدالصمد نے لکھا تھا کہ: "دار الافتاء، الریاض سے شیخ عبید اللہ رحمانی رحمہ اللہ شیخ الجامعۃ الاسلامیۃ(الجامعۃ السلفیۃ بنارس) کے پاس ایک غریب حدیث کے لفظ کے بارے میں کہ جو معنوی اعتبار سے عجیب ہے، یہ استفسار پہنچا ہے، جو علماء وہاں موجود تھے انہوں نے باتفاق طے کیا ہے کہ اس سلسلہ میں عصر حاضر کے احادیث ِنبویہ کے سب سے بڑے عالم یعنی شیخ البانی العالم الربانی کی طرف رجوع کیا جائے۔"

ان کے علاوہ شیخ رحمہ اللہ کی ملاقات جن بعض دوسرے معروف علماء سے ہوئی ان میں سے چند یہ ہیں: 8۔ "ڈاکٹر صبحی صالحؒ شہید۔ پروفیسر احادیث اور علوم حدیث دمشق یونیورسٹی، لبنان یونیورسٹی": 9۔ "ترکی کے شیخ محمد طیب اوکیج بوسنوی": 10۔"ملک شام کے نامور عالم "علامہ محمد بھجۃ البیطار" : 11۔" شیخ ڈاکٹر ربیع بن ہادی المدخلی": 12۔ "مدینہ منورہ کے شیخ حماد الانصاری": 12۔"کویت کی وزارۃ الاوقاف ولجنۃ الفتویٰ کے رکن اور صاحب تصانیف (مثلاً زبدۃ التفسیر وغیرہ) شیخ محمد سلیمان اشقر": 13۔ "معروف داعی اور صاحب ِرسائل علمیہ شیخ عبدالرحمن عبدالخالق" اور: 14۔ "کلیۃ الشریعۃ، کویت یونیورسٹی کے پروفیسر عمر سلیمان الاشقر وغیرہ": 15۔"مشہور فقیہ ڈاکٹر یوسف قرضاوی اور شیخ رحمہ اللہ کے مابین بھی ثمر آور مفید علمی مجالس ہوئیں۔ قرضاوی احادیث کی تصحیح کے لئے شیخ رحمہ اللہ کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔ چنانچہ کویت میں منعقد ہونے والی ایک کانفرنس میں قرضاوی نے اس بات کا خود اظہار کیا تھا"۔

بیشتر ممالک، بالخصوص ہندوستان و پاکستان، کے بہت سے علماء اپنے خطوط میں شیخ رحمہ اللہ کے تئیں اپنی محبت اور ان سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا کرتے تھے: 16۔" جن میں استاذِ محترم شیخ عبید اللہ رحمانی مباکپوری رحمہ اللہ" اور: 17۔" طنجہ۔ مراکش کے مشہور اہلحدیث عالم شیخ محمد الزمزمی کے اسماء گرامی قابل ذکر ہیں"۔ واضح رہے کہ شیخ زمزمی

سے آپ کی ملاقات طنجہ میں ان کے مکان پر ہوئی تھی۔ ان کے علاوہ بہت سے طلبہ علم مختلف اسلامی علوم میں ایم۔ اے اور پی ایچ ڈی کی ڈگری کے لئے اپنی دراسات اور اختصاصات کی بحوث کے سلسلہ میں ملاقاتیں کیا کرتے۔ آپ کی مجالس میں حاضر ہوتے، آپ سے مراسلت کرتے اور آپ سے سن کر مستفید ہوتے۔ مثال کے طور پر: 18۔" ڈاکٹر امین مصری رحمہ اللہ": 19۔ "ڈاکٹر احمد العسال (چیئرمین قسم الثقافة والدراسات الاسلامیة، جامعة الریاض)": 20۔ "ڈاکٹر محمود الطحان (مدینہ یونیورسٹی میں حدیث کے سابق پروفیسر، اِن دنوں کلیہ الشریعہ، کویت یونیورسٹی)": 21۔"شیخ محمد صبحی حسن حلاقؒ": 22۔ "شیخ زہیر الشاویش"۔ "کاروانِ حیات" سے مزید علام۔ 23 "شیخ محمد امین شنقیطیؒ پروفیسر مدینہ یونیورسٹی"۔ 24 "محدث ابواسحاق جوینیؒ مصر"۔ 25 "علامہ محدث عبدالحق ہاشمیؒ"۔ 26 "علامہ استاذالعلماء عبدالرحمان افریقی"۔ 27 "شیخ عبدالرزاق عفیفیؒ مصری،سعودی"۔ 28 "شیخ محمد عمر فلاتہ مدنی"۔ 29 "شیخ عبدالمحسن العباد مدینہ منورہ"۔ 30 "شیخ حمود التویجریؒ۔ الریاض"۔ 31 "ڈاکٹر علی ناصر"۔ 32 "شیخ علی عمری"۔ 33 استاذ احمد مظہر عظمہؒ۔ الجمیة التمدن الاسلامی۔دمشق"۔ وغیرہ ان مشاہیر کے علاوہ بہت سے دانش جو یاں نے شیخ رحمہ اللہ سے مفید انٹرویو لئے ہیں جو یا تو کیسٹوں کی صورت میں محفوظ ہیں یا مختلف عربی رسائل و جرائد کی زینت بن چکے ہیں۔ ان میں سے بعض انٹرویو کے اردو تراجم ہفت روزہ "ترجمان"ہلی وغیرہ میں بھی غازی عزیز کی نظر سے گزرے ہیں۔

15 مختلف کمیٹیوں کی رکنیت

شیخ رحمہ اللہ مختلف مجالس اور کمیٹیوں کے روح رواں تھے جن کامختصر تعارف حسب ذیل ہے:

❶ کتب السنة کی نشرو اشاعت اور تحقیق کے لئے مصر وشام کی مشترکہ کمیٹی لجنة الحدیث کے رکن رکین تھے۔

❷ الجامعة الاسلامیة مدینہ منورہ کی یونیورسٹی سطح پر مختلف کمیٹیوں کے رکن تھے۔

❸ سعودی عرب کے وزیر المعارف شیخ حسن بن عبداللہ آل الشیخ نے 1388ھ میں جامعة مکة المکرمة میں قسم الدراسات العلیاللحدیث کے اِشراف سر پرستی کے لئے آپ کو دعوت دی تھی۔

❹ سعودی عرب کے فرمانروا ملک خالد بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے الجامعة الإسلامیة في المدینة المنورة کی سپریم کونسل کے لئے آپ کو بطورِ عضو منتخب کیا تھا، آپ 1395ھ تا 1398ھ اس مجلس کے رکن رہے۔

16 شیخ کا علمی مقام ومرتبہ

شیخ رحمہ اللہ کثیر دقیق علمی کتب و رسائل کے مؤلف ہونے کے علاوہ علم حدیث کے بارے میں مختلف بلاد کے علماء، اساتذہ اور طلبہ علم کے لئے مرجع کی حیثیت بھی رکھتے تھے۔ غازی عزیز نے خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے کہ مختلف جامعات کے ماہر ڈاکٹر حضرات آپ کے سامنے فقہ اور حدیث سے متعلق مسائل پیش کرتے، آپ انہیں صفحات نمبر تک کی نشاندہی کرتے ہوئے مراجع و مصادر کے حوالہ سے اطمینان بخش جواب دیتے تھے۔ بعض اوقات آپ ایسی نادر کتابوں کا حوالہ بھی دیتے تھے کہ جن کا نام تک حاضرین میں سے کسی نے نہ سنا ہوتا تھا۔

17شیخؒ کے متعلق معاصر علماء کی آراء

اگرچہ شیخ رحمہ اللہ کی شخصیت کسی شخص کے تزکیہ کی محتاج نہیں ہے لیکن پھر بھی بعض معروف اہل علم حضرات کے ثنائیہ کلمات پیش خدمت ہیں:

1۔علامہ سید محب الدین خطیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«من دعاة السنة الذين وقفواحياتهم على العمل لإحيائهاوهو أخونابالغيب الشيخ أبوعبد الرحمن محمد ناصر الدين نوح نجاتي الألباني»

" سنت شریفہ کے ان عظیم داعیوں میں سے جنہوں نے سنت کے احیاء کے لئے اپنی زندگیوں کو وقف کر دیا، ایک ہمارے قابل فخر مسلمان بھائی شیخ محمد ناصر الدین نوح نجاتی البانی ہیں۔"

2۔ شیخؒ سے چند ماہ پیشتر وفات پانے والے مفتی اعظم سعودیہ شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ کا قول ہے:

«ما رأيت تحت أديم السماء عالما بالحديث فی العصر الحديث مثل العلامة محمد ناصر الدين الألباني»

" آسمان کے سائباں کے نیچے میں نے اس زمانے میں شیخ محمد ناصر الدین البانی سے زیادہ حدیث نبوی علی صاحبہا الصلوات والتسلیم کاعالم نہیں دیکھا۔"

3۔ ڈاکٹر عمر سلیمان الاشقر اپنی کتاب تاریخ الفقہ الإسلامی۔ صفحہ 127 میں آپ کو محدث العصر محمد ناصر الدین الألبانی کے نام سے مخاطب کرتے ہیں۔

4۔ شیخ حسن البناء رحمہ اللہ نے شیخ رحمہ اللہ کو خط لکھا اور اس میں انہیں اپنے سلیم علمی منہج پر ڈٹے رہنے کی تاکید کی، ان کی ہمت افزائی فرمائی اور شیخ سید سابق کے مقالات پر آپ کی بعض تعلیقات اپنے مجلہ "الإخوان المسلمون" میں شائع کیں۔

5۔ ڈاکٹر امین مصری رحمہ اللہ۔ "مدرّس مادة الحديث، الجامعةالسورية و رئیس قسم الدراسات العلياللحديث فی الجامعة الإسلامية سابقاً"۔ شیخ رحمہ اللہ کے متعلق ہمیشہ کہا کرتے تھے: «إن الشيخ الألباني أحق مني بهذا المنصب وأجدر» "کہ شیخ البانی مجھ سے زیادہ

ان علمی مناصب کے حق دار اور لائق ہیں" اور اپنے آپ کو شیخ کے تلامذہ میں شمار کرتے تھے۔
اس بات کی شہادت ڈاکٹر صبحی صالح رحمہ اللہ (أُستاذ الحدیث والعلوم العربیۃ بجامعۃ الدمشق سابقاً والجامعۃ اللبنانیۃ) وغیرہ نے دی ہے۔

6۔ استاذ محمد الغزالی اپنی کتاب " فقہ السیرۃ" میں لکھتے ہیں:

«سرني أن تخرج هذه الطبعة (الرابعة) الجديدة بعد أن رجعها الأستاذ المحدث العلامة الشيخ محمد ناصر الدين الألباني... وللرجل من رسوخ قدمه فی السنة مايعطيه هذا الحق... الخ»

" میرے لئے مقام مسرت ہے کہ اس کتاب کے چوتھے ایڈیشن کو محدث علامہ شیخ محمد ناصر الدین البانی کی نظر ثانی کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔ علوم سنت میں رسوخ مہارت کی بنا پر آپ سے ہی اس کا حق ادا کرنے کی توقع کی جا سکتی ہے۔"

7۔ کتاب "صید الخاطر" از امام ابن جوزی رحمہ اللہ کے محقق استاذ علی و استاذ ناجی طنطاوی لکھتے ہیں:

«وقد علق عليها الأستاذ الشيخ ناصر الدين الألباني۔"وهو المرجع اليوم فی رواية الحديث فی البلاد الشامية"... الخ» "

" اس کتاب پر شیخ ناصر الدین البانی نے تعلیق لکھی ہے اور آپ فی زمانہ ملک شام میں علم حدیث میں مرجع خلائق کی حیثیت رکھتے ہیں"۔

8۔ علامہ ڈاکٹر یوسف قرضاوی فرماتے ہیں:

«وقد قام العلامة الشيخ محمد ناصر الدين الألباني بفصل "صحيح الجامع الصغير و زيادته۔ الفتح الكبير"۔ عن ضعيفه و صدر كل منهمافي عدة أجزاء فخدم لذلك الكتاب وطالبي الحديث أيماخدمة»۔ ثقافة الداعية ص 79، 80۔

"علامہ شیخ البانی نے "جامع الصغیر" اور اس پر زیادت یعنی "فتح الکبیر" کی صحیح احادیث کو ضعیف احادیث سے جدا کیا ہے، اور آپ کا یہ علمی کام متعدد جلدوں میں شائع ہو چکا ہے۔ اس طرح آپ نے اس کتاب اور طلبہ حدیث کی کس قدر عظیم خدمت سر انجام دی ہے۔"

آپ امام ابن جوزی رحمہ اللہ کی کتاب "الموضوعات" کو اس فن کی ابتداء اور "سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ" کو اس کی انتہا قرار دیتے تھے۔

9۔ استاذ احمد مظہر العظمۃ رحمہ اللہ۔"صدر جمعیۃ التمدن الإسلامی بدمشق" شیخ رحمہ اللہ کے علم سے حد درجہ متاثر تھے اور ان کے مقالات کو مخالفین کی پرواہ کئے بغیر شائع کیا کرتے تھے۔

10۔ ڈاکٹر یوسف سباعی رحمہ اللہ۔"مدیر اعلیٰ مجلہ المسلمون" شیخ رحمہ اللہ سے درخواست کیا کرتے تھے کہ وہ ان کے مجلہ کے لئے کچھ لکھیں۔ چنانچہ شیخ رحمہ اللہ کی متعدد تحریریں اس مجلہ کی زینت بنی ہیں۔

11۔ ڈاکٹر مصطفی اعظمی نے شیخ زہیر الشاویش مدیر المکتب الإسلامی، بیروت کے واسطہ سے شیخ رحمہ اللہ سے درخواست کی تھی کہ وہ ان کی کتاب صحیح ابن خزیمۃ کی تحقیق پر نظر ثانی فرما دیں، اس پر تعلیقات و تخریجات درج فرمائیں اور اس میں جہاں کہیں جو اضافہ یا تبدیلی مناسب سمجھیں کر دیں، چنانچہ حواشی میں شیخ رحمہ اللہ کے درج کردہ نوٹ جابجا موجود ہیں اور اس کا تذکرہ ڈاکٹر اعظمیؒ نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں بھی کیا ہے۔

12۔ سعودی عرب کے معروف عالم شیخ محمد صالح العثیمین رحمہ اللہ شیخ البانی رحمہ اللہ کے متعلق لکھتے ہیں:

«أكتب عن فضيلة محدث الشام الشيخ الفاضل: محمد بن ناصر الدين الألباني فالذي عرفته عن الشيخ من خلال اجتماعي به وهو قليل أنه حريص جدا على العمل بالسنة و محاربة البدعة سواء كانت فى العقيدة أم فى العمل، أمامن خلال قراء تي لمؤلفاته فقد عرفت عنه ذلك وأنه ذوعلم جم فى الحديث رواية و دراية و أن الله تعالىٰ قد نفع فيماكتبه كثيرا من الناس من حيث العلم ومن حيث المنهاج والاتجاه إلى علم الحديث وهذه ثمرة كبيرة للمسلمين ولله الحمد...

وعلي كل حال فالرجل طويل الباع واسع الاطلاع قوي الاقناع وكل أحد يؤخذ من قوله و يترك سوي قول الله و رسوله... و نسأل الله تعالىٰ أن يكثر من أمثاله فى الأمة الإ سلامية... الخ».

مکتوب، مورخہ 1405,8,22ھ۔

" محدثِ شام شیخ الفاضل علامہ ناصر الدین البانی کے بارے میں اپنی چند ملاقاتوں میں جو جان سکا ہوں کہ آپ سنت کی خدمت کرنے اور بدعت سے جنگ کرنے کی شدید خواہش رکھتے ہیں، چاہے وہ بدعت عقائد میں ہو یا افعال میں۔ آپ کی تالیفات کے مطالعے سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ روایت اور درایت ِحدیث کے بارے میں آپ کا علم بہت وسیع ہے اور آپ کی تحریروں سے اللّٰہ تعالیٰ نے بہت سے لوگو ں کو بطورِ علم بھی فائدہ دیا ہے اور من حیث المنہاج کے بھی لوگوں کو علم حدیث کی طرف متوجہ کرنے میں۔ الحمد للہ مسلمانوں کے لئے اس کام میں عظیم فائدہ ہے۔ بہرحال موصوف دور تک نظر رکھنے والے، وسیع علم کے حامل اور قوی تاثیر رکھنے والے ہیں، ہر ایک کا قول اختیار کیا اور چھوڑا جا سکتا ہے سوائے اللّٰہ اور اس کے رسول کے قول کے۔ ہماری اللہ سے دعا کہ ہے اللہ تعالیٰ آپ جیسے علماء امت کو بکثرت عطا فرمادے ...آمین!"

13۔ شیخ زید بن عبدالعزیز الفیاض (استاذ بکلیۃ أصول الدین فی جامعۃ الإمام محمد بن سعود الإسلامیۃ بالریاض) فرماتے ہیں:

«إن الشيخ محمد ناصر الدين الإلباني من الأعلام البارزين فى هذا العصر وقد عني بالحديث وطرقه و رجاله و درجته من الصحة أوعدمهاوهذاعمل جليل من خيرما أنفقت فيه الساعات و بذلت فيه المجهودات و هو كغيره من العلماء الذين يصيبون و يخطئون ولكن انصرافه إلى هذا العلم العظيم ممماينبغي أن يعرف له به الفضل وأن يشكر على اهتمامه به... الخ»

” شخ محمد ناصر الدین البانی کا اس زمانے کی نامور علمی شخصیتوں میں شمار ہوتا ہے۔ آپ نے متن حدیث، اس کے طرق، رواۃ اور اس کی فنی حیثیت پر خصوصی کام کیا ہے۔ یہ بہت عظیم کام ہے اور اس لائق کہ اس میں اوقات صرف کئے جائیں اور محنتیں کھپائی جائیں۔ آپ بھی دیگر علماء کی طرح صحیح علمی رائے اپنانے کے ساتھ بہت سے امور میں غلطی کھا جاتے ہیں۔ لیکن اس مبارک علم میں آپ کی عظیم خدمات اس لائق ہیں کہ آپ کے فضل و کرم کا اعتراف کیا جائے اور اس علم پر توجہ دینے پر آپ کا شکر گزار ہوا جائے۔“۔ مکتوب، مؤرخہ 1405,7,30ھ۔

14۔ المملکۃ العربیۃ السعودیۃ کے سابق مفتی عام علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ کا ایک قول اوپر نقل کیا جا چکا ہے۔ آپ رحمہ اللہ اپنے ایک مکتوب میں شیخ رحمہ اللہ کے متعلق مزید فرماتے ہیں:

«أن الشیخ المذکور معروف لدینابحسن العقیدۃ والسیرۃ و مواصلۃ الدعوۃ إلی اللہ سبحانہ مع مایبذ لہ من الجھود المشکورۃ فی العنایۃ بالحدیث الشریف و بیان الحدیث الصحیح من الضعیف من الموضوع وماکتبہ فی ذلك من الکتابات الواسعۃ کلہ عمل مشکور و نافع للمسلمین...الخ»

” شیخ البانی ہمارے ہاں حسن سیرت اور درست عقیدہ کے حامل کے طو رپر معروف ہیں۔ آپ نے ساری زندگی اس دعوت کی ترویج میں صرف کی کہ حدیث شریف کا خاص اہتمام کیا جائے اور ضعیف و موضوع احادیث کو صحیح احادیث سے ممتاز کر دیا جائے۔ اس مشن میں آپ نے بہت سی عظیم کتابیں لکھیں، آپ کی تمام دینی کاوشیں لائق شکر و امتنان اور امت مسلمہ کے لئے نفع بخش ہیں۔“

18 شیخؒ کے متعلق غازی عزیز کی رائے

شیخ رحمہ اللہ کی زندگی تقویٰ و پاکدامنی سے عبارت تھی۔ آپ کے سینہ میں قوم و ملت کا درد موجزن تھا۔ دینی حمیت و غیرت اور اسلامی جذبات سے آپ کا دل معمور رہتا تھا۔ آپ راہِ حق کے جانباز، مجاہد اور بقیۃ السلف تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بعض معاندین کے سوا مقبولیت عامہ کی دولت سے نوازا تھا۔ عصر حاضر میں آپ امت ِمسلمہ کی روح رواں تھے۔ تنہا اپنی ذات میں ایک امت اور مکمل انجمن کے مثل تھے۔ آپ کی ذات سے بزمِ اسلام کے چراغ روشن تھے، آپ عہد ِحاضر کے سب سے نمایاں اور ممتاز داعی الی اللّٰہ، اس صدی کے مجدد، مفتی، واعظ، محدث، مفسر، فقیہ، قرۃ عیونِ الموحدین اور مسلک ِسلف کے حامی و ناصر تھے۔ آپ کی فقاہت پر فقیہانِ عصر سر دھنتے تھے۔ آپ ذہانت و فطانت کے ایک بحر ناپید کنار تھے۔ فقاہت، ہدایت و ارشاد کے ایک بلند اخلاق امام اور دین کے عمائدین میں نمایاں تھے۔ آپ کی علمی مجالس کا وقار اس قدر بلند و ارفع ہوتا تھا کہ عالم اسلام کی سربر آوردہ ہستیاں بھی

ان سے فیض یاب ہوا کرتی تھیں۔ آپ نے عالم اسلام کو علم و بصیرت، معرفت و حکمت اور اَخلاق و آداب کا جو انمول تحفہ دیا ہے، گزشتہ کئی صدیوں میں اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔

شیخ رحمہ اللہ اُلفت و محبت، تعظیم و تکریم، زہد و تقویٰ، لطف و کرم، تواضع و انکساری، حلم و بردباری، صبر و شکر، خشیت ِالٰہی، احسان و اکرام، علم و ادب، ضبط و تحمل، حب رسول، سادگی اور حسن اَخلاق جیسے اَوصاف و محاسن کے پیکر تھے۔ ان اعلیٰ صفات کے حامل ہونے کے ساتھ آپ رحمہ اللہ علم و فضل کا گنج گراں بہا بھی تھے۔ دینی علوم و فنون میں آپ کو تبحر اور دسترسِ تامہ حاصل تھی۔ آپ کے وسعت ِمطالعہ، تبحر علمی اور تحقیق مباحث کا چرچا عالم اسلام کی تقریباً ہر وقیع مجلس میں ہوا کرتا تھا۔ آپ کتاب و سنت کے سچے شیدائی، متبع اور ترجمان تھے، خلافِ سنت آپ کو کوئی بات گوارہ نہ تھی۔ آپ کی رحلت سے دنیائے علم میں پیدا ہونے والا خلا جلد پر ہوتا نظر نہیں آتا۔ اللّٰہ تعالیٰ جلد اس کی کوئی مؤثر سبیل پیدا فرما دے، «آمین! فانه ولي والقادر عليه»

بلاشبہ تاریخ اسلام اس بطل جلیل اور علم و بصیرت کے بلند منارہ کی خدمات و احسانات کے تلے ہمیشہ مستفید ہوتی رہیں گی غرض ان کی بے لوث خدمات اور قربانیوں سے تاریخ اسلام کے اَوراقِ زریں تاقیامت روشن رہیں گے۔

19 شیخؒ کو شاہ فیصل ایوارڈ کا اعزاز

المملكة العربية السعودية کی موقر تنظیم مؤسسة الملك فيصل الخيرية کے زیر اہتمام ہر سال عالم عرب اور بیرونی دنیاکے اَفاضل کو دیئے جانے والے انعام کے لئے سالِ رواں(1999ء بمطابق 1419ھ) میں محدثِ العصر، فقیہ بے مثل، بقیة السلف، یگانہ روز گار، مفسر دوراں، علامہٴ زماں اور عبقری وقت شیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کو " تحقیقاتِ اسلامی و خدماتِ حدیث" کے لئے عالمی شاہ فیصل ایوارڈ کے اعزاز کے لئے نامزد کیا گیا۔ شیخ رحمہ اللہ نے اس اعزاز کو وصول کرنے کے لئے اپنے ایک شاگرد شیخ محمد بن ابراہیم شقرة کو اپنا قائم مقام بنا کر بھیجا۔ یہ حقیقت ہے کہ مؤسسة الملك فيصل الخيرية نے شیخ رحمہ اللہ کی دینی خدمات و کمالِ علم و فضل کا اعتراف کرتے ہوئے سالِ رواں کا شاہ فیصل ایوارڈ آپ کو عنایت کیا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ شیخ رحمہ اللہ کی شخصیت اس اعزاز سے بہت بالا و اَرفع ہے۔ یہ ایوارڈ آپ کی خدمات کے مقابلہ میں ایک ادنیٰ اعتراف سے زیادہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا کیونکہ آپ سے قبل جن لوگوں کو یہ اعزاز دیا جاتا رہا ہے، ان کی دینی خدمات اس محدثِ نبیل کی خدمات کے مقابلہ میں بہت ہیچ نظر آتی ہیں۔ چنانچہ مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ اس ایوارڈ سے شیخ رحمہ اللہ کی شخصیت اور علمی وجاہت میں تو کوئی اضافہ نہیں ہوا، البتہ اس ایوارڈ کا اعزاز و اعتماد دو چند ضرور ہوا ہے۔

20 شیخؒ کے ساتھ حبیب رحمان اعظمی کا غیر محسنانہ رویہ

مصنف عبدالرزاق، مسند الامام الحمیدی، سنن سعید بن منصور اور مسند اسحق بن راہویہ وغیرہ کے محقق شیخ حبیب الرحمن اعظمی حنفی جب 1398ھ میں دمشق کے سفر پر گئے تو انہوں نے محدث رحمہ اللہ کے گھر پر ہی بطور مہمان قیام کیا۔ آپ نے مولوی حبیب کی بے حد عزت کی۔ المکتبۃ الظاھریۃ کے مخطوطات کی زیارت کرائی، متعدد علماء سے ملاقات کرانے کی غرض سے ان کے ساتھ ساتھ گئے لیکن مولوی حبیب نے ہندوستان واپس جانے پر محدث رحمہ اللہ کی تردید میں " الألبانی شذوذہ و أخطاؤہ" نامی کتاب لکھی جو چار جلدوں میں مکتبۃ دارالعروبۃ للنشر والتوزیع۔کویت سے 1404ھ میں طبع ہو چکی ہے۔ جب شیخ رحمہ اللہ کو اس کتاب کی بابت بتایا گیا تو آپ نے اس کا جواب دینے پر صبر کرنے کو ترجیح دی اور فقط اس قدر کہا کہ "جب شیخ اعظمی میرے گھر پر مقیم تھے تو میں نے کئی بار ان سے مختلف اختلافی اور مسلکی مسائل پر گفتگو کرنا چاہی تھی مگر وہ کسی بات کا کوئی جواب نہ دیتے تھے۔ میں نے ان کی خاموشی کو ان کی کم گوئی اور پیرانہ سالی کے باعث سفر کی تکان پر محمول کرتے ہوئے اپنا ارادہ ترک کر دیا تھا۔" لیکن شیخ رحمہ اللہ کے ایک شاگرد شیخ سلیم الهلالی نے شیخ اعظمی کے ردود کا بہت مفصل جائزہ لیا ہے اور ان کے اعتراضات کا بہت شافی جواب لکھا ہے جو حسن اتفاق سے شیخ اعظمی کی زندگی ہی میں طبع بھی ہو چکا ہے۔«فجزاہ اللہ أحسن الجزاء»

غازی عزیر نے شیخ اعظمی کی مذکورہ بالا کتاب اور شیخ سلیم الهلالی کا جواب حرف بحرف پڑھا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ شیخ اعظمی نے مذکورہ کتاب لکھ کر یقیناً مجموعی طور پر محدثِ نبیل رحمہ اللہ پر ظلم کیا ہے، «فإنالله وإنا إلیه راجعون»

21 شیخؒ کے مشہور تلامذہ

شیخ رحمہ اللہ کے شاگرد بےشمار ہیں لیکن جنہیں بلاواسطہ شرفِ تلمذ حاصل ہے وہ بہت کم ہیں، جنہیں مباشرۃ تلمذ حاصل نہیں ہے، ان کی تعداد بہت ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے شیخ کی کتب یا آپ کے محاضرات اور دروس کی ریکارڈ شدہ کیسٹوں کے توسط سے استفادہ کیا ہے۔ ذیل میں آپ کے ان شاگردوں کا تذکرہ پیش خدمت ہے جنہیں آپ سے باقاعدہ اور مباشرۃً اکتسابِ علم کاشرف حاصل ہوا ہے:

❶ شیخ حمدی عبدالمجید السلفی۔ جو معروف محقق اور صاحب ِتحقیقات و مؤلفات و تخریجاتِ علمیہ کثیرہ ہیں۔ 37 سے زیادہ کتب آپ کی مساعی جمیلہ کاثمرہ ہیں۔

❷ شیخ عبدالرحمن عبدالخالق۔ جو معروف مؤلف ہیں۔ متنوع علوم مثلاً دعوت و ارشاد، اقتصادِ اسلامی، نظامِ شورائیت، نظامِ حکم، سیاست اور تربیت ِاسلامیہ پر آپ کی 24 سے زیادہ مؤلفات ہیں۔

❸ ڈاکٹرعمر سلیمان الاشقر۔ جو 18 سے زیادہ کتابوں کے مؤلف اور شریعت فیکلٹی، کویت یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں۔

❹ شیخ خیر الدین وائلی۔ جو 9 سے زیادہ وقیع کتابوں کے مؤلف ہیں۔

❺ شیخ محمد عید عباسی۔ جو آپ کے نمایاں تلامذہ اور خادموں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ متنوع علوم میں متعدد مباحث کے مرتب ہیں۔

❻ شیخ محمد ابراہیم شقرۃ۔ جو شیخ رحمہ اللہ کے قریب تر تلامذہ میں شمار کئے جاتے ہیں، مسجد اَقصیٰ کے سر پرست اور مسجد صلاحُ الدین (عمان، اُردن) کے خطیب ہیں۔ 6 سے زیادہ نافع مؤلفات آپ کی کا وشوں کاثمرہ ہیں۔

❼ شیخ عبدالرحمن عبدالصمد۔ جوحلب و حماۃ وغیرہ شہروں میں شیخ کی خدمت میں سالہا سال رہے، جامع الوفرۃ (کویت)کے امام و خطیب ہیں اور صاحب ِمؤلفات وبحوثِ کثیرہ ہیں۔

❽ شیخ محمد بن جمیل زینو۔ جو شیخ کی خدمت میں حلب، حماۃ اور الرقۃ وغیرہ مناطق میں طویل عرصہ رہے، ایک عرصہ سے مدرسہ دارالحدیث الخیریۃ مکۃ المکرمۃ میں استاذ ہیں اور تقریباً 10 سے زیادہ کتابوں کے مؤلف ہیں۔

❾ شیخ مقبل بن ہادی الوداعی۔ جنھوں نے الجامعۃ الاسلامیۃ میں شیخ سے تیسرے سال میں قواعد مصطلح الحدیث و علم الاسناد پڑھا پھر شیخ کی خدمت میں رہے، آپ 10 سے زیادہ مفید مؤلفات کے مؤلف ہیں۔

❿ شیخ زہیر الشاویش۔ جو المکتب الاسلامی کے مالک اور متعدد کتب کے محقق اور مخرج ہیں۔ 19 سے زیادہ کتب آپ کی مساعی کا نتیجہ ہیں۔

⓫ شیخ مصطفیٰ الزربول۔ جو وزارۃ الأوقاف الکویتیہ کی طرف سے امام مقرر ہیں۔

⓬ شیخ علی خشان۔ جو شیخ رحمہ اللہ کے شام میں خادم اور اَقرب تلامذہ میں شمار کئے جاتے ہیں، صاحب مؤلفات ہیں۔

⓭ شیخ عبدالرحمن البانی۔

- دیگر تلامذہ

❶ محدث سلیم ہلالی اثری۔ آپ نے 200 سے زائد کتابیں لکھیں زیادہ تر شائع ہو چکی ہیں اور کچھ غیر مطبوع ہیں۔

❷ ابوعبدہ بن مشہورحسن آل سلمان۔ آپکی 200 سے زیادہ مطبوعہ کتب ہیں عالم اسلام میں المحقق کے طور پر جانے جاتے ہیں۔

❸ شیخ محد امین الحلیل ابوعبدالمصور۔ آپکی بہت سی کتابیں ہیں۔

❹ محدث ابواسحاق جوینی۔ شیخ البانیؒ نے حدیث کی تحقیق اور اسناد کی تلاش میں ان کے گہرے شغف کے حوالے سے ان کی بہت تعریف کی ہے۔ آپکی بہت سی کتب ہیں مثلاً بذال الاحسان تخریج و تحقیق النسائی وغیرہ۔

❺ شیخ عبدالقادر ارناؤوطؒ۔آپ نے بہت سی احادیث کی کتب کی تخریج و تحقیق کی ہے۔ تفصیل کے لیے ملاظہ ہو تذکرۃ شیخ عبدالقادر ارناؤوطؒ۔

❻ شیخ حسین بن عودہ العوایشۃ۔ مصنف۔الموسوعۃ الفقھیۃ المیسرۃ۔ 7 جلدیں۔

❼ محقق بے مشل ڈاکٹر ربیع بن الھادی المدخلی۔

❽ ڈاکٹر رضا نعسان معطی الحمودی۔

❾ عظیم داعی استاذ عصام عطار۔

❿ استاذ محمد مجذوب طرطوسی۔

⓫ شیخ علی حسن عبدالحمید حلبی اثری۔

⓬ شیخ عبدالعظیم بدوی۔

⓭ شیخ خلیل عراقی الحیانی۔

22 شیخؒ کی اولاد

اللہ تعالیٰ نے شیخ رحمہ اللہ کو تین بیویوں سے تیرہ بچے اور بچیاں عطا کی ہیں، چوتھی بیوی سے کسی اولاد کا علم نہیں ہے۔ پہلی بیوی سے عبدالرحمن، عبداللطیف، عبدالرزاق، دوسری بیوی سے عبدالمصور، عبدالاعلی، محمد، عبد المھیمن، انیسہ، آسیہ، سلامہ، حسانہ، سکینہ، اور تیسری بیوی سے ہبۃ اللہ۔

23 مرض اور آخری تین سال

شیخ غازی عزیز لکھتے ہیں۔ وفات کے قبل آخری تین سالوں میں شیخ کو بہت ساری بیماریاں لاحق ہو گئی تھیں، میں شیخ سے ٹیلی فون پر برابر رابطہ رکھتا تھا اور ان سے بات چیت کرتا تھا، شیخ کی بیماریوں کی وجہ سے شیخ کا وزن برابر گھٹتا جا رہا تھا، یہاں تک کہ جب میں نے 1999۔ 8 ۔ 5 کو شیخ کی زیارت کی تو اس وقت شیخ صاحب بہت دبلے ہو گئے تھے، یہاں تک کہ وفات کے دن آپ کا وزن 30 کلو سے بھی کم ہو گیا تھا۔

شیخ محمد عابدین (جو شیخ کی زوجہ ام الفضل کے رشتہ داروں میں سے ہیں) نے مجھ سے قاہرہ ایئرپورٹ پر بتایا کہ شیخ کا اینمیا (خون کی کمی) کا مرض لاحق ہو گیا ہے اور اسی طرح محمد بدیع موسی نے عمان میں مجھے بتایا تھا کہ شیخ کو کلیجے اور پھیھڑے میں

تکلیف تھی۔ ابو اسماء کہتے ہیں کہ شیخ کو ہمیشہ حلق میں لیس دار بلغم کی شکایت رہتی تھی، میں نے خود شمیسانی ہسپتال میں شیخ کی زیارت کے وقت ان کی تکلیف دیکھی تھی۔
شیخ علی بن حسن عبد الحمید الحلبی نے مجھ سے دبئی میں بیان کیا کہ وفات سے دو دن قبل شیخ نے مجھ سے قرآن کی تفسیر اور صحیح ابوداؤد کا نسخہ منگوایا اور انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ وفات سے ایک ماہ قبل تک شیخ تین دن تک صرف ایک حدیث کی تلاش میں لگے رہے، یہاں تک کہ اپنے پوتے عبادہ کو **18** صفحات میرے سامنے املا کرادیا۔
شیخ محمد ابراہیم شقرہ سے کہتے ہوئے سنا کہ شیخ رح بحث و تحقیق سے غفلت نہیں کرتے تھے اور جب کچھ لکھنا چاہتے تھے اور اپنے بیٹوں سے کہتے تھے" اکتب یا عبد الطیف، اکتب یا عبادہ" (عبد الطیف لکھو، عبادہ تم بھی لکھو)
یہ لوگ شیخ کو سونے کی حالت میں کہتے ہوئے سنتے، " ھات کتاب الجرح والتعدیل جزء کذا صفحہ کذا" (کہ الجرح و التعدیل کتاب کا فلاں جزء فلاں صفحہ لے کر آؤ) یہ تھا شیخ کا علم کے ساتھ شغف کا عالم۔
اس طرح شیخ رح نے زندگی کے **60** سال سے زیادہ کی مدت علم کے درس و تدریس اور خدمت میں گزاری، کتنے حوشگورا اور بہترین تھے وہ دن!

24 شیخ کا وصیت نامہ

شیخ کے وصیت نامہ کی عبارت کا اردو ترجمہ من و عن درج ذیل ہے۔
* وصیت نامہ کی عبارت
بسم اللہ الرحمن الرحیم
1۔ ”میں اپنی مکمل لائبریری مطبوعات و مخطوطات ”جامعۃ اسلامیہ مدینۃ الرسول“ کے نام وقف کرنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ عظیم دانش گاہ قرآن و حدیث کی دعوت اور سلف صالحین کے منہج کا خزینہ ہے میں اس مقدس درس گاہ میں پروفیسر رہ چکا ہوں اور اس سے میری بہت سی یادیں وابستہ ہیں“۔
2۔ ”میں اپنی بیوی، بچوں، دوستوں اور سارے اعزہ کو وصیت کرتا ہوں کہ جب ان کو میری وفات کی خبر پہنچے تو وہ میرے لیے مغفرت اور رحمت کی دعائیں کریں اور میرے اوپر نوحہ نہ کریں، نہ ہی آواز سے روئیں“۔
3۔ ”مجھے دفن کرنے میں جلدی کریں، میری تجہیز و تکفین میں جتنے لوگوں کی ضرورت ہو ان کے علاوہ میرے رشتہ داروں، اعزہ و اقارب کو خبر نہ کریں۔ مجھے میرے پڑوسی، میرے مخلص دوست، عزت خصر ابو عبد اللہ غسل دیں گے، نیز وہ لوگ ان کے ساتھ غسل دینے میں شریک ہوسکتے ہیں جن کو وہ اپنی مدد کے لیے منتخب کریں گے“۔

4. ”میں چاہتا کہ مجھے سب سے قریبی جگہ میں دفن کیا جائے تاکہ جو لوگ میرے جنازے کو اٹھائیں، انہیں گاڑی وغیرہ میں رکھنے کی ضرورت نہ پڑے اور لوگوں کو اپنی اپنی گاڑیوں سے قبرستان تک جانے کی ضرورت نہ پیش آئے۔ میری قبر ایسے قبرستان میں ہو جو قدیم ہو اور جس کے بارے میں غالب گمان ہو کہ اسے اکھیڑا نہیں جائے گا“۔

5. ”جس شہر میں میری وفات ہو وہاں کے لوگوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ میری تدفین کے بعد ہی میرے ان بچوں کو خبر کریں جو اس شہر کے باہر ہوں۔ تاکہ جذبات کے غالب ہونے کی وجہ سے میری تدفین میں تاخیر نہ ہو۔“

* ”اللہ سے دعا ہے کہ میں اس سے ایسی حالت میں ملوں کہ وہ میرے اگلے اور پچھلے سارے گناہوں کو معاف کردیئے ہوں“۔

- وصیت کی تنفیذ

”شیخ کی وصیت کے مطابق اس کی تنفیذ کردی گئی، چنانچہ شیخ کی وفات مغرب سے تھوڑی دیر قبل ہوئی اور عشاء کے تین گھنٹہ بعد آپ کی تجہیز و تکفین کردی گئی۔ آپ کے بھائیوں، بیٹوں، شاگردوں، دوستوں اور اعزہ و اقارب میں سے جو لوگ اس وقت نماز جنازہ میں حاضر ہو سکے ان کی تعداد **5000** یا اس سے زیادہ تھی، سنت کے مطابق آپ کی نماز جنازہ میدان میں ادا کی گئی“۔

25 شیخؒ کی وفات

شیخ رحمہ اللہ گزشتہ کئی ماہ سے مسلسل بیمار تھے، علاج کی غرض سے ہسپتال میں داخل بھی رہے لیکن آخر کار **3** اکتوبر **1999**ء کو اُردن میں فکر و بصیرت کا یہ روشن ستارہ، امت اسلامیہ کا یہ بطل جلیل، مقتدر عالم، باوقار مبلغ، دوراندیش مفتی، علم و فن کا امام، تصنیف و تالیف کے میدانوں کا شہسوار اور دعوت و تبلیغ کی محفلوں کی یہ شمع فروزاں بھی گل ہو گئی «فإنالله وانا الیه راجعون»

آپ کی وفات سے عالم اسلام بلاشبہ ایک متبحر عالم، محدث عصر اور جلیل القدر مفسر سے محروم ہو گیا ہے۔ آپ کے ارتحال کی خبر پا کر دنیا کے اطراف و اکناف میں علومِ حدیث کے شائقین کے چہرے سوگوار ہو گئے۔ مشاہیر نے آپ کی وفات کو پوری امت کا عظیم خسارہ قرار دیا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ تمام عالم اسلام آپ کی جدائی پر ماتم کناں ہے تو غلط نہ ہو گا کہ ے

* ”رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: اللہ تعالیٰ لوگوں کے سینوں سے کھینچ کر اس علم کو نہیں اٹھائے گا،بلکہ یہ علم،علماء(حق)کے چلے جانے سے ختم ہوگا،حتیٰ کہ وقت آئے گا کہ کوئی عالم باقی نہیں رہے گا۔لوگ اپنا سردار ،راہبر،راہنماجاہلوں کو بنا لیں گے،اُن (جاہلوں) سے سوالات پوچھے جائیں گے اور وہ بغیر علم کے جواب دیں گے۔خود بھی گمراہ ہونگے اور لوگوں کو بھی

گمراہ کرڈالیں گے۔ صحیح بخاری :کتاب العلم،باب کیف یقبض العلم،حدیث نمبر: 100،صحیح مسلم :کتاب الزمان،باب رفع العلم و قبضہ و ظھر الجھل والفتن فی آخر الزمان،حدیث نمبر: 2673۔"
* اللہ ربّ العزت آپ کی تمام مساعی جمیلہ کو شرف قبولیت بخشے، آپ کو کشادہ جنت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین!

26 شیخؒ کے اوصاف حمیدہ میں سے ایک امتیازی وصف

شیخ رحمہ اللہ کے اوصافِ حمیدہ کا شمار اگرچہ ممکن نہیں ہے لیکن جو وصف آپ کو دوسروں سے بالکل نمایاں کرتا تھا، یہ ہے کہ آپ دوسروں کے ساتھ علمی مباحثہ کے دوران انصاف اور حق واضح ہو جانے پر بلا تردّد اپنی رائے سے رجوع کر لیتے تھے۔ حق کو قبول کرنے میں آپ قطعاً شرم محسوس نہیں کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنی بیشتر کتب، لیکچرز اور دورس میں اس مبارک اور نیک عادت کا اظہار کیا ہے۔ مختصر الشمائل محمدیۃ، صفۃ صلاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، شرح العقیدۃ الطحاویۃ، مشکاۃ المصابیح، صحیح و ضعیف الجامع الصغیر و زیادتہ اور سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ وغیرہ کتب کے مقدمات آپ کے رجوع الی الحق پر شاہد ہیں۔ متعدد بار راقم کو بھی ذاتی طور پر آپ کی اس خصلت حمیدہ کا اعتراف کرنا پڑا ہے۔

27 شیخؒ کی خاکساری

ابو اسماء کہتے ہیں کہ مجھ سے حسن عوایشہ نے بیان کیا کہ علامہ البانی ایک بار میرے گھر آئے اور اسی کمرے میں اور اسی کرسی پر بیٹھے، میں جلد بازی کی وجہ سے شیخ کی ضیافت نہ کرسکا اور میں نے شیخ کو کہا: معاف کیجیے گا شیخ! میرے پاس فی الحال کوئی چیز تیار نہیں ہے جسے میں آپ کو پیش کرسکوں۔ عوایشہ کہتے ہیں کہ میرے یہ کہنے کے بعد شیخ خاموش ہو گئے اور بات نہیں کی۔ میں نے شیخ سے پوچھا کہ کیا میرا یہ سوال بدعت تو نہیں؟ شیخ نے کہا، میرا یہاں آنے کا مقصد کھانا نہیں بلکہ کھانے کھلانے والا ہے۔
ابو اسماء کہتے ہیں کہ مجھ سے شیخ حسین بن خالد عشیش نے البانی صاحب کے تواضع کے بارے مین چند ایسے واقعات بیان کیے جنہیں شاید ہی کسی نے سنا ہو، وہ کہتے ہیں: یہ 1965۔ 66 کی بات ہے، میری عمر 16.15 سال تھی اور میں حماہ شہر میں رہتا تھا، جہاں میرے اور ایک اور صاحب کے علاوہ کوئی سلفی نہیں تھا، چنانچہ ہم دونوں نے شیخ کے پاس دعوت نامہ بھیجا کہ وہ ہمارے یہاں تشریف لائیں اور یہ بات ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں

تھی کہ شیخ ہماری دعوت کو منظور کریں گے، کیونکہ اس وقت ہم لوگ چھوٹے تھے اور شیخ ہمیں پہچانتے بھی نہیں تھے۔ چنانچہ کچھ ہی دنوں کے بعد شیخ رح میرے دوسرے ساتھی کے گھر تشریف لائے اور وہ صاحب میرے پاس بھاگے ہوئے میرے گھر آئے اور خوشخبری دی کہ شیخ ہمارے گھر تشریف لائے ہیں، یہ سن کر ہم لوگ بھاگے ہوئے شیخ کے پاس گئے۔
اندازہ لگائیے کہ محدث عصر، امیر المومنین فی الحدیث دو چھوٹے چھوٹے طلبہ کی دعوت پر لبیک کہہ کر پہنچتا ہے جبکہ پہلے سے کوئی تعارف بھی نہیں ہے، آپ نے خاکساری اور تواضع کی حد کردی، اللّٰہ تعالی آپ کو اپنی رحمت و مغفرت سے ڈھانپ لے۔ آمین
* شیخ ایک لاکھ حدیثوں کے حافظ تھے:
ابو اسماء کہتے ہیں، شیخ عشیش نے مجھ سے بیان کیا کہ شیخ رح ایک بار بتا رہے تھے کہ حافظ حدیث کسے کہتے ہیں، انہوں نے بتایا کہ حفظ حدیث کا سب سے اعلی درجہ امیر المومنین فی الحدیث کا ہے، پھر حافظ حدیث کا، پھر محدث کا۔
شیخ نے بتایا کہ حافظ حدیث اسے کہیں گے جس کو ایک لاکھ حدیثیں سند کے ساتھ یاد ہوں۔
عشیش کہتے ہیں کہ میں نے فورا سوال کیا، کیا ہم یہ سمجھیں کہ ہمارے شیخ کو ایک لاکھ حدیثیں یاد ہیں؟
شیخ نے فرمایا: اس سے تم کو کیا مطلب، مجھے یاد ہے یا نہیں؟ عشیش نے کہا، کیوں نہیں مجھے مطلب ہے۔ شیخ نے کہا، نہیں کوئی مطلب نہیں ہونا چاہیے –
عشیش نے کہا، تو کیا میں کہہ سکنے کی جرات کر سکتا ہوں کہ ہمارے شیخ حافظ حدیث ہیں۔
عشیش کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ کہا تو شیخ خاموش ہو گئے، پھر میں نے شیخ سے کہا کہ خاموشی کا مطلب اثبات ہے، پھر شیخ نے کہا کہ میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ اس سے تم کو کوئی مطلب نہیں ہونا چاہیے؟۔ عشیش نے کہا، کیا میں خاموشی کو اثبات پر محمول کروں، پھر شیخ خاموش ہو گئے اور میں اپنا سوال بار بار دھراتا رہا تو شیخ نے فرمایا " وما بکم من نعمۃ فمن اللّٰہ۔ کہ ہمارے پاس جو بھی نعمت ہے سب اللّٰہ کی عنایت کردہ ہے۔ عشیش نے کہا کہ کیا میں اسے اثبات سمجھوں؟ شیخ نے فرمایا: تم چاہو تو اسے اثبات پر محمول کرلو یا جو چاہو سمجھ سکتے ہو۔ عشیش کہتے ہیں کہ، جب شیخ نے یہ کہا تو میں نے مارے خوشی کے زور سے اللّٰہ اکبر کہا اور کہا الحمد اللہ ہمارے شیخ کو ایک لاکھ حدیثیں یاد ہیں، جب شیخ نے مجھے یہ کہتے ہوئے سنا تو ہنس پڑے، ایسے جیسے کہ میری بات کی تصدیق کر رہے ہوں۔
عشیش کہتے ہیں یہ شروع سے آخر تک شیخ کے جواب میں تشفی بخش بات نہیں تھی جو صرف اور صرف شیخ کی انتہا درجے کی خاکساری اور تواضع کی دلالت کرتا ہے۔
اس کے علاوہ بھی شیخ کے تواضع اور منکسرالمزاجی کے بہت سارے واقعات ہیں، عشیش کہتے ہیں شیخ رح کا مجھ سے اس طرح مباحثہ کرنا بھی ان کی شدید خاکساری اور تواضع کی دلیل ہے۔

28 شیخؒ کی تصنیفی خدمات

شیخ رحمہ اللہ ایک برق رفتار مؤلف تھے، چنانچہ آپ کی مطبوعہ و غیر مطبوعہ مؤلفات کی تعداد دو سو دس سے متجاوز ہے، ہم ذیل میں آپ کی تصنیفی خدمات کو چار اقسام میں تقسیم کر کے مختصراً ذکر کریں گے:

* (1) علمی تحقیقات۔

1. الکلم الطیب لإبن تیمیة۔
2. تحقیق مشکاة المصابیح للتبریزي۔ اردو ترجمہ مکتبہ محمدیہ لاھور۔
3. ریاض الصالحین للنووي۔
4. مختصر صحیح مسلم للمنذري۔تعداد احادیث 2100۔
5. صحیح الکلم الطیب لابن تیمیة۔
6. فضل الصلاة علی النبيﷺ لإسمعیل بن إسحٰق۔
7. کتاب اقتضاء العلم والعمل للخطیب البغدادي۔
8. کتاب العلم للحافظ أبی خیثمة۔
9. لفتة الکبد فی تربیة الولد لابن الجوزي۔
10. تصحیح حدیث إفطار الصائم قبل سفره بعد الفجر۔
11. مساجلة علمیة بین الإمامین الجلیلین العز بن عبدالسلام و ابن الصلاح۔

* (2) التخریجات

12. المرأة المسلمة للشیخ حسن البناء۔
13. الآیات البینات فی عدم سماع الأموات عند الحنیفة السادات لمحمود الآلوسي۔ اردو ترجمہ مکتبہ سلفیہ لاھور۔
14. تخریج الإیمان لابن أبی شیبة۔
15. تخریج الإیمان لأبي عبید القاسم بن سلام۔
16. تخریج فضائل الشام للربعي۔
17. تخریج کتاب الرد علی جهمیة للدارمي۔
18. تخریج کتاب المصطلحات الأربعة فی القرآن۔
19. تخریج کتاب إصلاح المساجد من البدع والعوائد لجمال الدین القاسمي۔ اردو ترجمہ مکتبہ قدوسہ لاھور۔
20. تخریج کلمة الإخلاص وتحقیق معناها لابن رجب الحنبلي۔
21. تخریج أحادیث مشکلة الفقرو کیف عالجها الإسلام للقرضاوي۔

22. حجاب المرأة المسلمة ولباسها فی الصلاة لشیخ۔ الإسلام ابن تيمية ۔ اردو ترجمہ نور اسلام اکیڈمی لاهور۔

23. حقيقة الصيام لابن تيمية۔اردوترجمہ۔ ناشر : ادارة البحوث الاسلامیہ، بنارس۔

24. شرح العقيدة الطحاوية لأبي جعفر الطحاوي ۔ اردو ترجمہ۔ صادق خلیلؒ۔ نعمانی کتبخانہ لاهور۔

25. ضعيف الجامع الصغير و زيادته (الفتح الكبير) للسيوطي ۔ تعداد احاديث۔ 6468۔

26. غاية المرام فی تخريج أحاديث الحلال والحرام للقرضاوي ۔ اردو ترجمہ۔ مکتبہ اسلامیہ لاهور۔

27. كتاب السنة و معه ظلال الجنة فی تخريج السنة لأبي عاصم الضحاك،تعداد احاديث۔

1009۔ اردو ترجمہ۔عبدالرشيدضيا۔2جلدیں۔المکتب الاسلامی۔

28. مادل عليه القرآن مما يعضد الهيئة الجديدة القوية البرهان لمحمود الآلوسي۔

29. إرواء الغليل فی تخريج أحاديث منار السبيل لابن ضويان۔ 9 جلدیں تعداد احاديث۔ 2709

۔

* (3) اختصار , مراجعة , تعليق

30. صحيح ابن خزيمة بتحقيق د،مصطفي الأعظمي۔ اردو ترجمہ۔ دارالکتب سلفیہ لاهور۔ انصار السنہ لاهور۔

31. التعليق على كتاب الباعث الحيثث شرح اختصار علوم الحديث لابن كثير بتحقيق أحمد شاكر۔

32. التعليقات على صفة الفتوي والمفتي والمستفتي لابن شبيب بن حمدان۔

33. مختصر الشمائل المحمدية للترمذي۔

34. مختصر شرح العقيدة الطحاوية۔

35. مختصر كتاب العلو للعلي العظيم للحافظ الذهبي۔ یہ کتاب "توحید خالص۔ بدیع الدین راشدی" میں شامل ہوچکی ہے۔

36. مدارك النظر فی السياسة بين التطبيقات الشرعية والانفعالات الحماسية لعبد الملك الجزائري۔

(4) تاليفات

37. صحيح الجامع الصغير و زيادته(الفتح الكبير)للسيوطي۔ تعدادا حاديث۔ 8202۔ اردو ترجمہ۔ انصار السنہ لاهور۔غیر مطبوع۔

38. سلسلة الأحاديث الصحيحة و شيء من فقهها ۔ تعداد احاديث۔4103 ۔ اردو ترجمہ۔ ابوالمون محفوظ اعوان۔ انصار السنہ لاهور۔ دوسرا ترجمہ عبدالمنان راسخ۔ مکتبہ قدوسہ لاهور۔

39. معجم الحديث النبوي۔ 40 جلدیں تعداد احادیث۔16000۔
40. مختصر صحیح البخاري ۔ تعداد احادیث 2452۔
41. مختصر صحیح مسلم۔
42. صحیح سنن نسائی۔تعداد احادیث۔ 5314۔
43. صحیح سنن أبی داود ۔ تعداد احادیث۔ 4393۔
44. صحیح ابن ماجه ۔ تعداد احادیث۔ 3503۔
45. صحیح سنن الترمذی۔ تعداد احادیث۔ 3101۔اردوترجمہ مع تشریح، تفہیم۔محمدیحی گوندوی اثریؒ۔
46. صحیح الترغیب والترهیب۔ تعداد احادیث۔ 3775۔ اادو ترجمہ۔ مکتبہ قدوسہ لاهور۔
47. صحیح الأدب المفرد۔اردو ترجمہ۔ناشر : دار العلم، ممبئی۔
48. صحیح موارد الظمآن۔ الهیثمی۔ تعداد احادیث۔2237۔
49. الحوض المورود فی زوائد منتقي ابن الجارود۔
50. صحیح الإسراء والمعراج۔
51. حقیقت الایمان۔
52. المسیح الدجال و نزول عیسي علیه الصلاة والسلام۔
53. التوسل، أحکامه وأنواعه۔ اردو ترجمہ۔خالدسیف طارق اکیڈمی فیصل آباد۔
54. قاموس البدع۔ اردو ترجمہ۔ڈاکٹرشہبازحسن۔ دارالفرقان۔ ریاض۔
55. سلفیت تعارف و حقیقت۔اردوترجمہ۔دارالفرقان الریاض۔
56. تحذیر الساجد من اتخاذ القبور مساجد۔ اردو ترجمہ۔ مکتبہ اسلامیہ لاهور۔
57. منزلة السنة فی الإسلام ۔ اردو ترجمہ۔
58. دفاع عن الحدیث النبوي والسیرة۔
59. الحدیث حجة بنفسه فی العقائد والأحکام ۔اردو ترجمہ۔
60. حجیت ِحدیث۔ اردو ترجمہ۔ مکتبہ محمدیہ لاهور۔
61. ماصح من سیرة رسول اللهﷺ۔
62. تحقیق کتاب أصول السنة واعتقاد الدي۔
63. خطبة الحاجة ۔ اردو ترجمہ۔صادق خلیل۔
64. صفة صلاة النبيﷺ من التکبیر إلی التسلیم کأنك تراها۔ اردو ترجمہ۔صادق خلیل۔ مکتبہ محمدیہ لاهور۔ دوسرا ترجمہ۔ عبدالباری فتح الله مدنی۔طبع انڈیا۔
65. صفة الصلاة الکبیر۔
66. تلخیص صفة صلاة النبيﷺ۔
67. صلاة التراویح۔اردو ترجمہ۔ صادق خلیلؒ۔ ضیاء السنہ فیصل آباد۔

68. قیام رمضان و بحث عن الاعتكاف۔اردو ترجمہ۔ عبدالستار حماد۔ مکتبہ ناصریہ فیصل آباد۔
69. صفة صلاة النبيﷺ لصلاة الكسوف۔
70. صلاة الاستسقاء۔
71. صلاة العید ین فی المصلي هي السنة۔
72. أحكام الجنائز۔
73. تلخیص أحكام الجنائز۔ اردو ترجمہ۔شبیربن نور۔ نوراسلام اکیڈمی لاهور۔
74. حجة النبویﷺ كما رواها عنہ جابرؓ۔اردو ترجمہ۔صادق خلیلؒ۔ ضیاءالسنہ فیصل آباد۔
75. مناسك الحج و العمرة فی الكتاب والسنة و آثار السلف۔ اردو ترجمہ۔ مکتبہ ابن تیمیہ لاهور۔
76. حجاب المرأة المسلمة فی الكتاب والسنة ۔
77. آداب الزفاف فی السنة المطهرة۔ اردو ترجمہ۔ مکتبہ اسلامیہ لاهور۔
78. تلخیص كتاب تحفة المودود فی أحكام المولود۔
79. أحادیث البیوع وآثاره۔
80. التعلیقات الرضیة علی الروضة الندیة۔
81. الثمر المستطاب فی فقه السنة والكتاب۔ 2جلدیں۔
82. تمام المنة فی التعلیق علی كتاب فقه السنة للسید سابق ۔ اردو ترجمہ۔ جمال احمدمدنی،عزیزالحق عمری۔طبع انڈیا۔
83. نظم الفرائد۔ 2جلدیں۔
84. فتاویٰ البانیہ۔اردوترجمہ۔مکتبہ الصدیق السلفیہ میرپورخاص سندھ۔
85. الجمع بین میزان الاعتدال للذهبي و لسان المیزان لابن حجر۔
86. الذب الأحمد عن مسند الإمام أحمد۔
87. الرد علی رسالة الشیخ التویجري فی بحوث من صفة الصلاة۔
88. الرد علی كتاب المراجعات لعبد الحسین شرف الدین۔
89. الرد علی رسالة التعقب الحثیث۔
90. الرد علی رسالة أرشد السلفي۔
91. الروض النضیر فی ترتیب و تخریج معجم الطبراني الصغیر۔
92. السفر الموجب للقصر۔
93. اللحیة فی نظر الدین۔
94. المحو والإثبات۔
95. المنتخب من مخطوطات الحدیث۔

96. الأحاديث الضعيفة والموضوعة التى ضعفها أوأشار إلى ضعفها ابن تيمية فى مجموع الفتاوي۔
97. مقدمة الأحاديث الضعيفة والموضوعة فى أمهات الكتب الفقهية۔
98. الأحاديث المختارة۔
99. الأمثال النبوية۔
100. بغية الحازم فى فهارس مستدرك الحاكم۔
101. تاريخ دمشق لأبي زرعة رواية أبى الميمون۔
102. تحقيق كتاب حول أسباب الاختلاف للحميدي۔
103. تحقيق كتاب ديوان أسماء الضعفاء والمتروكين للذهبي۔
104. تحقيق كتاب مساوئ الأخلاق للخرائطي۔
105. تسديد الإصابة إلى من زعم نصرة الخلفاء الراشدين والصحابة۔
106. تسهيل الانتفاع بكتاب ثقات ابن حبان۔
107. تعليق و تحقيق كتاب زهر الرياض فى رد ماشنعه القاضي عياض على من أوجب الصلاة على البشير النذير فى التشهد الأخير۔
108. التعقيب على كتاب الجواب للمودودي۔
109. سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيي ء فى الأمة۔ جلدیں۔ 14۔تعداد احاديث 14035۔ اردو ترجمہ۔5 جلدوں۔ صادق خلیلؒ۔ مکتبہ محمدیہ لاہور۔
110. ضعيف سنن النسائی۔ تعداد احادیث۔ 447۔
111. ضعيف سنن أبى داود ۔ تعداد احادیث۔ 1127۔
112. ضعيف ابن ماجه ۔ تعداد احادیث۔ 948۔
113. ضعيف الترمذی۔ تعداد احادیث۔ 832۔
114. ضعيف الترغيب والترهيب۔ تعداد احادیث۔ 2248۔
115. ضعيف الادب المفرد۔
116. ضعيف موارد الظمآن۔تعداد احادیث۔ 348۔
117. التعليق على كتاب سبل السلام شرح بلوغ المرام۔
118. التعليقات الحسان على الاحسان۔
119. التعليق على كتاب مسائل جعفر بن عثمان بن أبى شیبہ۔
120. التعليقات الجياد على زاد المعاد۔
121. التعليق الممجد على التعليق على موطأ الإمام محمد للكنوي۔
122. فهرس المخطوطات الحديثيةفي مكتبة الأوقاف بحلب۔
123. فهرس كتاب الكواكب الدراري۔
124. فهرس مخطوطات دارالكتب الظاهرية۔

125. فهرس مسند الإمام أحمد بن حنبل فی مقدمة المسند۔
126. فهرس أحاديث كتاب التاريخ الكبير۔
127. فهرس أحاديث كتاب الشريعة للآجري۔
128. فهرس أسماء الصحابة الذين أسندوا الأحاديث۔ فی معجم الطبراني الأوسط۔
129. كشف النقاب عما فی كلمات أبی غدة من الأباطيل والافتراء ات۔
130. مختصر تعليق الشيخ محمد كنعان۔
131. مناظرة كتابية مسجلة مع طائفة من أتباع الطائفة القاديانية۔
132. نصب المجانيق فی نسف قصة الغرانيق۔
133. نقد نصوص حديثية فی الثقافة العامة۔
134. وجوب الأخذ بحديث الأحاد فی العقيدة۔
135. وصف الرحلة الأولي إلى الحجاز والرياض مرشدا للجيش السعودي۔
136. وضع الأصار فی ترتيب أحاديث مشكل الآثار۔
137. أحكام الركاز۔
138. إزالة الشكوك عن حديث البروك ۔وغيره۔

* مختلف زبانوں میں شیخ رحمہ اللہ کی بعض مؤلفات کے تراجم:

یوں تو شیخ رحمہ اللہ کی متعدد مؤلفات کے تراجم اردو، انگریزی، ترکی، تامل، تلگو، بنگالی، سندھی، پشتو، تگالو، سنہالی، ملیالم اور فرانسیسی وغیرہ زبانوں میں طبع ہو چکے ہیں مگر جو تراجم غازی عزیز نے دیکھے ہیں وہ صفۃ صلاۃ النبی، کتاب الجنائز، سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ، حجیت ِحدیث کے اردو تراجم، مناسک الحج و العمرہ کا انگریزی ترجمہ اور صفۃ صلاۃ النبی کا ترکی ترجمہ ہے۔ حجیت ِحدیث کا اردو ترجمہ مولاناعبدالوہاب حجازی اور بدرُ الزماں نیپالی کی کوششوں کا نتیجہ ہے جو جامعہ سلفیہ بنارس سے طبع ہوا ہے جبکہ صفۃ صلاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ترکی ترجمہ ڈاکٹر یونس وہبی یاغوز (مدرّس الفقہ بجامعۃ الدوغ، الکلیۃالشریعۃ) کی مساعی کانتیجہ ہے۔

شیخ رحمہ اللہ نے بعض سنتوں کو زندہ کیا، اور ان کے لئے باقاعدہ علمی خدمات اور کتابچے تحریر فرمائے۔ بعض مسائل کی طرف توجہ دلانے میں آپ کو انفرادی حیثیت حاصل تھی... آپ بعض مسائل میں دیگر علماء امت سے ایک منفرد موقف رکھتے تھے، بعض امور میں آپ کی مخصوص آراء تھیں... اسی طرح بعض لوگوں نے شیخ رحمہ اللہ کے مخصوص ذوقِ حدیث او رمقبولیت سے چڑ کھاتے ہوئے آپ پر بہتان طرازی کی، آپ کی علمی شخصیت کے بارے میں شبہات قائم کئے۔ ان تمام شبہات و افتراءات کا شیخ محمد بن ابراہیم شیبانی نے خوب تفصیلی جائزہ لیا ہے اور شیخ رحمہ اللہ کے دفاع کا حق اد اکر دیا ہے۔

مذکورہ بالا امور کی نشاندہی کتاب حیاۃ الألبانی (ص498 تا 538 جلد دوم) میں بڑی وضاحت سے کی گئی ہے، تفصیلات کے خواہشمند اس کتاب سے رجوع کریں۔

29 حوالہ جات

1۔ سوانح حیات محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ: غازی عزیز، محدث میگزین شمارہ: 231، نومبر 1999، شعبان 1420۔

2۔ مُجدِّدِ دین مُحدّثِ کبیر محقّقِ شہیر۔ محمد ناصر الدین البانی۔ دارالسلام۔ الریاض ، لاھور۔

3۔ ابوعبدالرحمان محمد ناصر الدین نوع نجاتی الالبانی۔ پروفیسر ڈاکٹر خالد ظفراللہ۔

4۔ اردو دائرہ المعارف اسلامیہ۔ محمد امین۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور۔

5۔ محمد ناصر الدین البانی۔ آزاد دائرہ المعارف۔

6۔ ”موجزة عن حیاة الشیخ ناصر الدین“۔شیخ مجذوب،شیخ علی خشان،وشیخ محمد عید عباسی۔

7۔ ”حیاة الألباني و آثاره و ثناء العلماء علیه“شیخ محمد بن ابراہیم شیبانی۔

8۔ ”کاروانِ حیات“۔ہماری دعوت۔اتباع قرآن وسنت۔ڈاکٹرمحمدلقمان سلفیؔ۔دارالدّاعی۔الریاض۔

29 پروفیسر سید محمد سابق مصریؒ

1915ء تا 2000ء

1 ولادت اور وطن

”پروفیسر شیخ سید محمد سابقؒ“مصر کے صوبہ منوقیة کے ضلع باجور کی“بستی اسطنھا“میں۔ 1335ھ بمطابق جنوری 1915ء میں پیدا ہوئے۔

2 تعلم و تربیت

ابھی نو سال کی عمر کو نہ پہنچے تھے کہ قرآن مجید حفظ کر لیا۔ سید سابقؒ اپنی جوانی کے آغاز ہی میں”الجمعیة الشرعیة“کے بانی شیخ سبکی سے منسلک ہو گئے اور ان کے خلف الرشید شیخ عبداللطیف مشتہری کی معیت میں ان سے تعلیم و تربیت حاصل کرتے رہے اور ان کی صحبت کی برکت سے آپ کے دل میں سنت کی محبت گھر کر گئ۔ یہاں آپ کی بلند ہمتی اور ذہانت و فطانت اور دلی طہارت نے آپ کو اپنے ساتھیوں میں ممتاز مقام پر فائز کر دیا اور آپ فقہ کے بالاستیعاب مطالعه و تحقیق میں کمال حاصل کر گئے۔ جب آپ کے شیخ نے فقہی مسائل میں آپ کی فہم و فراست کا مشاہدہ کیا تو انھوں نے آپ کو شرح وبسط کے ساتھ فقہی دروس تیار کرنے اور اپنے ہم سبق ساتھیوں کو پڑھانے کا حکم دے دیا حالانکہ اس وقت آپ انیس سال کی عمر کو بھی نہ پہنچے تھے۔ شیخ سبکی کی طرز فکر کا آپ کی شخصیت پر بڑا اثر تھا چنانچہ آپ بیان کرتے ہیں کہ میرے عنفوانِ شباب میں جہاد فلسطین شروع ہوگیا اور میں نے ایک دن جوش میں آکر اپنے شیخ سے دوران سبق ہی کہہ دیا کہ آپ کب تک ہمیں اخلاق و آداب کے دروس دیتے رہیں گے؟ ہمیں جہاد کی ترغیب کس نے دینی ہے اور اس کی اہمیت کس نے بتانی ہے؟ فرماتے ہیں کہ میرے شیخ نے مجھے بیٹھ جانے کا حکم دیا تو میں نے جواب دیا کہ ہم کب تک بیٹھے رہیں گے؟ انھوں نے کہا میرے بیٹے! اگر تو عالم کے سامنے ادب کا مظاہرہ کرنے پر صبر نہیں کر سکتا تو جہاد فی سبیل اللہ میں کیسے صبر کرے گا؟ فرماتے ہیں کہ ان کے اس فرمان نے مجھے ہلا کر رکھ دیا اور میں اب تک اس کا اثر اپنی زندگی میں محسوس کرتا ہوں“۔

پھر سید سابق قاہرہ کی”جامع الازہر“میں داخل ہوگئے اور وہاں سے۔1947ءمیں شریعت کی اعلیٰ ڈگری حاصل کرکے۔ ایم اے میں داخل ہوگئے اور جامع ازہر سے ممتاز پوزیشن میں ایم اے کیا“۔

3 درس و تدریس

تعلیم مکمل کرنے کے بعد سید سابق نے

1۔ جامع الازہر کے مختلف شعبوں میں پڑھانا اورلیکچر دینا شروع کر دیا۔

2۔ پھر۔1950ءکے آخر میں وزارت اوقاف سے منسلک ہوگئے اور مساجد کی نگرانی کا منصب سنبھال لیا۔

3۔ بعد ازاں آپ ”ادارہ ثقافت الاسلامیہ مصر“ سے وابستہ ہوگئے وہاں اس وقت تک دعوت و تربیت میں مشغول رہے تا آنکہ آپ کی نظر بندی کے احکام جاری ہوگئے۔ ایسی صورتحال میں آپ مصر سے مکہ مکرمہ منتقل ہوگئے۔

4۔ ”کنگ عبدالعزیز یونیورسٹی ریاض“ میں پڑھانے لگے۔

5۔ بعد ازاں آپ ”ام القریٰ یونیورسٹی مکة المکرمہ“کے شریعت کالج کے شعبہ عدل و قضاءکے صدر بنائے گئے۔ اور اس کے بعد آپ کو ریسرچ کے اعلیٰ شعبے کی مسند تفویض کر دی گئی اور آپ تا حیات پروفیسر ہوگئے اس عرصے میں آپ نے بہت سے لیکچرز دیے فقہ اور اصول فقہ کی تعلیم دی اور ایک سو سے زائد مقالات پر نظرثانی کی علماءو اساتذہ کی کثیر تعداد کو سند فضیلت دی۔

4 اخوان المسلمون میں شمولیّت

سید سابق کا ”شیخ حسن البنّاؒ“سے تعارف ہو گیا تو آپ ان کی دعوت میں شامل ہوکر ان کے معاون بن گئے اور آپ نے”اخوان المسلمون“ کی تعلیم و تربیت کا بیڑا اٹھا لیا اور عرصہ دراز تک انہیں تعلیم دیتے رہے۔ ایک دن شیخ حسن البنّاؒ نے بذاتِ خود آپ کا درس سنا تو انہیں سید سابق کا اسلوب بہت پسند آیا اور انھوں نے ان دروس کو کتابی صورت میں مرتب کرنے کا حکم دے دیا اور یہیں سے ”فقہ السنة“کی تالیف کا آغاز ہوا۔

5 فقہ السنة

فقہ السنة۔ الناشر۔ دار الکتاب العربي ۔ تاریخ النشر۔ 1973۔ عددالمجلدات۔ 3 ۔ عدد الصفحات 1725 [illegible] کل آیات وحدیث۔ 4431۔ تعدادآیات۔ 879۔ تعداداحادیث۔ 3552۔ صحیح۔ 3000۔ ضعیف۔ 552۔ موضوع اور باطل 3+13۔ بتحقیق محدث العصر محمد ناصر الدین البانیؒ“۔”محدث شعیب ارناؤوطؒ“ اور”محدث حافظ زبیر علی زئیؒ“ [illegible] مآخذ 1 ”سبل السلام للصنعاني شرح بلوغ المرام للحافظ ابن حجر“، 2۔ ”نیل الأوطار۔ للشوکاني شرح منتقى الأخیار من أحادیث سید الأخیار۔ عبداسلام ابن تیمیة“, 3۔ ”کتاب الدین الخالص للعلامة الشیخ محمود

خطاب السبكي"، 4۔ "المغني ابن قدامة"، 5۔ "زاد المعاد ابن القيم"، وغیرھما [illegible] فقه السنة کی جلد اول 15 شعبان 1365ھ بمطابق 1946ءکو چھپی۔ 1973ء میں مکمل بروت سے چھپی ہے [illegible] علامہ البانیؒ نے "تمام المنة فی التعلیق علی فقه السنة" میں. کتاب الطهارة سے کتاب الصيام تک فقه السنة کی تحقیق و تخریج کی اور فقہی لغزشوں اور ضعیف احادیث پر نوٹس لکھے ہیں [illegible] فقه السنة کے دو اختصار مرتب کیے گئے،1۔ شیخ صبحی حسن حلاقؒ کا "المعين في فقه السنة و كتاب المبين" تلخيص فقه السنة، 2۔ عبدالعظیم بدوی کا "الوجيز في فقه السنة و الكتاب العزيز" [illegible] فقه السنة کے متعدد اردو ترجمے ہوئے۔ 1 ادارہ معارف اسلامی منصورہ لاہور۔ مترجم پروفیسر ساجد الرحمان صدیقی غیر مطبوع. 2۔ محمد خالد سیف. 3. حافظ محمد ادریس سلفی. 4۔ پروفیسر ڈاکٹر عبدالکبیر محسن تحقیق علامہ البانیؒ مکتبہ اسلامیہ لاہور نے شائع کیا.

یوں تو آپ کی دیگر مولفات بھی نہایت وقیع ہیں۔ لیکن آپ کو اپنی کتاب فقه السنة بہت ہی محبوب تھی کیونکہ آپ نے اس کو روایتی اسالیب سے ہٹ کر صحیح منہج کے مطابق تالیف کیا اور قرآن و حدیث کے قوی دلائل سے جس امام کے مسلک کی تائید ہوتی تھی اسے دل کھول کر ترجیح دی اور یہاں کہیں کسی کا موقف قرآن و حدیث کی رو سے غلط ثابت ہوا اس کی تردید کر دی اگرچہ وہ جمہور علمائے امت کا مذہب ہی کیوں نہ ہو۔

فقه السنة کے عمدہ اسلوبِ بیان اور محکم استدلال اور حسن ترتیب نے سید سابق کی شہرت کو چار چاند لگا دیے اور آپ کا نام آپ کی کتاب کا لاحقہ بن گیا جونہی کسی عالم کی زبان پر فقه السنة کا نام آتا ہے تو آگے خود بخود سید سابق کا نام زبان پر آ جاتا ہے یہ آپ کے خلوصِ نیت کی برکت ہے کہ یہ کتاب لاکھوں کی تعداد میں چھپ رہی ہے اور مسلم و غیر مسلم ممالک کے لاکھوں مسلمان اس سے فقہی راہنمائی حاصل کر رہے ہیں کاش اس میں ضعیف احدیث نہ ہوتی.

سید سابق ایک مرتبہ روس میں منعقد کانفرنس میں اسلام کے موضوع پر لیکچر دینے کے لیے تشریف لیے گئے آپ ماسکو ایئر پوٹ پر ہوائی جہاز سے اترے تو اپنے سامنے ایک بہت بڑا جلوس دیکھ کر حیران ہوگئے۔ جونہی آپ گیٹ سے نکلے تو اس جلوس کے شرکا آپ کو دیکھ کر پر جوش ہوگئے اور بے اختیار آپ کے نام کے نعرے لگانے لگے اور آپ کے سر اور ہاتھوں کو لپک لپک کر بوسے دینے لگے آپ نے حران ہوکر ان سے پوچھا کہ آپ مجھے کس طرح جانتے ہیں؟ تو ان روسی مسلمانوں نے جواب دیا کہ آپ کی کتاب فقه السنة کی وجہ سے آپ کو جانتے ہیں یہ سن کر بے اختیار آپ کی آنکھوں سے آنسوں رواں ہو گئے اور کہنے لگے اے اللہ! یہ بات تو میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھی کہ دیار غیر کے مسلمان دیوانہ وار میرے استقبال کو نکلیں گے اور مجھے سر آنکھوں پر بٹھائیں گے۔

1۔ حکومت مصر نے۔1989ء بمطابق۔1409ھ میں آپ کو ایوارڈ دیا۔

2. 1994ء میں اس عظیم الشان فقہی انسائیکلوپیڈیا "فقه السنة"پر آپ کو کنگ فیصل ایوارڈ دیا گیا۔

6 سیدسابق کاجذبہ جہاداورشوق شہادت

آپ محض درس و تدریس اور تصنیف وتالیف اور صوم وصلاۃ کے دلدادہ ہی نہ تھے بلکہ آپ کے دل میں فی سبیل اللہ جہاد کرکے شہادت کے مرتبہ پر فائز ہونے کی تمنا موجزن رہتی تھی جو بہی قتال فی سبیل اللہ کے حالات پیدا ہوئے آپ افواج اسلام کے ہراول دستے میں موجود ہوتے۔ جب 1948ء میں عرب اسرائیل جنگ چھڑی تو آپ نے جہاد کے احکام اور اس کی دعوت دینے کا بیڑا اٹھایا اور لوگوں کو اسباب اختیار کرنے اور اللہ پر بھر پور بھروسہ کرنے کی تبلیغ کی اور انہیں اسلحہ کھولنے جوڑنے اور اسے فائر کرنے اور فدائی حملے کرنے کی ترغیب دلائی"جہاد فلسطین میں اخوان رضاکاروں نے مصری فوج کے مقابلے میں زیادہ شجاعت کا مظاہرہ کیا اس کے علاوہ دورانِ جنگ انگریزوں نے آزادی مصر کا جو اعلان کیا تھا اسے اخوان نے فوری طور پر پورا کرنے کا مطالبہ کیا اس سے اخوان کی مقبولیت میں بے انتہا اضافہ ہوا اور دو سال کے اندر اندر اس کے ارکان کی تعداد 5 لاکھ تک پہنچ گئی اخوان کے ہمدردوں کی تعداد اس سے دگنی تھی اخوان کی روز افزوں مقبولیت سے اگر ایک طرف شاہ فاروق خطرہ محسوس کرنے لگے تو دوسری طرف برطانیہ نے مصر پر دباؤ ڈالنا شروع کر دیا کہ اخوان پر پابندی لگائی جائے چنانچہ 9 دستمبر۔ 1948ء کو مصری حکومت نے اخوان المسلمون کو خلاف قانون قرار دے دیا اور کئی ہزار اخوان کارکنوں کو گرفتار کر لیا گیا تین ہفتے بعد "وزیراعظم نقراشی پاشا" کو ایک نوجوان نے قتل کر دیا" تو اس کے قتل کا الزام سید سابق پر دھردیا گیا اور جہاد سے متنفر کرنے کی غرض سے انہیں خون کے مفتی کا لقب دیا گیا اور آپ کو دو سال 1949 تا 1950ء تک غذاب کی بٹھی میں سلگایا گیا آپ نے یہ عرصہ نہایت صبر و استقلال سے گزارا آپ جیل میں بھی مصائب پر صبر کرنے اور اللہ پر توکل کرنے اور مقدر کے لکھے ہوئے پر راضی رہنے کی تلقین کرتے رہے اور جب آپ کو بے گناہ قرار دے کر جیل سے رہا کر دیا گیا تو اس وقت مصر میں جنگ آزادی کا میدان سج چکا تھا آپ سیدھے میدان جنگ میں پہنچ گئے اور مصری فوج کے حوصلے بلند کرنے لگے۔

7 تلامذہ اور علمی مقام

جس طرح پیڑ اپنے پھل سے۔ حکمران اپنی رعایا سے اور پھول اپنی خوشبو سے پہچانا جاتا ہے اسی طرح استاد اپنے شاگردوں سے پہچانا جاتا ہے سید سابق نے یوں تو ہزاروں شاگردوں کی تعلیم و تربیت کی اور انہیں جہالت کی موت سے علم کی زندگی بخشی اور وہ عالم اور دانشور بن کر زمین پر یوں چمکے جس طرح آسمان پر تارے چمکتے ہیں لیکن آپ کے چند

تلامذہ ایسے ہیں جو عالم اسلام میں بالعموم اور عالم عرب میں بالخصوص آفتاب بن کر چمکے اور ان کی تابانی علم سے علمی دنیا جگمگا اٹھی اور وہ یہ ہیں۔
1۔ پروفیسر ڈاکٹر یوسف القرضاوی۔ سربراہ "قطر یونیورسٹی دوحہ" قطر۔
2۔ پروفیسر ڈاکٹر احمد عسال۔ نائب صدر "اسلامی یونیورسٹی" اسلام آباد۔
3۔ ڈاکٹر صالح بن حمید۔ مکة المکرمہ۔
4۔ ڈاکٹر علیانی۔ مکة المکرمہ۔
5۔ ڈاکٹر محمد الراوی۔
6۔ ڈاکٹر عبدالستار .. ۔ وغیرہ۔
آپ نہ صرف آخری عمر میں مرجع علماء و طلبہ تھے بلکہ جوانی میں بھی اپنے دور کے کبار علماء مثلاً "ڈاکٹر احمد غزالی"۔ "پروفیسر ابوزہرہ"۔"شیخ محمود شلتوت" وغیرہ سے آپ کے رابطے تھے اور سید سابق کی فقہ پر دسترس کے سبھی معترف تھے۔
آپ کے صاحبزادے محمد کا بیان ہے کہ "شیخ عبدالجلیل عیسیٰ"۔"شیخ منصور رجب"اور "شیخ باقوری"جیسے کبار اساتذہ ہمارے ہاں تشریف لاتے تو وہ والدؒ صاحب کے درس کو یوں منہمک ہو کر سنتے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔

8 آپ کے خصائل و شمائل

سید سابق سلفی المشرب فقیہ اور وسیع انظر ریسرچ اسکالر تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو وافر علم اور رفیع خلق عطا فرمایا تھا۔ آپ حدیث نبوی"المومن مَالف"کے بمصداق محبت خور اور دوست پرور انسان تھے اللہ نے آپ میں انسانی ہمدردی اور رحمت و مودّت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور آپ کو نرم خو، عفیف اللیسان اور حاضر جواب بنایا تھا آپ بڑے خوش طبع فصیع اللسان، بلیغ البیان خطیب ذہین وفطین عالم دین تھے۔
آپ اپنے لیکچر کے دوران طلبہ کو بور نہ ہونے دیتے تھے بلکہ جب کبھی محسوس کرتے کہ طلبہ ایک خشک قسم کے فقہی مسلہ پر تقریر سننے سے اکتاہٹ کا اظہار کر رہے ہیں تو فوراً اس مسلہ سے متعلق کوئی لطیفہ یا دلچسپ قصہ بیان کر دیتے جس سے مجلس کشتِ زعفران بن جاتی اور وہ تازہ دم ہو کر تقریر سننا شروع کر دیتے۔
سید سابقؒ محض فقہی مسائل حل کرنے کے ماہر نہ تھے بلکہ بین الاقوامی سیاست پر بھی گہری نگاہ رکھتے تھے اور ملک کے اہم اخبارات کی اہم سرخیوں اور اداریوں کا مطالعہ کرتے اور پرنٹ میڈیا کے بل بوتے پر سر اٹھانے والے فتنوں کا سر کچلنے کے لیے قلمی اورلسانی جہاد میں شریک ہو جاتے۔ آپ کے ملاقاتی جب کبھی آپ سے ملاقات کرنے جاتے تو اس وقت آپ یا تو نوافل ادا کر رہے ہوتے یا کتب کا مطالعہ کر رہے ہوتے یا وہ گمراہ لوگوں کے الحاد کی تردید لکھ رہے ہوتے تھے۔

اگر چہ آپ جسمانی طور پر نحیف و نزار تھے لیکن سینے میں شیر جیسا دل رکھتے تھے یہی وجہ ہے کہ آپ نے جہاد میں اعداے دین اور ظالم و جابر حکمرانوں کے سامنے پامردی اور استقلال کا ثبوت دیا اور کسی طرح کی کمزوری نہیں دکھائی بلکہ جیل میں دوسروں کے حوصلے بھی بلند رکھے۔
”جمال عبدالناصر 1954 تا 1970ء“جیسے ظالم و جابر حکمران کے دور میں جب آپ کو جامع عمرو بن العاص میں”شیخ احمد غزالی“ کا خلف الرشید متعین کیا گیا تو لوگوں کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ آپ سابقہ خطبا کے انجام سے سبق حاصل کریں گے مداہنت کا مظاہرہ کرکے حکمرانوں کے پاؤں پکڑ لیں گے اور ان کی ہاں میں ہاں ملائیں گے لیکن آپ نے اپنے پہلے خطبے میں شرعی دلائل اور تاریخی شواہد سے مسلم حکمرانوں کی چودہ شرائط پر کھل کر بیان کیا اور ایسا بے مثال خطبہ دیا کہ حکمرانوں کے دجل و فریب کے بخیے ادھڑ دیے اور ان پر ایسی تنقید کی کہ حاضرین عش عش کر اٹھے اور آپ کی یہ تنقید ایسی عالمانہ اور فاضلانہ تھی کہ حکمرانوں کو اس پر گرفت کا بہانہ بھی نہ ملا۔

9 آپکےآخری تین سالوں کی مصروفیات

سید سابق نے اپنی حیات مستعار کے آخری تین سال 1997 تا 2000ء اپنے آبائی ملک مصر میں بسر کیے اور آپ کی مصروفیات حد سے بڑھ گئیں کوئی دن ایسا خالی نہ جاتا جس میں آپ اپنے گھر میں آرام سے بیٹھے ہوں اس عرصے میں آپ کہیں تو مردوں کے حلقوں میں لیکچر دیتے اور کہیں عورتوں کے حلقے میں درس دیتے۔ ڈاکٹروں نے آپ کے بیٹے ڈاکٹر مصطفیٰ سے کہا آپ اپنے والد صاحب کو اتنی سخت مصروفیات سے روک دیں ورنہ یہ روزانہ کے دروس ان کے لیے جان لیوا ثابت ہوں گے اور انھوں نے یہ بات اپنے والد تک پہنچائی بھی لیکن آپ نے فرمایا کہ جب تک جسم میں جان ہے میں قرآن و حدیث کے پیاسوں کو جام طہور پلاتا رہوں گا۔

10 بیماری اور وفات

بلآخر ستر سال سے زیادہ عرصے تک دعوت و تبلیغ کا فریضہ سر انجام دینے کے بعد آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا اور شدید بخار کی حالت میں قاہرہ ہسپتال میں 23 ذوالعقدہ۔1420ھ بمطابق 27 فروری۔ 2000ء کو 85 سال کی عمر میں اللہ کو پیارے ہوگئے آپ کی وفات کی خبر مصر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور لوگوں کی کثیر تعداد ہسپتال پہنچ گئی اور انھوں نے اتنی محبت اور احترام سے آپ کا جسد خاکی اٹھایا گویا آپ ان کے شفیق و مہربان باپ ہوں۔ جب دنیا نے لاکھوں کی تعداد میں شرکائے جنازہ کو دیکھا تو پکار اٹھی کہ

سنت کے متوالوں کے جنازے ایسے ہی ہوتے ہیں۔ اور اپنی جائے پیدائش "بستی اسطنھا" کے خاندانی قبرستان میں دفن ہوئے۔

11 کیٹلاگ

1۔ فقه السنة۔ 2۔ مصادر القوة في الإسلام
3۔ تقاليد وعادات يجب أن تزول في الأفراح والمناسبات۔ 4۔ رسالة في الحج۔
5۔ رسالة في الصيام۔ 6۔ تقاليد وعادات يجب أن تزول في المآتم۔
7۔ الربا والبديل۔ 8۔ العقائد الإسلامية۔
9۔ "إسلامنا"۔ اردو ترجمہ بنام اسلام دستور حیات اسلامک پبلیکیشنز لاہور۔
10۔ دعوة الإسلام۔ 11۔ إلى الإسلام۔
12۔ من الإسلام۔ 13۔ خصائص الشريعة الإسلامية۔
14۔ مصادر الشريعة الإسلامية۔

12 حوالہ جات

1۔ فقیہِ اسلام سید سابق مصریؒ۔ عبدالجبار سلفی۔ محدث لاہور۔
2۔ فقه السنة۔ ترجمہ مولف الشيخ السيد سابق۔
3۔ ويكيبيديا، الموسوعة الحرة ۔ محمد التهامي۔
4۔ سيرة الشيخ السيد سابق على موقع طريق الإسلام۔
5۔ سيرة الشيخ السيد سابق - ويكيبيديا الاخوان المسلمون۔
6۔ ملت اسلامیہ کی مختصر تاریخ۔ ثروت صولت۔
7۔ ويكيبيديا الموسوعةالحرة مقاله السيدسابق۔

30 پورفیسر ڈاکٹر حمیداللہ حیدرآبادیؒ

1908ء تا 2002ء

معروف محدث، فقیہ، محقق، قانون دان اور اسلامی دانشور تھے اور بین الاقوامی قوانین کے ماہر سمجھے جاتے تھے۔ تاریخ حدیث پر اعلیٰ تحقیق، فرانسیسی میں ترجمہ قرآن اور مغرب کے قلب میں ترویج اسلام کا اہم فریضہ نبھانے پر آپ کو عالمگیر شہرت ملی۔

1 نام و نسب

ڈاکٹر محمد حمید اللہ بن محمد خلیل اللہ بن محمد صبغت اللہ۔

2 ولادت اور وطن

آپ 9 فروری۔ 1908ء کو اور بعض حوالوں کے مطابق 19 فروری۔ 1908 کو ”مملکت آصفیہ کے شہرحیدرآباد دکن“ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے اپنے ایک مکتوب بنام مظہر ممتاز قریشی میں اپنی تاریخ پیدائش 16 محرم۔1326 ہجری بیان کی ہے جوعیسوی تقویم کے مطابق بروز بدھ 19 فروری،1908ء کو قرار پاتی ہے۔

3 خاندانی پس منظر

آپ 8 بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے۔ والد کا نام محمد خلیل اللہ تھا جو خود بھی ایک ادیب اور عالم شخصیت تھے۔ ڈاکٹر حمید اللہ کے دادا محمد صبغت اللہ نے بھی بہت سی کتابیں مختلف زبانوں میں تصنیف کی ہے۔ انہوں نے 29 کتابیں عربی میں، 24 فارسی میں اور 14 اردو میں لکھیں۔ اسی وجہ سے اُن کے دادا کا نام بھی عظیم علماء میں شامل ہے۔

4 ابتدائی تعلیم

ڈاکٹر صاحب کا گھرانا انتہائی روحانی اور صوفی گھرانا تھا۔ جدید تعلیم کو اچھا نہیں سمجھا جاتا تھا۔ خاندانی روایات کے مطابق آپ نے گھر میں ابتدائی تعلیم کے بعد جامعہ

نظامیہ میں داخلہ لیا اور **1924**ء میں مولوی کامل کا درجہ مکمل کیا۔ بعد ازاں، گھر والوں کو بتائے بغیر، انگریزی زبان کی اہمیت کے پیش نظر میٹرک کے امتحان کی تیاری کے بعد میڑک کا امتحان بھی دیا اور امتیازی حیثیت سے کامیاب ہوئے۔ اُن کے والد کو مقامی اخبارات کے ذریعہ ڈاکٹر صاحب کی کامیابی کی اطلاع ملی۔ اس کامیابی کے بعد انہوں نے بیٹے کی مزید حوصلہ افرائی کی۔

5 اعلیٰ تعلیم

1924ء میں آپ نے جامعہ عثمانیہ میں داخلہ لیا اور اسلام، علم قانون میں ایم اے اور ایل ایل بی کی سند جامعہ عثمانیہ سے **1930**ء میں حاصل کی۔ جامعہ عثمانیہ کی جانب سے اسلامی قوانین بین الاقوامی میں ڈاکٹریٹ کے لیے آپ کو فیلوشپ سے نوازا گیا۔ **1932**ء میں جامعہ بون، جرمنی سے آپ نے ڈی فل کی سند حاصل کی اور پھر اسی جامعہ میں عربی و اردو کے استاد کی حیثیت سے متعین ہوئے۔ جرمنی میں کچھ عرصہ گزارنے کے بعد آپ نے ڈاکٹریٹ کی ایک اور سند کے لیے فرانسیسی دار الحکومت پیرس کی معروف جامعہ سوربونمیں داخلہ لیا۔ **11** ماہ کے مختصر عرصے میں آپ نے ڈی لٹ کی سند حاصل کی۔

6 درس و تدریس

1935 میں اپنے آبائی شہر آنے کے بعد انھوں نے جامعہ عثمانیہ میں بطور لیکچرر اور اسسٹنٹ پروفیسر **1948** تک خدمات سر انجام دیں۔ اس کے علاوہ برسوں تک دنیا کی مختلف جامعات میں درس و تدریس کے فرائض سر انجام دیتے رہے۔

7 لُغات

آپ **1**۔ اردو،**2**۔ عربی،**3**۔ فرانسیسی،**4**۔ جرمن،**5**۔ قدیم و جدید ترکی،**6**۔ اطالوی،**7**۔فارسی،**8**۔ انگریزی اور **9**۔ روسی زبانوں پر عبور رکھتے تھے۔ آپ نے **7** زبانوں میں تحریر و تحقیق کا کام کیا۔ انگریزی اور اردو کے علاوہ انھوں نے فرانسیسی، جرمن، عربی، فارسی اور ترکی زبان میں بھی مضامین اور کتابیں لکھی۔

8 تحریر و تحقیق

آپ نے تحقیق کے مقاصد کے لیے متعدد اسلامی اور یورپی ممالک کا دورہ بھی کیا۔ جن میں عہد نبویؐ کے میدان جنگ نامی کتاب کے سلسلے میں نجد و حجاز کے ان میدانوں کا سفر بھی

کیا اور تاریخی مواد اکٹھا کیا۔ انگریزی میں جب یہ کتاب شا ئع ہوئی تو اس میں نقشے وغیرہ بھی شامل تھے لیکن اردو کے ناشرین سے اس امر کا خیال نہ رکھا اور اسے درسی کتب کے حجم میں شائع کر کے نقشے وغیرہ حذف کر دیے۔
حضرت ابو ہریرہ کے شاگرد حضرت ہمام ابن منبہ کے صحیفے کی تدوین کا کام ڈاکٹر حمید اللہؒ کا بہت بڑا کارنامہ تسلیم کیا جاتا ہے جبکہ فرانسیسی زبان میں ان کے ترجمہ قرآن کی اہمیت بھی مسلم ہے۔ آپ نے فرانسیسی زبان میں سیرت نبویؐ بھی تحریر کی جو دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ آپ نے امام محمد شیبانی کی کتاب السیر اور شاہ ولی اللہ کی حجۃ اللہ البالغہ کا فرانسیسی میں ترجمہ بھی کیا۔

9 ڈاکٹر محمد حمیداللہؒ سال بہ سال

1۔ 1933ء میں جرمنی کی بون یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی اور پھر وہیں اردو اور عربی کے استاد مقرر ہوئے۔
2۔ 1938ء میں عثمانیہ یونیورسٹی میں شعبہ دینیات کے استاذ بنائے گئے۔
3۔ 1946ء میں اقوام متحدہ میں ریاست حیدرآباد کے نمائندہ (سفیر) مقرر ہوئے۔
4۔ 1948ء میں حیدرآباد پر بھارتی پولیس / فوجی ایکشن کے بعد پیرس میں ہی رہ کر جلاوطنی کی زندگی اختیار کی۔ وہ سقوط حیدرآباد کو بہت بڑا قومی سانحہ قرار دیتے تھے؛ چنانچہ انھوں نے ریاست حیدرآباد کے تحفظ اور عالمی برادری میں اس کی نمائندگی کی غرض سے ”حیدرآباد لیبریشن سوسائٹی“ کی بنیاد رکھی۔
5۔ 1950 میں پاکستان کا پہلا مسودہ قانون یاقرارداد مقاصد کی تیاری کے لیے پاکستان نے جہاں دنیا بھر کے اہم علما سے رابطہ کیا انہی میں ڈاکٹر حمید اللہ بھی شامل تھے اور آپ نے قیام پاکستان کے بعد کچھ عرصہ اس سلسلے میں کراچی میں قیام کیا۔
6۔ آپ نے 1952ء سے 1978ء تک ترکی کی مختلف جامعات میں بطور مہمان استاد خدمات انجام دیں جن میں انقرہ، استنبول اور ارض روم کی جامعات بھی شامل ہیں۔ آپ 20 سال سے زائد عرصے تک فرانس کے قومی مرکز برائے سائنسی تحقیق سے وابستہ رہے۔
7۔ 1980ء میں جامعہ بہاولپور میں طلبہ کو خطبات دیے جنہیں خطبات بہاولپور کے نام سے بعد ازاں شایع بھی کیا گیا۔ یہ سید سلمان ندوی کے خطبات مدراس کے بعد اردو زبان میں تاریخی و تحقیقی مواد کے لحاظ سے بہت اہمیت کی حامل کتاب ہے۔ خصوصاً ان کا پانچواں خطبہ "قانون بین الممالک " ایسا موضوع ہے جو عام طور پر دینی درسگاہوں کے طالب علموں کی دسترس سے باہر ہے۔
8۔ پاکستان نے 1985ء میں آپ کو اعلٰی ترین شہری اعزاز ”ہلال امتیاز“ سے نوازا۔ آپ نے اعزاز کے ساتھ ملنے والی تمام رقم ایک کروڑ کروپیہ بین ”الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد“

کے"ادارۂ تحقیقات اسلامی"کو عطیہ کردی۔ اِس جامعہ کا کتب خانہ (لائبریری) ڈاکٹر حمید اللہ کے نام سے موسوم ہے۔

10 آخری ایّام اور وفات

ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ اس وقت تک تصنیف و تالیف اور تحریر و تقریر میں مصروف رہے ،جب تک صحت نے ساتھ دیا ۔جب بیماریوں نے آلیا، یہ کام جاری نہ رکھ سکے، تو خود امریکہ میں اپنے عزیزوں کے پاس چلے گئے۔ آپ نے 17دسمبر۔ 2002ء بمطابق 1423ھ کو 94 سال کی عمر میں امریکا کی"ریاستفلوریڈا"کے شہر"جیکسن ول"میں انتقال کیا۔

11 مشہور کتب

ڈاکٹر صاحب کی مشہور کتابیں اور تصانیف کچھ اس طرح سے ہیں۔

12 تعارف اسلام

"تعارف اسلام" (Introduction of Islam) ڈاکٹر صاحب کی تصنیف کردہ کتب میں اور اسلام کے بارے میں شائع ہونے والی کتب میں سب سے زیادہ مشہور ہے۔ اس کتاب کا دنیا کی 22 زبانوں میں ترجمہ کیا جا چکا ہے۔

13 قرآن کریم کا فرانسیسی ترجمہ و تفسیر

ڈاکٹر صاحب نے پہلی بار قرآن کریم کا مکمل فرانسیسی زبان میں ترجمہ کیا اور تفسیر لکھی۔ اس ترجمہ اور تفسیر کے قریباً بیس ایڈیشنز شائع ہو چکے ہیں۔ یہ کسی بھی یورپی زبان میں سب سے زیادہ چھپنے والے تراجم میں سے ہے، جو کئی ملین کی تعداد میں شائع ہو چکا ہے۔
اس فرانسیسی ترجمے اور تفسیر سے بہت سے فرانسیسی اسلام کی طرف راغب ہوئے۔ اُن کی کوششوں اور تحقیق کی وجہ سے مسلمان ہونے والوں کی تعداد 30،000 بتائی جاتی ہے۔
اگرچہ یہ مبالغہ لگے مگر حقیقت میں ہزاروں لوگ ڈاکٹر صاحب کی وجہ سے اسلام کی طرف راغب ہوئے۔

14 خطبات بہاولپور

1980ء میں 8 مارچ سے 20 مارچ تک بہاولپور کی اسلامیہ یونیورسٹی میں ڈاکٹرمحمد حمید اللہؒ نے 12 دن تک مختلف موضوعات پر لیکچرز دیے۔ ان لیکچرز میں اسلام کے کچھ بنیادی پہلوؤں اور اس کی ابتدائی تاریخ کا احاطہ کیا گیا ہے۔ فی البدیہہ دیے جانے والے یہ لیکچرز برسوں کی تحقیق اور دوسرے علم کا فی الواقع آسان زبان میں نچوڑ تھے۔ اردو میں سن کر لکھے جانے والے اور خطبات بہاولپور کے نام سے چھپنے والے یہ لیکچرز دوسری کئی چیزوں کے علاوہ اس بات پر مشتمل تھے کہ قرآن و حدیث کو کیسے جمع کیا گیا اور ان کی تدوین کی گئی۔ اس کتاب خطبات بہاولپور کا انگریزی میں ترجمہ اسلام کی آمد کے نام سے کیا گیا ہے۔
ان لیکچرز یا خطبات کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

1. پہلا خطبہ:تاریخ قرآن
2. دوسرا خطبہ :تاریخ حدیث
3. تیسرا خطبہ تاریخ فقہ
4. چوتھا خطبہ: :تاریخ اصول فقہ و اجتہاد
5. پانچواں خطبہ: اسلامی قانون بین الممالک۔
6. چھٹا خطبہ:دین(عقائد، عبادت، تصوف)۔
7. ساتواں خطبہ:عہدِ نبوی میں مملکت اور نظم و نسق۔
8. آٹھواں خطبہ:عہدِ نبوی میں نظامِ دفاع اور غزوات۔
9. نواں خطبہ:عہدِ نبوی میں نظامِ تعلیم
10. دسواں خطبہ: عہدِ نبوی میں نظامِ تشریع و عدلیہ۔
11. گیارہواں خطبہ: عہدِ نبوی میں نظامِ مالیہ و تقویم
12. بارہواں خطبہ: عہدِ نبوی میں تبلیغ اسلام اور غیر مسلموں سے برتاؤ۔

15 صحیفہ ہمام بن منبہ

احادیث کی سب سے اولین کتابو ں میں شامل جو صحیفہ ہمام بن منبہ کے طور پر جانی جاتی ہے جسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے 58 ہجری بمطابق 677 عیسوی میں اپنے شاگردوں کو پڑھانے کے لیے تیار کیا تھا، اس عظیم دستاویز کو ڈاکتر محمد حمید اللہ نے اس کی تصنیف کے 1300 سال بعد جرمنی میں برلن لائبریری سے دریافت کیا اور شائع کرایا۔ اس دریافت سے بعض لوگوں کا یہ اعتراض بھی ختم ہو گیا کہ احادیث کی تدوین و تالیف نبی کریم ﷺ کی وفات کے 200 سال بعد ہوئی۔

16 فہرست کتب

تفصیلی مضمون کے لیے تصانیف و مقالہ جات محمد حمید اللہ ملاحظہ کریں۔

ڈاکٹر حمید اللہ کے اپنے بقول ان کے مقالوں کی تعداد ایک ہزار سے زائد ہے جبکہ ان کی تصانیف، تالیفات، ترجموں، نظر ثانی شدہ کتابوں، کتابچوں اور رسائل کی تعداد **164** کے قریب بنتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی کتابوں کی فہرست کچھ اس طرح ہے۔ ”داعئ اسلام“ ان کی سب سے زیادہ عالمی شہرت یافتہ کتاب ہیں-

17 اردو کتب

1۔ "سلطنتوں کے باہمی برتاؤ کا دستور العمل۔ قانون بین الممالک کے اصول اور نظیریں"۔ جلد طبع اول 1936ء، حیدرآباد دکن۔ طبع ثانی 1945ء، حیدرآباد دکن۔
2۔ "عہد نبویؐ کا نظام تعلیم"۔ طبع دہم 1976ء، حیدرآباد دکن اب یہ مختصر کتاب "عہد نبویؐ میں نظام حکمرانی" کا حصہ ہے۔
3۔ "عہد نبویؐ میں نظام حکمرانی"۔ 1981ء، کراچی۔
4۔ "امام ابو حنیفہؒ کی تدوین قانون اسلامی"۔ 1983ء، کراچی۔
5۔ "عربی حبشی تعلقات اور نو دریافت شدہ مکتوبات نبویؐ بنام نجاشی"۔ 1942ء، حیدرآباد۔
6۔ "قانون شہادت"۔ 1944ء، حیدرآباد۔
7۔ "عہد نبویؐ کے میدان جنگ"، لاہور۔
8۔ "رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی"۔ 1980ء، کراچی۔
9۔ "صحیفہ ہمام ابن منبہ"، کراچی۔ ملک سنز، فیصل آباد 1983ء، اضافی دیباچہ غلام احمد حریریؒ۔
10۔"سیاسی وثیقہ جات"۔ ترجمہ الوثائق السیاسیۃ از ابو یحییٰ امام خان نوشہروی، لاہور،1960ء۔
11۔ "روزہ کیوں؟" ترجمہ? Why Fast از محمد حبیب اللہ، حیدرآباد 1966ء۔
12۔ "خطبات بہاولپور"، اشاعت اول 1981ء، بہاولپور۔ مکمل نظر ثانی شدہ اشاعت، اسلام آباد۔
13۔ "سیرت ابن اسحاق" ترجمہ از نور الٰہی ایڈوکیٹ، نقوش رسولؐ نمبر۔
14۔ "سیرت طیبہ پر ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے عثمانیہ یونیورسٹی کے لیکچر" ۔1987ء، حیدرآباد۔
15۔ "سیرت طیبہ کا پیغام عصر حاضر کے نام"، 1992ء، لاہور۔
16۔ "اخبار الطوال"۔
17۔ "کتاب المجر"۔
18۔ "مقالات گارساں دتاسی"۔
19۔ "خطباتِ گاساں دتاسی"۔

20. "نقشہ ہائے تاریخ اسلام"۔

21. "مقالہ در "نذر عرشی"" عنوان مقالہ شمس الائمہ سرخسی۔

22. "مقالہ در "نذر مختار"۔ "عنوان مقالہ فرانسیسی زبان کی پیدائش میں عربی کا حصہ"

23. "اسلامی قانون کا ارتقا" توسیعی لیکچر۔

24. "رویت ہلال / نیا چاند"۔

25. "عیدین اور ان کے منانے کے اسلامی و جاہلی طریقے"۔

26. "مدرسۂ محمدی"۔

27. "داعئ اسلام"۔

28. آپ نے اردو دائرۃ المعارف اسلامیہ کے لیے بھی 32 مضامین تحریر کیے جن میں احد، بدر، حدیبیہ، حلف الفضول، حنین، خندق، خیبر، زینب بنت جحش، طائف، علی بن ابن طالب، عمر ابن الخطاب، عمرو بن امیہ، حضرت محمدؐ، عہد نبوی میں نظم و نسق مملکت، رسول اللہ اکرمؐ بطور مقنن، معرا ج اور یہود جیسے اہم مضامین بھی شامل ہیں۔

آپ کے اردو مقالات کی تعداد 350 سے زائد ہے۔

18 انگلش بک

1. "The Battlefields of the Prophet Muhammad", 3rd Ed. Hyderabad: Habib, 1983.

2. "The Emergence of Islam: lectures on the development of Islamic world-view, intellectual Tradition and Polity". Islamabad: Islamic research institute in collaboration with Da'wah Academy. International Islamic University, 1993.

3. The First Written Constitution in the World". 3rd ed. Sh. Muhammad Ashraf, 1975*".

4. "Sahifah Hammam ibn Munabbih". 10th ed. Luton: Apex, 1979.

5. "Introduction to Islam", 5th ed. Luton: Apex 1980.

6. "Islam and Communism: A study in comparative thought", Lahore: Kazi publications, 1975.

7. "Islam, A general picture". Chicago: Kazi Publications.1980.

8. "Muhammad Rasulullah". Hyderabad: Stockists, Habib, 1974.

9. "The Muslim Woman", Islamabad: International Islamic University, 1989.

10. "The Muslim code of state". 7th ed. Lahore: Sh. Muhammad Ashraf, 1987.

11. "Why fast? [11] A study of fast in Islam from both spiritual and temporal points of view", Geneva: Islamic center, 1961.

12. "The 1400 anniversary of the completion of Islam". Oxford: Oxford Center for Islamic Studies, 1989.

19 عربی کتب

آپ نے عربی میں 15 کتابیں تحریر کیں۔ جبکہ آپ کے عربی مقالات کی تعداد 35 ہے۔

20 فارسی مقالات

آپ نے فارسی میں 6 مقالات تحریر کیے۔

21 ڈاکٹر محمد حمیداللہؒ پر کتابیں

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی وفات کے بعد ان کے تحقیقاتی کاموں کو دوبارہ شائع کیا گیا۔ انڈیا اور پاکستان کے سکالروں نے اپنی کتابوں میں ڈاکٹر صاحب کی شخصیت کو شاندار خراج تحسین بھی پیش کیا۔ کچھ رسالوں نے ان پر خصوصی نمبر نکالے۔ جن رسائل نے خصوصی نمبر شائع کیے اُن کے نام یہ ہیں۔

1۔ معارف اسلامی۔

2۔ دعوہ، فکر و نظر۔

3۔ اورئینٹل کالج میگزین۔

4۔ شاداب۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ زندگی اور علمی کاموں پر تین کتابیں بھی لکھی اور شائع کی گئی ہیں جن کے نام یہ ہیں۔

5۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ از راشد شیخ۔

6۔ آثارِ ڈاکٹر حمید اللہ از صفدر حسین۔

7۔ مجددِ علومِ سیرت از غتریف شہباز۔

جن سکالرز نے ان پر مضامین اور تحقیقی مضامین لکھے اور کتابی شکل میں شائع کیے اُن کے نام یہ ہین۔

8۔ سید قاسم محمود۔

9. محمد عالم مختارِ حق۔

جن اداروں نے ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے سامنے اور اُن کے بعد اُن کی کتابیں شائع کی اُن کے نام یہ ہیں۔

* المیزان پبلشرز، فیصل آباد۔

* بیکن بکس، ملتان۔

ان سب کے باوجود ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے سینکڑوں مضامین ایسے ہیں جو بکھرے ہوئے ہیں اور عام قاری کی پہنچ سے باہر ہیں۔ ان تمام کو جمع اور شائع کرنے کی ضرورت ہے۔

22 حوالہ جات

1. ڈاکٹر محمد حمید اللہ۔ اختر سردار چودھری۔

2. تصانیف و مقالہ جات محمد حمید اللہ۔ آزاد دائرہ المعارف۔

3. ڈاکٹر محمد حمید اللہ۔ سید قاسم محمود۔

4. ڈاکٹر محمد حمید اللہ۔آزاد دائرہ المعارف۔

5. مطالعہ اسلامی قانون بین الممالک۔

6. مطالعہ چھٹا خطبہ:دین۔ عقائد، عبادت، تصوف۔

7. مطالعہ ساتواں خطبہ:عہدِ نبوی میں مملکت اور نظم و نسق۔

8. اسلامی ریاست۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ۔

9. - عہد نبوی کے میدان جنگ۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ۔

10. "ڈاکٹر محمد حمید اللہ" مرتبہ راشد شیخ، طبع 2003ء از المیزان پبلشرز، فیصل آباد۔

31 محدث عبدالقادر ارناؤوطؒ

1928ء تا 2004ء

شیخ عبدالقادر ارناؤوطؒ 1928ء کو یستوک(دولة السلوفينيين والكروات والصرب) میں پیدا ہوئے۔ بعد میں دمشق منتقل ہوگے ۔ امام محمد ناصر الدین البانیؒ جب شام سے ہجرت کر گئے تو آپ سلفیہ کے مرجع و امام بن گئے آپ کئی مساجد اور مدرسوں میں قرآن وحدیث کا درس دیتے تھے۔

1 اساتذہ و شیوخ

1. الشیخ محمد ناصر الدین البانیؒ۔
2. محمد صالح الفرفور، درس عنده العربية۔
3. عبدالرزاق الحلبي۔
4. وهبي سليمان غاوجي، درس عنده الصرف۔
5. صبحي العطار، تلقى منه تلاوة القرآن۔
6. محمود فايز الديرعطاني۔
7. سعيد عمر التليو۔

2 کیٹلاگ

آپ نے شعیبؒ أرناؤوط کے ساتھ مل کر مندرجہ ذیل کتب کی تحقیق و تخریج کی ہے۔

1. زاد المسير في علم التفسير لابن الجوزي۔
2. المبدع شرح المقنع لابن المفلح۔
3. روضة الطالبين وعمدة المفتين للنووي۔
4. زاد المعاد في هدي خير العباد لابن القيم۔
5. مختصر شعب الإيمان للبيهقي۔
6. لمعة الاعتقاد ابن قدامہ مقدسی۔
7. الفرقان بين أولياء الرحمن وأولياء۔ الشيطان لابن تيمية۔
8. جامع الأصول في أحاديث الرسول لابن الأثير۔

9 ۔ الأذكار للنووي۔

10 ۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفى للقاضي عیاض۔

11 ۔ شمائل الرسول لابن كثير۔

3 اولاد

محمود، أحمد، محمد، معاذ، عمار، یاسر، مازن،أنس۔

4 وفات

آپ نے 26 نومبر 2004 ء کو 76 سال کی عمر میں دمشق شام میں وفات پائی جنازے میں علماء، طلبہ اور لوگوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

5 حوالہ جات

1۔ ویکیبیدیا الموسوعة الحرة مقالہ الشیخ عبدالقادر الارناؤوطؒ۔

2۔ محمد ناصر الدین البانی ۔ دارالسلام۔ الریاض ۔ لاھور۔

3۔ "کتب" شیخ عبدالقادر ارناؤوطؒ۔

32 شیخ محدث شعیبؒ البانی ارناؤوط

1928ء تا 2016ء

ایک محدث اور اسلامی مخطوطات کے عظیم محقق۔

1 نام و نسب

کنیت۔ابو اسامہ۔نام۔شعیب بن محرم البانی ارناؤوط۔

2 ولادت اور وطن

محدث شعیب ارناؤوط ۔ 1346ھ بمطابق 1928ء کو دمشق میں پیدا ہوئے۔

3 ابتدائی زندگی اور حصول علم

شعیب ارناؤوط کی ولادت دمشق میں ہوئی۔ اپنے والدین کے زیر نگرانی دینی تعلیم و تربیت حاصل کی۔ اور اس دوران مبادئ اسلام کو سیکھنے کے علاوہ قرآن کریم کے کئی پارے حفظ کر لیے۔ قرآن کریم کو سمجھنے کے شوق میں مزید عربی زبان و ادب کی تعلیم کا شوق پیدا ہوا، چنانچہ وہ دس سال سے زائد تک دمشق کے قدیم مدارس اور وہاں کی مساجد میں عربی زبان کے علوم جیسے نحو و صرف و ادب و بلاغت کے حلقوں میں جا کر استفادہ کرتے رہے۔

4 طلب علم

عربی زبان کے علوم کی تحصیل دمشق کے مختلف بڑے اساتذہ جیسے "شیخ صالح فرفورں"، "شیخ عارف الدوجی" سے کی جو علامۃ الشام شیخ بدر الدین حسنی کے شاگرد تھے۔ ان اساتذہ سے انھوں نے عربی زبان و بلاغت کی کتابیں جیسے شرح ابن عقیل، کافیۃ ابن الحاجب، المفصل للزمخشری، شذور الذہب لابن ہشام اور اسرار البلاغۃ و دلائل الاعجاز للجرجانی پڑھی۔ ان کے اساتذہ میں "شیخ سلیمان الغاوجی الالبانی" بھی ہیں جو اپنے طلبہ کو برکوی کی کتاب العوامل اور الابطھلی کی کتاب العوامل کا درس دیا کرتے تھے۔ عربی زبان و ادب کے تحصیل کے بعد فقہ اسلامی کی تعلیم کی طرف توجہ کی اور کئی اساتذہ سے فقہ کی مشہور کتابیں جیسے مراقی الفلاح للشرنبالی، الاختیار للموصلی، الکتاب للقدوری اور حاشیۃ ابن عابدین

پڑھی۔ انھوں نے سات سال تک فقہ اسلامی کی کتب پڑھیں، اس دوران انھوں نے اصول فقہ، تفسیر، اصول حدیث وغیرہ جیسے موضوعات کی کتابیں بھی مختلف اساتذہ سے پڑھیں۔

5 تلامذہ

1۔ الشيخ محمد نعيم العرقسوسي۔
2۔ الشيخ إبراهيم الزيبق۔
3۔ الشيخ عادل مرشد۔
4۔ الشيخ عمر حسن القيّام۔
5۔ الشيخ أحمد عبد الله۔
6۔ الشيخ أحمد برهوم۔
7۔ الشيخ رضوان العرقسوسي۔
8۔ الشيخ عبد اللّطيف حرز الله۔

6 مخطوطات کی تحقیق سے اشتغال

انھوں نے فقہ کی تعلیم حاصل کرنے کے دوران اس بات کو محسوس کیا کہ فقہ کے اساتذہ صحیح اور ضعیف احادیث کے فرق سے زیادہ واقف نہیں ہیں، جس کی وجہ سے ان کو تخریج احادیث کے میدان میں تخصص حاصل کرنے کا عزم و حوصلہ ہوا تاکہ صحیح اور ضعیف احادیث میں تمیز کی جا سکے، چنانچہ انھوں نے عربی زبان و ادب کی تدریس کا پیشہ ترک کرکے -جس میں وہ 1955ء سے منسلک تھے- اپنے آپ کو اسلامی مخطوطات کی تحقیق کے لیے فارغ کر لیا۔ چنانچہ انھوں نے اس کا آغاز 1958ء میں دمشق کے تحقیقی ادارہ و ناشر کتب المكتب الإسلامي سے کیا اور بیس سال تک اس ادارہ کے شعبہ تحقیق و تصحیح کے سربراہ رہے۔ اس مدت میں انھوں نے تراث اسلامی کی اہم کتابوں کی ستر سے زائد جلدوں کی تحقیق کی یا ان کی تحقیق کے عمل کی نگرانی کی۔ پھر 1982ء میں وہ مؤسسة الرسالة سے وابستہ ہو کر اس کے شعبہ تحقیق مخطوطات کے سربراہ ہو گئے۔ چنانچہ اس ادارہ میں ان کا کام زیادہ وسیع اور زیادہ ثمر آور ہوا اور ان کی تحقیق کردہ اہم کتب اسی ادارہ سے شائع ہوئیں۔

7 المکتب الاسلامی میں تحقیق کردہ اہم کتب

1۔ شرح السنة للبغوي 16 مجلدا۔
2۔ روضة الطالبين للنووي، بالاشتراك مع الشيخ عبد القادر الأرناؤوط، 12 مجلدا۔

3. مهذب الأغاني لابن منظور، 12 مجلدا.
4. المبدع في شرح المقنع لابن مفلح الحنبلي، 10 مجلدات.
5. زاد المسير في علم التفسير ابن الجوزي، بالاشتراك مع الشيخ عبد القادر الأرناؤوط، 9 مجلدات.
6. "مطالب أولي النُّهى في شرح غاية المنتهى" للرحيباني، بالاشتراك مع الشيخ عبد القادر الأرنؤوط. ستَّة مجلَّدات.
7. "الكافي في فقه الإمام المبجَّل أحمد بن حنبل" لابن قدامة، بالاشتراك مع الشيخ عبد القادر الأرنؤوط، ثلاثة مجلَّدات.
8. "منار السَّبيل في شرح الدَّليل" لابن ضويان، مجلّدان.
9 "المنازل والدِّيار" لأسامة بن منقذ، مجلّدان.
10. "مسند أبي بكر" للمروزي، مجلّد.

8 موسسۃالرسالۃ میں تحقیق کردہ اہم کتب

11." الإحسان في تقريب صحيح ابن حبَّان" بترتيب الأمير علاء الدِّين الفارسي، ثمانية عشر مجلَّداً.
12. "موارد الظمآن بزوائد صحيح ابن حبَّان" للهيثمي، بالاشتراك مع رضوان عرقسوسي، مجلَّدان.
13. سنن الترمذي الترمذي 16 مجلدا.
14. سنن النسائي النسائي 12 مجلدا.
15. "سنن النَّسائي الكبرى"، بالاشتراك مع حسن شلبي. اثنا عشر مجلَّداً.
16. سنن الدارقطني الدارقطني 5 مجلدات.
17. مسند الإمام أحمد بن حنبل 50 مجلدا.
18- "رياض الصَّالحين" للنَّووي، مجلَّد.
19- "المراسيل" لأبي داود، مجلَّد.
20. "شرح العقيدة الطحاويَّة" لابن أبي العز، بالاشتراك مع الدكتور عبد الله التُّركي، مجلَّدان.
21. تاريخ الإسلام الذهبي بالتعاون مع بشار عواد.
22. سير أعلام النبلاء الذهبي 25 مجلدا.
23. "زاد المعاد في هدي خير العباد" لابن القيِّم. بالاشتراك مع الشيخ عبد القادر الأرنؤوط، 13. مجلَّدات.
24- "العواصم والقواصم في الذبِّ عن سنة أبي القاسم" لابن الوزير، تسعة مجلَّدات.
25- "التعليق الممجَّد شرح موطَّأ محمد" لأبي الحسنات اللَّكنَوي، أربعة مجلَّدات.

26- ”الآداب الشَّرعيَّة والمنح المرعية“ لابن مفلح الحنبلي، بالاشتراك مع عمر حسن القيَّام، أربعة مجلَّدات۔
27- ”طبقات القرَّاء“ للذهبي، بالاشتراك مع الدكتور بشار معروف، مجلَّدان۔

9 وفات

علامہ شعیب ارناؤوطؒ نے بروز جمعرات 26 محرم۔ 1438ھ بمطابق 27 اکتوبر۔ 2016ء کو 88 سال کی عمر میں ”شہرعمان“ میں وفات پائی۔

10 مصادر و مراجع

1۔ کتاب: المحدث شعيب الأرنؤوط، جوانب من سيرته وجهوده في تحقيق التراث، تأليف: إبراهيم الكوفحي، دار البشير بعمان، الطبعة الأولى، 1423هـ - 2002م۔
2۔ ان کے شاگرد محمد بن یوسف الجورانی نے رحلة فضيلة الشيخ العلامة المحدث شعيب الأرنؤوط إلى الديار الكويتية کے عنوان سے ان کا تذکرہ لکھا ہے جو وزارة الأوقاف الكويتية سے شائع ہوا۔ شعیب ارناؤوط سے متعلق لکھا گیا یہ مضمون اپنے باب میں بہترین مضمون ہے۔
3۔ نیز ان کے دوسرے شاگرد ابراہیم الزیبق نے المحدث العلامة الشيخ شعيب الأرنؤوط سيرته في طلب العلم وجهوده في تحقيق التراث کے عنوان سے ایک کتاب لکھی ہے جو دار البشائر الإسلامية ۔ بیروت سے 1433ھ/ 2012ء میں شائع ہوئی ہے۔

11 حوالہ جات

1۔ کتاب: (المحدث شعيب الأرنؤوط، جوانب من سيرته وجهوده في تحقيق التراث)، تأليف: إبراهيم الكوفحي، صادر عن دار البشير بعمان، الطبعة الأولى، 1423هـ - 2002م
2۔ المحدث شعيب الأرناؤوط في ذمة اللهاخذ کردہ بتاریخ 29 اکتوبر 2016ء۔
3۔ من رجالات دمشق / الشيخ شعيب الأرنؤوط عـقـلٌ حـرّ… وعطاءٌ مستمرّ «1 من 2» اخذ کردہ بتاریخ 29 اکتوبر 2016ء۔

33 شیخ محُمَّدصُبحِی حَسن حلّاقؒ

1954ء تا 2017ء

1 شیخ کا مولد و مسکن

شیخ ”شام“ سوریا کے علاقے”حلب“میں 1372ھ بمطابق 1954ء کو پیدا ہوئے۔

2 ابتدائی تعلیم

گھریلو ماحول اسلامی تھا، بچپن سے شرعی تعلیم و تربیت میسر آئی، قرآن مجید کی تعلیم مستند قراء کرام سے حاصل کی، اسی طرح عقیدہ، حدیث، تفسیر فقہ وغیرہ کی تعلیم بھی حاصل کی، اور اس وقت شام کے شہروں”حلب“۔”حماۃ“ اور”دمشق وغیرہ میں موجود کئی ایک اہل علم سے استفادہ کیا۔

3 اہل علم سے کسب فیض

اہل شام میں سے جن معروف شخصیات سے آپ نے علم حاصل کیا، ان میں محقق شہیر ”دکتور نور الدین عتر“، معروف حنفی عالم دین”شیخ ابو غدہ“، ”محمد رمضان البوطی“صاحب فقہ السیرۃ، اور ”علامہ محمد ہاشم مجذوب“جو کہ شافعی صغیر کے لقب سے معروف تھے کے نام نمایاں ہیں۔
اس کے علاوہ بھی کئی ایک حنفی، شافعی، اور عقیدہ میں اشعری علماء سے انہوں نے مختلف علوم و فنون میں کسب فیض کیا، لیکن خود خالص سلفی، اور متبع کتاب وسنت تھے، اس لیے اپنے ان اساتذہ کرام سے بصد ادب اختلاف کرتے رہے، اور کسی بھی عالم دین کے غلط عقیدہ یا منحرف فکر سے متاثر نہیں ہوئے۔

4 خُدّام حدیث سے ملاقاتیں

وقت کے کئی ایک معروف اہل علم سے ملاقاتیں بھی کیں ، اور ان سے مسائل کی تحقیق میں استفادہ کیا،
1۔ شیخ البانی رحمہ اللہ سے ان کی کئی بار ملاقات ہوئی، ایک بار اردن میں ان سے ملے، شیخ نے ان کی ”الروضۃ الندیۃ“ کی تحقیق کی تعریف کی، اور انہیں اس مبارک سلسلے کو جاری

رکھنے کی نصیحت فرمائی۔ شیخ صبحی کی داڑھی بمطابق سنت طویل تھی، جبکہ شیخ البانی کا موقف ایک قبضہ سے زائد کاٹنے کا رہا، اس موضوع پر دونوں کے درمیان علمی نشست بھی ہوئی۔

2۔ یمن میں علامہ مقبل بن ہادی الوادعیؒ کے ساتھ چند ملاقاتیں ہوئیں، جن میں شیخ مقبل کی بعض کتب زیر بحث آئیں۔

3۔ اسی طرح مدینہ میں شیخ عبد المحسن عباد صاحب سے ملے، اور ان کی بعض کتابوں کے متعلق رہنمائی لی۔

4۔ محدث مدینہ شیخ حماد انصاری رحمہ اللہ سے بھی انہیں شرف ملاقات حاصل ہوا، جس میں اسلامی کتب کی تحقیق کا منہج اور اسلوب زیر بحث رہا۔

5 حج بیت اللہ اور یمن ہجرت

شیخ محُمَّدصُبحِی حَسن حلّاقؒ سن 1981ء میں عمرہ و حج کی غرض سے بلاد حرمین آئے، اور وہاں سے واپس شام جانے کی بجائے، یمن کو اپنا مستقر بنالیا اور تادم حیات یہیں رہے۔

6 دعوتی،تبلیغی و تدریسی سرگرمیاں

عرصہ چار سال تک"دمشق"میں، اور چھ سال تک "ادلب"میں امامت و خطابت کے فرائض سر انجام دیے، بعد میں یمن کے دار الخلافہ"صنعا"میں یہی ذمہ داری سنبھال لی۔ اور وہیں مختلف مساجد و مدارس میں سالہا سال تک حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ کی کتابیں پڑھاتے رہے۔

* یمن کی معروف یونیورسٹی جامعہ ایمان کے نصاب کی تیاری میں بھی شرکت کا موقعہ ملا۔
* اسی طرح وزارت تعلیم و تربیت یمن کے ایک ذیلی ثقافتی ادارے سے بھی بطور رہنما "ایڈوائزر" پانچ سال تک منسلک رہے۔

7 شیخ کا عقیدہ و منہج

جیسا کہ اوپر ذکر ہوا، شیخ منہج و عقیدہ سلف پر کار بند، اور براہ راست اتباع سنت کے طریق پر گامزن تھے، ان کی تصنیفات و تحقیقات کو ایک نظر دیکھنے سے یہ بات بالکل واضح اور نمایاں ہوجاتی ہے، ذیل میں ان کی بعض عبارات پیش کی جاتی ہیں:

1۔ امام شوکانی کی کتاب "التحف فی مذاہب السلف" کے مقدمة التحقیق۔ ص 7 ، 8 میں لکھتے ہیں :

”صاحب عقل انسان اور باشعور شخص ذات و صفات باری تعالیٰ کے سلسلہ میں اہل کلام کے فلسفہ و جدل سے دور ہی رہتا ہے، کیونکہ اس اسلوب کو اختیار کرنے کے سبب بعض دفعہ انسان خود شکوک و شبہات اور ضلالت و گمراہی میں مبتلا ہوجاتا ہے، توحید کا فائدہ تبھی ہے جب انسان قلب سلیم کا مالک ہو، جس میں کلامی شبہات داخل ہوجائیں، وہ قلب سلیم نہیں رہتا۔ اہل سنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللّٰہ کی ذات، صفات اور افعال کسی بھی اعتبار سے اللّٰہ سے کسی کی کوئی مشابہت نہیں ہے ... اللّٰہ کی صفات کے منکرین یا انہیں مخلوق کے مشابہ سمجھنے والے دونوں گروہ گمراہی کی حدوں پر کھڑے ہیں۔ اور قرآن مجید میں ان دونوں کا رد ہے“۔

2۔ اپنی کتاب ”ادلۃ مرضیۃ“ کے انتساب میں لکھتے ہیں :

”شیدایان حق، طالبان ہدایت، متلاشیان صراط مستقیم، ہر مسئلہ میں دلیل و برہان اور قوی حجت ڈھونڈنے والوں کے نام، ان کے نام جو تقلید سے آزادی کے ترانے گاتے ہیں، جو اصلاح و تجدید کے لیے کوشاں ہیں، میں اپنی یہ کاوش ان کی خدمت میں پیش کرتا ہوں“۔

* پھر آگے کتاب کے مقدمہ میں جا کر، طلب دلیل اور مذمت تعصب و جمود کے مضمون کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

”علماء کے حفظ مراتب، ان سے محبت و عقیدت کا تعلق، دین کے لیے ان کی کوششوں اور محنتوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھنا ضروری ہے، اس سوچ کے ساتھ کہ ان سے جو بھی لغزش ہوئی، جان بوجھ کر یا بری نیت سے نہ تھی۔ ”ادلۃ مرضیہ“ ص 8۔

3۔ امام شوکانی کے فتاوی مسمی ”الفتح الربانی “ کے انتساب میں بھی انہوں نے اسی قسم کے خیالات و جذبات کا مزید واشگاف الفاظ میں اظہار کیا ہے۔

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ علماء و فقہاء، اور ائمہ دین کے ادب و احترام کے ساتھ، وہ دلیل و برہان کو ہی ترجیح دیتے تھے، اور اس سلسلے میں منہج اہل حدیث پر گامزن تھے۔

8 وفات

منہج حق کا یہ راہی بلکہ حدی خواں 9 ربیع الآخر 1438ھ بمطابق 7 جنوری 2017ء کو صنعاء، یمن میں صبح 10 بجے اپنے خالق حقیقی سے جا ملا۔

اللّٰہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، اور ان کی علمی کوششوں اور کاوشوں کو ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔

9 تصنیف و تحقیق

شیخ بطور محقق مشہور ہوئے ، لیکن ان کی اپنی تصنیفات و تالیفات بھی درجن سے زائد ہیں۔

1. ”اللباب فی فقہ السنۃ و الکتاب“۔ آیات۔ 303، صحیح احادیث۔ 1618، کل آیات واحادیث۔ 1921 * عربی ایڈیشن صفحات۔ 675، اردو اڈیشن دارالسلام صفحات۔ 710۔
2. الشامل الميسرفي فقه الكتاب والسنة، مجلدات۔ 3، صفحات۔ 1618۔
3. ”المعين في فقه السنة و كتاب المبين“ تلخيص فقه السنة۔
4. إرشاد اللأ مة إلى فقه الكتاب والسنة۔
5. مدخل إرشاد اللأ مة إلى فقه الكتاب والسنة۔ صفحات تین سو سے زائد ہیں۔
6. ادلۃ مرضية شرح الدرر البهية۔
7. رجال تفسير طبری جرحا و تعديلا۔
8. الايضاحت العصرية للأوزان و المقاييس الشرعية۔
9. اللباب لتخريج المباركفورى لقول الترمذى : و فى الباب. وغیرہ نمایاں ہیں۔

10 تخریج و تحقیق

جبکہ وہ کتب جن کی آپ نے تحقیق و تخریج کی، ان کی ایک لمبی فہرست ہے ، جن میں سے بعض یہ ہیں :

1. تيسير العلام شرح عمدة الأحكام / عبد الله البسام : مكتبة الصحابة القاهرة، ومكتبة الإرشاد بصنعاء۔
2. الباعث الحثيث في اختصار علوم الحديث / ابن كثير : دار الجيل الجديد بصنعاء۔
3. إرشاد العقل السليم إلى مزايا الكتاب الكريم / أبو السعود : دار الفكر بيروت۔
4. معارج القبول بشرح سلم الأصول / للحكمي : دار ابن الجوزي بالدمام۔
5. بداية المجتهد ونهاية المقتصد / ابن رشد الحفيد : مكتبة ابن تيمية بالقاهرة۔
6. العقيدة الواسطية / ابن تيمية : مؤسسة الريان بيروت۔
7. الإنصاف في بيان الاختلاف / ولي الله الدهلوي ، دار ابن حزم بيروت۔
8. شرح الصدور في ذكر ليلة القدر / الحافظ العراقي : مؤسسة الريان بيروت۔
9. استخراج الجدال من القرآن الكريم / ابن الحنبلي : مؤسسة الريان بيروت۔
10. النبذة في أصول الفقه / ابن حزم : دار ابن حزم بيروت۔
11. رسالة في السماع والرقص / محمد المنبجي الحلبي : دار ابن حزم بيروت۔
12. إخبار أهل الرسوخ في الفقه والتحديث ومقدار المنسوخ من الحديث / ابن الجوزي : دار ابن حزم بيروت۔
13. شرح وبيان لحديث ما ذئبان جائعان / ابن رجب الحنبلي : مؤسسة الريان بيروت۔
14. الروضة الندية شرح الدرر البهية لصديق حسن خان / دار ابن تيمية القاهرة۔
15. بلوغ المرام من جمع أدلة الأحكام للحافظ ابن حجر / دار ابن تيمية القاهرة۔

16. فتح العلام شرح بلوغ المرام لأبي الخير بن صديق حسن خان / مكتبة المعارف بيروت۔
17. رد المحتار على الدر المختار ، المعروف بحاشية ابن عابدين۔ بالاشتراك دار إحياء التراث بیروت۔
18. "أنوار التنزيل وأسرار التأويل للبيضاوي" بالاشتراك داار الرشيد دمشق۔
19. مختصر سنن أبي داود للمنذري۔ 1-2 تحيقيق وتعليق وتخريج . مكتبة المعارف بالرياض۔
20. مختصر سنن أبي داود للمنذري مع معالم السنن للخطابي۔ 3 جلدیں تحقيق وتخريج وتعليق۔

* اس کے علاوہ یمن کے دو معروف علماء ، علامہ شوکانی اور علامہ صنعانی کی اکثر کتابیں آپ کی تحقیق شدہ ہیں۔ جس قدر توجہ اور اہتمام شیخ نے ان دونوں علماء کی تراث کو دیا ہے، کسی اور کو یہ سعادت نصیب نہیں ہوئی، شیخ انہیں علماء یمن میں مجددین کی حیثیت سے دیکھتے تھے، بلکہ علامہ شوکانی سے تو انہیں اتنی عقیدت اور لگاؤ تھا کہ ان کے مطابق وہ انہیں خواب میں بھی ملے، اور اپنی کتب کی تحقیقات پر رضامندی کا اظہار کیا۔ "الفتح الربانی" کی تحقیق و طباعت کے سلسلے میں ان کے ایک شاگرد نے واقعہ لکھا ہے کہ اس کتاب کے اجزاء انہوں نے بڑی محنت و مشقت سے حاصل کیے، بلکہ اس کی چوتھی جلد انہیں ایک شخص سے منہ مانگے دام یعنی اسی ہزار یمنی ریال پاکستان کے تقریبا تیس پینتیس ہزار روپے کے عوض حاصل کی۔

11 حوالہ جات

1. شیخ کے ایک شاگرد نے" تحفة المشتاق بأسانيد محمد صبحی حلاق" کے عنوان سے کتاب بھی مرتب کی ہے۔
2. اسی طرح ان کی رفیقہ حیات نے بھی ان کے متعلق ایک مستقل تصنیف میں اپنے تاثرات کا اظہار کیا ہے، کتاب کانام ہے " زوجي العالم الذي عرفته "۔
3. شیخ محمد صبحی حسن حلاق بھی چل بسے ! ۔ شیخ خضرحیات مدینہ منورہ۔
4. "کتب"۔ شیخ محُمَّدصُبحِی حَسن حلاّقؒ۔

34 پروفیسرڈاکٹرمحمدمصطفیٰؒ اعظمی

1930ء تا 2017ء

1 نام و نسب اور تعلیم

کنیت ابو عقیل نام"محمد مصطفیٰ الاعظمی"ہے۔ آپ۔ 1350ھ بمطابق۔ 1930ء میں اعظم گڑھ اترپردیش کے ایک معروف شہر"مئو"میں پیدا ہوئے۔

شیخ کا گھرانہ دینی ذوق وشوق رکھنے والا تھا، ابتدا عصری تعلیم سے کی، لیکن جلد ہی دینی مدارس کی طرف رخ کیا"دارالعلوم دیوبند"میں داخلہ سے قبل تقریباً چھ ماہ "مدرسہ شاہی"مرادآباد میں تعلیم حاصل کی، نیز آپ تقریباً ایک سال"علی گڑھ مسلم یونیورسٹی"میں بھی زیر تعلیم رہے۔ اس کے بعد"دارالعلوم دیوبند"میں داخلہ لیا۔ دارالعلوم دیوبند سے 1952ء میں فراغت حاصل کی۔ دارالعلوم دیوبند سے فضیلت کی سند حاصل کرنے کے بعد دنیا کے معروف اسلامی ادارہ "جامعہ ازہر"، مصر سے 1955ء میں"شہادة العالمية مع الاجازة بالتدریس" ایم اے کی ڈگری حاصل کی اور وطنِ عزیز واپس آگئے۔

2 تدریسی خدمات

1955ء میں ملازمت کی غرض سے قطر چلے گئے اور وہاں کچھ دنوں غیر عربی داں حضرات کو عربی زبان کی تعلیم دی، پھر قطر کی"پبلک لائبریری"میں لائبریرین کی حیثیت سے خدمات میں مصروف رہے۔ اس دوران آپ نے اپنے علمی ذوق وشوق کی بنیاد پر متعدد قیمتی مخطوطات پر بھی کام کیا۔ 1964ء کے دوران آپ قطر سے لندن چلے گئے اور 1966ء میں دنیا کی معروف"کیمرج یونیورسٹی"، لندن سے **Studies in Early Hadith Literature** " ابتدائی ذخائر حدیث کے مطالعے"میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ انگریزی زبان میں اپنے مقالہ پر ڈاکٹریٹ کی سند سے سرفراز ہونے کے بعد آپ دوبارہ قطر تشریف لے گئے اور وہاں قطر پبلک لائبریری میں مزید دو سال یعنی 1968ء تک خدمات انجام دیں۔

1۔ 1968ء سے 1973ء تک"جامعہ ام القریٰ مکہ"مکرمہ میں مساعد پروفیسر کی حیثیت سے ذمہ داری بخوبی انجام دی۔

2۔ 1973ءسے ریٹائرمنٹ یعنی۔1991ء تک"شاہ سعود یونیورسٹی ریاض"میں'مصطلحات الحدیث'کے پروفیسر کی حیثیت سے علم حدیث کی گراں قدر خدمات انجام دیں۔

3۔ 1968ء سے۔1991ءتک مکہ مکرمہ اور ریاض میں آپ کی سرپرستی میں بے شمار حضرات نے حدیث کے مختلف پہلوؤں پر تحقیق کی۔ اس دوران آپ سعودی عرب کی متعدد

یونیورسٹیوں میں علمِ حدیث کے ممتحن کی حیثیت سے متعین کئے گئے، نیز مختلف تعلیمی وتحقیقی اداروں کے رکن بھی رہے۔

* دیگر اہم ذمہ داریاں

4۔ چیرمین، شعبہ اسلامی اسٹڈیز، کالج آف ایجوکیشن، شاہ سعود یونیورسٹی۔
5۔ وزیٹنگ اسکالر،میشی گن یونیورسٹی، ان اربور، میشی گن (1981-1982)
6۔ وزیٹنگ فیلو، سینٹ کراس کالج، آکسفورڈ، انگلینڈ (1987)
7۔ وزیٹنگ اسکالر، کولوراڈو یونیورسٹی، باولڈر، کولوراڈو (1989-1991)
8۔ شاہ فیصل وزیٹنگ پروفیسراسلامک اسٹڈیز، پرنسٹن یونیورسٹی، نیوجرسی (1992)
9۔ رکن، فروغ کمیٹی، ملیشیا یونیورسٹی۔
10۔ اعزازی پروفیسر، شعبہ اسلامک اسٹڈیز، والس، انگلینڈ۔

3 شاہ فیصل عالمی ایوارڈ

حدیث کے دفاع و تحقیق میں متنوع خدمات کے پیش نظر آپ کو **1400**ھ بمطابق **1980**ء میں شاہ فیصل ایوارڈ سے نوازا گیا۔ آپ کے اس اعزاز و تکریم کی تین وجوہات ذکر کی گئی ہیں، کتاب”دراسات فی تاریخ الحدیث النبوی“کی تصنیف،”صحیح ابن خزیمہ“کی تحقیق، اور علوم حدیث کی خدمت کے لیے کمپیوٹر کے استعمال کی طرح ڈالنا۔ شیخ نے اس مناسبت پر اپنی تقریر میں ہی اس ایوارڈ کی تمام رقم مدارس کے مستحق ذہین طلبہ کے لیے مختص کرنے کا اعلان کیا۔ اس حوالے سے تفصیل جائزۃ الملک فیصل کی ویب سائٹ پر دیکھی جاسکتی ہے۔
* اس کے علاوہ شاہ خالد بن عبد العزیز نے آپ کی عظیم خدمات کے اعتراف میں **1982** کے دوران آپ کو ’میڈل آف میرٹ‘ درجہ اول سے سرفراز کیا۔

4 سعودی شہریت

1980ء میں حدیث کی گرانقدر خدمات کے پیش نظر آپ کو سعودی شہریت عطا کی گئی۔
ڈاکٹر محمد مصطفیٰ اعظمی صاحب نے سعودی شہریت حاصل ہونے کے باوجود اپنے ملک، علاقہ اور اپنے ادارہ سے برابر تعلق رکھا ہے، تقریباً ہر سال ہی اپنے وطن کا سفر کرتے رہے ہیں، اپنے علاقہ کے لوگوں کی فلاح وبہبود کے لئے متعدد کام کرواتے رہے ہیں۔

5 تواضع اور انکساری

اتنے بڑے عالم دین، قدیم وجدید کے جامع، اعلیٰ انعامات حاصل کرنے کے باوجود، شیخ عاجزی وانکساری کا پیکر تھے، نمود و نمائش سے کوسوں دور، ذرا گوگل کرکے دیکھیں، ایک دو ویڈیوز اور تین چار تصاویر کے علاوہ آپ کو ان کی کوئی تصویر نظر نہ آئے گی۔ آج بعض نوجوانوں کو کسی یورپی یونیورسٹی میں داخلہ مل جائے، تو وہ اس نعمت کے شکرانے کے طور پر داڑھی کا مذاق اڑانا فخر سمجھتا ہے، لیکن اس مرد مجاہد نے مغربی یونیورسٹیوں میں پڑھا بھی اور پڑھایا بھی، لیکن اسلامی اقدار اور مشرقی روایات پر حرف نہیں آنے دیا، ہمارے ایک پاکستانی محقق امریکہ کی کسی یونیورسٹی میں قبول کر لیے گئے، وہاں جاکر ایسا دماغ خراب ہوا، علی الاعلان کہنا شروع ہوئے کہ'علم کے سمندر تو یہاں بہہ رہے ہیں، ابھی تک ہم جہالت میں ہی رہے' یہ مرعوبیت آپ کو شیخ مصطفیٰ اعظمی کی تقریر و تحریر میں کہیں نظر نہیں آئے گی، بلکہ ایک انٹرویو کے درمیان شیخ سے سوال کیا گیا : آپ کی مستشرقین کے بارے کیا رائے؟ کہنے لگے میرے نزدیک علوم اسلامیہ میں مستشرقین کی تحقیق پرکاہ کے برابر بھی حیثیت نہیں رکھتی، انٹرویو نگار نے کہا : شیخ اس قدر صراحت کے ساتھ آپ اتنی بڑی بات کہہ رہے ہیں، لوگ آپ کو متشدد نہیں کہیں گے؟ شیخ نے مکمل اعتماد سے جواب دیا : کہتے رہے ہیں۔ جو ہمیں متشدد اور دہشت گرد کہتا ہے، حقیقت میں وہ خود علمی و فکری دہشت گردی میں مبتلا ہیں۔

در حقیقت شیخ کی زندگی ہم نوجوانوں کے لیے نمونہ ہے، جنہوں نے جدید وسائل و ذرائع کو استعمال کیا ہے، مغرب کو پڑھا، اس کا رد بھی کیا، لیکن ان کے ہاتھوں استعمال نہیں ہوئے، اعتدال و تحقیق کے نام پر اپنی اقدار و روایات کا سودا نہیں کیا۔

6 وفات

علمی و تحقیقی کوہ پیمائی سے بھرپور زندگی گزار نے والے یہ محقق و محدث یو م الاربعا بدھ 2 ربیع الثانی۔ **1439**ھ بمطابق **20** دسمبر۔ **2017**ءکے طلوع آفتاب کے ساتھ، اگلے جہاں کو روانہ ہوئے۔ قمری حساب سے آپ کی عمر تقریبا **90** سال بنتی ہے۔ اسی روز بعد نماز ظہر ریاض کی معروف مسجد الراجحی میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ آپ کی وفات کی خبر آپ کے اقامتی وطن سعودیہ یا مسقط راس ہند میں ہی نہیں، بلکہ پورے عالم اسلام میں علم و تحقیقی حلقوں میں رنج و ملال کے ساتھ سنی گئی۔ مسلکاً آپ ایک خاص مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے، لیکن قرآن و حدیث کے دفاع میں آپ کی خدمات کے سبب تمام اہل علم و تحقیق کے ہاں آپ احترام و اکرام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔

7 اولاد

آپ کے تین بچے ہیں۔

1۔ بیٹی"فاطمہ مصطفیٰ اعظمی"امریکہ سے ایم کام اور پی ایچ ڈی کرنے کے بعد"شیخ زاید یونیورسٹی"میں معاون پروفیسر ہیں۔
2۔ بڑے بیٹے"عقیل مصطفیٰ اعظمی"امریکہ سے انجینئرنگ میں ماسٹر اور پی ایچ ڈی کرنے کے بعد "کنگ سعود یونیورسٹی"میں مساعد پروفیسر ہیں۔
3۔ چھوٹے بیٹے جناب"انس مصطفیٰ اعظمی" نے انگلینڈ سے پی ایچ ڈی کی ہے اور شاہ فیصل اسپتال میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔

8 تصنیفی و تحقیقی خدمات

آپ کی علمی خدمات کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

1۔ "اسٹڈیز ان ارلی حدیث لٹریچر۔ **Studies in Early Hadith Literature**": یہ کتاب دراصل ڈاکٹر مصطفی اعظمی صاحب کا تحقیقی مقالہ ہے جو انگریزی زبان میں تحریر کیا گیا تھا جس کا پہلا ایڈیشن بیروت سے۔1968ء میں شائع ہوا، دوسرا ایڈیشن۔ 1978ء اورتیسرا ایڈیشن۔ 1988ء میں امریکہ سے شائع ہوا اور اس کے بعد نہ صرف متعدد ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں بلکہ یہ سلسلہ تادم تحریر جاری ہے۔ اس کا۔ 1993ء میں ترکی زبان میں اور 1994ء میں انڈونیشی اور اردو زبان میں ترجمہ شائع ہوچکا ہے۔ مشرق ومغرب کی متعدد یونیورسٹیوں میں یہ کتاب نصاب میں داخل ہے۔

2۔ "دراسات فی تاریخ الحدیث النبوی"۔ شیخ کی یہ کتاب جیسا کہ اوپر گزرا ان کا پی ایچ ڈی کا مقالہ ہے، اس کتاب میں گولڈ زیہر اور اس کے پیرو جوزف شاخت کے ان اعتراضات و شبہات کا محاکمہ کیا گیا ہے، جو انہوں نے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پھیلانے کی کوشش کی تھی۔ ایک عربی چینل ’ صفا‘ میں انٹرویو دیتے ہوئے، شیخ نے بتایا، "میں جب قطر میں مقیم تھا، تو ایک معروف امریکی کمپنی نے کچھ مستشرقین کی کتابیں تقسیم کیں، جن میں جوزف شاخت کی کتاب بھی تھی، میں نے وہ کتاب پڑھی، تو اس میں موجود سطحیت اور جہل مرکب کے نمونے دیکھ کر بہت حیران ہوا، اور وہیں سے عزم کیا کہ مستشرقین کی اس علمیت کا پول انہیں کے گھر بیٹھ کر کھولوں گا، یوں برطانیہ جامعہ کیمبرج آئے، اور یہاں آکر تاریخ و تدوین حدیث پر یہ شاندار مقالہ تیار کیا"۔ سنن ابن ماجہ کی تحقیق کے مقدمے میں رقم طراز ہیں کہ "یہاں میرا مقصد ڈگری کا حصول نہیں تھا، کہ میرے نزدیک اس کی کوئی حیثیت ہی نہیں، اصل مقصد یہی تھا کہ ان مستشرقین کو ان کی زبان میں ان کی اوقات یاد دلا دی جائے، جو الحمدللہ پورا ہوا"۔

3۔ "تاریخِ تدوینِ قرآن"۔ شیخ رحمہ اللہ نے اس موضوع پر ایک کتاب تصنیف فرمائی، جس کا نام کچھ اس طرح ہے :

The History of the Quranic text from Revelation to Compilation, A comparative Study with the old and new Testments.

"دی ہسٹری آف قرآنک ٹیکسٹ فرام ریوی لیشن ٹو کمپائلیشن"اس کتاب میں قرآن کریم کی تدوین سے متعلق تفصیلی گفتگو کی گئی ہے، وحی قرآن سے لیکر مصحف عثمان کی تدوین تک کے عرصے سے متعلق جتنے اعتراضات تھے، سب کا شافی جواب دیا گیا ہے، یہ کتاب بھی کسی مستشرق کے ایک مضمون کا جواب ہے، جس میں اس نے تحریف قرآن کے اثبات کی سعی نا مسعود کی تھی۔ کتاب کی پہلی اشاعت 2013ء میں برطانیہ سے ہوئی، اس کے بعد اب تک مختلف ممالک سے اس کے کئی ایڈیشنز چھپ چکے ہیں، جبکہ اس کا ترکی وغیرہ زبانوں میں ترجمہ بھی ہوچکا ہے۔

4. "کاتبینِ وحی"۔ اس کتاب کا عربی نام ' کتّاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ' ہے، اس میں کاتبین وحی کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا، پہلی قسم جو بہ کثرت کتابت کا فریضہ سر انجا م دیا کرتے تھے، مثلا زید بن ثابت، ابی بن کعب، معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم۔ دوسری قسم جن سے کتابت مروی ہے، لیکن وہ پہلی قسم کی طرح کتابت میں مشہور نہیں، مثلاً ابو بکر صدیق، عمر فاروق، ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہم۔ تیسری قسم ان ناموں پر مشتمل ہیں، جنہیں ڈاکٹر حمید اللہ حیدرآبادی رحمہ اللہ کے علاوہ کسی اور نے ذکر نہیں کیا۔ اس قسم میں جعفر بن ابی طالب، عباس بن عبد المطلب وغیرہما نام مذکور ہیں، رضی اللہ عنہم اجمعین۔

کتاب میں تراجم ذکر کرتے ہوئے حروف تہجی اور اختصار ملحوظ رکھا گیا ہے۔ مورخین نے عموماً چالیس تا پینتالیس کاتبین نبی کا ذکر فرمایا ہے؛ لیکن ڈاکٹر اعظمیٰ صاحب نے ساٹھ سے زیادہ کاتبینِ وحی کا ذکر تاریخی دلائل کے ساتھ فرمایا ہے۔ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ۔ 1974ء میں دمشق سے اور دوسرا ایڈیشن۔1978ء میں بیروت سے اور تیسرا ایڈیشن۔1981ء میں ریاض سے شائع ہوا ہے۔ اس کے بعد اس کتاب کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ جلد ہی شائع ہوا ہے۔

5. "منہج النقد عند المحدثین"۔ اس کتاب کا موضوع نام سے ہی ظاہر ہے ،مستشرقین کا رد کرتے ہوئے، اس طرح کے موضوع کا ذہن میں آنا ایک فطری سی بات ہے، کہ جس منہج کو دشمنان اسلام نہیں سمجھ سکے، وہ کیا منہج ہے؟ اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم جن پر 'خر دماغ ٹولہ' میں سے ہر کوئی تنقید کرنا اپنا فریضہ سمجھتا ہے، وہ تحقیق و تنقید کے کن اعلیٰ پیمانوں سے گزر کر ہم تک پہنچ چکی ہیں، یہ باتیں اعداء اسلام اور ان کے چیلوں سے پہلے احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنے والے لوگوں کو پتہ ہونی چاہییں۔ کہ احادیث کی تحقیق و تفتیش، اس کے اصول، اور ائمہ کے اس حوالے سے مناہج یہ سب تفصیلات علوم حدیث، فن جرح و تعدیل، اور علم علل وغیرہ کی کتابوں میں پہلےسے موجود

ہیں، لیکن جب سے مستشرقین کے اعتراضات کا ظہور ہونا شروع ہوا، اور مسلمانوں میں فتنہ انکار حدیث شروع ہوا، اس بحث کے تناظر میں یہ موضوع ایک اور انداز سے شروع ہوا ہے، شیخ اعظمی کی یہ کتاب اس موضوع پر لکھی جانے والی پہلی کتاب نہیں تو اوائل کتابوں میں شمار ہوتی ہے۔

شیخ کی یہ کتاب در حقیقت امام مسلم کی کتاب 'التمییز' کی تحقیق کے ساتھ بطور مقدمہ نشر ہوئی، جس نے بعد میں اضافہ جات کے ساتھ ایک مکمل کتاب کی شکل اختیار کرلی۔

علمی حلقوں میں شروع ہونے والی بحث 'منہج متقدمین و منہج متاخرین' کے تناظر میں اس کتاب کو دیکھا جائے، تو محسوس ہوتا ہے، 'تفریقی سوچ' کے راہ دکھانے والے اسباب میں سے ایک سبب یہ کتاب اور اس کے مصنفِ علام بھی ہیں۔ منہج محدثین میں تفریقی سوچ کو پوری آب و تاب کے ساتھ پیش کرنے والے اوائل محققین میں ڈاکٹر حمزہ ملیباری ہیں، جنہوں نے فن حدیث کا درس ڈاکٹر احمد نور سیف سے لیا ہے، اور وہ شیخ مصطفیٰ اعظمی رحمہ اللہ کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔

6۔ "محدثینِ یمامہ"۔ شیخ کی ایک کتاب ہے" المحدثون من اليمامة إلى **250**ھ تقریباً"، اس کتاب میں یمامہ سے تعلق رکھنے والے سو سے زائد محدثین و راویان حدیث کا تذکرہ کیا گیا ہے، کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ یمامہ اور اہل یمامہ کے متعلق اس انداز کی مستقل تصنیف پہلے موجود نہیں تھی، باوجود یہ کہ یہ خیر القرون میں علم و فضل کا مرکز رہا ہے۔ اور جلیل القدر محدثین یہاں موجود تھے، یا محدثین یمامہ سے احادیث سننے کے لیے یہاں حاضر ہوا کرتے تھے۔

7۔ "مغازی عروہ بن زبیر"۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے عروہ بن زبیر رحمہ اللہ روایت حدیث کے ساتھ ساتھ سیرت و تاریخ میں بھی نمایاں مقام رکھتے ہیں، بعض علماء نے انہیں سیرت نبوی کا اول مصنف قرار دیا ہے، ان کی کتاب المغازی معروف، لیکن مفقود ہے، شیخ نے عزم باندھا اور بطون کتب سے ان کی مروياتِ سیر و مغازی کو مرتب کرنے کا بیڑا اٹھایا، یوں پہلی بار **1401**ھ بمطابق**1981**ء میں مغازی عروہ بن زبیر کے عنوان سے کتاب منظر عام پر آئی۔ ادارہ ثقافتِ اسلامیہ پاکستان نے اس کتاب کا اردو ترجمہ کر کے**1987**ء میں شائع کیا ہے، اس کتاب کا انگلش ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔

8۔ "موطا مالک"۔ شیخ نے مستقل تصنیف و تالیف سے ہٹ کر کچھ کتب کی تحقیق بھی کی ہے، انہیں میں سے ایک تحقیق موطا امام مالک بروایۃ یحیی لیثی ہے، جس کا مقدمہ تقریباً پانچ سو صفحات پر مشتمل ہے، جو بذات خود ایک مستقل کتاب کی حیثیت رکھتا ہے، آٹھ جلدو ں میں مطبوع اس کتاب کی آخری دو جلدیں علمی فہارس پر مشتمل ہیں۔

9. "صحیح ابن خزیمہ"۔ حدیث کی معروف کتاب 'صحیح ابن خزیمہ' کے متعلق معروف ہے کہ حافظ ابن حجرؒ وغیرہ کے زمانے سے ہی اس کا اکثر حصہ مفقود ہے، جو کچھ موجود تھا، وہ بھی مکتبات میں شائقین کی پہنچ سے دور تھا، شیخ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے صحیح ابن خزیمہ کے ایک تہائی حصے"کتاب الوضوء سے کتاب الحج" تک کی تحقیق کی، اور اسے منظر عام پر لائے۔ شیخ نے اس کتاب پر کافی محنت کی، کیونکہ اس کا صرف ایک ہی مخطوط تھا، لہذا نص کی تصحیح و تقویم میں رہ نمائی کے لیے دیگر مصادر حدیثیہ کی چھان پھٹک کرنا پڑی، اس کتاب کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ جو احادیث صحیحین کے علاوہ ہیں، ان پر حکم بھی لگایا گیا ہے، اور' احکامِ حدیث'پر باقاعدہ شیخ البانی رحمہ اللہ کی نظرثانی بھی کروائی، جہاں شیخین کا اختلاف ہوا، وہاں شیخ البانی کی رائے کو ہی ترجیح دی گئی ہے۔ البتہ اس کتاب کا تیسرا ایڈیشن **1430**ھ میں چھپا، جس میں تخریج و تحقیق حدیث سے متعلق تعلیقات ختم کردی گئی ہیں۔ شیخ البانی رحمہ اللہ سے' خصوصی پیار و محبت' رکھنے والے کچھ لوگوں نے اس بات کو عجب رنگ دیا ہے، بلکہ بعض لوگوں نے تو اس سے شیخ اعظمیٰ کا شیخ البانی سے تنفر بھی کشید کرنے کی کوشش کی ہے، حالانکہ بات بالکل سیدھی ہے، اگر اس طرح کا کوئی معاملہ ہوتا، تو البانی کی'نظرثانی'ختم کرتے، اپنی تعلیقات تو باقی رکھتے ؟!۔

10۔"کتاب التمییز للامام مسلم": امام مسلمہ کی اصول حدیث کی مشہور کتاب التمییز آپ کی تحقیق وتخریج کے بعد شائع ہوئی۔

11۔ "اسٹڈیز ان حدیث میتھاڈولوجی اینڈ لٹریچر **Studies in Hadith Methodology and Literature**": اس کتاب میں حدیث کے طریقِ کار سے بحث کی گئی ہے؛ تاکہ احادیث کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ نیز مستشرقین نے جو شبہات پیدا کردیئے تھے، ان کا ازالہ کرنے کی ایک بہترین کوشش ہے۔ مصنف نے اس کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے، پہلے حصہ میں احادیث کے طریق کار سے بحث کی گئی ہے؛ جبکہ دوسرے حصہ میں حدیث کے ادبی پہلو کو صحاحِ ستہ اور دوسری کتب حدیث کی روشنی میں اجاگر کیا ہے۔ یہ کتاب انگریزی داں حضرات کے لئے علوم وادب حدیث کے مطالعہ کا اہم ذریعہ ہے جو مختلف یونیورسٹیوں کے نصاب میں داخل ہے۔ کتاب کا پہلا اور دوسرا ایڈیشن۔**1977**ء میں امریکہ سے، تیسرا ایڈیشن۔ **1988**ء میں امریکہ سے شائع ہوا۔ اس کے بعد متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

12۔"آن ساچیٹس آریجن آف محمد جوریس پروڈینس **On Schacht's Origins of Muhammadan Jurisprudence**": مشہور ومعروف مستشرق 'شاخت' کی کتاب کا تنقیدی جائزہ اور فقہ اسلامی کے متعلق اس کے ذریعہ اٹھائے گئے اعتراضات کے مدلل جوابات پر مشتمل ایک اہم تصنیف ہے جو مختلف یونیورسٹیوں کے نصاب میں داخل ہے۔ یہ کتاب **243**

صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن 1985ء میں نیویارک سے، دوسرا ایڈیشن 1996ء میں انگلینڈ سے شائع ہوا ہے۔ اس کے بعد متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور سلسلہ برابر جاری ہے۔ یہ کتاب دنیا کی مختلف یونیورسٹیوں کے نصاب میں داخل ہے۔ 1996ء میں اس کا ترکی زبان میں ترجمہ شائع ہوا۔ عربی زبان میں ترجمہ اور اردو میں ملخص طباعت کے مرحلہ میں ہے۔

- **13.** ”اصول الفقہ المحمدی“ للمستشرق شاخت (دراسة نقدية) یہ ڈاکٹر محمد مصطفیٰ اعظمی صاحب کی انگریزی زبان میں تحریر کردہ کتاب کا عربی ترجمہ ہے جو ڈاکٹر عبدالحکیم مطرودی نے کیا ہے، جو ابھی تک شائع نہیں ہوسکا ہے۔

- **14.** ”العِلَل لعلی بن عبداللہ المدینی“: آپ کی تحقیق وتعلیق کے بعد اس کا پہلا ایڈیشن 1972ء میں اور دوسرا ایڈیشن 1974ء میں شائع ہوا۔ اس کے بعد سے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

- **15.** ”سنن ابن ماجہ“: حدیث کی اس اہم کتاب کی آپ نے تخریج وتحقیق کرنے کے بعد اس کو کمپیوٹرائز کرکے چار جلدوں میں 1983ء میں ریاض سے شائع کروایا۔ احادیث کو کمپیوٹرائز کرنے کا سلسلہ آپ نے کسی حد تک کیمبرج یونیورسٹی میں پی ایچ ڈی کے دوران شروع کردیا تھا۔

- **16.** ”سنن کبریٰ للنسائی“: آپ نے 1960ء میں اس کے مخطوطہ کو حاصل کرکے اس کی تخریج وتحقیق کے بعد اشاعت فرمائی۔

- **17.**”صحیح بخاری کا مخطوطہ“: متعدد علماء کے حواشی کے ساتھ 725ھ میں تحریر کردہ صحیح بخاری کا مخطوطہ جو1977ء میں استنبول سے حاصل کیا گیا ،موصوف کی تحقیق کے بعد طباعت کے مرحلہ میں ہے۔

مختصر یہ کہ ڈاکٹر محمد مصطفیٰ اعظمی صاحب نے حدیث کی عظیم ترین خدمات انجام دی ہیں، ان کی خدماتِ حدیث اور علمی تفوق وامتیاز کا اعتراف عالم اسلام ہی نہیں؛ بلکہ مستشرقین نے بھی کیا ہے۔ مزید یہ کہ موصوف کی اکثر کتابیں انٹرنیٹ پر مفت ڈاون لوڈ کے لئے میسر ہیں۔ اس طرح آپ کی خدمات کا فیض نہ صرف آج بھی جاری ہے بلکہ تاقیامت جاری رہے گا!۔

9 حوالہ جات

1۔عظیم محدث و محقق شیخ محمد مصطفٰی اعظمی رحمہ اللہ۔ حافظ خضرحیات، مدینہ منورہ۔
2۔عظیم محدث ڈاکٹر محمد مصطفٰی اعظمی؛ حیات وخدمات ۔ایس اے ساگر۔
3۔ڈاکٹر محمد مصطفٰی اعظمی۔ مقالہ سید عبدالماجد غوری۔ انڈیا۔
4۔محمد مصطفٰی اعظمی بھارتی نژاد سعودی محدث۔ آزاد دائرہ المعارف۔

35 پروفیسر شیخ ابوبکرجابر الجزائریؒ

1921ء تا 218ء

1 نام و نسب

أبوبکرجابر بن موسی بن عبدالقادر بن جابرالجزائريؒ.

2 ولادت اور وطن

الشیخ أبوبکرجابر الجزائريؒ سنة۔ 1921ء کو "لیوة"شہر بسکرہ جنوبی الجزائر میں پیدا ہوئے۔

3 ابتدائی تعلیم

الشیخ أبوبکرجابر الجزائريؒ نے ابتدائی تعلیم الجزائري علماء سے حاصل کی۔ پہلے حفظ القرآن الکریم کیا۔ پھر اللغة اور الفقه المالکي کی تعلیم حاصل کی۔

4 اساتذہ و شیوخ بلادالجزائر

ا۔ الشیخ نعیم النعیمي۔ 2۔ الشیخ عیسیٰ معتوقي۔ 3۔ الشیخ الطیب العقبي۔

5 ہجرتِ مدینہ

1952ء میں جب جزائر میں فرانسیسی استعمار نے دعوت وتبلیغ کے کام میں رکاوٹیں کھڑی کیں تو آپ"مدینہ منورہ"ہجرت کر آئے اور مدینہ منورہ کے اسوقت کے معروف علماء کرام سے علم حاصل کیا۔

6 اساتذہ و شیوخ مدینة الرسول

4۔ الشیخ عمر بري۔ 5۔ الشیخ محمدالحافظ۔ 6۔ الشیخ محمدالخیال۔

7 درس و تدریس

”مدینہ یونیورسٹی“کے ابتدائی اساتذہ میں الشیخ أبوبکرجابر الجزائریؒ کا شمار ہوتا ہے 1380ھ سے لے کر 1406ھ تک آپ”جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ“میں مسندِ تدریس پر فائز رہے۔ عرصہ پچاس سال سے مسجدنبوی میں درس ارشاد فرما رہے تھے جو کہ ایک بہت بڑی سعادت ہے۔

اللّٰہ کی توفیق سے مجھے زین عرفان اعوان کو بھی آپ کے دروس میں شرکت کا موقع ملا تب دو سال قبل محدثین کے طریقے کے مطابق آپ کی تفسیر"أیسر التفاسیر" آپ پر پڑھی جا رہی تھی اور تمام طلبہ سماع کر رہے تھے، ضرورت پڑنے پر آپ بعض مقامات پر قاری کو روک کر مختصر گفتگو کرتے اور قاری آپ کے اشارے پر پھر سے عبارت پڑھنے میں مشغول ہو جاتا۔
بعد از تدریس آپ دعا کے لیے ہاتھ اٹھا لیتے لوگوں کی کثیر تعداد اس میں شریک ہوتی، دعا کے بعد لوگ آپ سے مصافحہ میں مصروف ہو جاتے۔

8 تلامذہ

جس شخصیت کو 26 سال”مدینہ یونیورسٹی“، اور 50 سال”مسجد نبوی“میں درس وتدریس کی سعادت نصیب ہوئی ہو ان کے شاگردوں اور مستفیدین کی تعداد کا اندازہ لگانا ناممکن ہے مشہور شاگردوں میں۔

1۔ علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ۔ 2۔ عمر بن حسن فلاته۔
3۔ عدنان الخطيري۔ 4۔ عبد اللّٰہ بن الشيخ محمد الأمين الشنقيطي۔
5۔ مختار بن الشيخ محمد الأمين الشنقيطي۔ 6۔ حسام الدين عفانة۔
7۔ شيخ صالح المغامسي۔ 8۔ فهد زين سلطان۔
9۔ الشيخ أبي عبدالمعز محمد علي فركوس۔ 10۔ عبد الحليم نصار السلفي۔
11۔ عبد الرحمن بن صالح بن محيي الدين۔ 12 عبداللّٰہ بن فايز الجهني۔
13۔ عبد الرحمن بن صدوق الجزائري۔ 14۔ إدريس بن إبراهيم المغربي۔
15۔ حمزة بن حامد بن بشير القرعاني۔ 16۔ عواد بن بلال بن معيض۔
اور دیگر شامل ہیں۔

9 عقیدہ و مسلک

الشیخ أبوبکرالجزائریؒ کا خاندان مالکی المسلک تھا ہجرتِ مدینہ کے بعد آپ اپنی علمی تحقیق اور قرآن وحدیث سے خصوصی دلچسپی کی بنیاد پر عقیدہ و مسلک میں سلفی ہوگئے کس کی تقلید نہیں کرتے تھے ۔ اشاعرہ کے سخت خلاف تھے۔

10 وفات اور تدفین

الشیخ أبوبکرجابرالجزائري نے فجر یوم الأربعاء بدھ۔ 4 ذوالحجۃ۔ 1439ھ بمطابق 15 أگست۔ 2018ء کو 97 سال کی عمر میں مدینۃالرسول میں وفات پائی۔ صلاۃ الجنازہ مسجد النبوي الشریف میں پڑھی گئی اور”جنت البقیع“میں دفن ہوئے۔ اللّٰہ تعالیٰ آپ کی جھود کو قبول کرے اور آپ کے علمی ورثے اور تلامذہ کو آپ کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔

11 ورع و تقویٰ

الشیخ أبوبکرجابرالجزائريؒ انتہائی متواضع اور تقویٰ سے متصف شخصیت کے مالک تھے۔

12 کیٹلاگ

آپ نے کئی ایک اھم کتب تصانیف کی جن میں سب سے زیادہ مقبولیت"منھاج المسلم"کو حاصل ہوئی اس کا اردو ترجمہ شیخ الحدیث محمد رفیق الأثری صاحب نے کیا اور دارالسلام کے معروف ادارے سے اس کے متعدد ایڈیشنز شائع ہو چکے ہیں دیگر موضوعات میں عقیدہ، سیرت، تفسیر، منھج، فقہ اور اصول فقہ پر آپ کے چھوٹی بڑی کتب ورسائل کی تعداد اسی سے زائد ہے۔

1۔ ”منھاج المسلم“۔”تمام شعبہ ہائے زندگی سے متعلق قرآن و سنت کی تعلیمات“ [illegible] کل آیات واحادیث 2585۔ آیات 819۔ تعداد احادیث 1766۔ صحیح 1619۔ ضعیف 147۔ موضوع وباطل 4 + 3 [illegible] مترجم شیخ الحدیث محمد رفیق الأثری۔ تخریج وتحقیق محدث حافظ زبیر علی زئیؒ۔ ناشر دارالسلام الریاض۔ لاھور [illegible] ”کتاب العقائد۔ آداب۔ أخلاق۔ عبادات۔ معاملات۔ جھاد۔ بیع واموال۔ نکاح وطلاق۔ وراثت۔ قسم ونذر۔ زبح۔ شکار۔ کھانوں اور مشروبات۔ جنایات۔ حدود۔ قضا وشھادت اورغلامی“وغیرہ۔

2۔ ”عقیدۃ المؤمن“۔ یشتمل علی أصول عقیدۃ المؤمن جامع لفروعھا۔ اردو ترجمہ”مومن کے عقائد“۔ مترجم۔ نصیر احمد ملی۔ ادارہ الدارالسلفیہ ممبئ۔

3۔ أیسر التفاسیر لکلام العلي الکبیر ۔ 4۔ الدولۃ الإسلامیۃ۔

5۔ ”المرأۃ المسلمۃ“۔ مترجم دارالکتب السلفیہ لاھور۔

6۔ الضروریات الفقھیۃ ۔ رسالۃ في الفقہ المالکي۔

7۔ ھذا الحبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم.. یا محب ۔ في السیرۃ۔

8۔ کمال الأمۃ في صلاح عقیدتھا۔ 9۔ ھؤلاء ھم الیھود۔

10۔ نداءات الرحمن لأھل الإیمان - شرح فیہ آیات "یا أیھا الذین ءامنوا" في کامل القرآن۔

12. رسائل الجزائري وهي ـ رسالة تبحث في الإسلام والدعوة.

13 مصادر و مراجع

1. الشيخ أبو بكر الجزائري ـ زين عرفان اعوان.
2. وفاة العلامة أبو بكر الجزائري – تاريخ الاطلاع: 15 أغسطس 2018.
3. حوار مع فضيلة الشيخ أبي بكر الجزائري نسخة محفوظة 23 نوفمبر 2011.
4. ترجمة (إمام المسجد النبوي) فضيلة الشيخ أبو بكر جابر الجزائري صيد الفوائد. وصل لهذا المسار في 1 مايو 2017 نسخة محفوظة 11 نوفمبر 2017.
5. "التعريف بالشيخ أبي عبد المعز محمد علي فركوس حفظه الله | الموقع الرسمي لفضيلة الشيخ أبي عبد المعز محمد علي فركوس حفظه.
6. "محمد علي فركوس". ويكيبيديا، الموسوعة الحرة. 2017-04-03.
7. أبو بكر الجزائري. مؤلف كتاب "منهاج المسلم" الجزيرة نت، 24 أكتوبر 2016. وصل لهذا المسار في 1 مايو 2017 نسخة محفوظة 17 أكتوبر 2018.
8. مؤلفات الشيخ موقع الشيخ أبو بكر الجزائري. وصل لهذا المسار في 1 مايو 2017 نسخة محفوظة 03 مايو 2017.

36 ڈاکٹر شیخ سعیدبن علی القحطانیؒ

1372ھ تا 1439ھ

1 نام و نسب

سعيد بن على بن وهف بن محمد القحطاني، ”آل جحيش قبيلة آل سليمان“۔

2 خاندان

ڈاکٹر سعید بن علی القحطانیؒ علمی خاندان سے ہیں، اللہ نے انہیں خوب نوازا، چنانچہ ان کے والد ”علی بن وہف“ ال سلیمان تھے، موصوف 1416ھ میں فوت ہوئے، ان کے دس بیٹے ہیں۔
1۔ ”الدکتور سعید“۔ 2۔ ”حسین“۔ 3۔ ”الدکتور سعد“(لغة إنجليزية)۔ 4۔ ”عبد الله“ (علوم شرعية)۔ 5۔ ”هادي“(علم اجتماع)۔ 6۔ ”الأستاذ وهف“(إدارة تربوية)۔ 7۔ ”ڈاکٹر سلیمان“: افسر ۔ 8۔ ”محمد“: افسر۔ 9۔ ”عوض“: افسر۔ 10۔ ”عایض“۔

3 ولادت اور وطن

سعید بن علی بن وھف القحطانیؒ 25 شوال 1372ھ میں”وادي العرين“۔”بجبال السود“ میں پیدا ہوئے۔ جو”أبها شہر“سے تقریباً 150 کلو میٹر مشرق میں صوبہ”عسیر“کے اندر واقع ہے۔ یہ سعودی عرب کا جنوبی علاقہ ہے اس کی سرحد یمن سے ملتی ہے۔ اور آپ نے 1399ھ میں سعودی عرب کے دارالحکومت ریاض میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

4 ابتدائی تعلیم

ڈاکٹر سعید بن علی القحطانیؒ نے ابتدائی تعلیم ۔1387ھ میں”مدرسة العرين“سے حاصل کی۔

5 اساتذہ و شیوخ

1۔ الشیخ العلامة عبدالعزیز بن عبد اللّٰہ بن بازؒ ۔ چانسلر جامعة اسلامیة مدینہ منورہ اور مفتی اعظم السعودیہ۔

2. الشيخ أحمد بن أحمد، مصطفى أبوالحسن، مدرس القرآن والقراءات كلية أصول الدين جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية۔
3. الشيخ حسن بن أحمد بن حماد مدرس القرآن الكريم بكلية أصول الدين جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية۔

6 درسی کتب

آپ نے اپنے اساتذہ و شیوخ سے 1400ھ تا 1420ھ مندرجہ ذیل کتب پڑھیں۔
الكتب الستة * "1. بخاری • 2. مسلم • 3. ابوداؤد • 4. ترمذی • 5. نسائی • 6. ابن ماجہ • 7. مسند الإمام أحمد • 8. موطأ الإمام مالك • 9. سنن الدارمي • 10. شرح السنة للبغوي"• التفسير* "11. تفسير القرآن العظيم لابن كثير • 12. تفسير الإمام البغوي"• المصطلح * "13.نخبة الفكر لابن حجر • 14. شرح ألفية العراقي"• العقيدة * "15. الأصول الثلاثة • 16. فضل الإسلام • 17. كتاب التوحيد ۔ للإمام محمد بن عبد الوهاب • 18. العقيدة الواسطية • 19. العقيدة الحموية ۔ ابن تيمية • 20. العقيدة الطحاوية • 21. كتاب التوحيد ۔ بن خزيمة • 22. فتح المجيد شرح كتاب التوحيد"• كتب ابن تيمية * "23. مجموع الفتاوى • 24. الاستقامة • 25. الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر"• كتب ابن القيم * "26 ۔ زاد المعاد • 27. إغاثة اللهفان من مصائد الشيطان • 28. مفتاح دار السعادة • 29. كتاب الروح"• 30. كتب أئمة الدعوة النجدية • كتب الأحكام * "31. بلوغ المرام ابن حجر • 32. منتقى الأخبار ۔ مجد الدين ابن تيمية • 33. عمدة الأحكام ۔ للمقدسي"• الفقه * "34. الروض المربع"• الفرائض * "35. الفوائد الجلية في المباحث الفرضية"• التاريخ والسير *" 36. البداية والنهاية لابن كثير"• وغيرهم الدروس النافعة۔

7 اعلیٰ تعلیم

1۔ ڈاکٹر سعید بن علی القحطانیؒ نے 25 محرم 1412ھ میں"جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية الرياض"سے ۔ "M. A ۔ ایم اے"کیا، مقالے کا نام : «الحكمة في الدعوة إلى اللّٰه» ہے تعداد صفحات۔ 613.
2- آپ نے 15 ذیقعد۔ 1419ھ"جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية الرياض"سے"P. H . D. پی ۔ ایچ ۔ ڈی" کی ڈگری حاصل کی مقالہ ڈاکٹریٹ کا نام : « فقه الدعوة في صحيح الإمام البخاري » ہے 2۔ جلدیں تعداد صفحات۔ 1289.

8 عام حالات

ڈاکٹر سعید بن علی کا تعلق قحطانی قبیلے سے تھا. جوانی سے ہی درس و تدریس، تالیف میں مصروف ہو گئے. ان کی مستند دعاؤں، ذکر و اذکار کی مشہور کتاب "حصن المسلم" دنیا کی پچاس سے زیادہ مشہور زبانوں میں ترجمہ ہو چکی. شاید ہی سعودیہ یا خلیجی ممالک کی کوئی ایسی مسجد ہو جہاں حصن المسلم موجود نہ ہو. شیخ وهف القحطاني رحمه الله کے حصن المسلم کتاب پر کوئی حقوق محفوظہ نہیں تھے. اس مختصر کتاب کی مقبولیت، نفع بخش علم کی نشانی ہے. عظیم صدقہ جاریہ ہے. اس کے علاوہ عقیدہ، توحید، سیرت النبی، عبادات، الدعوة إلى الله، جہاد، اسلامی معاشرت اور تزکیہ وغیرہ پر آپ کی کئی کتب ہیں.

9 عقیدہ و مسلک

ڈاکٹر سعید بن علی القحطانیؒ عقیدہ و مسلک میں"100%سو فی صد"سلفی تھے۔ آپ نے ساری زندگی قرآن و حدیث کی روشنی پھلاتے ہوئے گزاری۔ آپ کی سو سے زائد کتب ہیں اور ہر کتاب پر "ضوء الكتاب والسنة" لکھا ہوا ہے۔ آپ محقق تھے مقلد نہیں تھے گمراہ فرقوں مثلاً صوفیہ اور اشاعرہ کے سخت خلاف تھے۔

10 وفات اور تدفین

ذوالحجہ کے مہینے میں آپ کی بیماری کی خبر منتشر ہوئی. ان کے قریبی فیملی کے افراد کی طرف سے دعاؤں کی درخواست کی گئی تھی. ایک ماہ تک علیل رہنے کے بعد 21 ذو الحجة. 1439ھ بمطابق یکم اکتوبر۔2018ء کو 67 سال کی عمر داعی اجل کو لبیک کہا. شیخ کی نماز جنازہ اسی دن عصر کی نماز کے بعد "جامع الراجحي" ریاض سعودی عرب میں ادا کی گئی. تدفین مقبرہ النسیم ہوئی۔

11 کیٹلاگ

ڈاکٹر شیخ سعید علی بن وهف القحطانيؒ 100 سے زیادہ کتابوں کے مؤلف ہیں ۔ 16 یا 17 کتب کے اردو تراجم ہوچکے ہیں۔

*1 عقائد و ایمان

1۔ شرح أسماء الله الحسنى في ضوء الكتاب والسنة.

2۔ الثمر المجتنى مختصر شرح أسماء الله الحسنى في ضوء الكتاب والسنة.

3۔ "عقيدة المسلم في ضوء الكتاب والسنة"۔ عدد المجلدات۔ 2.

4۔"بیان عقیدة أهل السنة والجماعة ولزوم اتباعها في ضوء الکتاب والسنة"۔"عقیدہ اہل سنت والجماعت کا بیان اور اس کی پابندی کی اہمیت"(اتوار 05 اگست 2012ء)
5 ۔ نور التوحید وظلمات الشرك في ضوء الکتاب والسنة۔
6۔ "نور الإسلام وظلمات الکفر في ضوء الکتاب والسنة"۔ اسلام کا نور اور کفر کی تاریکیاں ۔ ناشر مکتبہ اسلامیہ لاهور۔
7۔ شرح العقیدة الواسطیة لشیخ الإسلام ابن تیمیة في ضوء الکتاب والسنة۔
8۔ قضیة التکفیر بین أهل السنة و فرق الضلال في ضوء الکتاب والسنة۔
9۔ "النور والظلمات في ضوء الکتاب والسنة" ۔"نور وظلمات کتاب وسنت کے آئینہ میں"۔ ناشر: شعبہ نشر و اشاعت مرکز الدعوة والارشاد || (منگل 05 جولائی 2011ء)
10۔"نور الإیمان وظلمات النفاق في ضوء الکتاب والسنة"۔ ایمان کے ثمرات نفاق کے نقصانات مترجم مکتبہ اسلامیہ لاهور۔
11۔"الفوز العظیم والخسران المبین في ضوء الکتاب والسنة"۔ "جنت و جهنم کے نظارے" ۔ ناشر : مکتبہ دعوت توعیة الجالیات ، ربوہ ، ریاض (جمعہ 17 جون 2011ء)
12۔ الاعتصام بالکتاب والسنة أصل السعادة في الدنیا والآخرة ونجاة من مضلات الفتن۔
13۔ "نور السنة وظلمات البدعة في ضوء الکتاب والسنة"سنت کی رغبت اور بدعت کی مذمت۔ مترجم مکتبہ اسلامیہ لاهور۔
14۔"نور الإخلاص وظلمات إرادة الدنیا بعمل الآخرة في ضوء الکتاب والسنة" اخلاص کے ثمرات اور ریاکاری کے نقصانات. مترجم مکتبہ اسلامیہ لاهور۔
15۔ نور التقوی وظلمات المعاصي في ضوء الکتاب والسنة۔
16۔"گناہوں کا کفارہ اور مغفرت کا ذریعہ بننے والے عمال" [illegible] تعداد آیات 47 ۔ تعداد احادیث ۔ 151 [illegible] طبع نعمانی کتبجانہ لاهور۔

*2 سیرة الرسول ﷺ

17۔ رحمة للعالمین۔
18۔ وداع الرسول صلی الله علیه وسلم لأمته۔
19۔"رسول الله صلی الله علیه وسلم کے الوداعی کلمات" ۔ ناشر مکتبہ سلامیہ لاہور۔

*3 صلاة الرسول

20۔"طهور المسلم في ضوء الکتاب والسنة"۔ "ہم طہارت کیسے حاصل کریں؟"۔ ناشر: دعوت وتوعیة الجالیات ربوہ ۔ ریاض || (جمعہ 20 اگست 2010ء)
21۔ "صلاة المومن في ضوء الکتاب والسنة" ۔ 3 جلدیں۔

22. قرة عيون المصلين في بيان صفة صلاة المحسنين من التكبير إلى التسليم في ضوء الكتاب والسنة۔
23. منزلة الصلاة في الإسلام.
24. أركان الصلاة۔
25. الخشوع في الصلاة في ضوء الكتاب والسنة۔
26. صلاة المسافر مفهوم وأنواع وآداب ودرجات وأحكام۔
27. صلاة المسافر = السفر وأحكامه في ضوء الكتاب والسنة۔
28. صلاة المريض۔ 29. المساجد۔ 30. الأذان والإقامة۔
31. الإمامة في الصلاة۔ 32. سجود السهو۔
33. صلاة الجماعة۔ 34. صلاة العيدين۔
35. ”صلاة التطوع“۔ ”نماز نفل کتاب وسنت کی روشنی میں“۔ناشر: وزارت اسلامی امور و اوقاف و دعوت و ارشاد، مملکت سعودی عرب || (اتوار 22 اگست 2010ء)
36. صلاة الاستسقاء۔ 37. صلاة الخوف.
38. صلاة الكسوف۔ 39. أحكام الجنائز.
40. ثواب القرب المهداة إلى أموات المسلمين۔

*4 الزكاة في ضوء الكتاب والسنة

41. الزكاة في الإسلام في ضوء الكتاب والسنة۔
42. منزلة الزكاة في الإسلام.
43. مصارف الزكاة في الإسلام.
44. زكاة الفطر في ضوء الكتاب والسنة.
45. زكاة الأثمان۔ 46. زكاة الخارج من الأرض
47. زكاة بهيمة الأنعام السائمة۔ 48. صدقة التطوع في الإسلام۔
49. زكاة عروض التجارة والأسهم والسندات۔

*5 الصيام في ضوء الكتاب والسنة

50. الصيام في الإسلام في ضوء الكتاب والسنة۔
51. فضائل الصيام وقيام صلاة التراويح۔
52. قيام الليل لسعيد بن وهف القحطاني۔

*6 الذكر والدعاء في ضوء الكتاب والسنة

53. ”حصن المسلم“۔ اردو ترجمہ دارالسلام ریاض ۔ لاھور۔
54. شرح حصن المسلم۔ 55. الدعاء من الكتاب والسنة۔

56. شروط الدعاء وموانع الإجابة في ضوء الكتاب والسنة۔
57. عظمة القرآن وتعظيمه وأثره في النفوس في ضوء الكتاب والسنة۔
58. "الذكر والدعاء والعلاج بالرقي من الكتاب والسنة". ہر مرض کا دعا اور دم سے علاج ۔ دارالابلاغ لاھور۔

*7 مناسك الحج والعمرة في ضوء الكتاب والسنة

59. مناسك الحج والعمرة في الإسلام في ضوء الكتاب والسنة۔
60. العمرة والحج والزيارة في ضوء الكتاب والسنة۔
61. مرشد المعتمر والحاج والزائر في ضوء الكتاب والسنة۔
62. صلة الأرحام مفهوم وفضائل وآداب وأحكام في ضوء الكتاب والسنة۔
63. رمي الجمرات في ضوء الكتاب والسنة وآثار الصحابة۔

*8 اسلامی معاشرت

64. بر الوالدين مفهوم , وفضائل وآداب وأحكام في ضوء الكتاب والسنة۔
65. الهدي النبوي في تربية الأولاد في ضوء الكتاب والسنة۔
66. الخلق الحسن في ضوء الكتاب والسنة۔
67. "آفات اللسان في ضوء الكتاب والسنة"."زبان کی تباہ کاریاں" ناشر: مکتبہ محمدیہ، لاہور || (جمعرات 03 اپریل 2014ء)
68. إظهار الحق والصواب في حكم الحجاب۔
69. الاختلاط بين الرجال والنساء۔

*9 الدعوة إلى الله

70. "الحكمة في الدعوة إلى الله تعالىٰ" عدد الصفحات۔ 613۔
71. كيفية دعوة الملحدين إلى الله تعالىٰ في ضوء الكتاب والسنة۔
72. كيفية دعوة الوثنيين إلى الله تعالىٰ في ضوء الكتاب والسنة۔
73. كيفية دعوة أهل الكتاب إلى الله تعالىٰ في ضوء الكتاب والسنة۔
74. كيفية دعوة عصاة المسلمين إلى الله تعالىٰ في ضوء الكتاب والسنة۔
75. مفهوم الحكمة في الدعوة إلى الله تعالىٰ في ضوء الكتاب والسنة۔
76. مواقف النبي - صلى الله عليه وسلم - في الدعوة إلى اللّٰه تعالىٰ۔
77. مواقف الصحابة - رضي الله عنهم - في الدعوة إلى اللّٰه تعالىٰ۔
78. مواقف التابعين وأتباعهم في الدعوة إلى اللّٰه تعالىٰ۔
79. مواقف العلماء عبر العصور في الدعوة إلى اللّٰه تعالىٰ۔
80. مواقف لا تنسى - من سيرة والدتي رحمها اللّٰه۔

81. ”فقه الدعوة في صحيح الإمام البخاري“ - عدد المجلدات۔ 2 عدد الصفحات۔ 1289۔

*10 الجهاد في سبيل الله

82. الجهاد في سبيل الله۔
83. المفاهيم الصحيحة للجهاد في سبيل الله تعالىٰ في ضوء الكتاب والسنة۔
84. الجهاد في سبيل الله فضله ومراتبه وأسباب النصر على الأعداء۔

*11 متفرق

85. ”الربا أضراره وآثاره في ضوء الكتاب والسنة“. سود کی حرمت مترجم مکتبہ اسلامیہ لاهور۔
86. إجابة النداء۔ 87. الغفلة۔
88. العروة الوثقى في ضوء الكتاب والسنة۔
89. العلاقة المثلى بين الدعاة و وسائل الإتصال الحديثة في ضوء الكتاب والسنة۔
90. ورد الصباح والمساء من الكتاب والسنة۔
91. الغناء والمعازف في ضوء الكتاب والسنة وآثار الصحابة - رضي الله عنهم۔
92. أنواع الصبر ومجالاته۔ 93. سلامة الصدر۔
94. تبريد حرارة المصيبة عند موت الأحباب وفقد ثمرات. الأفئدة وفلذات الأكباد في ضوء الكتاب والسنة۔
95. سيرة الشاب الصالح عبد الرحمن بن سعيد بن علي بن وهف القحطاني۔
96. مقومات الداعية الناجح في ضوء الكتاب والسنة۔
97. مكفرات الذنوب والخطايا وأسباب المغفرة من الكتاب والسنة۔
98. من أحكام سورة المائدةم۔
99. نور الشيب وحكم تغييره في ضوء الكتاب والسنة۔
100. نور الهدى وظلمات الضلال في ضوء الكتاب والسنة۔

12 مراجع

1. ترجمه المصنف الشيخ الدكتور سعيد بن على القحطانیؒ المكتبہ الشاملہ۔
2. مشكاة الإسلامية:مؤلفات الدكتور سعيد بن علي بن وهف القحطاني۔
3. الدكتور سعيد بن على القحطانیؒ۔ ويكيبيديا، الموسوعة الحرة۔
4. ↑ https://sabq.org/4zVkRY رحيل الشيخ سعيد بن علي بن وهف القحطاني، موقع سبق، ١ أكتوبر ٢٠١٨۔

37 محدث ڈاکٹر ضیاءالرحمان اعظمیؒ

1943ء تا 2020ء

پروفیسر ڈاکٹر محمد ضیاء الرحمن اعظمیؒ۔ اور اَب مختصراً محمد عبد اللہ اعظمی بھی کہتے ہیں۔ ہندوستانی نژاد سعودی شہرہ آفاق محدث،ریسرچ اسکالر اور متعدد کتب کے مصنف، اعلی مناصب پر فائز رہ چکے ہیں۔

1نام۔پیدائش۔وطن۔ابتدائی تعلیم و تربیت

”بانکے لال“ نے **1943**ءمیں ”بلریا گنج“ اعظم گڑھ، اترپردیش، بھارت کے ایک ہندو گھرانے میں جنم لیا۔ اس کا والد ایک سرکردہ برہمن اور آسودہ حال کاروباری شخص تھا۔ جس کا کاروبار اعظم گڑھ سے کلکتہ تک پھیلا ہوا تھا۔ بچے کو وہ ساری آسائشیں میسر تھیں کہ جن کا تصور کیا جا سکتا تھا۔
بانکے لال نے اپنے قصبے سے مڈل کا امتحان پاس کرنے کے بعد شبلی کالج اعظم گڑھ میں داخلہ لیا۔یہاں سے **16**برس کی عمر میں **1959**ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔
اس لڑکے کی تربیت، خالص ہندو ماحول میں ہو رہی تھی اور برہمن خاندان کا سپوت ہونے کے باعث اسلام کے بارے میں ایک خاص سوچ اس کے دل و دماغ میں راسخ کی جارہی تھی۔

2 گنگا سے زمزم تک

1959ء میں میٹرک کا امتحان دینے کے بعد تعطیلات میں بانکے لال ”بلریا گنج“ آیا اور اس نے اپنی طبیعت کی بے چینی اور اضطراب کا تذکرہ کیا تو اس کے دوست اور استاد جنید نے اصرار کیا: ”چلیں آج حکیم محمد ایوبؒ سے ملتے ہیں“۔ یہ لڑکا انکار کرتا رہا کہ: ”وہ مصروف ہوں گے“۔ لیکن جنید صاحب اصرار کرکے حکیم محمد ایوب صاحب کے مطب پر لے آئے اور ملاقات میں حکیم صاحب سے درخواست کی: ”میرے اس دوست کو، آپ ہندی میں کوئی کتاب پڑھنے کے لیے دیں، یہ ان چھٹیوں میں بلریا گنج ہی میں رہے گا“۔
جستجو کے اس سفر میں حکیم محمد ایوب صاحب نے سیّد ابوالاعلیٰ مودودی کی ایک چھوٹی سی کتاب ”دینِ حق“ کا ہندی ترجمہ ”ستیہ دھرم“ بانکے لال کو پڑھنے کے لیے دیا۔ اس

نے گھر والوں سے چھپ کر اسے پڑھا۔ ایک بار، دوبار بلکہ بار بار، اور پھر اسے یوں محسوس ہوا جیسے تاریکی کی مہیب سیاہی سے روشنی کی ایک لکیر سی پھوٹ رہی ہو، اور اس کے دل کی دہکتی لوح پر شبنم سی گرنے لگی ہو۔ اسے یوں لگا کہ جیسے اس چھوٹی سی کتاب نے اس کے سامنے زمین و آسمان کے خزانے ہیچ کر دیے ہیں۔ اس نے سید مودودی کی وہ تمام کتابیں پڑھ ڈالیں، جو ہندی زبان میں ترجمہ ہو چکی تھیں۔

اسی اثنا میں ایک روز "خواجہ حسن نظامی م 1955ء" کا ہندی ترجمہ قرآن اس کے ہاتھ لگا۔ سیّد مودودی کی فکر سے متاثر، کالج کے ایک مسلم استاد سلطان مبینؒ نے روشنی کی تلاش میں مگن اس ہونہار طالب علم کی بھرپور سرپرستی و راہنمائی کی۔ اب برہمن خاندان کا یہ متجسس نوجوان، اعظم گڑھ میں ایک ہفتہ وار درسِ قرآن میں جانے لگا۔ اتفاق سے درس قرآن دینے والے ماسٹر عبد الحکیم بھی مولانا مودودی کی فکر سے متاثر تھے۔ اب اس نوجوان کی عمر17 سال ہو چکی تھی اور تیرگی میں پھوٹنے والی روشنی کی لکیر پھیلنے لگی تھی۔ تاہم، بعض خدشات دل و دماغ میں ابھر ابھر کر اس کے روحانی سفر کی راہ میں حائل ہوجاتے اور وہ ٹھٹھک کر رہ جاتا۔ اپنے آبائی مذہب سے انس ابھی تک موجود تھا۔ دوراہے پر کھڑے، اس نے آخری بار اپنے سنسکرت کے پروفیسر سے ملاقات کی، جو گیتا اور ویدوں کے ماہر تھے۔ ان کے سامنے دیومالائی تصورات اور اوہام پر بے اطمینانی کا اظہار کرتے ہوئے تشفی بخش جواب چاہا، مگر وہ سوالوں کا جواب دینے میں ناکام رہے۔ ان دنوں وہ معمول کے مطابق اپنے بستر پر لیٹتا، لیکن نیند کہیں دور نکل جاتی اور وہ شب بھر بے کلی سے کروٹیں بدلتا رہتا۔ گھر والے اس کی مضطرب کیفیت کو دیکھتے اور اس کو نوجوانی کے ہیجان سے تعبیر کرتے رہے، مگر وہ تو کسی شیریں چشمے کی تلاش میں صحرا کی تپتی ریت پر ننگے پاؤں چلتا جا رہا تھا۔

سیّد مودودی کی کتابوں کے مطالعے اور حلقہ درس قرآن میں باقاعدگی سے شمولیت نے قبول اسلام کے جذبے کو دوآتشہ کر دیا۔ چھ ماہ پر پھیلی اس آبلہ پائی کے بعد یہ 1960ء کی ایک صبح خوش جمال تھی، جو اس برہمن زادے کے افقِ دل پہ نور کی لپٹ بن کر چمکی۔ اس روز، درسِ قرآن میں سورہ عنکبوت کی آیت41 "جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسرے سرپرست (اولیا) بنالیے ہیں، ان کی مثال مکڑی جیسی ہے، جو اپنا ایک گھر بناتی ہے، اور سب گھروں سے زیادہ کمزور گھر مکڑی کا گھر ہی ہوتا ہے۔ کاش! یہ لوگ علم رکھتے"کی تلاوت و تشریح نے کایا پلٹ دی، تذبذب ختم ہوا اور اسی مجلس میں استاد عبد الحکیم سے التجا کرکے اسلام قبول کر لیا۔کچھ دن تو اس نے اپنے گھر والوں کو اس کی خبر نہ ہونے دی۔ ماں باپ نے یہی جانا کہ اس پر کسی جن بھوت کا سایہ ہو گیا ہے، جس پر پنڈتوں اور پروہتوں نے اسے گھیر لیا۔ اس کے سامنے اسلام کی بے حد مکروہ اور گھناؤنی تصویر پیش کی جانے لگی۔ ماں باپ نے بیٹے پر دباؤ ڈالنے کے لیے 'مرن برت' تک رکھ لیا۔ یلغار بڑھی تو سترہ سالہ نوجوان نے کھلے بندوں اعلان کر دیا کہ: "ہاں، میں مسلمان ہوں اور تم کتنے ہی ستم آزمالو میں مسلمان رہوں گا"۔ پھر آر ایس ایس (ایک ہندو دہشت گرد تنظیم) اس کے پیچھے لگ گئی۔

وہ رمضان المبارک کی ایک سنہری صبح تھی، جب اس نے اپنا گھر چھوڑا اور صعوبتوں کے ایک لمبے سفر پر نکل گیا، کوچہ بہ کوچہ، شہر بہ شہر۔ مسلمان اسے پناہ دیتے اور اس کا تحفظ کرتے رہے۔ وہ رام پور پہنچا۔ وہاں سے ککرالہ چلا گیا، جہاں ڈیڑھ سال تک ایک دینی مدرسے میں تعلیم حاصل کی۔ وہاں سے نکلا تو مدراس جنوبی ہند جا پہنچا اور 6 سال تک ایک مشہور دینی درس گاہ "دارالسلام اہلِ حدیث" عمرآباد سے کسبِ فیض کرتا رہا۔
دارالسلام میں 5 یا 6 سال گزارنے کے بعد انھوں نے کچھ عرصے کے لیے اپنے آبائی قصبے میں جانے کا فیصلہ کیا اور وہاں وہ اسی دوست کے ہاں مقیم ہوئے جنھوں نے سب سے پہلے ان کو دین حق پڑھنے کے لیے دی تھی جب لوگوں کو ان کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ بڑی تعداد میں ان سے ملاقات کرنے کے لیے آئے ۔ عجیب تر بات یہ ہے کہ ان میں ہندو بھی بڑی تعداد میں شامل تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہندوؤں نے جب دیکھا کہ اس قدر مصائب شدائد کے باوجود وہ اسلام پر قائم رہے کوئی لالچ اور خوف انھیں راہ حق سے نہ دور کرسکا تو ان کی نفرت عقیدت میں بدل گئی ۔ اس دوران عیدالفطر آ گئی مسلمانوں نے اعلان کردیا کہ ضیاء الرحمان نماز عید پڑھائیں گے اور خطبہ عید بھی وہ دیں گے اس اعلان کے نتجے میں نہ صرف قصبے اور قرب و جوار کے ہزاروں مسلمان بڑے بڑے جلوسوں کی شکل میں عیدگاہ میں جمع ہونے لگے بلکہ عیدگاہ کے چاروں طرف ہندو بھی انکی تقریر سننے کے لیے پہنچ گئے وہ اس بات پر بے حد حیران تھے کہ مسلمانوں نے ایک ایسے شخص کو جو چند سال پہلے ہندو تھا اپنی مذہبی پیشوائی اور امامت کے منصب پر کس طرح فائز کر دیا وہ اسلام کے اس پہلو اور ان کی تقریر سے بہ درجہ غایت متاثر ہوئے۔ اس موقعے پر وہ اپنے والدین سے بھی ملے ان میں خاصی تبدیلی آچکی تھی بلکہ اگر انھیں ایسے حالات سے دوچار ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا جو بیٹے کو پیش آچکے تھے تو ممکن ہے وہ بھی حلقہ بگوش اسلام ہوجاتے۔
1966ء میں مدینہ منورہ کی معطر ہوا کا کوئی جھونکا "دارالسلام "مدراس کی طرف سے گزرا اور اسے اپنے ساتھ لے گیا۔ اسے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ (مدینہ یونی ورسٹی) میں داخلہ مل گیا۔ چار سال میں اس نے گریجوایشن کر لی۔ پھر ایم اے کے لیے جامع الملک عبدالعزیز (جامعہ ام القریٰ، مکہ معظمہ) میں داخلہ لے لیا اور سیدنا ابوہریرۃؓ سے روایت شدہ احادیث مبارکہ پر معتبر تحقیقی کام کیا اور امتحان اعزاز کے ساتھ پاس کیا۔ ایم اے کے بعد "جامعہ الازہر" قاہرہ سے ڈاکٹریٹ کی سندِ فضیلت حاصل کی۔ ان کے مقالے کا موضوع تھا: حضور رسالت مآبﷺ کے فیصلے۔ یہ عظیم اور قابل قدر مقالہ "اقضیۃ الرّسول" کے نام سے عربی میں شائع ہوا، جس کے اردو سمیت متعدد زبانوں میں تراجم ہوئے۔ظلمت سے نور کی طرف سفر کرنے والے اس شخص کو دنیا اب پروفیسر ڈاکٹر محمد ضیاءالرحمن اعظمی کے نام سے جانتی ہے۔ اترپردیش کے برہمن خاندان کا بیٹا بہت دور رہ گیا ہے۔ ڈاکٹر اعظمی صاحب کا کمرہ ہزاروں دینی کتابوں سے سجا ہے۔ ان کی میز پر بھی کتابیں، قلم اور اوراق بکھرے پڑے ہیں۔ ایک کونے میں کمپیوٹر آراستہ اور فوٹو سٹیٹ مشین نصب ہے، اور وہ اپنی دنیا بدل دینے

والی روشنی کو عام کرنے کے مشن میں مصروف ہیں۔ اعظم گڑھ کے آسودہ حال برہمن نے کب سوچا ہو گا کہ اس کا بیٹا ایک دن اسلام کا نامور محدث، مبلغ، مفکر، مصنف اور محقق بنے گا۔ وہ ’رابطہ عالم اسلامی‘ کا ایک اہم رکن بنے گا۔ وہ برسوں مدینہ یونی ورسٹی میں کلیہ حدیث کا پروفیسر اور ڈین رہے گا اور عربی زبان میں اس کی بیسیوں تصانیف دینی درس گاہوں کے نصاب کا حصہ بنیں گی۔ڈاکٹر محمد ضیاءالرحمن اعظمی کی ہر کتاب کے کئی کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔
برسوں بعد جب حالات نے موقع دیا تو محمد ضیاء الرحمن اعظمی نے اپنے والدین سے رابطہ کیا اور ان کی ایسی خدمت کی کہ اعظم گڑھ کے گھر گھر میں خدمت و سعادت کی قابلِ رشک کہانیاں بیان ہونے لگیں۔ اب وہ دونوں دنیا میں نہیں رہے۔ اور محمد ضیاءالرحمن اعظمی کو مدینہ منورہ کی آغوش رحمت نے اپنی بانہوں میں سمیٹ رکھا ہے۔خالقِ ارض وسما کے فیصلے کس قدر لامحدود ہیں اور وہ اپنے رسول محمدﷺ کی سنت کا نور عام کرنے کے لیے کہاں کہاں سے اصحاب عالی ہمت چن کر صراطِ مستقیم پر گامزن فرما دیتا ہے۔

3 اسلامی تعلیم

- 1۔ شبلی کالج اعظم گڑھ۔
- 2۔ عالمیت، فضیلت: جامعہ دار السلام، عمرآباد۔1966ء
- 3۔ گریجویشن: الجامعة الاسلامية المدينة المنورة۔1970ء
- 4۔ ماسٹر: جامعة الملك عبد العزيز مكة المكرمة، جو اَب جامعة أم القرىٰ کے نام سے جانی جاتی ہے۔1973ء
- 5۔ ڈاکٹریٹ: جامعة الأزهر، مصر۔

4 اساتذہ

اساتذہ کے علاوہ جن مشائخ کے دروس سے زیادہ علمی استفادہ کیا ان میں سرِ فہرست:

- 1۔ علامہ شیخ عبد اللہ بن حمید رحمہ اللہ (چیف جسٹس سعودی عرب)
- 2۔ علامہ شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ (وائس چانسلر جامعہ اسلامیہ اور پھر مفتیٔ اعظم سعودی عرب)

- 3. شیخ الحدیث مولانا عبد الواجد عمری رحمانی پیارم پیٹی۔جامعہ دارالسلام عمرآباد۔ جنوبی ہند۔
- 4. مولانا ابوالبیان حماد عمری۔جامعہ دارالسلام عمرآباد. وغیرہ سے تعلیم حاصل کی ہے.

5 مناصب

رابطہ عالمِ اسلامی مکہ مکرمہ میں مختلف مناصب پر فائز رہے اور آخر میں انچارج ہیڈ آفس جنرل سکریٹری (مدیر مکتب الأمین العام لرابطۃ العالم الاسلامی) رہے۔

6 درس و تدریس

1399ھ بمطابق **1979**ء میں جامعہ اسلامیہ میں بطورِ پروفیسر متعین ہوئے۔ - ڈاکٹریٹ کے مقالوں کی نگرانی اور ان کے مناقشے۔

7 ادارتی ذمہ داریاں

1- مدیر البحث العلمی۔ **2** - مدیر مکتب الجالیات التابعۃ للجامعۃ الإسلامیۃ۔ **3** - رکن مجلۃ الجامعۃ الاسلامیۃ۔ **4** - عمید کلیۃ الحدیث۔

8 دعوتی اسفار

ہندوستان، پاکستان، مصر، اردن، آسٹریلیا، سری لنکا، انڈونیشیا، ملیشیا، نیپال، برطانیہ، الامارات العربیۃ وغیرہ۔

9 مشغولیات

- 1. مسجدِ نبوی میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے دروس۔
- 2. ہندی اور عربی میں مقالات کی کتابت اور تألیف ِ کتب۔
- 3. پھر جامعہ سے ریٹائرمنٹ کے بعد یکسوئی سے علمی وتحقیقی کاموں میں مصروف ہو گئے اور ہر طرح کی سرگرمیوں کو موقوف کر دیا ہے۔

10 عقیدہ و مسلک

محدث ڈاکٹر ضیاالرحمان اعظمیؒ خالص سلفی العقیدہ و مسلک محقق تھے اور کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔ گمراہ فرقوں ً مثلا صوفیہ اور اشاعرہ کے سخت خلاف تھے۔

ڈاکٹر صباح الدین اعظمی۔جماعت اسلامی۔انڈیا۔لکھتے ہیں۔ ڈاکٹر ضیاء الرحمنؒ صاحب کی زندگی پر تحریک اسلامی کے گہرے اثرات رہے۔ان کا سفر ہدایت مولانا مودودیؒ کی کتاب دین حق کے ہندی ترجمے کے مطالعے سے شروع ہوا تھا۔ یہ کتاب ان کو جناب حکیم محمد ایوب صاحبؒ نے دی تھی جو جماعت اسلامی کے سرگرم رکن اور بلریاگنج کے امیر مقامی تھے۔ گاؤں کے دیگر افراد جنھوں نے قدم در قدم ان کا ساتھ دیا تھا تحریک اسلامی سے متعلق تھے۔ شبلی کالج کے استاد ماسٹر عبدالحکیم صاحب جن کے ہاتھوں ڈاکٹر صاحب نے اسلام قبول کیا تھا جماعت کے قدیم رکن تھے۔ آزمائش و ابتلاء کے ایام میں رامپور، ککرالہ اور عمرآباد میں ہر جگہ انھیں تحریک اسلامی سے متعلق افراد کی سرپرستی اور رہنمائی حاصل رہی ہے۔البتہ راقم اس رائے سے اتفاق نہیں رکھتا کہ ڈاکٹر صاحبؒ تحریک اسلامی کے افراد کی کوششوں کے نتیجے میں دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ راقم کا تجزیہ یہ ہے کہ حق کی تلاش ڈاکٹر صاحب کےاپنے دل کی آواز تھی اور اس تلاش میں انھیں جن لوگوں سے تعاون ملا یا آزمائش کی گھڑی میں جن لوگوں نے شفقت کا ہاتھ بڑھایا ان کا تعلق تحریک اسلامی سے تھا۔ **قبول اسلام ان کی اپنی دریافت تھا** نہ کہ کسی کی دعوتی کوششوں کا نتیجہ۔ اپنے مطالعے، تحقیقات اور جستجو کے ذریعے ان پر اسلام کی حقانیت آشکار ہوئی تھی۔اپنےایک ویڈیو انٹرویو میں انھوں نے وضاحت کی ہے کہ دین حق کی تلاش میری اپنی جستجو تھی اور میں اپنے ذہن میں اٹھنے والے سوالات کے جوابات تلاش کرنے کے لئے مختلف لوگوں سے ملتا تھا۔ اور طرح طرح کی کتابوں کا مطالعہ کرتا تھا۔ میرا مقصد اپنے آبائی دین اور اسلام کی تعلیمات کا تقابلی جائزے لینے کا تھا اور بالآخر میں اسلام کی حقانیت کا قائل ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا“۔ ہمیں ڈاکٹر صاحب کےقبول اسلام کے واقعہ کو اسی تناظر میں دیکھنا چاہیے۔

یہاں یہ امر بھی حقیقت ہے کہ تحریک اسلامی سے وابستہ افراد سے ان کے ہمیشہ خوشگوار تعلقات رہے۔ جماعت اسلامی ہند کے چھٹے کل ہند اجتماع حیدرآباد(انیس سو اکیاسی) میں وہ اس وفد کا حصہ تھے جو جامعہ ”اسلامیہ مدینہ منورہ“ سے اجتماع میں شرکت کے لئے آیا تھا۔ دہلی میں قیام کے دوران ان کا اکثروقت جماعت اسلامی کے چتلی قبر واقع مرکز میں گزرتا تھاجہاں وہ محترم نسیم احمد غازی صاحب کے مہمان ہوتے۔ پڑوسی ملک میں ان کی کئی تصانیف تحریک اسلامی کے ادارے ”ادارہ معارف“ سے شائع ہوئی ہیں۔ ان کی خواہش تھی کہ ان کی تصنیف الجامع الکامل مولانا مودودی کے ”ادارے ترجمان القران“ سے شائع ہو جو بوجوہ ممکن نہ ہو سکی۔**”عمر آباد پہنچنے کے بعد ان کا رجحان اہل حدیث فکر**

کی طرف ہوگیا تھا۔ ان کا یہ رجحان بھی کسی کی کوششوں کا نتیجہ نہیں تھا بلکہ
فقہی معاملات میں مسلکی تقلید سے ہٹ کر غیر تقلیدی طرز عمل اپنانا ان کے شفاف ذہن کی
دریافت تھی کیونکہ ان کا ذہن پہلے سے کسی مسلکی تعصب کے زیر اثرنہیں تھا۔ "تقویتہ
الایمان" اور "بلوغ المرام" جیسی کتابوں کے مطالعے کے بعد ان کے اندر نمایاں تبدیلی آئی تھی۔
ہمیں ان کی فکری سوچ اور مسلکی رجحان کو ان مخصوص حالات کے پس منظر میں دیکھنا
چاہئے جن سے کہ وہ اپنی زندگی کے مختلف مراحل میں گزرے تھے۔ چاہے دین حق کی تلاش کا
سفر ہو یافقہی معاملات میں غیر مقلدانہ طرزعمل کا انتخاب یہ ان کی دریافت کا نتیجہ تھا نہ
کہ روایتی تقلید کا"۔

* ایک یادگارسفر کی یادیں قارئین کے ساتھ شئیر کرنا چاہتا ہوں۔ انیس سو اٹھاسی میں
ڈاکٹرصاحب نے اپنے اہل و عیال کے ساتھ وطن کا سفر کیا تھا۔ میں ان دنوں علی گڑھ مسلم
یونیورسٹی میں زیر تعلیم تھا۔ ڈاکٹر صاحب کی خواہش پرمیں نے ان کے ساتھ دہلی سے
بلریاگنج اور پھر واپسی کا سفر کیا تھا۔ہم لوگ فلائٹ سے بنارس پہنچے۔ بلریا گنج سے منشی
محمد انور صاحب (قدیم رکن جماعت اور جامعتہ الفلاح کے سابق نائب ناظم)اور ہمارے والد
صاحب دو گاڑیوں میں مہمانوں کو لینے آئے تھے۔ "جامعہ سلفیہ" کے احباب کو بھی
ڈاکٹرصاحب کے پروگرام کی اطلاع تھی اور وہاں سے بھی کچھ لوگ استقبال کے لئے آئے تھے۔
ڈاکٹر صاحب کے ساتھ ہم لوگوں کا اکثر "جامعہ سلفیہ" جانا ہوتا تھا اور وہاں سے بھی بہت
سارے احباب ڈاکٹر صاحب کے حوالے سے بلریاگنج آتے تھے۔اس لئے جامعہ سلفیہ کے بہت سارے
احباب سے واقفیت تھی اور اکثر جماعت اسلامی اور اہل حدیث فکر کو لے کردلچسپ نوک
جھونک بھی چلتی تھی۔ ایرپورٹ پر مجھے ڈاکٹر صاحب کے ہمراہ نکلتے دیکھ کر جامعہ سلفیہ
کے ایک عزیز نے پوچھا یہ ساتھ میں کون ہے؟ منشی محمد انور صاحب برجستہ بولے یہ ہمارا
آدمی ہے آپ لوگ یہاں استقبال کے لئے آئے ہیں ہمارا آدمی دہلی سے ساتھ آرہا ہے۔ سب ہنس
دیے۔"واپسی کے سفر میں صبح کی فلائٹ تھی ہم لوگ شام میں ہی بنارس پہنچ گئے تھے اور
"جامعہ سلفیہ" کے مہمان خانے میں قیام کیا تھا۔ڈاکٹر مقتدی حسن ازہریؒ نے اپنے گھر
پرشاندارضیافت کا انتظام کیاتھا۔ کھانے کے بعد رات دیر گئے گفتگو کا سلسلہ چلتا رہا-بات
تحریک اسلامی اور اہل حدیث فکر کی طرف جا نکلی۔میں نے ازراہ مذاق کہا دیکھئے
کتنا قیمتی ھیرا ہم نے آپ کو دیا۔ میرا اشارہ ڈاکٹر ضیاء الرحمن صاحب کی طرف تھا جو
کہ مولانا مودودی کی کتابیں پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تھے۔ڈاکٹر عبد الرحمن
الفریوائی بھی مجلس میں موجود تھے۔ برجستہ بولے۔ کیسا دیا تھا ہم جانتے ہیں۔ تراشنے میں
بہت محنت کرنی پڑی۔ مجلس پر لطف ہوگئی۔ ڈاکٹر ضیاء الرحمن صاحب دور بیٹھے مسکراتے
رہے"۔ مجھے لگاکہ مختلف مکتبئہ فکر کے لوگوں کو ایک دوسرے کو برداشت کرنے کی عادت

ڈالنی چاہیے۔ دل میں وسعت پیدا کرنی چاہیے۔ڈاکٹر ضیاء الرحمنؒ صاحب کا کردار اور عمل اس کی واضح مثال ہے۔
[ڈاکٹر ضیاء الرحمن اعظمیؒ کے حالاتِ زندگی اور شخصیت کا جامع اور مستند تذکرہ] ڈاکٹر صباح الدین اعظمی۔جماعت اسلامی۔انڈیا۔

11 وفات اور تدفین

علم وعمل کا یہ آفتاب محقق شہیر محدث کبیر علامہ ڈاکٹر محمد ضیاء الرحمان اغظمیؒ ظہر کے وقت جمعرات یوم العرفہ 9 ذوالحجۃ۔ 1441ھ بمطابق 30 جولائی 2020ء کو 77 سال کی عمر میں سرزمین مدینۃالرسول میں ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔ صلاۃ الجنازہ مسجد النبوي الشريف میں پڑھی گئی اور"جنت البقیع"میں دفن ہوئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی جھود کو قبول کرے اور آپ کے علمی ورثے اور تلامذہ کو آپ کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔

12 خاندان سے تعلقات

ابتلاء اور آزمائش کے چند مہینے چھوڑ دیں تو ڈاکٹر ضیاء الرحمن صاحبؒ کے تعلقات اپنے اہل خانہ سے ہمیشہ نہایت خوشگوار رہے۔ "ڈاکٹر صاحبؒ پانچ بہنوں کے اکلوتے بھائی تھے۔ چار سگی اور ایک ماں کی طرف سے سوتیلی اس وقت دو بہنیں بقید حیات ہیں"۔"ان کی پرورش بہت لاڈ و پیار سے ہوئی تھی۔گاؤں میں مشہور تھا کہ ایک حلوائی کے یہاں ان کے والد "سکھ دیو" کا حساب چلتا تھا اور یہ کسی بھی وقت جا کر وہاں سے مٹھائی کھا سکتے تھے ان کی والد جب کلکتہ سے آتے تو حساب بیباق کرتے۔ اکلوتے بیٹے ہونے کی وجہ سے یہ ماں کے بہت لاڈلے تھے۔اچھا کھانے کے شوقین تھے۔ان کے لئے ہمیشہ خاص پکوان بنتا تھا"۔
ڈاکٹر صاحبؒ نے اپنے والدین، بہنوں اور ان کی اولاد کا ساری عمر خیال رکھا۔بیرون ملک جانے کے بعد جب ان کو آسودگی نصیب ہوئی تو انھوں نے اپنے والد صاحب کو کام سے آزاد کیا اور ان کی تمام ذمہ داریں خود سنبھال لیں۔شروعات میں تعلیمی مصروفیات کی وجہ سے وہ سعودی عرب سےدس سال تک گھر نہیں آسکے تھے۔لیکن 1978ء کے بعد دس بارہ سال تک وہ پابندی سے ہر سال تعطیلات میں گھرآتے رہے۔ ان کا قیام ہمیشہ محترم حکیم ایوب صاحبؒ کی رہائش گاہ پر رہا۔ جنھیں وہ اپنا سر پرست سمجھتے تھے۔ عمرآباد سے واپسی کے بعد وہ کبھی اپنے گھر نہیں ٹھہرے۔ ایرپورٹ سے بلریاگنج آتے ہوئےاپنے گھر کی گلی میں اتر جاتے اور والدین سے ملاقات کے بعد حکیم صاحب کے گھر آتے۔ جہاں ان کا قیام رہتا۔واپسی کے وقت سب سے آخر میں والدین سے مل کر گاڑی میں بیٹھتے۔ دن میں دو مرتبہ صبح، شام والدہ سے ملنے جاتے۔اور گھنٹوں ساتھ رہتے۔ان کی آمد کے موقعہ پر سب بہنیں ان کی اولاد اور دیگر

رشتہ دار اکھٹا ہوتے۔مشرقی اتر پردیش کی عام روایت کے مطابق سب کے لئے کپڑے وغیرہ کی خریداری کی جاتی۔ہفتہ بھر جب تک ڈاکٹر صاحب کا قیام رہتا ان کے گھر پر خوب رونق رہتی۔ اس دوران ڈاکٹر صاحب اپنے خاندان کے لوگوں کی خاص طور پر ضرورت مند رشتہ داروں اور پرانے دوستوں کی خاموشی سے حسب ضرورت امداد کرتے۔

وہ چچا جو ایذا پہچانے میں پیش پیش رہتا تھا ان کا رویہ بھی تبدیل ہو گیا تھا۔ ایک مرتبہ نانا کے مکان پر وہی چچا "دھورڑی" جو سادھو بن گیا تھے ڈاکٹر صاحب سے ملنے آئے۔

سادھووں والا حلیہ کہنے لگےجلدی میں ہوں فلاں جگہ تھا معلوم ہوا کہ آپ آئے ہیں۔ ملنے آگیا۔ ابھی کہیں اور جانا ہے وغیرہ وغیرہ ڈاکٹر صاحب نے تالیف قلب کی روایت ادا کی۔ کچھ ناشتے کا سامان رکھا تھا ڈاکٹر صاحب نے کہا لیجئے۔ چچا نے ہاتھ جوڑ کر کہا "بسم اللہ کیجئے" ..... یا مقلب القلوب

"آخری عمر میں والدین نے اپنی بہو، پوتوں اور پوتی کو دیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے ان کی خواہش کی تکمیل کی اوراپنی اہلیہ، بیٹوں اور بیٹی کے ساتھ وطن کا سفر کیا۔والدین اور بہنوں نے اپنے بہت سارے ارمان پورے کئے"۔

جب تک والدین باحیات رہے ڈاکٹر صاحب ان سے ملنے کے لئےسال کے سال آتے رہے۔ والدین کے سامنے وہ ہمیشہ ایک عام سے انسان نظر آتے۔ وقت رخصت والدہ کے گلے لگ کر دیر تک آنسو بہاتے اور والد کے کندھے کوجذبات میں تھپتھپاتے ڈاکٹر صاحب بہت عظیم نظر آتے تھے۔

والدین کے انتقال کے بعد صرف ایک مرتبہ وطن آئے۔ پچھلے پچیس سالوں میں انھوں نے وطن کا سفر نہیں کیا تھا۔

والدین کے انتقال کے بعد گھر اور دیگر جائدادبہنوں کے حصے میں آئی۔ ڈاکٹر صاحب نے کچھ بھی تقاضا نہیں کیا۔ان کی یہ خواہش ضرور رہی کہ بہنوں کو مناسب قیمت ادا کرکے پشتینی مکان کی زمین کو لائبریری یا کسی دینی مرکز کے لئے وقف کردیں۔ لیکن بوجوہ یہ ممکن نہ ہوسکا۔ماں باپ کے انتقال کے بعد بہنوں کو موقعہ بموقعہ مناسب رقمیں بھیجتے رہے۔ سوتیلی بہن کے شوہر نےابتلاء کے دنوں میں ان کا سب سے زیادہ ساتھ دیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے اس جذبے کا صلہ یہ دیا کہ بہنوئی کی انتقال کے بعد جب تک بہن زندہ رہیں ہر مہینے ان کو ایک مخصوص رقم اخراجات کے لئےبھیجتے رہے۔ "تیس جولائی کو جب ڈاکٹر صاحب کی رحلت کی خبر آئی تو سب بہنیں اور دیگر اہل خانہ اوررشتہ دار ایک جگہ اکٹھا ہوئے۔ معلوم نہیں کیا تعلق محسوس کیا کہ سب جمع ہو کرہمارے والد جناب ڈاکٹر علاء الدین صاحب (جو نانا حکیم محمد ایوب صاحبؒ کے انتقال کے بعد گھر کے سرپرست ہیں اور ایک مدت سے انھیں کے ذریعہ ڈاکٹر صاحب اپنے اہل خانہ سے رابطہ کرتے تھے) کے پاس آئے۔ میں نے اتفاق سے اسی وقت گھر فون کیا تھا۔ پتہ چلا کہ گھر میں بھیڑ ہے باہر مرد اور اندر عورتیں اکھٹا ہیں۔ بعد میں بات ہوگی۔ میں نے پوچھا کون ہیں۔ جواب ملا ڈاکٹر صاحب کے گھر کے لوگ"۔ میں نے فون بند کردیا اور دیر تک سوچتا رہا کہ انسانی رشتوں اور تعلقات کی نفسیات کتنی پیچیدہ ہوتی ہے۔

اسی وقت واٹس ایپ پر پیغام موصول ہوا۔ کسی نےمسجد نبوی میں ڈاکٹر صاحب کے جنازے کا ویڈیو بھیجا تھا۔ میرےاللّٰہ میں کیادیکھ رہا ہوں۔ ایک صدا آئی "

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ۔

[ڈاکٹر ضیاء الرحمن اعظمی رحمہ اللہ کے حالاتِ زندگی اور شخصیت کا جامع اور مستند تذکرہ] ڈاکٹر صباح الدین اعظمی۔جماعت اسلامی۔انڈیا۔

13 زوجہ اور اولاد

ڈاکٹر ضیاءالرحمان اعظمیؒ کی بیوی پاکستانی ہے انہوں نے جامعہ کراچی سے ایم۔ اے کر رکھا ہے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی میں داخلہ لینے کا ارادہ تھا۔ لیکن شادی ہو گئی۔ اعظمی صاحب کی مصروف کی وجہ سے پی۔ ایچ۔ ڈی نہ کر سکی البتہ چند سال قبل انہوں نے حفظ قرآن کی سعادت حاصل کی ہے۔ ڈاکٹر صاحب ہندوستانی نژاد سعودی ہیں۔ جبکہ آپکی بیوی پاکستانی ہے۔ یہ شادی کیسے ہو گئی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی بیوی کا ماموں مدینہ یونیورسٹی سے منسلک تھے۔ ڈاکٹر اعظمی صاحب سے ان کی میل ملاقات رہتی تھی۔ انہوں نے ڈاکٹر اعظمی صاحب کی شادی اپنی بھانجی سے کرائی۔

ڈاکٹر محمد ضیاءالرحمان اعظمیؒ کے چار بچے ہیں تین بیٹے احمد ۔ ڈاکٹر اسعد اور اسید اور ایک بیٹی۔ بچے شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں۔

بچے اشاعت دین کی طرف نہیں آئے۔ ان کا خیال ہے کہ جتنا کام ان کے والد صاحب نے کیا ہے۔ اس قدر وہ کبھی نہیں کر سکیں گے۔ یہی سوچ کر وہ مختلف شعبوں میں چلے گئے ہیں۔

14 عربی کتب

"دراصل محدث ضیاء الرحمان اعظمیؒ اور انہی کی طرح کے دیگر علماء جنھوں نے کتب احادیث پرکام کرکے ان سے استفادہ میں سہولت پیدا کی ہے۔ ان سب حضرات پر یہ بات صادق آتی ہے کہ ان لوگوں نے اپنی عمرعزیز کا بہت بڑا حصہ قربان کرکے بعد میں آنے والے متلاشیان علم حدیث کےوقت اور محنت کو بچایا ہے اور ان پر احسان عظیم کیا ہے"۔

(1) أبو هريرة في ضوء مروياته

طبع اول: دار الکتاب المصری، القاہرۃ 1979ء طبع دوم: مکتبۃ الغرباء الأثریۃ، المدینۃ المنورۃ 1418ھ صحابیٔ جلیل حضرت ابو ہریرۃؓ پر مستشرقین نے بے شمار اعتراضات کیے ہیں اور رواۃِ حدیث میں سب سے زیادہ انہیں کی حدیثوں کو اپنا نشانہ بنایا ہے۔ چنانچہ مؤلف نے اس

موضوع کو اپنی ”ماسٹر“ کی ڈگری کے مقالے کے لیے منتخب کیا اور صحاحِ ستہ اور مسند احمد میں موجود اُن کی ساری حدیثوں کو جمع کرکے دوسرے صحابہ کی حدیثوں سے مقارنہ کیا اور آخر میں اس نتیجے پر پہنچے کہ اکثر وبیشتر حدیثوں میں دوسرے صحابہ نے ان کی موافقت کی ہے اور جن حدیثوں میں حضرت ابو ہریرۃؓ منفرد ہیں ان کی تعداد بہت کم ہے۔ علما وطلبہ میں جو یہ بات مشہور ومتداول ہے کہ حضرت ابو ہریرۃؓ کی حدیثوں کی تعداد ۵۳۷۴ ہے اس سے مراد مختلف اسانید ہیں، نہ کہ خالص متونِ حدیث اور متونِ حدیث کی تعداد کسی بھی صورت میں دو ہزار سے زیادہ نہیں پہنچتی۔ اب اگر حضرت ابو ہریرۃؓ کی زندگی کے ایام، جو انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں گزارے، اُن پر یہ حدیثیں تقسیم کی جائیں تو روزانہ دو حدیث سے زیادہ نہیں بنتی، کیونکہ آپؓ نے غزوۂ خیبر میں اسلام قبول کیا جو ۷ھ میں واقع ہوا اور غزوۂ خیبر سے رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے ایام تقریباً ایک ہزار ہیں۔ اس نتیجے نے علما وطلبہ کے درمیان زبردست انقلاب برپا کر دیا اور اُن سارے اعتراضات کا ازالہ ہو گیا جو حضرت ابوہریرۃؓ پر لگائے جاتے تھے، کیونکہ حضرت ابوہریرۃؓ دن رات نبی ﷺ کی خدمت میں لگے رہتے تھے، اس لیے ان کا یومیہ دو حدیثیں بیان کرنا قابلِ اعتراض نہیں ہے۔ مؤلف کا ماسٹر کا رسالہ (Thesis) تقریباً ۸۰۰ صفحات پر مشتمل تھا، اس کا مختصر نمونہ دو تین بار شائع ہو چکا ہے۔ اُس وقت جامعۃ الملک عبدالعزیز کے مدیر ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی تھے، جو بعد میں وزیرِ ثقافہ بھی بنے۔ انہوں نے بطورِ خاص اُس رسالے (Thesis) کی ایک کاپی طلب کی اور مؤلف کے نتیجے کی روشنی میں ایک گراں قدر مقالہ تحریر فرمایا جو ”مجلۃ الیمامۃ“ میں شائع ہوا اور پھر اسی نتیجے کی روشنی میں «أبو هريرة» کے نام سے ایک مستقل کتاب تصنیف کی۔ یہ موضوع نہایت ہی دقیق اور مشکل تھا، جسے مؤلف نے اپنی ماسٹر کی ڈگری کے لیے منتخب کیا تھا۔ موضوع کی حساسیت کااندازہ محدثِ شام شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کے اس جملے سے بخوبی ہوتا ہے جو آپ نے مؤلف سے اس رسالے کی تیاری کے وقت کہا تھا، آپ نے فرمایا: «لقد دخلت في بحر لا ساحل له»، ”تم ایسے سمندر میں داخل ہو گئے ہو جس کا کوئی ساحل ہی نہیں ہے۔“ اس عظیم موضوع پر ریسرچ کی وجہ سے وہ مؤلف سے بہت محبت کرتے تھے اور انہیں «یا صاحب أبي هريرة» کہہ کر پکارتے تھے۔ ان واقعات کی تفصیل مؤلف کے مشفق استاد محترم جناب حافظ حفیظ الرحمن عمری مدنی نے «دراسات في الجرح والتعديل» کے مقدمے میں تحریر فرمائی ہے جو جامعہ سلفیہ بنارس سے 1983ء میں شائع ہوئی۔

(2) أقضية رسول الله ﷺ لابن الطلاع (ت 497 ھ)

طبع اول: دار الکتاب، بیروت 1981ء طبع دوم: دار الکتاب، بیروت 1982ء طبع سوم: دار السلام، الریاض 2003ء یہ کتاب دراصل اندلس کے معروف عالم محمد بن فرج المالکی کی تصنیف ہے، جسے ڈاکٹر صاحب نے جامعۃ الأزھر مصر سے Ph.d کی ڈگری حاصل کرنے کے لیے

اپنی تحقیق کا موضوع بنایا۔ بشری اختلافات اور باہمی تنازعات میں رسول اللہ ﷺ کے فیصلوں کو جو اہمیت حاصل ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ہے۔ اسی اہمیت کے پیشِ نظر ابن الطلاع نے نبی ﷺ کے تمام فیصلوں کو اس کتاب میں جمع کرنے کی کوشش کی، لیکن اُن سے بہت سے فیصلے چھوٹ گئے تھے، جن کو محترم ڈاکٹر صاحب نے استدراک کرکے اس کتاب میں شامل کر دیا اور ہر فیصلے کی تحقیق وتخریج کرکے اس کی صحت وضعف کی نشان دہی فرما دی۔ اس طرح یہ کتاب رسول اللہ ﷺ کے فیصلوں پر مشتمل ایک مستند اور کامل
انسائیکلوپیڈیا بن گئی۔ اس کا اُردو ترجمہ متعدد بار لاہور پاکستان سے شائع ہو چکا ہے اور اب انگلش زبان میں اس کے ترجمے کی کوشش ہو رہی ہے، تاکہ غیر مسلمین میں نبی ﷺ کی شخصیت ایک چیف جسٹس اور جج کی حیثیت سے بھی اجاگر ہو اور عدل وانصاف کی جو بے نظیر مثالیں آپ ﷺ نے قائم کی ہیں اُن پر واضح ہوں۔

(3) دراسات في الجرح والتعديل

طبع اول: الجامعة السلفية، بنارس **1983**ء طبع دوم: عالم الكتب، بيروت **1995**ء طبع سوم: مكتبة الغرباء، المدينة **1995**ء طبع چهارم: مكتبة دار السلام، الرياض **1424**ء اس کتاب میں مؤلف نے رواۃ الحدیث سے متعلق محدثین کے جرح وتعدیل کے قواعد مختلف کتبِ احادیث سے جمع کیا ہے۔ اس کتاب میں کل چار فصلیں ہیں، پہلی فصل جرح سے متعلق، دوسری فصل تعدیل سے متعلق، تیسری فصل بعض مصطلحاتِ حدیث سے متعلق اور چوتھی فصل میں ابتدائی تین صدیوں کے **35** مشہور ناقدینِ حدیث کا مختصر تعارف اور ان کے یہاں حدیثوں کی جانچ پڑتال کرنے اور پرکھنے کے جو طریقے تھے ان کا مکمل تعارف ہے۔ مؤلف نے تدریس کے دوران حدیث کے طلبہ کو جب "جرح وتعدیل" کے باب میں محدثین کے منہج سے دور دیکھا اور ان کی اصطلاحات سے ناواقف پایا، تو اس کتاب کی تالیف فرمائی، تاکہ علمِ حدیث کے اس نازک باب سے طلبہ اچھی طرح واقف ہو سکیں۔

(4) المدخل إلی السنن الكبری للبيهقي (ت **458** هـ)

1. طبع اول: أضواء السلف، الرياض **1404**ھ
2. طبع دوم: أضواء السلف، الرياض**1420**ھ

یہ امام بیہقی کی مشہور کتاب "السنن الكبری" کا مقدمہ ہے جو اب تک ناپید تھا، ڈاکٹر صاحب نے خدابخش لائبریری سے اس کا قلمی نسخہ حاصل کیا اور اس کو اپنی تحقیق وتعلیق سے شائع کرایا۔

صحابہ، تابعین اور تبعِ تابعین کے یہاں سنت کا کیا مقام ومرتبہ تھا، انہوں نے سنت کو کیسے محفوظ کیا اور کیسے اس کی نشرواشاعت کی اور اس راستے میں کن کن مصائب وآلام سے

سامنا کیا، ان تمام موضوعات کا اس کتاب میں احاطہ کیا گیا ہے۔

کتاب کے شروع میں محقق نے ایک نہایت ہی وقیع اور جامع مقدمہ تحریر فرمایا ہے جس میں امام بیہقی نے سنت ِ نبوی کی خدمت واشاعت میں جو کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں انہیں اجاگر کیا گیا ہے اور ان کے ۸۹ مشہور اساتذہ کے حالاتِ زندگی کو مختلف کتب ِ تراجم سے جمع کیا گیا ہے۔ اس کا اُردو ترجمہ ۱۹۹۷م میں لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔

(5) دراسات في اليهودية والنصرانية

طبع اول: مکتبۃ الدار، المدینۃ المنورۃ 1988ء اس کتاب میں یہودیت ونصرانیت کے آغاز، ارتقا، تحریف اور انحطاط پر خالص علمی انداز میں بحث کی گئی ہے اور ٹھوس علمی وعقلی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ یہودیت ونصرانیت کے نام سے آج دنیا میں جو مذاہب پائے جاتے ہیں اِن کا اُس دین سے کوئی تعلق نہیں جو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام پر نازل ہوا تھا۔ نیز بائبل میں علمائے یہود ونصاریٰ نے جو تحریف کی ہیں اس کا بھرپور جائزہ لیا گیا ہے اور بائبل میں موجود تحریفات کے باوجود نبی ﷺ سے متعلق جو بشارات ہیں انہیں ایک فصل میں جمع کر دیا گیا ہے جس کی تاکید قرآن مجید میں بھی وارد ہے۔ ﴿وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ ۖ فَلَمَّا جَاءَهُم بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ﴾ [الصف: 6].

”اور جب عیسیٰ بن مریم نے کہا: اے بنی اسرائیل! میں یقیناً تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اور پہلے سے نازل شدہ تورات کی تصدیق کرتا ہوں اور ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا اور اس کا نام احمد ہوگا۔“

(6) فصول في أديان الهند

طبع اول: دار البخاری، المدینۃ المنورۃ 1997ء اس کتاب میں ہندوستان کے چار بڑے مذاہب ہندومت، بدھ مت، جین مت اور سکھ مذہب کا علمی وتحقیقی جائزہ لیا گیا ہے کہ یہ چارو مذاہب اپنے بعض بنیادی اختلافات کے باوجود اپنی موجودہ صورت میں بہت سی باتوں میں مشترک ہیں اور ان کی بنیادیں زیادہ تر دیومالائی عقائد وتصورات اور رسم ورواج پر کھڑی ہیں۔ یہ کتاب دراصل ان مقالات کا مجموعہ ہے جو ”مجلۃ الجامعۃ الاسلامیۃ“ مدینہ منورہ میں شائع ہوتے رہے اور پھر جب ڈاکٹر صاحب جامعہ اسلامیہ میں پروفیسر مقرر ہوئے اور دیگر مضامین کے علاوہ ”أديان العالم“ کی تدریس کی بھی ذمہ داری آپ کو سونپی گئی تو آپ نے انہیں مقالات سے ”ادیان“ کے دروس تیار فرمائے اور پھر افادۂ عام کے لیے ان مقالات کو نئی ترتیب وتہذیب کے بعد کتابی شکل میں شائع کر دیا۔ اور اب یہ دونوں کتابیں جو ”ادیان“ سے متعلق ہیں، یعنی ”یہودیت ونصرانیت“ اور ”ادیان الهند“، مضمون کی یکسانی کی وجہ سے

ایک جلد میں شائع کردی گئی ہیں، جو ۷۸۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ اسے سعودی عرب کا مشہور طباعتی ادارہ مکتبۃ الرشد شائع کر رہا ہے اور اس کے اب تک سات ایڈیشن آچکے ہیں۔ یہ کتاب اس ادارے سے ہر سال شائع ہو رہی ہے، کیونکہ یہاں کی یونیورسٹیوں کے اساتذہ وطلبہ میں یہ بے حد مقبول ہے۔

(7) فتح الغفور في وضع الأيدي على الصدور للعلامة
محمد حياة السندي (ت 1163 هـ)

طبع اول: دار السنۃ، مصر 1409ھ طبع دوم: کلیۃ القرآن والحدیث، فیصل آباد 1418ھ طبع سوم: مکتبۃ الغرباء، المدینۃ المنورۃ 1419ھ یہ محمد حیات السندی رحمہ اللہ کی کتاب ہے، جو بہت مفید موضوع پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی تحقیق وتخریج سے اس کی اہمیت وافادیت میں مزید اضافہ ہو گیا۔

(8) ثلاثة مجالس من أمالي ابن مردويه (ت 410 هـ)

طبع اول: دار علوم الحدیث، الإمارات العربیۃ المتحدۃ 1990ء یہ کتاب حافظ ابوبکر احمد بن موسیٰ بن مردویہ کی تین مجالس کے املاِ حدیث پر مشتمل ہے، جس کی تحقیق وتخریج ڈاکٹر صاحب نے کی، تاکہ حدیث رسول کے طلبہ اس سے استفادہ کر سکیں۔ محقق نے کتاب کے شروع میں نہایت ہی قیمتی اور مفید مقدمہ بھی تحریر فرمایا، جس میں ابن مردویہ کا مفصل تذکرہ اور انھوں نے احادیث کی تدوین وترویج میں جو کارنامہ انجام دیا ہے اس کو اجاگر کیا اور مشہور کتبِ امالی کا مفصل تذکرہ بھی کر دیا۔

(9) معجم مصطلحات الحديث ولطائف الأسانيد

طبع اول: أضواء السلف، الریاض 1999ء یہ کتاب حدیث، مصطلحِ حدیث، اسانیدِ حدیث سے متعلق تمام اصطلاحات اور اہم مصادرِ حدیث کے جامع تعارف پر مشتمل ہے۔ مؤلف نے قارئین کی آسانی کے لیے اس کو حروفِ تہجی پر مرتب فرمایا ہے۔ چونکہ آپ کے اسفار کے دوران علمِ حدیث اور جرح وتعدیل سے متعلق بکثرت سوالات کیے جاتے تھے جو حدیث کی بے شمار کتابوں میں منتشر ہیں، لہٰذا آپ نے اس کتاب کی تألیف فرمائی، تاکہ قارئین یہ تمام معلومات اور علمِ حدیث کی اصطلاحات ایک جگہ ایک کتاب میں دیکھ سکیں اور اب مزید ترمیم واضافے کے بعد اس کا نیا ایڈیشن زیرِ طبع ہے۔ اس کتاب کا اُردو ترجمہ بعض اضافوں کے ساتھ ڈاکٹر سہیل حسن نے اسلام آباد سے شائع کیا اور پھر اس کو ڈاکٹر عبدالرحمن الفریوائی نے دار الدعوۃ دہلی سے شائع کیا۔

(10) المنة الكبرى شرح وتخريج السنن الصغرى
للحافظ البيهقي (ت 458 هـ)

جلدیں: 7 طبع اول: مکتبۃ الرشد 2001ء طبع دوم: مکتبۃ الرشد 2005ء امام بیہقی کی کتاب ”السنن الصغری“ جو ”السنن الکبری“ کی تلخیص ہے، ”المنۃ الکبری“ اسی تلخیص کی شرح وتخریج ہے۔ امام بیہقی اپنے وقت کے بہت بڑے محدث تھے اور امام شافعی کے مذہب کے مؤید وناصر تھے، انہوں نے اس کتاب میں امام شافعی کے مذہب کی صحیح حدیثوں کو جمع کیا تھا۔ لیکن محقق نے اس میں بقیہ تینوں مذاہب (حنفی، مالکی، حنبلی) کی دلیلوں کو جمع کرکے ہر حدیث پر صحت اور ضعف کا حکم بھی بیان فرما دیا اور پھر ہر باب میں راجح مسئلے کی نشان دہی بھی کردی۔ اس طرح یہ کتاب ”فقہِ شافعی“ سے نکل کر ”فقہِ مقارن“ کی کتاب بن گئی، تاکہ ہر مذہب کے لوگ اس سے استفادہ کر سکیں۔

(11) التمسک بالسنة في العقائد والأحکام

طبع اول: مکتبۃ الغرباء، المدینۃ المنورۃ 1417ھ سنت کیا ہے؟ اسلام میں اس کا تشریعی مقام کیا ہے؟ سلفِ صالحین کے یہاں سنت کا کیا مرتبہ ہے؟ محدثین وفقہاء کے نزدیک سنت کا کیا مفہوم ہے؟ سنت کے بارے میں مستشرقین کا نظریہ کیا ہے؟ اور ان کے استدلال کا رد کیسے کیا جا سکتا ہے؟ کیا سنت محض اعمال واحکام ہی میں قابلِ حجت ہے یا عقائد میں بھی؟ کیا سنت کے بغیر قرآن کو سمجھنا ممکن ہے؟ حکمرانوں کی اطاعت میں ضابطۂ سنت کیا ہے؟ مؤلف محترم نے اپنی اس کتاب میں مذکورہ سوالات کا مختصر مگر نہایت ہی مدلل جواب دیا ہے۔ اصل کتاب عربی زبان میں ہے، جس کا اُردو ترجمہ مؤلف کے ایک فاضل شاگرد ڈاکٹر ابوالحسن طاہر محمود نے انجام دیا، تاکہ اُردوداں طبقہ بھی اس اہم کتاب سے مستفید ہو سکے۔ یہ ترجمہ دو بار مکتبہ دار السلام ریاض سے شائع ہو چکا ہے اور ممبئی سے بھی چھپ چکا ہے۔

**(12) تحفة المتقین في ما صح من الأذکار والرقی
والطب عن سید المرسلین**

طبع اول: مکتبہ احمد بن حنبل، فیصل آباد 2015ء طبع دوم: جامعہ دار السلام، عمرآباد 2016ء ”الجامع الکامل“ جو بارہ ضخیم جلدوں میں شائع ہو چکی ہے، جس میں مؤلف محترم نے ساری صحیح حدیثوں کو فقہی ترتیب سے جمع کر دیا ہے۔ اُردو، انگریزی اور دوسری عام زبانوں میں ترجمے کے لیے اس کی تلخیص پانچ جلدوں میں تیار ہو چکی ہے۔ اسی تلخیص کا ایک باب جو ”أدعیہ وأذکار“ سے متعلق ہے، مستقل کتاب کی صورت میں دو بار شائع کیا گیا۔ یہ کتاب اصلاً عربی زبان میں ہے اور اس کا اُردو ترجمہ بھی آچکا ہے،جو مختار فاؤنڈیشن ممبئی سے شائع ہوچکا ہے۔ یہ ہر گھر کی ضرورت ہے، کیونکہ اس میں نہ صرف صحیح احادیث سے ثابت مسنون دعاؤں اور اذکار ووظائف کی طرف رہنمائی کی گئی ہے، بلکہ بہت ساری

بیماریوں کا علاج طبِ نبوی سے پیش کیا گیا ہے اور بعض باطل عقائد کی اصلاح کتاب وسنت کی روشنی میں کی گئی ہے۔

(13) الجامع الكامل في الحديث الصحيح الشامل

جلدیں: **12** طبع اول: دار السلام، الریاض **2016**ء تاریخِ اسلام میں یہ وہ پہلی کتاب ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کی تمام صحیح حدیثوں کو مختلف کتبِ احادیث جیسے مؤطات، مصنفات، مسانید، جوامع، صحاح، سنن، معاجم، مستخرجات، أجزاء اور أمالی سے مؤلف نے جمع کیا ہے اور ہر حدیث کی تخریج کے بعد اس کے صحیح اور حسن کا درجہ بھی بیان فرما دیا ہے اور قارئین کی سہولت کے لیے اسے فقہی ابواب پر مرتب فرمایا ہے۔ یہ کتاب سولہ ہزار (**16000**) صحیح حدیثوں پر مشتمل ہے، جس میں عقائد، احکام، عبادات، معاملات، غزوات، سیرة النبی، فضائل ومناقب، آداب، تفسیر القرآن، زہد ورقاق، أدعیہ وأذکار، رقیہ شرعیہ، طبِ نبوی، تعبیرِ رؤیا، لباس وزینت، فتن اور علاماتِ قیامت نیز جنت وجہنم سے متعلق حدیثیں شامل ہیں۔ اسلامی شریعت کے دو مآخذ ہیں، ایک کتابُ اللہ اور دوسرا رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارکہ۔ مؤلف محترم سے سفر وحضر میں بار بار سوال کیا جاتا تھا کہ دوسرا مأخذ کہاں ہے اور اس سے استفادے کی کیا شکل ہے؟ لہٰذا مؤلف نے اس عظیم الشان کام کا بیڑا اٹھایا اور اللہ تعالیٰ کی نصرت وتائید سے پندرہ سال کی طویل مدت میں شب وروز کی انتھک محنت ومشقت کے بعد یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ ”الجامع الکامل“ میں کل **67** کتابیں اور چھ ہزار (**6000**) ابواب اور سولہ ہزار (**16000**) صحیح حدیثیں ہیں اور ہر باب کے اخیر میں اُن ضعیف حدیثوں کی بھی نشان دہی کر دی گئی ہے جو عوام الناس میں معروف ومشھور ہیں، اِن کی مجموعی تعداد تین ہزار (**3000**) ہے، لیکن یہ ضعیف حدیثیں اصل ”الجامع الکامل“ کی شرط پر نہیں ہیں، بلکہ مؤلف نے قارئین کے مزید علم کے لیے اسے ذکر کیا ہے، اسی لیے مطبوعہ نسخے میں اِن ضعیف حدیثوں سے پہلے گول دائرہ (**ا**) نہیں لگایا گیا ہے، جبکہ ہر صحیح حدیث سے پہلے یہ دائرہ موجود ہے۔ اور طبع دوم میں إن شاء اللہ تمام صحیح حدیثوں پر گول دائرے کی بجائے تسلسلی نمبرنگ کی جائے گی، لیکن ضعیف حدیثیں ان نمبروں سے خالی ہوں گی۔ مؤلف کے خیال کے مطابق طبع دوم میں ۹۹ فیصد صحیح احادیث آجائیں گی، سو فیصد کہنا اس لیے درست نہ ہوگا کہ صد فیصد صحیح تو صرف اللہ کی کتاب ہی ہے۔ اس کتاب کی تألیف پر بہت سارے علما، فضلاء اور اسکالرز نے خوشی کا اظہار کیا اور اس بات کو شدت سے محسوس کیا کہ یہ ایک اہم ضرورت تھی، گو تاخیر سے سہی مگر پوری ہو گئی اور بعض نے برجستہ اظہارِ خیال کیا کہ اب إن شاء اللہ اس کتاب کے بعد مسلمانوں کے بہت سارے اختلافات دور ہو جائیں گے۔ یہ کتاب بیس (**20**) جلدوں میں تھی، لیکن ناشر نے فانٹ بدل کربارہ (**12**) جلدوں میں شائع کیا ہے، جو الحمد للہ انتہائی قلیل مدت میں بازار سے ختم ہو گئی اور متعدد لوگوں نے شکایت کی کہ ابھی ہم خریدنے کا ارادہ کر ہی رہے تھے کہ کتاب بازار

سے ختم ہو گئی۔ مؤلف محترم نے غیر عربی داں حلقوں کے لیے اس کی تلخیص پانچ جلدوں میں تیار کی ہے، جو آئندہ کسی وقت شائع ہوگی، لیکن فی الحال اس تلخیص کا اُردو اور انگریزی ترجمہ ہو رہا ہے۔

*الجامع الکامل فی الحدیث الصحیح الشامل طبع دوم کی خصوصیات۔

1. اس کتاب میں تمام *صحیح احادیث* کا احاطہ کیا گیا ہے.

2. کتاب میں 67 کتب(مرکزی عناوین)، 5605 ابواب (ذیلی عناوین) اور 16546صحیح احادیث ہیں.19 جلدوں پر مشتمل صفحات کی تعداد 14736ہے .*جبکہ پہلی طبع 12 جلدوں میں تھی اب دوسری طبع میں بہت زیادہ اضافے کیے گئے ہیں

3. ہر باب کے اخیر میں ضعیف روایات کی نشاندہی نیز ہر حدیث کی محدثانہ انداز میں تحقیق کی گئی ہے.

4. یہ دوسرا اڈیشن ہے اب مؤلف کی طرف سے یہی نسخہ معتبر اور حتمی ہے.

5. ناشر *دار ابن بشیر للنشر والتوزیع* 00923024056187
ڈسٹری بیوٹرز *مکتبہ بیت السلام. کتاب سرائے*

(14) الأدب العالي (زیرِ طبع)

جامعہ دار السلام، عمرآبادیہ کتاب بھی ”الجامع الکامل“ کی تلخیص کا ایک باب ہے، جو آدابِ زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہے، جس کے مطالعے سے ہمیں صحیح اندازہ ہوتا ہے کہ اسلامی آداب کی تعلیماب کتنی اعلیٰ وارفع ہیں اور ایک مسلمان اگر اپنی زندگی میں ان آداب کا لحاظ رکھے تو وہ اسلام کا چلتا پھرتا نمونہ بن جائے گا۔ امید ہے کہ یہ کتاب جلد منظرِ عام پر آجائے گی۔ یہ کتاب عربی زبان میں ہے اور امکان ہے کہ عنقریب اس کا اُردو ترجمہ بھی آجائے گا۔

15 اردو مطبوعات

(1) تلواروں کے سائے میں

اس کتاب میں اسلام کے قرنِ اول سے لیے کر عصرِ حاضِر تک کے ان اصحاب دعوت و عزیمت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ جنھوں نے زبان و قلم اور جان و مال سے راہ حق میں جہاد کیا۔ اور مستقل

مزاجی کے ساتھ اس کی تبلیغ و اشاعت کو اپنا اصل مطمح نظر قرار دیے رکھا۔

(2) گنگا سے زمزم تک

قبول اسلام کی داستان نیز جن مصائب آلام سے گزرنا پڑا اس کی تفصیل * بیسویں صدی کی احیائے اسلام کی تحریکوں اور ممتاز عالمی اسلامی شخصیتوں کا تذکرہ * اسلام اور ملت اسلامیہ کے خلاف سازشوں اور ریشہ دوانیوں کا ذکر۔

16 ہندی کتابیں

(1) قرآن کی شیتل چھایا

طبع اول: دہلی 1977ء یہ کتاب ہندی زبان میں ہے۔ اس میں پڑھے لکھے ہندوؤں کے لیے ان کے مخصوص مزاج کی مناسبت سے اسلام کی دعوت پیش کی گئی ہے۔ یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے، پہلے حصے میں قرآن کی بنیادی دعوت جیسے عقیدہ، عبادات، اخلاقِ حسنہ وغیرہ کا ذکر ہے اور دوسرے حصے میں پہلی صدی سے لے کر ماضی قریب تک کے ان اصحابِ عزیمت بزرگوں کا ذکر ہے جنھوں نے اسلام کی راہ میں جانی ومالی قربانیوں کی تابناک مثالیں قائم کیں۔ 1969-70ء میں جب مؤلف جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں زیرِ تعلیم تھے، اسی طالب علمی کے زمانے میں اس کتاب کو مقالات کی شکل میں تحریر فرمایا اور ”کانتی“ دہلی میں یہ مقالے شائع ہوتے رہے۔ انہیں مقالوں کو ایک جگہ جمع کرکے کتابی شکل میں دہلی سے ۱۹۷۷م میں شائع کیا گیا۔ اس کے بعد سے اب تک اس کے دسیوں ایڈیشن مختلف جگہوں سے شائع ہو چکے ہیں، جیسے مدھر سندیش سنگم دہلی، قرآن اکادمی ڈمریاگنج سدھارتھ نگر، مکتبہ دار السلام ریاض، جمعیۃ التوحید بمبئی وغیرہ۔ یہ کتاب غیر مسلم حضرات میں کافی مقبول ہوئی۔ سنا ہے کہ اس کا ملیالم اور تمل زبان میں ترجمہ شائع ہو گیا ہے۔

(2) قرآن مجید کی انسائیکلوپیڈیا

طبع اول: دارالسلام، الریاض 2001ء طبع دوم: جمعیت اہل حدیث، دہلی 2010ء طبع سوم: دار الہدی، ممبئی 2011ء طبع چہارم: اسلامک دعوہ سنٹر، دہلی 2012ء طبع پنجم: توحید ایجوکیشنل ٹرسٹ، بہار 2012ء طبع ششم: صوبائی جمعیت اہل حدیث، ممبئی 2013ء طبع ہفتم: الجامعۃ السلفیۃ، بنارس 2016ء یہ کتاب ہندی زبان میں ہے۔ بر صغیر ہند میں مسلمانوں نے آٹھ صدیوں تک حکومت کی، لیکن انہوں نے اپنے ہم وطن غیر مسلمین کے لیے کوئی ایسا

کام نہیں کیا جس سے وہ ’’قرآن مجید‘‘ جو ساری دنیا کے لیے رشد وہدایت ہے، کی طرف راغب ہوتے۔ اسی غرض سے محترم ڈاکٹر صاحب نے اس ’’انسائیکلوپیڈیا‘‘ کی تصنیف فرمائی، جو قرآن مجید کے تقریباً چھ سو (600) موضوعات پر مشتمل ہے۔ یہ تاریخِ ہند میں اپنی نوعیت کی سب سے پہلی کتاب ہے جو اس موضوع پر لکھی گئی اور لوگوں میں کافی مقبول ہوئی اور نہایت ہی قلیل مدت میں اس کے سات ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور آٹھواں ایڈیشن مؤلف کی نظرِ ثانی کے بعد جلد ہی طباعت کے اعلیٰ معیار سے مزین ہو کر منظرِ عام پر آنے والا ہے۔ ہندی زبان میں قرآن مجید کے تقریباً دس ترجمے شائع ہو چکے ہیں، لیکن ایک غیر مسلم کے لیے صرف ترجمے کے ذریعے قرآن کی تعلیمات کو سمجھنا مشکل ہے، مگر اس ’’انسائیکلوپیڈیا‘‘ کے ذریعے قرآن کے ہر موضوع کو سمجھنا آسان ہو گیا ہے۔ بعض مسلم دوستوں نے مطالعے کے بعد یہ اصرار کیا کہ اس کا اُردو ترجمہ بھی ہونا چاہیے، کیونکہ بہت سے مسلمان بھی اِن موضوعات سے ناواقف ہیں، ان کی خواہش کے مطابق الحمد للہ اُردو ترجمہ ڈاکٹر عبدالرحمن الفریوائی کے زیرِ نگرانی پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے بہت جانفشانی کے ساتھ اس کو اُردوداں طبقے کے لیے تیار کیا۔ امید ہے کہ اس ’’انسائیکلوپیڈیا‘‘ سے عوام وخواص سبھی لوگ فائدہ اٹھائیں گے۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ اس کا انگریزی ترجمہ بھی مکمل ہو گیا ہے، جو ڈاکٹر صہیب حسن (لندن) کی نگرانی میں مراجعت کے مرحلے سے گزر رہا ہے، جلدازجلد اس کو لندن اور امریکا سے شائع کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، کیونکہ ڈاکٹر صہیب حسن صاحب کے خیال میں یہ اپنے موضوع کے اعتبار سے منفرد کتاب ہے جو کسی صحیح العقیدہ مسلمان کے قلم سے لکھی گئی ہے، اس کے بر خلاف یورپ اور امریکا میں ’’قرآن کی انسائیکلوپیڈیا‘‘ کے موضوع پر جو کتابیں شائع ہوئی ہیں اُن میں جان بوجھ کر اسلامی تعلیمات کو مسخ کرنے کی کوشش کی گئی ہے، کیونکہ ان کے لکھنے والے زیادہ تر یہودی، مسیحی، قادیانی وغیرہ ہیں۔

17 حوالہ جات

1. گنگا سے زمزم تک۔ ڈاکٹر ضیاء الرحمان اعظمیؒ۔
2. ڈاکٹر ضیاء الرحمان اعظمی مولف جامع الکامل۔ ڈاکٹر ابوالحسن طاہر محمود۔
3. چمنستان حدیث۔ مورخ اہلحدیث محمد اسحاق ؒبھٹی۔
4. اقضیة الرسول۔ڈاکٹر ضیاء الرحمان اعظمی۔مترجم۔ادارہ معارف اسلامی لاہور۔
5. ڈاکٹر ضیاء الرحمٰن اعظمیؒ کے حالاتِ زندگی اور شخصیت کا جامع اور مستند تذکرہ۔ ڈاکٹر صباح الدین اعظمی۔

38 شیخ سلیم بن عید الھلالی اثری

1957ء

1 نام و نسب

ابواسامہ سلیم بن عید بن محمد بن حسین الھلالی اثری۔ آپ کی نسبت بنی ”الھلال قبیلے“ کی طرف کی جاتی ہے۔

2 ولادت اور وطن

”الھلال قبیلے“ کا اصل وطن”جزیرۃ العرب“تھا۔ لیکن الشیخ سلیم بن عید الھلالی اثری کے آباءواجداد ہجرت کرکے فلسطین چلے گئے تھے آپ کی ولادت۔1377ھ بمطابق۔1957ء کو”ارض فسطین“میں ہوئی۔ پھر آپ کے آباءواجداد نے یہودیوں کے مظالم کی وجہ سے اردن کی طرف دوسری ہجرت کی۔

3 تحصیل علم

محدث سلیم الہلالی نے ایسے دیندار گھرانے میں آنکھ کھولی جس کا وراثتِ نبویﷺ سے بہت گہرا تعلق تھا جب آپ کے اہل جانہ اردن کی جانب ہجرت کرگئے تو آپ نے اردن ہی میں اپنی جدید تعلیم کا آغاز کیا اور ”B.S.C۔بی۔ایس۔سی“کیا۔ پھر آپ نے عربی کی تعلیم حاصل کی۔ اور اسی تعلیمی سلسلے کی تکمیل کے لیے وفاق”المدارس السلفیہ“کے تحت”جامع ابی بکر الاسلامیہ“کے زیرِ نگرانی”ایم۔اے اسلامیات“کرکے سند حاصل کی۔

4 علمی مجالس کراچی

محدث سلیم الہلالی۔1990ءکی دہائی میں کراچی تشریف لائے اور طلباء کے ساتھ کئی ایک علمی مجالس کا اہتمام کیا اور ان علمی مجالس میں اہل علم نے شرکت کی۔

5 اجازۃ فی الحدیث

شیخ سلیم الھلالی اثری کو سلسلہ اسانید زندہ رکھتے ہوئے شیخ العرب والعجم سید بدیع الدین شاہ راشدیؒ۔ شیخ سید محب اللّٰہ شاہ راشدیؒ۔ شیخ عطا اللہ حنیفؒ سے اجازہ فی الحدیث کا شرف حاصل ہے۔

6 علامہ البانیؒ سے تلمذ

شیخ سلیم الھلالی اثری کی ابتدائی ملاقات اردن میں ہی"محدث کبیرمحقق شہیرعلامہ محمدناصرالدین البانیؒ"سے اس موقع پر ہوئی جب محدث العصر البانی اور "جماعت التکفیر"کے درمیان مناظرے ہو رہے تھے پھر آپ نے سلسلہ تلمذ کو جاری رکھتے ہوئے دمشق کارخ کیا یہاں آپ نے محدث العصر سے "الترغیب الترہیب" اور دیگر کتب پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔

7 اساتذہ و شیوخ

1۔ محدث کبیرمحقق شہیرعلامہ محمد ناصرالدین البانیؒ۔
2۔ شیخ العرب والعجم سید بدیع الدین شاہ راشدیؒ۔
3 ۔ شیخ سید محب اللہ شاہ راشدیؒ۔
4۔ شیخ عطا اللہ حنیفؒ۔
5۔ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن بازؒ۔
6۔ الشیخ محمد بن صالح العثیمینؒ۔
7۔ محدث علامہ حماد محمد الانصاریؒ۔
8۔ الشیخ عبدالمحسن العباد البدر۔

8 عقیدہ و مسلک

محدث شیخ سلیم الھلالی خالص سلفی العقیدہ و مسلک محقق ہیں اور کسی کی تقلید نہیں کرتے۔ گمراہ فرقوں مثلاً صوفیہ اور اشاعرہ کے سخت خلاف ہیں۔

9 کیٹلاگ

محدث سلیم ہلالی اثری نے 200 سے زائد کتابیں لکھیں زیادہ تر شائع ہو چکی ہیں اور کچھ غیر مطبوع ہیں۔

1۔"موسوعة المناهي الشرعية في صحيح السنة النبوية"، مرتبة على الأبواب الفقهية۔ نوع الكتاب : عدد الصفحات۔ 1830: عدد المجلدات۔ 4 : الناشر: دار ابن عفان مصر۔ کاش! اس کتاب کا اردو ترجمہ ہو جاتا کیونکہ ڈاکٹر یوسف القرضاوی کی کتاب"اسلام میں حلال وحرام"میں بہت سی ضعیف احادیث ہیں۔ نیز وہ"موسوعة المناهي الشرعية"کی طرح جامع اورمستند بھی نہیں ہے۔

2۔ الباب فی فقه السنة و الكتاب۔

3۔ الجماعات الاسلاميہ في ضوء الكتاب والسنة بفهم سلف الامة۔

4۔ بصائر ذوي الشرف بشرح مرويات منهج السلف۔

5۔ قرة العيون في تصحيح تفسير ابن عباس لقوله تعالى رواية و دراية ورعاية۔

6۔ منهاج الاعتدال فی نقد فی تفسير الظلال و بيان ما فيہ من تصوف و رفض و اعتزال۔

7۔ "لماذا اخترت المنهج السلفی"۔ "اسلاف کے عقائد ومنہج"۔ مترجم محمد عرفان رمضان۔ یہ کتاب"منہاج فرقة الناجية" از"شیخ محمد جمیل زینوؒ متوفیٰ۔ 2010ء"کے ساتھ "دارالفرقان ریاض"سے"نجات یافتہ کون"کے نام سے چھپ چکی ہے۔

8۔ اللالی المنثوره فی اوصاف الطائفة المنصورة۔

9۔ عمدة الصابرين۔

10 ۔"بهجة الناظرين بشرح رياض الصالحين" اس کتاب کا اردو ترجمہ"مکتبہ قدوسیہ لاہور"نے طبع کیا ہے۔

11 ۔ كفاية الحفظة شرح المقدمة الموقظة۔

12 ۔ تحقيق كتاب: ((الاعتصام)) للشاطبي۔

13 ۔ تحقيق كتاب: ((الآداب الشرعية))۔

14 ۔ تحقيق كتاب: ((الأذكار)) للنووي۔

15۔ عجالة الراغب المتمني في تخريج كتاب «عمل اليوم والليلة» لابن السني۔

16۔ الاستيعاب في بيان الأسباب

17۔"البدعة والثرها السي فی الامة"۔ "بدعت اور امت پر اسکے بڑے اثرات"۔ مترجم "مکتبہ اسلامیہ لاہور"۔

18۔ الوابل الصيب۔

19۔ تحفة المودود باحكم المولود۔

20۔ "الرياء وذمة"۔ "ریاکاری کی ہلاکتیں"، اسباب۔علامات قرآن وحدیث کی روشنی میں۔(پیر 02 جون 2014ء)

21۔ "مبطلات الاعمال فی ضوء القرآن كريم و السنةالصحيحةالمطهرة"۔ "بربادی اعمال کے اسباب قرآن و سنت کی روشنی میں" ناشر: نور اسلام اکیڈمی، لاہور || (پیر 14 مارچ 2016ء)۔

10 حوالہ جات

1. ”میں نے سلفی منہج کیوں اپنایا“ : پیر 06 فروری 2017ء || ”المرکز الاسلامی للبحوث العلمیہ کراچی“۔

2. ”ترجمہ المصنف أبو أسامة سليم بن عيد الهلالي“۔ المکتبہ الشاملہ۔

3. ”سلیم الہلالی کی مزید کتابی“۔ محدث لائبریری۔

4. ”فہرست کتب“۔ الشیخ سلیم الہلالی۔

5. ”محمد ناصر الدین البانی“۔ دارالسلام ۔ ریاض ۔ لاھور۔
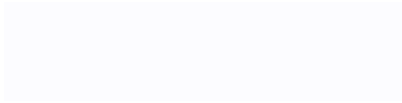
کتب حدیث کی تعداد احادیث

مرتب = ملک سکندر حیات نسوآنہ

اسماء	صحیح بخاری xxxxxxxxxxxxx	صحیح مسلم xxxxxxxxxxxxxxxx	الکتب الستہ xxxxxxxxxxx	صحیح جامع الکامل xxxxxxxxxxxxxxx
تعداد احادیث	• کل = 7397 • بدون مکررات = 2452 بمطابق امام البانیؒ	• کل = 7563 • بدون مکررات = 3033 بمطابق فؤادعبدالباقیؒ	• کل= 34456 • بدون مکررات = 9523 بمطابق ابن اثیر جامع الاصول	• کل صحیح احادیث = 16546 بمطابق ڈاکٹر ضیاء الرحمان اعظمی

اسماء	سنن سنائی xxxxxxxxxxxx	ابوداود xxxxxxxxxxxxx	سنن ابن ترمذی zzzzxxxxzzzzzz	سسن ابن ماجہ zzzzzzzxzzzzzzz
تعداد احادیث	• کل = 5761 • صحیح = 5314 • ضعیف = 447 بمطابق امام البانیؒ	• کل = 5274 • صحیح = 4393 • ضعیف = 1127 بمطابق امام البانیؒ	• کل = 3956 • صحیح = 3101 • ضعیف = 832 بمطابق امام البانیؒ	• کل = 4341 • صحیح = 3503 • ضعیف = 948 بمطابق امام البانیؒ

اسماء	جامع صغیر xxxxxxxxxxxxx	مسکاۃالمصابیح xxxxxxxxxxxxxxx	ترغیب الترھیب xxxxxxxxxxxxx	بولوغ المرام xxxxxxxxxxxxx
تعداد احادیث	• کل = 14670 • صحیح = 8202 • ضعیف = 6468 بمطابق امام البانیؒ	• کل = 6294 • صحیح = 4576 • ضعیف = 1718 • موضوع و منکر=42 بمطابق زبیرعلی زئیؒ	• کل = 6023 • صحیح = 3775 • ضعیف = 2248 بمطابق امام البانیؒ	• کل = 1358 • صحیح = 1196 • ضعیف = 162 بمطابق امام البانیؒ

مسند احمد ❁ تعداد احادیث 27647 ” مؤسسة الرسالة “ کے ایڈیشن کے مطابق ❁ 642 احادیث زوائد عبد الله بن أحمد بن حنبل ❁ 9566 احادیث حذف مکررات کے بعد ❁ 3115 ”صحیحین“ بخاری اور مسلم میں ہیں ❁ 2905 احادیث السنن الخمسة (السنن الأربعة وسنن الدارمي) والموطأ ❁ 3546 احادیث میں امام احمد منفرد ہیں ۔ یعنی بخاری ۔ مسلم ۔ موطا مالک ۔ نسائی ۔ ابوداؤد ۔ ترمذی ۔ ابن ماجہ ۔ الدارمي میں نہیں ہیں ❁ مسندزوائد ۔ الهیثمی ۔ 5153 احادیث ❁ 300 احادیث ثلاثي ہیں یعنی سند میں رسول ﷺ اور امام احمدؒ کے درمیان تین راوی ہیں۔

کتب فقة الحدیث کی تعداد احادیث

اسماء	سلسلہ فقة الحدیث xxxxxxxxxxxxx	فقہ السنة xxxxxxxxxxxxx	فقہ کتاب و سنت zzzzxxxxxzzzzzz	منهاج المسلم zzzzzzzxzzzzzzz
تعداد احادیث	• کل = 10202 • آیات = 2655 • احادیث = 7547 • صحیح = 7286 • ضعیف = 261 بمطابق امام البانیؒ	• کل = 4431 • آیات = 879 • احادیث = 3552 • صحیح = 3000 • ضعیف = 552 • موضوع=13+2 بمطابق امام البانیؒ	• آیات = 303 • احادیث = 1618 • کل = 1921 تمام صحیح بتحقیق شیخ محمدصُبحیؒ	• کل = 2585 • آیات = 819 • احادیث = 1766 • صحیح = 1619 • ضعیف = 147 بمطابق زبیرعلی زئیؒ

میری امت کی ایک جماعت ہر دور میں حق کی بنیاد پر غالب رہے گی۔مسلم

تذکرہ علمائے اسلام

عرب و عجم قدیم و جدید

علماء اسلام اور ان کے علمی کارناموں کے تذکرہ پر مشتمل مختصر اور جامع حوالہ جاتی کتاب

تالیف

ملک سکندر حیات نسوآنہ

میری امت کی ایک جماعت ہردورمیں حق کی بنیادپرغالب رہے گی.مسلم

تاریخ اعلام اہلحدیث

قدیم و جدید

علماء اہلحدیث کے تذکرہ پرمشتمل مختصراورجامع حوالہ جاتی کتاب

تالیف

ملک سکندر حیات نسوآنہ

الحدیث اکیڈمک علوم اسلامیہ لائبریری ھڈا سرگودھا